فرہنگِ کلیاتِ منشی پریم چند

(مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو)

محقق

عبدالکریم

رجسٹریشن نمبر:12-FLL/PHDURD/F08

نگران

پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل

شعبہ اردو

کلیہ زبان و ادب

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

۲۰۱۳ء

Accession No. TH-25800

PhD
891.43903
ع ب ذ

اردو ادب - لغات
" - لسانی مطالعہ

CamScanner

ACCEPTANCE BY THE VIVA VOCE COMMITTEE

Name of the Student: ***Abdul Karim***

Title of the Thesis: فرہنگ کلیاتِ پریم چند

Registration No: ***12-FLL/PhD Urdu/F08***

Accepted by the Department of Urdu, Faculty of Languages & Literature, International Islamic University, Islamabad, in partial fulfillment of the requirements for the Doctor of Philosophy degree in Urdu.

VIVA VOCE COMMITTEE

External Examiner:
Dr. Abdul Aziz Shair
Chairman, Department of Urdu
AIOU, Islamabad

External Examiner:
Dr. Fakhr-ul-Noori
Chairman, Department of Urdu,
Oriental College, Old campus, Lahore

Internal Examiner:
Dr. Tayyab Munir
Associate Professor
Department of Urdu, IIUI

Supervisor:
Prof. Dr. Moinuddin Aqeel
Ex- Professor (Urdu)

Chairman
Department of Urdu, Male Campus

****

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیۂ زبان وادب

صداقت نامہ

جناب عبدالکریم نے رجسٹریشن نمبر:12-FLL/PHDURD/F08 کے تحت اپنا تحقیقی وتنقیدی مقالہ برائے پی ایچ - ڈی اردو، بعنوان **''فرہنگ کلیات منشی پریم چند''** میری نگرانی میں مکمل کیا ہے۔

یہ مقالہ تحقیقی وتنقیدی حوالے سے پی ایچ -ڈی کے معیار کے مطابق ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ یہ مقالہ جانچ کے لیے ممتحنین کو بھجوا دیا جائے۔

پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل

فہرست ابواب

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ نمبر
	حرفِ آغاز	۱ تا ۳
باب اول	[(i) منشی پریم چند: مختصر سوانح، فن، افکار	
	(ii) منشی پریم چند کے اسلوب کا لسانی مطالعہ]	۴ تا ۷۱
باب دوم	فرہنگ کلیاتِ پریم چند	۷۲ تا ۳۲۸
	[(i) فرہنگِ پریم چند: ابتدائی مباحث	
	(ii) فرہنگِ کلیاتِ منشی پریم چند]	
	☆ ماحصل	۳۲۹ تا ۳۳۳
	☆ کتابیات	۳۳۴ تا ۳۳۸
	☆ اشاریہ	۳۳۹ تا ۳۵۳

حرفِ آغاز

مارچ ۲۰۰۸ء میں راقم نے ایم فل (اقبالیات) مکمل کیا تو ڈاکٹر صابر آفاقی نے پی ایچ ڈی کے بارہ میں استفسار کیا۔ راقم کی دلچسپی اس وقت تک پی ایچ ڈی (اقبالیات) تھی تاہم آفاقی کی رائے تھی کہ ایم فل کی سطح تک علامہ اقبال کو پڑھنا کافی ہے۔ ان کا فرمانا تھا کہ اقبالیات اردو ادب کا ایک لازمی حصہ ہے لیکن پورا اردو ادب نہیں۔ اردو ادب کے لحاظ سے اور استاد کی حیثیت سے بہتر ہوگا کہ آپ پی ایچ ڈی (اردو) کریں۔ ان کی رائے میں وزن تھا۔ اسی دوران راقم کے چھوٹے بھائی (جو ایچ ای سی کے وظیفہ پر جامعہ پنجاب سے پی ایچ ڈی (جیالوجی) کر رہا تھا) نے مشورہ دیا کہ جی آر ای کر لیں۔ اس کے مشورے پر جولائی ۲۰۰۸ء میں جی آر ای بھی کر لیا لیکن بدقسمتی سے ایچ ای سی نے وظائف دینا بند کر دیے۔ جولائی ۲۰۰۸ء میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں پی ایچ ڈی (اردو) میں داخلے کے لیے کاغذات جمع کروائے۔ ٹیسٹ انٹرویو کی بنیاد پر پی ایچ ڈی (اردو) میں داخلہ دے دیا گیا لیکن اسی دوران ۱۲ اگست ۲۰۰۸ء کو والدِ محترم حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔ پڑھائی کے معاملہ میں راقم کے لیے وہ ایک بڑا جذباتی سہارا تھے اور ان کی خواہش بھی تھی کہ راقم اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔ یہاں تک کہ اپنی زندگی کے آخری چند ایام میں بھی انھوں نے راقم سے داخلے کے حوالے سے ہی استفسار کیا۔

ان کی ہی خواہش کی تعمیل میں راقم نے اگست ۲۰۰۸ء میں داخلے کی رقم جمع کروا دی اور بنیادی شرائط کی تکمیل کے بعد ایک سال کورس ورک کی کلاسیں لینا شروع کر دیں۔ یہ پورا سال کالج، گھر اور پی ایچ ڈی کے درمیان پستے ہوئے گزر گیا۔ اس طرح اگست ۲۰۰۹ء میں کورس ورک کی کامیاب تکمیل کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہوا تھا جو تحقیق سے متعلق تھا۔ اس مرحلے کے شروع ہونے سے قبل ہی جولائی ۲۰۰۹ء میں صدر شعبہ اردو پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب نے مشورہ دیا کہ تحقیقی کام کے حوالے سے موضوعات کی تلاش شروع کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کا اصرار تھا کہ فرہنگ یا لغات کے موضوعات پر کام بہت کم ہوا ہے خصوصاً شخصی فرہنگ۔ مختلف موضوعات پر بھی ان سے بحث ہوتی رہی۔ کتب خانوں کے چکر، تلاش بسیار اور سوچ بچار کے باوجود یہ گتھی سلجھتی نظر نہ آتی تھی۔

اسی دوران ایک دن اسلامی یونیورسٹی کے کتب خانہ میں بیٹھے بیٹھے راقم کی نظر سے مدن گوپال کی مرتب کلیات پریم چند کی بائیس جلدیں گزریں۔ ان سب کے سرسری مطالعہ کے بعد یہ حقیقت سامنے آئی کہ پریم چند کی جملہ تخلیقات اتنی ہیں کہ ان کی فرہنگ کی تیاری کا کام کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ کام میرے مزاج کے بھی مطابق تھا کیونکہ راقم کو شاعری کی نسبت نثر سے زیادہ دلچسپی ہے۔ صدر شعبہ اردو سے مشورے اور ان کی آمادگی کے بعد خاکہ بنانے کا مرحلہ شروع ہوا جو صدر شعبہ اور ڈاکٹر سہیل عباس صاحب کی معاونت سے مکمل کیا۔ اس دوران نوک پلک سنوارنے میں چھ بار خاکہ میں تبدیلی کرنی پڑی۔ خاکہ بورڈ آف سٹڈیز کے اجلاس میں

پیش ہوا اور منظور ہو گیا۔ راقم کے نگران پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب مقرر ہوئے۔ راقم نے ستمبر ۲۰۰۹ء میں اپنے موضوع تحقیق پر کام شروع کیا۔ راقم کے تحقیقی مقالہ کا کام زیادہ دقیق نہ تھا اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ بنیادی ماخذ ایک ہی جگہ موجود تھے۔ کلیات کی جلدوں سے مطالعہ کے بعد الفاظ کو اٹھانا اور کمپیوٹر پر منتقل کرنا اور ان الفاظ کے معنی تلاش کرنا، یہ بنیادی کام تھا۔

راقم نے دو ابواب کے اس مقالے میں سے سب سے پہلے کلیدی نوعیت کے دوسرے باب یعنی' فرہنگ کلیات پریم چند' پر کام کا آغاز کیا۔ محمد راشد شیخ صاحب کے پرخلوص تعاون اور ان ہی کے توسط سے کراچی میں معراج جامی صاحب سے تعارف ہوا جنھوں نے ' اردو لغت' کی جلدیں کراچی سے ارسال کیں۔ 'فرہنگ آصفیہ' انٹرنیٹ، 'نور اللغات' پروفیسر رحمت علی خاں سے جبکہ 'پلیٹس' اور دیگر ہندی اردو لغات' مختلف کتب خانوں سے لے کر گھر میں جمع کیں۔ پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کا مشورہ تھا کہ عام فہم الفاظ نہ اٹھائے جائیں کیونکہ عام فہم الفاظ لغات کو بھرنے کے لیے اٹھائے جاتے ہیں۔ چوبیس جلدوں (دو جلدوں کا اضافہ ہو گیا تھا) کو پڑھنا اور پھر چنیدہ الفاظ کو اٹھانا ایک دقیق کام تھا۔ کبھی سردی، کبھی گرمی، کبھی لوڈشیڈنگ اور کبھی ملکی حالات کا رونا۔ مہنگائی اور اس کی وجہ سے سفر کے مسائل، کالج سے دھمکیاں لیکن مسلسل پڑھنا، الفاظ اٹھانا، کمپیوٹر کے حوالے کرنا اور پھر الفاظ کے مطالب کی تلاش کر کے درج کرنا ایک مشکل مرحلہ تھا۔ کچھ چیزیں اسلام آباد اور لاہور کے کتب خانوں سے ملیں اور کچھ دوستوں کے ذریعے سے ہندوستان سے میسر ہوئیں۔ اس سلسلہ میں معراج جامی صاحب نے بہت تعاون کیا۔ 'زمانہ' کا پریم چند نمبر ریاض ہمدانی صاحب اور 'تخلیل' کا پریم چند نمبر سید معراج جامی صاحب نے اپنے ذرائع سے ہندوستان سے منگوا کر کمال محبت سے ارسال کیے۔ اس کے علاوہ جن الفاظ کے معنی نہ ملتے وہ بھی انھی کو ارسال کرتا۔

اگست ۲۰۱۰ء میں ڈاکٹر عقیل صاحب کی اسلامی یونی ورسٹی میں مدت ملازمت ختم ہو گئی اور وہ واپس کراچی منتقل ہو گئے۔ اس طرح راقم اپنے نگران کی براہ راست نگرانی سے محروم ہو گیا۔ فون اور ای میل ملاقات کا بدل کہاں ہو سکتے ہیں۔ اس کے باوجود انھوں نے ہمیشہ شفقت فرمائی اور قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔

اللہ کے فضل و کرم سے یہ مقالہ بروقت تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ اس مقالہ کی تکمیل والد محترم کے اس خواب کی تکمیل بھی ہے جس پر وہ ہمیشہ زور دیتے رہے اور میرے وہ مہربان جن کی دعائیں اس کام میں آج بھی ساتھ ہیں اگرچہ وہ آج دنیا میں نہیں۔ ان میں استاد محمد فاروق قریشی (مرحوم) اور جاوید احمد پنڈت (مرحوم) بھی شامل ہیں۔ جنہیں زلزلے نے ہم سے چھین لیا۔ اللہ ان سب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اسی دوران اکتوبر ۲۰۱۰ء میں راقم ماموں زاد بھائی محمد عثمان کی خودکشی کی وجہ سے ہفتوں ایک جذباتی اور ذہنی عارضے کی کیفیت میں مبتلا رہا اور کام پر توجہ نہ دے سکا۔ وقت کہاں کسی کا انتظار کرتا ہے۔ اسی لیے بقیہ وقت کے دوران باب اول کی تکمیل کے لیے زیادہ تگ و دو کرنی پڑی۔ مئی کی شدید گرمی نے کام کی رفتار کو ایک بار پھر سست کر دیا۔ ان تمام دشواریوں کے باوجود استقامت اور یکسوئی کے ساتھ کام کو آگے بڑھاتا رہا۔

اس سلسلہ میں ڈاکٹر روش ندیم صاحب اور ڈاکٹر سہیل عباس صاحب کے مشوروں کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے حوالہ جات اور کتابیات کے سلسلہ میں بروقت راہنمائی دی۔ بھائی عبد العلیم کا شکریہ کہ ان کے بغیر مقالے کی کمپوزنگ بروقت ممکن نہ تھی۔ والدہ محترمہ کہ جو اب والد کے بعد واحد جذباتی سہارا ہیں۔ بیگم کا شکریہ کہ وہ اور بچے اس 'تحقیقی عتاب' کا سب سے زیادہ شکار رہے اور ان کو اس عذاب سے نجات مل جائے گی۔ پروفیسر رحمت علی خاں، عبد اللطیف راہی، طاہر مرچال، ادریس خان، آپ سب کا شکریہ کہ آپ نے ہر قدم پر حوصلہ دیا۔

عبد الکریم

(استاد شعبہ اردو)

گورنمنٹ انٹر میڈیٹ کالج انوار شریف

مظفر آباد آزاد کشمیر

باب اول

(i) منشی پریم چند۔ مختصر سوانح، افکار، فن

(ii) منشی پریم چند کے اسلوب کا لسانی مطالعہ

(۱) منشی پریم چند۔ مختصر سوانح، افکار، فن

(۱) پریم چند: مختصر سوانح:

دھنپت رائے (نواب رائے) ۳۱ جولائی ۱۸۸۰ء کو ہندوؤں کے مقدس شہر بنارس کے ایک گاؤں لمہی میں پیدا ہوئے (۱)۔ والد کا نام عجائب رائے تھا۔ والدہ کا نام آنندی دیوی۔ والد نے آپ کا نام دھنپت رائے اور چچا نے نواب رائے رکھا۔ آٹھ برس کی عمر میں والدہ چل بسی (۲)۔ والدہ کے مرنے کے بعد والد نے دوسرا بیاہ رچا لیا اور سوتیلی ماں نے پندرہ برس کی عمر میں بیٹے کا بیاہ کروا دیا (۳)۔ دھنپت رائے کے بیاہ کو کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ ان کے والد چند ماہ بیمار رہ کر ۱۸۹۷ء کو سورگ باش ہو گئے (۴)۔ والد کے مرنے کے بعد نوجوان بے روزگار دھنپت رائے دو بھائیوں، بیوہ سوتیلی ماں اور ایک بیوی کی کفالت کا ذمہ دار ٹھہرا۔ حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے دھنپت رائے نے میٹرک پاس کر لیا۔ دھنپت رائے پانچ روپے ماہوار پر ٹیوشن پڑھاتا اور خود ایک وقت کا کھانا کھا کر گزارہ کرتا (۵)۔

۱۸۹۹ء میں دھنپت رائے کی ملاقات پرائمری سکول کے صدر معلم سے ہوگئی اور اس نے انھیں اسسٹنٹ ماسٹر کی جگہ پر اپنے سکول میں عارضی ملازمت دے دی۔ اپنی ملازمت کے دوران دھنپت رائے نے انٹر کا امتحان دیا لیکن ریاضی میں کمزوری آڑے آئی اور کامیاب نہ ہو سکے۔ جولائی ۱۹۰۲ء میں جب ڈسٹرکٹ سکول پرتاپ گڑھ میں تھے تو انھیں ٹریننگ کے لیے سرکاری طور پر ٹریننگ کالج الہ آباد بھیج دیا گیا۔ جہاں انھوں نے دو سالہ تربیت کامیابی سے مکمل کی اور ۱۹۰۴ء میں جونیئر انگلش ٹیچرز سرٹیفکیٹ کا امتحان اول درجے میں پاس کر لیا (۶)۔ ۴ مئی ۱۹۰۴ء کو دھنپت رائے ڈسٹرکٹ اسکول پرتاپ گڑھ واپس چلے گئے۔ پرنسپل دھنپت رائے سے خوش تھا اس لیے آپ کو الہ آباد واپس بلا لیا۔ ۱۴ فروری ۱۹۰۵ء سے یکم مئی ۱۹۰۵ء تک وہ الہ آباد میں ماڈل سکول کے صدر مدرس کے عہدہ پر کام کرتے رہے۔

ماڈل سکول کی صدر مدرسی کو ابھی چند ماہ گزرے تھے کہ دھنپت رائے کا تبادلہ کانپور ہو گیا۔ ۱۳ مئی ۱۹۰۵ء کو یہاں پہنچ کر انھوں نے گورنمنٹ ڈسٹرکٹ سکول میں چارج لے لیا۔ اس وقت ان کی تنخواہ پچیس روپے ماہانہ تھی لیکن دو ماہ بعد اگست سے پانچ روپے کا اضافہ ہوا۔ کانپور میں ان کا قیام ابتدا میں منشی دیا نرائن نگم کے یہاں رہا۔ یہیں دونوں کے تعلقات نے احترام اور پھر دوستی کا رخ اختیار کیا۔ یہیں دھنپت رائے نے مستقل طور پر 'زمانہ' میں لکھنا شروع کیا۔ ان کے ادبی اور علمی ذوق کی تربیت یہیں ہوئی۔ ۱۹۰۸ء میں 'زمانہ پریس کانپور' ہی سے ان کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ 'سوزِ وطن' نواب رائے کے نام سے شائع ہوا (۷)۔ غربت نے آپ کو ہمیشہ پریشان رکھا۔ جب حالات بہتر ہوئے اور کھانے کو اچھا میسر ہونے لگا تو انتڑیوں نے بغاوت کر دی۔ کوئی بھی مزے دار چیز انھیں راس نہ آتی۔ اکثر پیچش کی بیماری سر اٹھاتی۔ دھنپت رائے کے ایثار کا نہ سوتیلی ماں کو احساس تھا اور نہ بھی

کو۔دونوں عورتیں جھگڑتیں اور اسی جھگڑے میں ایک دن چچی اپنے میکے چلی گئی۔تم کو لکھا کہ آج ان کو گئے آٹھ دن ہو گئے۔نہ خط نہ پتر۔میں ان سے پہلے ہی ناخوش تھا۔اب تو صورت سے بیزار ہوں۔غالباً اب ان کی جدائی دائمی ثابت ہو(۸)۔ایسا ہی ہوا اور دھنپت رائے نے ۱۹۰۵ء میں ایک بال ودھوا شورانی دیوی سے دوسرا بیاہ رچالیا۔شورانی کے اصرار کے باوجود انھوں نے پہلی بیوی کو گھر لانا گوارا نہ کیا(۹)۔

ایک بیوہ سے شادی آپ کا سماجی جہاد تھا۔ان دو شادیوں نے پریم چند کی تخلیقی زندگی پر گہرے اثرات ڈالے۔ان کے اکثر کردار اسی سماجی مسئلے کے گرد گھومتے نظر آتے ہیں۔کانپور کی زندگی نے دھنپت رائے کی ادبی اٹھان میں اہم کردار ادا کیا۔سنجیدگی سے ادب کی خدمت کا جذبہ بھی یہیں پیدا ہوا۔سیاسی اور سماجی شعور بیدار ہوا اور حب الوطنی کے جذبات نے انگڑائی لی۔دیہاتیوں کو قریب سے دیکھا۔کانپور میں آپ کا قیام چار سال رہا۔۱۹۰۹ء میں ترقی پا کر آپ کا تبادلہ چوبیس جون ۱۹۰۹ء کو سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس مہوبہ ضلع ہمیر پور ہو گیا۔اب دھنپت رائے کی تنخواہ پچاس روپے ماہانہ ہو گئی تھی۔یہاں بھی ان کو کسانوں کی زندگی کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔شورانی دیوی کے مطابق 'جب میری شادی ہوئی آپ سب ڈپٹی انسپکٹر ہو گئے'(۱۰)۔

اگر چہ دھنپت رائے کی سوتیلی ماں کا رویہ ان کے ساتھ اچھا نہ رہا لیکن فرماں بردار بیٹے کی طرح ان کا احترام کرتے۔وہ گھر کی مالکہ تھیں تاہم پریم چند کی کہانیوں اور ناولوں میں سوتیلی ماں کی بدسلوکیوں کی جیتی جاگتی تصویریں ان ہی تجربات کا عکس ہیں۔شورانی کو بھی انھوں نے آرام سے رہنے نہیں دیا۔یہاں تک کہ ایک وقت آیا جب وہ (ماتا) اپنے بھائی کے پاس کانپور گئیں اور پریم چند کو شورانی کے ساتھ خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کا موقع میسر آیا۔پریم چند پردہ کے خلاف تھے اور شورانی کو دوروں پر ساتھ چلنے کا کہتے جس پر شورانی رضامند نہ ہوتیں تاہم کبھی کبھی دیہات کے میلے دیکھنے ان کے ساتھ چلی جاتیں۔پریم چند بنیادی طور پر ایک بزدل آدمی تھے۔وہ کسی پر حکومت نہ کر سکتے تھے۔اسی لیے شورانی کے مطابق انھوں نے اپنی پہلی چچی کی زندگی مٹی میں ملا دی۔ہمیر پور کے قیام کے دوران ہی پریم چند کو پیچش کی شکایت ہو گئی۔ہر طرح کے علاج کے باوجود افاقہ نہ ہوا۔تبادلہ کی درخواست دی۔امید تھی کہ روہیل کھنڈ میں تبدیلی ہو۔علاقے کے ضلع میں تبادلہ ہوا اور وہ حلقہ ملا جو نیپال کی ترائی کے قریب ہے۔

پریم چند نے ۱۱ جولائی ۱۹۱۴ء کو بستی پہنچ کر چارج لیا۔یہ علاقہ آب و ہوا کے لحاظ سے بدترین خیال کیا جاتا تھا۔تکلیف اور بڑھ گئی۔تب چھ ماہ کی چھٹی لی اور لکھنؤ میں علاج کرایا۔فائدہ نہ ہوا۔خسر نے پریاگ بلا لیا۔ایک ماہ مزید علاج کے باوجود کچھ فائدہ نہ ہوا۔تب دورے کی نوکری چھوڑ کر بستی ہائی سکول میں اسکول ماسٹری قبول کر لی۔بستی میں ان کی تقرری بطور اسسٹنٹ ماسٹر ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء کو ہوئی جہاں وہ ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء تک تعینات رہے۔اسی زمانے یعنی ۱۹۱۶ء میں انٹر کا امتحان پاس کیا۔ریاضی لازمی مضمون نہ تھا۔انھوں نے انگریزی ادب، منطق، کلاسیکل زبان (فارسی) اور تاریخ پڑھی(۱۱)۔۱۹ اگست ۱۹۱۶ء کو پریم چند کا تبادلہ بستی سے گورکھپور ہو گیا اور جب وہ گورکھپور پہنچے تو بڑے لڑکے (شری پت رائے) کی ولادت ہوئی۔اس سے قبل مہوبہ کے قیام کے

دوران ایک لڑکی کملا تولد ہو چکی تھی۔ کچھ عرصہ بعد گورکھپور ہی میں ایک اور لڑکا پیدا ہوا جو گیارہ مہینے کا ہو کر چیچک کی نذر ہو گیا اور ۱۹۲۲ء میں ان کا سب سے چھوٹا لڑکا شری امرت رائے پیدا ہوا (۱۲)۔

گورکھپور میں اضافی تنخواہ دس روپے اضافے کے ساتھ ساٹھ روپے ماہوار ہو گئی اور بیس روپے ہاسٹل کے نگران ہونے کا الاؤنس بھی ملتا رہا۔ پچیس روپے وہ سوتیلے بھائی کو لکھنؤ بھیجتے جہاں وہ زیر تعلیم تھا۔ باقی پیسوں میں شورانی گھر بھی چلاتیں اور بچت بھی کرتیں جس پر پریم چند کو حیرت تھی۔ گورکھپور کا زمانہ ان کی تصنیفی زندگی کے لیے سازگار رہا اور ان کی ادبی شہرت نے ملک گیر حیثیت اختیار کر لی۔ گورکھپور کے دورِ قیام ۱۹۱۹ء میں پریم چند نے بی اے کا امتحان انگریزی، تاریخ اور فارسی کے ساتھ پاس کر لیا۔ ایم اے کی تیاری کی لیکن بیماری اور دوسری پریشانیوں کی وجہ سے امتحان میں شرکت نہ کر سکے۔

۱۹۲۰ء کا آخری زمانہ تھا۔ مہاتما گاندھی کی قیادت میں عوام عدم تعاون کی تحریکیں چلا رہے تھے۔ پریم چند گاندھی کے گورکھپور کے جلسے سے اتنے متاثر ہوئے کہ بیس سال کی سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا (۱۳)۔ پریم چند تحریر کرتے ہیں کہ ایک ہی ہفتہ میں پیچش کم ہو گئی یہاں تک کہ ایک ہفتے کے اندر صحت یاب ہو گیا۔ غلامی سے نجات پاتے ہی سالوں کے پرانے مرض سے چھٹکارا پا لیا۔ اس تجربے نے انھیں پورے طور پر قسمت پرست بنا دیا۔ اب انھیں یقین کامل ہو گیا کہ جو مالک کی مرضی ہوتی ہے وہی ہوتا ہے۔ انسان کی کوئی کوشش اس کی مرضی کے بغیر کامیاب نہیں ہوتی (۱۴)۔

بظاہر یہ جذباتی فیصلہ لگتا ہے لیکن ایسا تھا نہیں۔ پریم چند بہت عرصے سے میدان عمل میں کودنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ وہ گفتار کے غازی ہی نہ رہنا چاہتے تھے۔ کردار کا مظاہرہ بھی کرنا چاہتے تھے۔ ان کے اس فیصلے میں ان کی بیوی کی رائے بھی شامل تھی (۱۵)۔ قمر رئیس کے مطابق جولائی ۱۹۲۱ء میں ایک دوست گنیش شنکر ودیارتھی کی وساطت سے انھیں کانپور کے ایک سکول مارواڑی ودیالیہ میں ہی صدر مدرس کی جگہ مل گئی اور وہ بیوی بچوں سمیت کانپور آ کر رہنے لگے۔ ان ہی دنوں شورانی بیمار پڑ گئیں تو آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ گھر کا سارا کام خود کرتے۔ اس زمانہ میں چھوٹا لڑکا امرت رائے پیدا ہوا۔ یہ پندرہ اگست ۱۹۲۱ء کی بات ہے (۱۶)۔

ابھی مشکل سے نو مہینے ملازمت کی تھی کہ بعض انتظامی امور کے سلسلے میں سکول کے منیجر سے ان کا جھگڑا ہو گیا اور انھوں نے مارچ ۱۹۲۲ء میں ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ حسن اتفاق سے اسی زمانے میں شو پرشاد گپت جی نے جو بنارس سے ہندی ماہنامہ 'مریادا' نکالتے تھے، پریم چند کو ۱۵۰ روپے کے مشاہرہ پر اس کی ادارت کا کام سونپ دیا۔ ڈیڑھ سال تک 'مریادا' کی ترتیب کا کام کیا لیکن انھوں نے پبلشنگ کا کام باقاعدہ اور مستقل طور پر کرنے کا فیصلہ کیا اور 'مریادا' سے علیحدگی اختیار کر لی۔ پریس کے لیے معقول رقم کی ضرورت تھی جو ان کے پاس نہ تھی۔ اس طرح انھوں نے تین حصہ دار بنائے۔ خود ۲۵۰۰ روپیہ لگایا اور سخت تگ و دو کے بعد بنارس میں ہی ۱۹۲۳ء میں 'سرسوتی پریس' قائم کر لیا۔ دوسرے معیاری ناولوں کے علاوہ اپنے چار ناول

'پردۂ مجاز'، 'غبن'، 'میدان عمل' اور 'گئودان' کے ہندی ایڈیشن سب سے پہلے اسی پریس سے چھپوائے۔ پریس میں انھیں نقصان ہی ہوا لیکن یہ تو ایک آدرش تھا اور اس کے لیے سارے نقصان اٹھانے کو تیار تھے۔ لیکن کب تک، آخر ہمت جواب دے گئی۔

۱۹۲۵ء میں لکھنو چلے آنے تک کام کرتے رہے، پھر بنارس آ گئے اور دو سال تک پریس چلانے اور اسے کامیاب بنانے کی جدوجہد کی لیکن ۱۹۲۹ء میں انھیں پھر ملازمت کے لیے لکھنو آنا پڑا۔ اس مرتبہ نول کشور پریس کے مشہور ہندی ماہنامہ 'مادھوری' کی ادارت کا کام ان کے سپرد ہوا۔ جب وہ اس پرچے کو اپنے سیاسی وسماجی تصورات کا ترجمان نہ بنا سکے اور اس کی پالیسی کو آزادی کے ساتھ اپنے رنگ میں نہ رنگ سکے تو اس مقصد کے حصول کے لیے جنوری ۱۹۳۰ء میں انھوں نے 'سرسوتی پریس' سے اپنا پرچہ 'ہنس' نکالا اور نومبر ۱۹۳۱ء میں جب وہ 'نول کشور پریس' اور 'مادھوری' سے علیحدہ ہوئے تو توجہ اور دل جمعی کے ساتھ 'ہنس' کی ترتیب واشاعت کا کام کرنے لگے۔ کچھ ہی دنوں میں 'ہنس' نے ہندی کے معیاری ادبی پرچوں میں امتیازی مقام حاصل کر لیا۔ 'ہنس' کے ساتھ ہی کچھ دنوں بعد انھوں نے ایک دوسرا ہفتہ وار پرچہ 'جاگرن' نکالا۔ اس طرح ان دو پرچوں کے ذریعے پریم چند ہندی کے قریب اور اردو سے دور ہوتے چلے گئے۔ آپ نے اپنی تصانیف کی کم وبیش ساری آمدنی 'ہنس' اور 'جاگرن' کی اشاعت میں ختم کر دی (۱۷)۔

بیس سال کی سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دیا۔ کھدر کی اشاعت کی۔ تہ بنے فروخت کیے۔ خطابوں کو ٹھکرا دیا اور محض حب الوطنی کی خاطر تمام زندگی عسرت میں گزاری۔ ۱۹۳۴ء میں اجنتا سینی ٹون فلم کمپنی نے انھیں بمبئی بلایا اور فلمی کہانیاں اور سینریو لکھنے کی دعوت دی اور نو ہزار روپے سالانہ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا۔ جون ۱۹۳۴ء میں بمبئی پہنچے اور اپنی پہلی کہانی 'مل مزدور' لکھ کر ڈائریکٹر کو پیش کی (۱۸)۔ یہ فلم سنسر کی نذر ہو گئی نیز پریم چند فلمی دنیا کے رویے سے مایوس ہوئے کہ عامیانہ مذاق کی بے مقصد عشقیہ کہانیاں ان کے بس سے باہر تھیں۔ پریم چند اس سطح تک نہ جا سکے۔ بیزار ہو کر مئی ۱۹۳۵ء میں بنارس واپس آ گئے۔ پھر بیمار پڑ گئے۔ علاج کا افاقہ نہ ہوا۔ بیماری کی حالت میں بھی 'ہنس' اور 'جاگرن' پابندی سے نکالتے اور نوجوان تخلیق کاروں کو متعارف کرواتے رہے اور ہندی ادب کی خدمت کا کام کرتے رہے۔ جسمانی اور مالی حالت 'ہنس' اور 'جاگرن' کی اشاعت کا مزید نقصان برداشت نہ کر سکتی تھی اس لیے مجبور ہو کر انھوں نے اکتوبر ۱۹۳۵ء میں 'ہنس' ہندی ساہتیہ پریشد کو دے دیا جو ان کے اہتمام میں شائع ہونے لگا۔

۱۹۳۶ء کے شروع میں پریشد والوں نے 'ہنس' مکمل طور پر پریم چند سے لے لیا تو اس کا انھیں بہت دکھ ہوا۔ قمر رئیس تحریر کرتے ہیں کہ یہ زمانہ ان کی فنی پختگی کے انتہائی عروج کا تھا۔ ناقدین نے 'گئودان' کو ہندی کا بہترین ناول قرار دیا۔ ہندوستانی ساہتیہ پریشد اور لیکھک سنگھ کے وہ ممتاز رکن تھے۔ کتنے ہی ادیبوں کو انھوں نے لکھنا سکھایا۔ ملک میں پریم چند کی ادبی حیثیت مسلم تھی۔ اس لیے انھیں اردو ہندی ہر طرح کی کانفرنسوں میں مدعو کیا جاتا۔ انھوں نے انجمن ترقی پسند مصنفین کی پہلی کانفرنس میں سجاد ظہیر کے اصرار پر شرکت کی۔ اس اجتماع میں انھوں نے خطبہ صدارت پڑھا۔ ادب، سماج، سیاست اور جمالیات جیسے مسائل پر

عالمانہ مدلل اور موثر اسلوب میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ادب کی نامیت، اس کے سماجی مقاصد کی حدیں متعین کیں۔ کانفرنس کے دو مہینے بعد جون ۱۹۳۶ء میں ان کی بیماری نے شدت اختیار کرلی۔ ۲۵ جون کو خون کی قے ہوئی۔ کمزوری مزید بڑھ گئی۔ اپنے آخری نامکمل ہندی ناول 'منگل سوتر' کے کئی باب اسی حالت میں لکھے۔ اس طرح ایک مہینہ گزر گیا۔ ۲۵ جولائی کو رات پھر قے ہوئی، معالج کے علاج سے افاقہ نہ ہوا تو ان کی بیوی نے بڑے بیٹے کے ساتھ لکھنؤ بھیج دیا۔ دس گیارہ روز کے علاج کے باوجود مایوس ہو کر بنارس واپس آ گئے۔ اسی دوران انھوں نے 'ہنس' کی اشاعت بند کرنے کا حکومتی حکم نامہ کے بارہ میں سنا تو بیوی سے کہا کہ 'ہنس' ضرور نکلے گا چاہے میں رہوں یا نہ رہوں (۱۹)۔ پریم چند نہ رہے 'ہنس' بھی نہ رہا۔ ان کے سب خواب ادھورے رہ گئے۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو اردو اور ہندی ادب کا یہ چراغ بجھ گیا اور جاتے جاتے اردو اور ہندی کے قارئین کو زلزلے کا ایک انتہائی طاقتور جھٹکا دے گیا جس سے ہندوستانی ادب عشروں سنبھل نہ سکا۔

(۲) پریم چند کا فن

۲(i) ابتدائی تخلیقات:

پریم چند نے پہلے پہل ۱۹۰۷ء میں کہانیاں لکھنی شروع کیں۔ پہلا ناول ۱۹۰۱ء میں لکھا۔ دوسرا ۱۹۰۴ء میں شائع ہوا لیکن کہانیاں سب سے پہلے ۱۹۰۷ء میں ہی لکھیں۔ پریم چند کے مطابق ان کی پہلی کہانی کا نام 'دنیا کا سب سے انمول رتن' تھا جو ۱۹۰۷ء میں 'زمانہ' میں چھپی۔ اس کے بعد 'زمانہ' میں چار پانچ کہانیاں اور لکھیں۔ ۱۹۰۹ء میں پانچ کہانیوں کا مجموعہ 'سوزِ وطن' کے نام سے 'زمانہ پریس کانپور' سے شائع ہوا (۲۰)۔

مدیر 'زمانہ' دیا نرائن نگم کے مطابق پریم چند نے جو حالات لکھے ہیں ان میں غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ ۱۹۰۱ء سے بہت پہلے پریم چند نے اپنے ماموں کے معاشقے کی کہانی ڈرامے کی شکل میں تحریر کی۔ اسے ان کی پہلی تخلیق کہا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ منظر عام پر نہیں آ سکی۔ ان کی پہلی تحریر بنارس کے ہفت روزہ اخبار 'آوازِ خلق' میں 'آلیور کرام ویل' کے نام سے یکم مئی ۱۹۰۳ء سے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۳ء تک قسط وار شائع ہوئی اور اس کے بعد انھوں نے باقاعدہ لکھنا شروع کیا۔ اس طرح ان کی لٹریری زندگی کا آغاز ۱۹۰۳ء سے ہوا۔ دوسرا یہ کہ پریم چند کی سب سے پہلی کہانی 'عشقِ دنیا اور حبِ وطن' ہے نہ کہ 'دنیا کا سب سے انمول رتن'۔ یہ کہانی 'زمانہ' میں اپریل ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۴ء میں پریم چند کا کوئی ناول شائع نہیں ہوا تھا۔ اسی طرح 'سوزِ وطن' جون جولائی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی تھی (۲۱)

اس وقت تک پریم چند کا نام نواب رائے تھا۔ 'سوزِ وطن' پر پابندی لگنے کے بعد نگم نے ان کو نیا نام پریم چند دیا اور باقی زندگی نواب رائے پریم چند کے نام کو استعمال کرتے رہے (۲۲)۔ پریم چند کے نام سے ان کی پہلی کہانی 'بڑے گھر کی بیٹی' تھی

جو دسمبر ۱۹۱۰ء میں 'زمانہ' میں شائع ہوئی (۲۳)۔ پریم چند کی ابتدائی تخلیقات کہانیاں ہیں۔ ان کی پہلی کہانی 'دنیا کا سب سے انمول رتن' اور بعد کی کہانیوں حج اکبر، زادراہ اور کفن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ابتدائی دور میں وہ مغربی طرز کے افسانوں سے نابلد تھے۔ انگریزی ادبیات سے ان کی واقفیت تسلی بخش نہ تھی (۲۴)۔

ڈاکٹر انوار احمد کا کہنا ہے کہ ابھی پریم چند نے پہلا افسانہ نہ لکھا تھا جب نومبر ۱۹۰۶ء کے 'زمانہ' کانپور میں 'رانا پرتاپ' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ اسی طرح فروری ۱۹۰۵ء کے 'زمانہ' میں 'کرشن کنور' پر مضمون ملتا ہے جو حکیم برہم کے ناول 'کرشن کنور' پر ریویو ہے۔ اسی طرح فروری ۱۹۰۸ء کے 'زمانہ' میں کالی داس کے ناٹک 'وکرم اروشی' کے اردو ترجمے پر تبصرہ کیا۔ مئی ۱۹۰۸ء کے شمارے میں 'سوامی ویویکا نند' پر مضمون شائع ہوا (۲۵)۔ یہ تمام مضامین مدن گوپال نے 'کلیات پریم چند20' میں شامل کیے ہیں۔ پریم چند کی ابتدائی کہانیوں 'دنیا کا سب سے انمول رتن' اور 'شیخ مخمور' کے کردار دل فگار، دلفریب، شاہ مراد، کشور کشا، مسعود، مخمور، ملکہ شیر افگن، سردار نمک خوار اسلامی تہذیب کے اثرات کے غماز ہیں۔ ان کہانیوں میں ہند کی سرزمین کی مستقل نشانیاں اور اساطیری حوالے بکھرے ہوئے ہیں۔ جبکہ ان کے مضامین راجپوت سورماؤں کی بہادری کے قصے بیان کرتے ہیں۔ پچیس چھبیس سال کی عمر میں اتنی مہارت کے ساتھ کتابوں پر پریم چند کے تبصرے ورطۂ حیرت میں ڈالتے ہیں۔

پریم چند کی کہانی 'دنیا کا سب سے انمول رتن' کے بارے میں قمر رئیس لکھتے ہیں کہ یہ کہانی 'زمانہ' میں کبھی شائع نہیں ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگست ۱۹۰۷ء سے لے کر دسمبر ۱۹۰۹ء تک 'زمانہ' میں پریم چند کی چار پانچ نہیں بلکہ اس مجموعے میں شامل ہونے والی صرف ایک کہانی 'عشق دنیا اور حب وطن' ہی شائع ہوئی، باقی چار کہانیاں اولاً کہاں شائع ہوئیں؟ اس کا اب تک کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ قمر رئیس کا ذاتی خیال ہے کہ یہ کہانیاں کتابی صورت میں ہی شائع ہوئیں۔ امرت رائے اور مدن گوپال بھی قمر رئیس کے بقول ان سے متفق ہیں۔ قمر رئیس تحریر کرتے ہیں کہ یہ خیال بھی غلط ہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کے پبلشر نگم نے اپنے اخبار 'زمانہ' میں اس کا سن اشاعت ۱۹۰۷ء بتایا ہے، وہ بھی صحیح نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پریم چند کا یہ پہلا مجموعہ 'سوز وطن' جون ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ جولائی ۱۹۰۸ء کے 'زمانہ' میں اس کی اشاعت کا پہلا اعلان ملتا ہے اور پھر فروری ۱۹۰۹ء تک (جب تک کہ یہ کتاب ضبط نہیں ہوئی) ہر ماہ پابندی سے اس کے اشتہار ملتے ہیں (۲۶)۔ قمر رئیس کے مطابق اب تک دستیاب ہونے والے ریکارڈ کے مطابق پریم چند کی پہلی کہانی 'روٹھی رانی' ہے جو 'زمانہ' میں اپریل، مئی، اگست ۱۹۰۷ء کی تین اشاعتوں میں بالاقساط شائع ہوئی لیکن 'سوز وطن' میں شامل نہیں کی گئی (۲۷)۔ ابتدائی تخلیقات کے حوالے سے کہا جا سکتا ہے کہ پریم چند ایک محب وطن فنکار تھا۔ اس نے اس حب الوطنی کی قیمت بھی چکائی۔ پریم چند نے بہت جلد اس ابتدائی مرصع اور رنگین اسلوب سے جان چھڑا کر سادہ مگر متاثر کن اور دل میں اتر جانے والا اسلوب اپنایا۔ ان کی ابتدائی تخلیقات نے ان کے اسلوب پر دور رس اثرات مرتب کیے۔

۲(ii) پریم چند اور اردو افسانہ:

پریم چند اردو کے بڑے افسانہ نگار ہیں۔انھوں نے مختصر افسانہ یا کہانی کا جدید تصور پیش کیا۔ان کا افسانہ، افسانہ نگاری کی روایت کی مکمل تاریخ ہے۔پریم چند رومانوی افسانہ نگار بھی ہے اور حقیقت پسند بھی۔اس نے ایسی کہانیاں بھی لکھیں جو داستانوں کا رنگین اور رومان پرور ماحول لیے ہوئے ہیں۔یہ تمام کہانیاں ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیان لکھی گئیں اور 'سوز وطن' کے نام سے ۱۹۰۹ء میں شائع ہو گئیں۔'سوز وطن' کی کہانیاں خاص دور کے ہندوستانی زندگی کے قومی احساس کی ترجمان ہیں۔ اس طرح اردو افسانہ کی پہلی منزل میں ہی پریم چند آنے والوں کو یہ سبق سکھاتے ہیں کہ افسانہ افسانے کا منصب پورا کرتے ہوئے بھی کس طرح ایک بہت بڑے مقصد کا عکاس اور ترجمان بن سکتا ہے(۲۸)۔

رومانوی فکر کا ردعمل حقیقت نگاری کی صورت میں سامنے آتا ہے۔دونوں میں بنیادی فرق زاویہ نگاہ کا ہے۔رومانوی ادیب کسی شے کے ٹھوس وجود کے بجائے اس کی باطنی حیثیت کو تلاش کرتا ہے اور تخیل کی آنکھ سے مختلف توجیحات سامنے لاتا ہے۔ حقیقت نگار کے لیے بنیادی چیز کسی شے کا ظاہری پہلو ہوتا ہے، وہ ظاہر سے باطن میں اترتا ہے۔پریم چند کے ہاں حقیقت نگاری کا اولین زاویہ حب وطن، قومی یکجہتی اور ہندوستان کی آزادی ہے۔ان کا افسانوی مجموعہ'سوز وطن'وطن کی محبت، قومی غیرت وحمیت اور غیر ملکی تسلط کے خلاف اشتعال انگیز رویوں کو سامنے لاتا ہے۔یہ کردار'بھارت ماتا کی جے'کا نعرہ لگاتے اور وطن کی پہچان گنگا کے کنارے شیو شیو، ہر ہر، نارائن نارائن، اشنان کرتے پجاریوں کو دیکھ کر پڑھتے اور گاتے ہیں۔

سوز وطن کے بعد پریم چند کے افسانوں کے مزید گیارہ مجموعے ان کی زندگی ہی میں شائع ہوئے جبکہ مزید دو مجموعے ان کے سورگ باش ہونے کے بعد شائع ہوئے۔ان کا فن'سوز وطن' سے'زادراہ' تک بتدریج ارتقاء کی منزلیں طے کرتا ہے۔ان کا زمانہ سماجی، معاشی اور سیاسی کشمکش کا تھا۔ہندو مسلم اختلافات بڑھ کر دشمنی کی صورت اختیار کر چکے تھے۔اعتدال پسندی اور مفاہمت عنقا تھی۔ہندو معاشرے کے اندر معاشرتی خلیج بہت بڑھ چکی تھی۔تقسیم بنگال اور اس کی منسوخی نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔منٹو مارلے اصلاحات، جنگ بلقان، جنگ عظیم اول، انقلاب روس، سانحہ جلیانوالا باغ تحریک خلافت، تحریک عدم تعاون اور ترک موالات و تحریک ہجرت جیسے واقعات نے وسیع پیمانے پر ہلچل پیدا کی۔

مذہبی تفریق نے زبان کو بھی متاثر کیا۔اب ہندوستان میں اردو مسلمانوں اور ہندی ہندوؤں کی زبان کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔کسان اور زمیندار کی آویزش انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔یہ فضا اور ماحول پریم چند کے افسانوں کی غذا تھی۔واقعات اور کرداروں کی بنت میں وہ اپنے معاشرے سے جدا نہیں ہوتے۔لیکن پریم چند کی شخصیت مجموعہ اضداد تھی۔ایک طرف وہ مذہب دشمنی کی حد تک اس سے بیزار ہیں تو دوسری طرف اپنی تہذیب تمدن اور وطن سے عشق ہے اور اپنی ہندو قوم کی فلاح و اصلاح کے خلاف کوئی بات، ان کو ناگوار گزرتی ہے۔تاہم پریم چند بتدریج قومیت سے انسانیت کی طرف بڑھتے نظر آتے ہیں۔اسی لیے ان

کے کردار مذہبی تعصب سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پریم چند کے اکثر افسانے زندگی کے تلخ اور تاریک پہلوؤں کو لیے ہوئے ہیں اور اس کی بڑی وجہ پریم چند کی اپنی تلخ زندگی ہے۔ لاٹری، راہ نجات، مجبوری، دودھ کی قیمت اور کفن میں یہ تلخی انتہاؤں کو چھوتی نظر آتی ہے لیکن اسی کے متوازی زندگی کے خوش کن رویے بھی نظر آتے ہیں۔ طلوعِ محبت، پنچایت، عید گاہ، قزاقی، زیور کا ڈبہ، حجِ اکبر اور وفا کی دیوی اس طرز کے نمائندہ افسانے ہیں۔ ان کے ابتدائی دور کے افسانوں میں داستانی رنگ اور غلو بھی ملتا ہے جیسے رانی سارندھا، ہردول، گناہ کا اگن کنڈ، آلہا اور کرامات کا نتیجہ ان تمام یا اس طرح کے افسانوں میں ہندوؤں کے شاندار ماضی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح انھوں نے اپنے عہد کی معاشرتی عکاسی کی ہے (۲۹)۔ پریم چند نے معاشرے کے اتنے رنگ پیش کیے ہیں اور اتنے وسیع تناظر میں پیش کیے ہیں کہ اس باب میں اردو شاعری میں جو حیثیت نظیر اکبرآبادی کو حاصل ہے وہی حیثیت اردو افسانے میں پریم چند کو حاصل ہے (۳۰)۔

پریم چند خود تحریر کرتے ہیں کہ ان کے اکثر قصے کسی نہ کسی مشاہدے اور تجربے پر مبنی ہوتے ہیں اور وہ ان قصوں میں ڈرامائی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر محض کسی واقعہ کے اظہار کے لیے کہانیاں نہیں لکھتے (۳۱)۔ پریم چند نے اپنے پسندیدہ افسانوں کی تعداد پندرہ لکھی ہے۔ جن میں بڑے گھر کی بیٹی، رانی سارندھا، نمک کا داروغہ، سوت، آبھوشن، پرائسچت، کامنا، مندر اور مسجد، گھاس والی، مہاتیرتھ، ستیاگرہ، لانچھن، ستی، لیلیٰ اور منتر شامل ہیں (۳۲)۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہندو مسلم ایکتا اور مذہبی رواداری کی بات کرنے والا پریم چند ان تمام افسانوں میں ہندو کرداروں کو ہی سامنے لاتا ہے۔ پریم چند کی اپنی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے دو سو کے قریب افسانے لکھے، بعد کی تحقیق نے اسے درست ثابت کیا ہے۔ پریم چند نے ناول، مضامین، ڈرامے اور باقی اصنافِ نثر پر بھی طبع آزمائی کی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فطری طور پر افسانہ نویسی کے لیے موزوں تھے۔

مسعود حسین نے پریم چند کی افسانہ نگاری کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ ان کے نزدیک ۱۹۰۹ء تک پریم چند نے ابتدائی کوششیں کیں جو رومانوی فکر اور وطن کی محبت لیے ہوئے ہے۔ دوسرا دور ۱۹۰۹ء سے ۱۹۲۰ء تک کا ہے اور یہ تاریخی اور اصلاحی افسانوں پر مشتمل ہے۔ تیسرا دور ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۲ء تک کا ہے جس میں اصلاحی اور سیاسی افسانے لکھے جبکہ چوتھا دور سیاسی اور فکری افسانوں کا ہے جو سورگ باش ہونے تک کا ہے (۳۳)۔ لیکن یہ حقیقت نہیں۔ کسی بھی بڑے فنکار کو اور اس کے فن کو ادوار میں تقسیم کر کے اس کی تفہیم ممکن نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس نے جو کچھ آخری دور میں لکھا اس کی جھلک پہلے دور میں نہ ہو۔ مثلاً لال فیتہ اور قاتل دو مختلف ادوار کے افسانے ہیں لیکن دونوں میں بغاوت کا عنصر مشترک ہے۔ ۱۹۳۰ء کے بعد پریم چند کے افسانوں میں بے باکی ملتی ہے، اس کی بہترین مثال 'نئی بیوی' ہے۔ ابتداء سے پریم چند عورتوں کے بارے میں آدرش وادی تھے لیکن ان کے اس افسانے کو پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ اب وہ روایات سے دھیرے دھیرے باغی بھی ہو رہے تھے۔ مالدار بوڑھے کی بیوی جنس کی پیاس بجھانے کے لیے اپنے دیہاتی ملازم کا انتخاب کرتی ہے۔
'اس نے جلدی سے سر پر آنچل کھینچ لیا اور نوکر سے یہ کہتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چلی کہ لالہ کھانا کھا کر چلے جائیں تو آجانا'۔

پریم چند نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو اپنے نصب العین کے مطابق جگہ دی ہے۔ ان کے افسانے گنگا، جمنا، رام، سیتا، بیساکھی اور جنم اشٹمی کے تذکروں کے بغیر شروع ہوتے ہیں اور نہ ختم۔ وہ اصلاح بھی کرنا چاہتے ہیں تو ہندو سماج کی۔ ان کے ہندو کرداروں اور مسلمان کرداروں میں واضح تضاد موجود ہے۔ ان کے ہندو نسوانی کردار، کردار کے پختہ جبکہ مسلمان نسوانی کردار اخلاق سے گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ پریم چند نے بچوں کے بارے میں اپنی تحریروں میں تسلسل سے لکھا ہے اور ان کے افسانوں میں بھی بچوں کے کردار ملتے ہیں۔ ایسے افسانوں میں بوڑھی کاکی، جج اکبر، تحریک، نادان دوست، رام لیلی، قذاقی، بڑے بھائی صاحب، دودھ کی قیمت، عید گاہ اور گلی ڈنڈا شامل ہیں۔ پریم چند بچوں کے کردار اور مکالمے بڑے ماہرانہ انداز میں لکھتے ہیں۔ بچوں کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں، ان کی محبتیں نفرتیں اور چھوٹے چھوٹے خواب ان سب کو پریم چند نے بیان کیا ہے۔

پریم چند کو ہندو کرداروں اور ہندو دیو مالا سے دلچسپی تھی۔ ان کے افسانوں کے کردار تاریخی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔ شاید وہ چاہتے تھے کہ قاری ان کرداروں کے ذریعے ہندو مذہب اور ہندو دیوی دیوتاؤں کے بارے میں جانے مثلاً ان کا افسانہ 'دو بھائی' کے کردار کرشن، بلرام، رادھا اور شیاما ہندو مذہب کے دیوی دیوتا ہیں۔ اسی طرح افسانہ 'راجپوت کی بیٹی' میں کرشن اور رکمنی کا تذکرہ کیا ہے جو ہندو دھرم کے اوتار ہیں۔

پریم چند کے افسانے سماج کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس کی بڑی وجہ پریم چند کا سماج وادی ہونا تھا۔ انھوں نے عورتوں کے مسائل پر بہت لکھا۔ عورت ان کے نزدیک ماں اور بیوی کے روپ میں ہی بہتر کردار ادا کر سکتی ہے یہاں تک کہ بہن یا بیٹی کی شکل میں ان کے افسانوں کے کردار کم ہی نظر آتے ہیں۔ پریم چند عورت کو دوست یا محبوبہ کی شکل میں پہلے تو پیش ہی نہیں کرتے اور اگر پیش کرتے ہیں تو اس کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ وہ روایات کے پابند ہیں اور اپنی روایات سے انحراف ان کے نزدیک اپرادھ ہے۔ ان کے نسوانی کردار اپنے سماج کی بہترین ترجمانی کرتے ہیں۔ مثلاً 'روح حیات' کی گجراتی جو ساری زندگی پیار اور کشمکش کی منہ بولتی تصویر ہے۔

پریم چند نے کسان اور اس کے مسائل پر سب سے زیادہ لکھا۔ انھیں بجا طور پر کسان کا نمائندہ افسانہ نگار کہا جا سکتا ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں جاگیردار اور زمیندار کے دشمن کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ لیکن اچھائی کے حمایتی۔ افسانہ 'تحریک خیر' کے ٹھاکر بیر سنگھ اس لیے امر ہیں کہ انھوں نے ایک مظلوم عورت کی دادرسی کی۔ پریم چند کے اندر جو ارضی اور فلکی محبت کی کشمکش ہمیشہ جاری رہی اسے انھوں نے افسانہ 'فلسفی کی محبت' میں پیش کیا۔ افسانے کے کردار گوپی ناتھ اور آنندی کی محبت اور ان کے آخری ناول 'گئو دان' کی مالتی اور مہتا کی محبت میں وہی فرق ہے جو جسمانی اور روحانی میں ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر انوار احمد نے افسانوی مجموعے 'پریم بتیسی' کے کرداروں کا مطالعہ کیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ تئیس افسانوں کے تمام کردار ہندو ہیں، دو افسانوں 'امرت' اور 'غیرت کی کٹار' کے کردار مسلمان ہیں اور وہ بھی اخلاق باختہ۔ پریم چند نے کوئی ایسا مسلمان نسوانی کردار پیش نہیں کیا جو اخلاق باختہ نہ ہو۔ اس طرح ۱۹۱۸ء تک پریم چند مذہبی تعصب کا شکار نظر آتے ہیں۔ رفتہ رفتہ

وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں انھیں احساس ہوا کہ لوٹنے والا اور ظالم خواہ ہندو ٹھاکر ہو یا مسلمان جاگیردار، استحصال کرنے والا پروہت ہو یا مولوی یکساں طور پر قابلِ مذمت ہیں (۳۴)۔

'آخری تحفہ'، 'زادِ راہ'، 'دودھ کی قیمت' اور 'واردات' پریم چند کے آخری دور کی تخلیقات پر مشتمل افسانوی مجموعے ہیں لیکن ان میں کمزور کہانیوں کی کمی نہیں۔ آخری تحفہ، قاتل، ادیب کی عزت، دودھ کی قیمت، کفن، نجات، زیور کا ڈبہ، آشیاں برباد، بڑے بھائی صاحب شاہکار افسانے ہیں۔ پریم چند کی مرگ کے بعد ان کا افسانوی مجموعہ 'دودھ کی قیمت' شائع ہوا اور اس میں بھی نو میں سے آٹھ کردار ہندو ہیں۔ اکسیر اور عید گاہ معیاری افسانے قرار دیے جا سکتے ہیں۔ پریم چند کو علامہ راشد الخیری سے شکایت تھی کہ انھوں نے جو بھی لکھا مسلمانوں کے لیے لکھا، ہمیں ان سے شکایت ہے کہ انھوں نے جو بھی لکھا ہندوؤں کے لیے لکھا۔ ان کے آخری افسانوی مجموعے 'واردات' کے افسانے پریم چند کے پختہ نفسیاتی شعور کے عکاس ہیں۔ ان افسانوں میں مالکن، شکوہ و شکایت، معصوم بچہ اور نئی بیوی شامل ہیں۔ 'نئی بیوی' کی آشا اور 'مالکن' کی پیاری کا مسئلہ جنس ہے۔ یہ دونوں افسانے پریم چند کی سابقہ روش سے ہٹ کر لکھے گئے ہیں۔ 'معصوم بچہ' کا گنگو سعادت حسن منٹو کے 'بابو گوپی ناتھ' کی یاد دلاتا ہے۔ دونوں مردانہ انا، غیرت اور ذاتی ملکیت کے احساس سے آزاد ہیں۔ کون کہتا ہے کہ پریم چند نے ارتقائی سفر طے کیا ہے۔ ان کے ۱۹۱۸ء کے افسانے اور ۱۹۳۶ء کے افسانے ایک طرح کا تعصب اور ایک طرح کی رومانوی فضا لیے ہوئے ہیں۔ اس آخری افسانوی مجموعے کے افسانے 'سوانگ' کے یہ ابتدائی جملے 'راجپوت خاندان میں پیدا ہو جانے ہی سے کوئی سورما نہیں بن جاتا اور نہ نام کے پیچھے سنگھ کی دم لگا لیتے ہی بہادری آ جاتی ہے' (۳۵)۔ اور 'رانی سارندھا' کا مطالعہ کریں۔

۴ (iii) پریم چند اور اردو ناول:

پریم چند کے مطابق انھوں نے پہلا ناول ۱۹۰۲ء اور دوسرا ۱۹۰۴ء میں لکھا۔ ان کے ابتدائی ناول 'ہم خرما و ہم ثواب' اور 'کشنا' ہیں لیکن چونکہ پہلے ایڈیشن کے بعد یہ ناول دوبارہ شائع نہیں ہوئے۔ اس لیے اب تقریباً ناپید ہیں (۳۶)۔ قمر رئیس کے مطابق پریم چند کا پہلا ناول 'اسرارِ معابد' تھا جو مکمل نہ ہو سکا۔ یہ ناول بنارس کے ایک ہفتہ وار اخبار 'آوازِ خلق' میں اکتوبر ۱۹۰۳ء سے فروری ۱۹۰۵ء تک شائع ہوا۔ اس کے مصنف کا نام دھنپت رائے عرف نواب رائے الٰہ آبادی تھا۔ یہ ادھورا ناول سرشار کے ناول 'فسانۂ آزاد' کے طرز پر لکھا گیا۔ پریم چند سرشار سے متاثر تھے۔ انھوں نے ہندی میں 'آزاد کتھا' کے نام سے 'فسانۂ آزاد' کی تلخیص بھی کی۔ انھوں نے ابتدائی عمر ہی سے سرشار کی تمام کتابوں کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ 'زمانہ' کے مطابق 'کشنا' پریم چند کا پہلا ناول تسلیم کیا جاتا ہے لیکن شواہد کے مطابق یہ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا (۳۷)۔

جبکہ 'ہم خرما و ہم ثواب' ۱۹۰۶ء کے اواخر سے پہلے شائع ہو گیا۔ اس کا ہندی ترجمہ 'پریما' کے نام سے ۱۹۰۷ء میں انڈین پریس الٰہ آباد سے شائع ہوا (۳۸)۔ 'ہم خرما و ہم ثواب' میں نو مشقی کی تمام خامیاں موجود ہیں۔ پلاٹ ڈھیلا ڈھالا، کردار پھیکے اور

مکالمے بے جان۔ اسے کسی پہلو سے کامیاب ناول نہیں کہا جا سکتا۔ پورا ناول تیرہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کا ایک عنوان ہے اور یہ عنوان باب میں آنے والے واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ نذیر احمد اور سرشار کے ناولوں میں یہ وصف پایا جاتا ہے۔ اس طرح اس ناول کو ان کی ہی پیروی کہا جا سکتا ہے۔ یہ ناول کمزور سہی لیکن اس میں پریم چند کی زندگی کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

اس زمانہ میں انھوں نے ایک لڑکی سے محبت کی جس کا اعتراف آخری عمر میں اپنی بچی کے روبرو کیا ہے (۳۹)۔ وہ اس لڑکی سے شادی کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو ایک بیوہ سے شادی کرلی۔ اس طرح ان کا یہ قدم بھی 'ہم خرما و ہم ثواب' کے مطابق ہی کہا جا سکتا ہے۔ اسی لیے پریم چند کو ہمیشہ اس ناول سے وابستگی رہی۔ شاید اسی جذباتی تعلق کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے اس ناول کو اصلاح و ترمیم کر کے مختلف زمانوں میں چار مختلف ناموں سے شائع کروایا۔ قمر رئیس کے مطابق اردو میں یہی ناول بعد میں 'بیوہ' کے نام سے شائع ہوا (۴۰)۔ 'بیوہ' میں کردار وہی ہیں۔ سماجی اعتبار سے ناول کا موضوع ہندو دھرم اور سماج میں بیوہ کا مسئلہ ہے۔ ناول کا ہیرو امرت رائے آریہ سماجی تحریک سے متاثر ہو کر بیواؤں کے لیے ایک آشرم بنوانا چاہتا ہے تاکہ وہاں رہ کر وہ ان مظالم سے محفوظ رہیں جو ہندو سماج نے فرسودہ مذہبی روایات کی وجہ سے ان پر روا رکھے ہیں۔

مندر کے مہنتوں اور پجاریوں کی بدکاریوں اور عبادت کے پردے میں نفس پرستی کو اتنی بے رحمی سے بے حجاب کرنا اس دور کے ایک ادیب کے لیے بڑی ہمت کی بات تھی۔ 'زمانہ' کے مطابق 'جلوۂ ایثار' ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا (۴۱)۔ اردو میں 'جلوۂ ایثار' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۱۲ء میں الٰہ آباد سے شائع ہوا۔ یہ ناول سماجی اعتبار سے بہت مربوط اور منظم ہے۔ پریم چند نے سماج کی اصلاح کا جو بیڑہ اٹھایا تھا اس کے واضح خطوط اس ناول میں نظر آتے ہیں۔ ناول کی سبا برسوں کی تپسیا کے بعد دیوی سے بردان مانگتی ہے تو ایسا سپوت بیٹا جو اپنے دیس کا اپکار کرے۔ اس کا سپوت بیٹا قومی خدمت کو شعار بناتا ہے اور سماج کی اصلاح کے لیے سوامی بن جاتا ہے۔ قومی خدمت کا یہ تصور آریہ سماجی ہے اور سوامی وویکا نند کی تعلیمات کے زیر اثر ہے۔ اس ناول کے سماجی مقاصد کا ایک پہلو بے جوڑ شادیاں ہیں۔ ناول کی برجن کی شادی ایک جاہل رئیس سے کر دی جاتی ہے جو آخر بیوہ ہو جاتی ہے اور ناول کے ہیرو پرتاپ سے محبت کو چھپاتی ہے اور ہندو عورت کے پتی ورتا کو قائم رکھتی ہے۔ وہ ایک بیوہ کی پر اذیت زندگی میں تلخیوں سے فرار شاعری اور بھگتی میں پناہ سے حاصل کرتی ہے۔ لیکن یہ بیوہ کے مسائل کا حل تو نہیں۔ اس طرح اس سماجی مسئلے کے حل کی طرف پریم چند نے اشارہ نہیں کیا۔

'بازارِ حسن' اردو میں لکھا گیا لیکن ہندی میں 'سیوا سدن' کے نام سے دسمبر ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا۔ پریم چند نے نظر ثانی کے بعد دوبارہ اردو مسودہ تیار کر کے اسے دارالاشاعت پنجاب لاہور سے دو جلدوں میں ۱۹۲۱ء میں شائع کیا (۴۲)۔ ہندی ایجنسی نے پریم چند کو یک مشت چار سو روپے پیش کیے۔ اتنا معاوضہ ابھی تک انھیں کسی کتاب پر نہ ملا تھا۔ کچھ اس کشش نے اور کچھ اس غیر معمولی شہرت نے جو اس ناول کی اشاعت سے ہندی داں حلقہ میں پریم چند کو ملی، انھیں ہندی میں لکھنے کی طرف متوجہ

کیا۔اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ اس زمانے میں سرکاری ملازمت کی زنجیروں سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔اس کے بعد قلم ہی کو آمدنی کا ذریعہ بنانا تھا اور اس کا میدان اردو کی بہ نسبت ہندی میں زیادہ وسیع تھا۔چنانچہ جب یہ ناول ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا تو اسی پبلشر نے ان کے دوسرے ناول 'گوشۂ عافیت' کی اشاعت کے لیے تین ہزار روپے بطور معاوضہ پیش کیے۔

اس طرح پریم چند کا اردو سے ہندی کی طرف جھکاؤ بنیادی طور پر ایک معاشی مسئلہ تھا۔ہندی ادب 'سیواسدن' میں اس ناول نے معیارات کا تعین کیا۔اس کا موضوع سماجی تھا اور اس موضوع پر بہت کچھ اردو میں لکھا جا چکا تھا۔رسوا، شرر اور نذیر احمد کے ناول مارکیٹ میں موجود تھے۔امراؤ جان ادا کی موجودگی میں اردو میں 'بازارِ حسن' کی جگہ نہ تھی۔اس لیے ہندی میں یہ زیادہ مقبول ہوا۔'بازارِ حسن' کا موضوع شہری زندگی کی معاشرتی تباہ کاریوں اور شہر میں رہنے والے متوسط طبقے کے مسائل ہیں۔بالخصوص ہندو عورت کی سماجی پستی اور بے چارگی۔اس ناول میں پریم چند نے معاشرتی خرابیوں کو ان کے وسیع سماجی، اخلاقی اور اقتصادی پس منظر میں دکھایا ہے اور نفسیاتی پہلوؤں پر بھی غور کیا ہے۔ناول کی ہیروئن سمن کا ایک طوائف کی خوشحال زندگی سے متاثر ہو کر طوائف بن جانا بدلے کی انتہا ہے۔عورت بدلہ لینے میں اس قدر گر سکتی ہے لیکن اس کا بازار میں بیٹھ کر اپنی عصمت کی حفاظت کرنا اور پھر دوبارہ شرافت کی زندگی کی طرف آنا، مایوسی اور بے سہارا ہو کر آشرم میں جانا ہندی سماج میں عورت کی بے چارگی کو ظاہر کرتا ہے۔ناول میں طوائف کو مسلمان ظاہر کرنا بھی معنی خیز ہے۔

سماج کا عجیب جبر ہے کہ سمن کا عاشق ہی اس کا ہونے والا بہنوئی ہے۔سمن کا شوہر گناہوں کا پرائسچت کرنے کے لیے سادھو بن چکا ہے۔وہ جو بیسواؤں کی لڑکیوں کو پالنے کے لیے آشرم تعمیر کرتا ہے، سمن اس کی نگران اور معلّمہ ہو جاتی ہے۔پلاٹ کو پریم چند نے پیچیدہ بنا دیا ہے۔ناول میں کچھ چیزیں اضافی ہیں جیسے بازارِ حسن کو ہٹانے کی تحریک، میونسپلٹی میں دلچسپ مباحثہ وغیرہ۔پریم چند کیونکہ آریہ سماجی تحریک سے متاثر ہیں اس لیے وہ ہر چیز میں سماج سدھار شامل کر لیتے ہیں۔وہ طوائف کی اصلاح کر کے اسے معاشرے کے لیے باعزت فرد بنانا چاہتے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ سمن باعصمت ہونے کے باوجود معاشرے میں باعزت مقام نہیں حاصل کر پاتی۔پریم چند طوائفوں کو بارونق جگہوں سے ہٹانا چاہتے ہیں کیونکہ وہ متوسط طبقہ کے رنگین مزاج نوجوانوں کے اخلاقی بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔تاہم یہ ایک سطحی زاویہ نظر ہے۔بیسواؤں کی لڑکیوں کو تعلیم دینا ایک الگ مسئلہ ہے اور معاشرے کا ان کو قبول کرنا دوسرا۔کیا ان پڑھی لکھی لڑکیوں کو کوئی شمعِ حرم بنانے پر تیار ہے۔پریم چند نے اس ناول میں ایک سوال اٹھایا ہے کہ عورت مرد سے کیا چاہتی ہے۔اس کی قدر، خودداری کی حفاظت، اس پر اعتماد اور اس کے احساسات کا احترام۔یہ نہ ملے تو وہ باغی ہو سکتی ہے اور سمن سے سمن بائی بن سکتی ہے۔لیکن کیا وہ طلاق نہیں لے سکتی۔ہندو سماج میں طلاق کا وجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ ایک عورت کا سانحہ ہے۔وہ والدین کے گھر اگر چلی جائے تو وہ اسے قبول نہیں کریں گے لیکن خودداری کا خون کر کے عزت اور عفت کو بچانا زیادہ بہتر ہے۔اگر یہ ناول عورت کے حقوق اور آزادی کی جنگ ہے تو وہ کون سے حقوق ہیں جو پریم چند

اس ناول کے ذریعے عورت کو دلانا چاہتے ہیں۔ اس ناول میں سمن کی نسبت اس کی بہن شانتا کا کردار جاندار ہے۔ سمن اس وقت تک کامیاب اور باوقار ہے جب تک وہ مصنف کے آدرش واد کے ہتھے نہیں چڑھی۔ اس کا کردار گناہ کا پرائسچت کر کے آب و تاب کھو بیٹھتا ہے۔ شانتا آخری لمحوں تک منفرد ہے، سمن کے کردار میں کشمکش کا پہلو بہت کمزور ہے۔ پریم چند نے اس ناول میں بے شمار غلطیاں کی ہیں۔ مثلاً سمن کو جلد سے جلد طوائف بنانا، سمن جیسی شریف لڑکی کا اتنی جلدی بازار میں بیٹھنے پر راضی ہو جانا، ساری دال منڈی کو ایک ہی دن میں خالی کر دینا، پھر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے متفقہ طور پر طوائفوں کا بے شرمی، ذلت اور عیش پرستی کی زندگی ترک کر کے شرافت کی زندگی کا آغاز کرنا، سب مصنوعی لگتا ہے۔ پریم چند کے سماجی مقاصد مروجہ اخلاقیات کے بوجھ تلے دب گئے ہیں۔ طوائفوں کا یہ کہنا کہ انھوں نے سماجی اور معاشی حالات سے نہیں بلکہ شہوت پرستی سے تنگ آ کر یہ پیشہ اختیار کیا حقائق کے خلاف ہے۔

پریم چند طوائفوں کو گناہوں کی غلامی سے نجات تو دلاتے ہیں لیکن وجوہات تلاش نہیں کرتے جس کی وجہ سے لاکھوں عورتیں دال منڈی میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ پریم چند کے کردار کھوکھلے ہیں وہ کردار کی تعمیر پر توجہ نہیں دیتے ان کی نظر مقصد پر رہتی ہے اور ان کے کردار موم کی ناک کی طرح لگتے ہیں۔ پریم چند کا ناول 'گوشۂ عافیت' لگ بھگ سوا سات سو صفحات کا طویل ناول ہے جو اردو میں لکھا گیا لیکن ہندی میں 'پریم آشرم' کے نام سے ۱۹۲۲ء میں شائع ہو گیا تھا۔ اردو میں اس کی اشاعت ۱۹۲۹ء کے لگ بھگ ممکن ہو سکی (۴۳)۔ پریم چند نے اس ناول میں ہندوستان کے محنت کش طبقے کی زندگی اور مسائل کو موضوعِ بحث بنایا۔ پریم چند نے یہ ناول اپنی ملازمت کے دوران لکھا۔ اسی لیے اس میں سیاسی ہنگامہ آرائیاں واضح نظر نہیں آتیں۔ نو بہ نو مسائل کو ناول کے پلاٹ میں سمونا آسان نہ تھا۔ کاشتکاروں کے مسائل، بیگار، سیلاب، ہندو مسلم اتحاد، روحانیت، اعلیٰ طبقہ کی خود غرضانہ ذہنیت، توہم پرستانہ ہندو عقائد کے مہلک اثرات، جاگیرداری کے مقابلے میں کاشتکاروں کی کشمکش، کہیں پولیس کے اختیارات کی کہانی ہے اور کہیں ان اختیارات کا ناجائز استعمال۔ اس ناول میں پریم چند نے مرکزی کرداروں کو خودکشی پر مجبور کیا ہے۔ جانے کیوں۔ پریم چند پسے ہوئے طبقات کو بیدار کرنا اور اٹھانا چاہتے ہیں۔ وہ ان مزدوروں کی بیداری کو ہندوستان کی بیداری کے مترادف گردانتے تھے۔ اس ناول میں انھوں نے ہندوستانی محنت کش طبقہ کی نمائندگی کی ہے۔ اس ناول کے کردار جیتے جاگتے ہیں اور ان میں کشمکش موجود ہے۔

ہندوستان کی تہذیبی روایات اور سماجی زندگی کے روشن اور تاریک پہلو پریم چند نے آشکار کیے ہیں۔ پریم چند کو یہ طبقاتی شعور ان کی ملازمت نے دیا۔ انھوں نے گاؤں گاؤں جو فرائضِ منصبی ادا کیے تو قریب سے کسانوں کے مسائل کا مطالعہ کیا۔ انھوں نے گھریلو تنازعات، روایت پرستی، مذہبی عقیدت مندی، خوف و ہراس، جہالت، خود غرضی، اقتصادی بدحالی اور خودی یا حفظِ نفس پر کمال مہارت سے قلم اٹھایا۔ زمیندار طبقوں کے نمائندوں گیان شنکر، گائتری اور رائے کملا نند کو پریم چند نے خودکشی پر مجبور کر

دیا کیونکہ یہ ان کے پسندیدہ کردار نہیں۔انھوں نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ معاشرے میں طاقتور طبقات کمزوروں کے استحصال کے لیے ہمیشہ دھرم اور ایشور کا سہارا لیتے ہیں لیکن یہ بات درست نہیں۔گیان شنکر مذہب کے سہارے کے بغیر بھی وہ سب کچھ کرسکتا تھا۔یہ سوچ سوشل ازم سے آئی ہے اور پریم چند کی اپنی نہیں۔اس ناول میں بھی پریم چند نے حسب عادت آدرش واد کا سہارا لیا ہے۔ناول میں پریم چند کا گاندھیائی تصور پریم شنکر کی صورت میں سامنے آتا ہے(۴۴)۔

اس کردار کے وسیلے سے پریم چند کاشتکاروں کی اصلاح کرتا ہے لیکن وہ انقلاب کا قائل نہیں۔ظلم کا جواب دینا نہیں جانتا اسے زمینداروں سے کوئی رنجش نہیں(۴۵)۔پریم چند کا آدرش واد ناول کے حسن کا بیڑا غرق کر دیتا ہے۔مایا شنکر کا زمینداری سے دست بردار ہونا عصری قانون کے تقاضوں کے خلاف ہے۔شردھا کا اپنے شوہر پریم شنکر سے سمجھوتا،رائے کملا نند کا پرائسچت،گائتری اور گیان شنکر کا خودکشی کرنا حقیقت کے خلاف ہے۔یہ حقیقت پسندی نہیں رومانوی فکر ہے۔اس ناول کے کردار پہلے ناولوں کے مقابلے میں جاندار ہیں۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پریم چند کے ناولوں کے چھوٹے کردار بڑے کرداروں کی نسبت زیادہ جاندار ہیں جیسے قادر،منوہر اور بلراج وغیرہ۔پریم چند بنیادی طور پر سدھار چاہتے ہیں۔اس کے لیے کردار نگاری اور پلاٹ کو اہمیت نہیں دیتے۔قمر رئیس نے گیان شنکر کے کردار کو نذیر احمد کے ابن الوقت سے مشابہ قرار دیا ہے۔دونوں طرز کہن کے مخالف ہیں آگے بڑھنا چاہتے ہیں لیکن آخر پر دونوں کو شکست ہوتی ہے(۴۶)۔لیکن نذیر احمد کے کردار خودکشی نہیں کرتے۔

پریم چند کا ایک اور سماجی ناول نرملا ہندی اور اردو میں ایک ہی نام سے چھپا۔ہندی میں جنوری ۱۹۲۷ء اور اردو میں ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا(۴۷)۔نرملا ایک معاشرتی اور سماجی ناول ہے جس میں ان مشکلات کا تجزیہ ہے جو لڑکی کی شادی میں جہیز نہ دے سکنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔پریم چند نے متوسط طبقہ کے تین گھرانوں کے افراد سے اس ناول کا پلاٹ بنا ہے۔ناول کی ہیروئن پندرہ سالہ نرملا چالیس سالہ شخص سے بیاہ دی جاتی ہے۔نرملا پتی کو محبت کی چیز نہیں احترام کی چیز سمجھتی ہے۔پریم چند کو جو کردار پسند نہیں آتا اس کا علاج کرنے کے بدلے اسے خودکشی پر مجبور کر دیتے ہیں۔اس ناول کے کردار ڈاکٹر سنہا کو صرف اس لیے خودکشی کروا دیتے ہیں کہ وہ اپنی سابقہ منگیتر جواب بیوہ ہے،سے اظہار محبت کر دیتا ہے اور اس کا علم اس کی بیگم کو بھی ہو جاتا ہے۔اس اظہار محبت میں ترس اور رحم کا عنصر غالب نظر آتا ہے۔اب یہ بات یا یہ جرم اتنا بڑا نہیں کہ کوئی خودکشی کر لے۔پریم چند کے کردار جانے کیوں اتنے انا پرست واقع ہوئے ہیں۔حالانکہ پریم چند خود انا پرست نہیں۔ناول کی ہیروئن نرملا حالات سے مجبور ہو کر موت کو گلے لگاتی ہے اور اپنی شیر خوار بچی آشا کو اپنی نند رکمنی کے حوالے کرتے ہوئے وصیت کرتی ہے کہ'چاہے کنواری رکھیے گا چاہے زہر دے کر مار ڈالیے گا مگر نا اہل کے گلے نہ باندھیے گا'(۴۸)۔

سماجی برائیوں کو دکھاتے ہوئے پریم چند کا لہجہ تلخ ہو جاتا ہے۔مصنف نے اس ناول میں بھی کردار نگاری پر نہیں سماجی مسئلہ پر روشنی کو نصب العین بنایا ہے۔پریم چند نے بعض کرداروں کے نفسیاتی مسائل کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے

مثلاً نرملا (ماں) اور منسارام (سوتیلا بیٹا) کی محبت جو باپ کی موجودگی میں تلخ اور تنہائی میں شیریں بن جاتی ہے۔

پریم چند کا ناول 'غبن' بھی ایک سماجی اور معاشرتی ناول ہے جو بنیادی طور پر زیورات کی ٹریجڈی ہے۔ یہ اردو اور ہندی دونوں میں ایک ہی نام سے شائع ہوا۔ پہلے ہندی میں مارچ ۱۹۳۱ء اور پھر اردو میں دو جلدوں میں ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا (۴۹)۔ اس ناول کا موضوع بھی متوسط طبقہ ہے اور ان کی کھوکھلی نمایش پرستی۔ یہ مطالعہ سماجی بھی ہے، انفرادی اور نفسیاتی بھی۔ ناول کا ہیرو نمود و نمایش کا دلدادہ ایک بے فکر انوجوان ہے جو چہیتی بیوی کی ایک خواہش کے لیے دفتر میں غبن کرتا ہے اور پھر کلکتہ فرار ہو جاتا ہے۔ جہاں وہ پولیس کے ہتھے چڑھ جاتا ہے اور سرکاری گواہ بن جاتا ہے۔ پریم چند نے اس ناول میں زہرہ کا کردار مسلمان دکھایا ہے جو طوائف ہے۔ پریم چند کا یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ وہ اپنے ناولوں میں پست کردار مسلمان دکھاتے ہیں۔ پریم چند کا یہ پہلا ناول ہے جس میں انھوں نے کسی 'گوشۂ عافیت' کی تعمیر کر کے قاری کو جھوٹی تسلی نہیں دی۔ اس طرح اس ناول میں پریم چند آدرش وادی نہیں لگتے۔ اس ناول کے کردار اچھے برے نہیں عام انسان ہیں۔ ان میں ہر طرح کے جذبات موجود ہیں اور وہ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

پریم چند نے اس دور کے معاشرتی اور سیاسی مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً بڑھاپے کی شادی، جائیداد سے ہندو عورت کی محرومی، عصمت فروشی، رشوت ستانی اور پولیس کے مظالم کے علاوہ سودیشی تحریک اور ستیہ گرہ پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ پریم چند نے اس ناول میں ایک آدرش عورت کی مکمل تصویر بھی پیش کی ہے۔ تاہم قومیت اور انسانیت کو پتی ورتا اور دھرم سے بلند درجہ دیا ہے۔ ناول میں رتن اور وکیل صاحب کے کردار اضافی لگتے ہیں۔ دیہی دین بیدار ہوتے مزدوروں کے سیاسی شعور کا استعارہ ہے۔ وہ بورژوا طبقہ کی قومی راہنمائی کے سوانگ کی اصلیت جانتا ہے۔ ناول کا ہیرو رمانا تھ پریم چند کا آدرش کردار نہیں۔ 'نرملا' میں نرملا کا کردار حقیقی اور ارضی ہے۔ 'غبن' میں رما کا کردار بھی اتنا ہی جاندار ہے اور یہی دونوں کردار ان ناولوں کی اساس ہیں۔

پریم چند نے 'چوگانِ ہستی' اردو میں لکھا۔ یہ ان کا سب سے طویل ناول تھا۔ یہ ناول ہندی اور اردو میں دو دو جلدوں میں شائع ہو۔ اردو میں 'چوگانِ ہستی' کے نام سے ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا جبکہ ہندی میں اس کا نام 'رنگ بھومی' رکھا گیا۔ 'زمانہ' کے مطابق یہ ستمبر اکتوبر ۱۹۲۸ء میں دار الاشاعت پنجاب کی طرف سے شائع ہوا (۵۰)۔ ایک ہزار صفحات کا یہ ناول پریم چند کی صحت اور فراغت کے دور کی یادگار ہے۔ اس ناول میں پریم چند کا آدرش وادپھر لوٹ آیا ہے۔ سورداس، جانہوی اور صوفیہ کے کردار اس مثالیت کے آئینہ دار ہیں۔ اس ناول میں گاندھی واد بھی کھل کر سامنے آیا ہے۔ سورداس مہاتما گاندھی کے عقائد کا ترجمان ہے۔ وہ حق کے لیے لڑنے والا فرد ہے۔ ونے اور صوفیہ کی محبت کی کہانی اس کے متوازی چلتی ہے۔ پریم چند نے حسب روایت دونوں کو خودکشی پر مجبور کیا ہے حالانکہ ونے محنت، ریاضت اور محبت سے لوگوں کے دل جیت سکتا تھا اور صوفیہ کا حصول بھی اس کے لیے بڑی بات نہ تھی۔ جانے پریم چند دو محبت کرنے والوں کو ملنے کیوں نہیں دیتے۔ شاید اس لیے بھی کہ وہ خود بھی اپنی حقیقی زندگی میں محبت نہ پا سکے۔

پریم چند نے سرمایہ داری کی لعنتوں اور صنعتی دور کی آلودگیوں کا تجزیہ بھی کیا ہے نیز دیسی ریاستوں میں غیر ملکی سامراجی اقتدار کی ریشہ دوانیوں کا تجزیہ بھی۔ پریم چند مختلف مذاہب کے درمیان رشتہ ازدواج کے مسئلہ کا کوئی حل پیش نہیں کر سکے۔ سورداس کا کردار پریم چند کا آئیڈیل کردار ہے۔ سورداس کا کارخانے کی تعمیر کی مخالفت جاگیرداری کی صنعتی دور سے نفرت ہے اور آخر کار اس کا ہارنا اور کارخانے کا بن جانا جاگیردارانہ سماج پر صنعتی سماج کی فتح ہے۔ گوشت پوست کے انسان کو پریم چند نے مافوق الفطرت بنا دیا ہے۔ پریم چند کے باقی کرداروں کی طرح ونے بھی انتہائی کمزور کردار ہے جو ایک طرف صوفیہ کے اشارے پر قومی خدمت اور ایثار کی عظمتوں تک جاتا ہے تو اسی کے اشارے پر خود غرضی اور نفس پرستی کی پستیوں میں گر جاتا ہے۔ قاری کو اس کے خودکشی کرنے تک اس سے کوئی ہمدردی محسوس نہیں ہوتی۔ پریم چند کے اس بڑے ناول میں خامیاں بھی بڑی بڑی ہیں مثلاً زینب اور رقیہ کو بیوہ ہونے کے باوجود انتہائی سنگ دل اور خود غرض دکھانا۔ اس میں پریم چند کا بھی قصور نہیں کیونکہ ان کے نزدیک وفا اور بے غرضی صرف ہندو عورت میں ہو سکتی ہے۔ ونے کا پورا ایک سال نفس پرستی کا شکار رہنا، جڑی بوٹیوں کی مدد سے صوفیہ کی محبت کو مشتعل کرنا، حقیقت سے زیادہ خوابوں کی دنیا معلوم ہوتا ہے۔

پریم چند نے 'چوگان ہستی' کے چار سال بعد ۱۹۲۸ء میں ناول 'پردۂ مجاز' لکھا اور یہ اردو میں لاجپت رائے اینڈ سنز سے ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔ پلاٹ کی پیچیدگی نے اس ناول کو ایک گورکھ دھندہ بنا دیا ہے۔ اس ناول میں بھی پریم چند نے معاشرتی مسائل مثلاً ہندو مسلم اتحاد اور مسئلہ ازدواج پر روشنی ڈالی ہے۔ پیچیدگیوں کے باوجود یہ ناول پریم چند کے اسلوب اور فن کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ بنیادی کہانی چکردھر اور منورما کی ہے۔ رانی دیوپریا اور مہندر کمار کے اوتار یا بار بار جنم کی کہانی ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ پریم چند نے ہندوؤں کے آواگون کے نظریے کو اس ناول میں بڑی خوبصورتی سے سمو دیا ہے۔ اس ناول میں ہندو مسلم مذہبی ہم آہنگی کے کچھ نمونے بھی دکھائے ہیں جن کا اس ناول سے میل نہیں وہی پرانا طریقہ ہے کہ اگر ایک ہندو مرے تو ایک مسلمان کو مار کر حساب برابر کر دو۔ زمینداروں سے پریم چند کو کد ہے اور اس ناول میں بھی ان کے مظالم کی دردناک کہانی سنائی ہے۔ انھوں نے دکھانے کی کوشش کی ہے کہ جاگیردارانہ نظام کی بنیاد ظلم و استبداد پر قائم ہے، یہ نظام بہت تھوڑے دنوں کا مہمان ہے اور وہ زمانہ آ رہا ہے یا تو راجا اپنی رعایا کا خادم ہوگا یا ہوگا ہی نہیں (۵۱)۔

متوسط طبقے کی بے جا انا پرستی پریم چند کا موضوع ہے۔ چکردھر شہر کے رئیس کی بیٹی منورما سے شادی کر سکتا تھا لیکن اس کی فرضی انا پرستی آڑے آتی ہے۔ چکردھر اس ناول کا ایک مکمل کردار ہے جس میں محبت اور نفرت دونوں کے جذبات موجود ہیں۔ اس کا حقائق سے فرار ہو کر سادھو بن جانا عجیب لگتا ہے۔ اس ناول کا دوسرا مضبوط کردار منورما ہے پریم چند کی مکمل ہندو عورت: حقائق کا مقابلہ کرنے والی، حالات سے منہ نہ موڑنے والی، زندگی سے بھرپور، محبت کی متلاشی اور خوشیاں بانٹنے والی۔ اس کی محبت کی سمجھ نہیں آتی۔ کیا اس کی محبت عقیدت ہے جو ایک اچھے شاگرد کو ایک اچھے استاد سے ہوتی ہے۔ راجا بشال سنگھ کا کردار ایک مکمل جاگیردار کا کردار

ہے۔نوجوان خوبصورت جسموں کا خوگر۔ٹھاکر ہری سیوک اور لونگی کا کردار دلچسپ ہے۔لونگی سے ٹھاکر کا بیاہ نہیں ہوا لیکن وہ اس کے گھر میں بیاہتا بیوی کی طرح حکمرانی کرتی ہے۔ پریم چند نے اسے بھی ایک مثالی ہندو عورت کے روپ میں دکھایا ہے۔ویسے بھی ہندو راجپوتوں میں عورتوں کو گھر میں ڈال لینا نئی بات نہیں بلکہ ان کے بھگوان کرشن نے رکمنی کو اٹھا کر لایا اور شادی کیے بغیر اپنے گھر میں ڈال لیا۔پریم چند نے بھی ایک عورت کو بیاہ کے بغیر گھر ڈال لیا تھا ممکن ہے لونگی کا کردار اسی سے لیا ہو(۵۲)۔

پریم چند کے باقی ناولوں کی طرح اس ناول میں بھی کمزوریاں موجود ہیں مثلاً اہلیا کا خواجہ محمود کے لڑکے کو قتل کرنا۔کسی نازک لڑکی کا خنجر سے ایک مرد کو قتل کرنا ویسے بھی عجیب بات ہے لیکن یہ واقعہ سارے شہر کو معلوم ہے، مقدمہ تو دور کی بات پولیس اس سے باز پرس تک نہیں کرتی۔پریم چند نے ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء کے درمیان ایک اور ضخیم ناول لکھا جو ۱۹۳۲ء میں سرسوتی پریس سے شائع ہوا۔اس کا نام میدان عمل تھا۔اس ناول میں پریم چند آدرش وادی نہیں۔اس ناول کا ہر کردار سمجھوتا کر رہا ہے امر کانت سکھدا سے، سلیم سکینہ سے، سکینہ حالات سے اور لوگ حالات کے جبر سے۔اس ناول کو اس عہد کی کانگرس کی سیاست اور متوسط طبقہ کے طرز فکر کا عکاس کہا جا سکتا ہے۔اسے گاندھی ارون معاہدہ کا اثر بھی کہا جا سکتا ہے۔سکھدا کا تبدیل ہونا، سکینہ کا پردے سے نکل کر میدان عمل میں آنا، سلیم کا اتنی اچھی نوکری کو لات مارنا، سب کرداروں کا ایک جگہ جیل میں بند ہونا اور ملنا سب مصنوعی لگتا ہے۔جہالت کا علاج تعلیم ہے اور پریم چند نے اس ناول کے ذریعے اس سوچ کو عام کرنے کی کوشش کی ہے۔اچھوتوں کی حالت کو بدلنا گاندھی کا خواب تھا اور پریم چند نے بھی اسی کو اپنایا ہے۔پریم چند اس ناول میں عدم تشدد کے اثر سے اس وقت باہر آ جاتے ہیں جب ٹھاکر کی غریب بیوی کو انگریز بے آبرو کرتے ہیں اور وہ پاگل ہو کر دو انگریزوں کو مار دیتی ہے۔اس عورت کے لیے سارا شہر چندہ جمع کرتا ہے، اس کا مقدمہ لڑتا ہے اور جیتتا ہے۔پریم چند نے مزدور تحریک کو بھی اس ناول میں مناسب جگہ دی ہے۔یہ وہ دور تھا جب کیمونزم پوری دنیا میں لوگوں کو اپنے سحر میں جکڑ چکا تھا۔پریم چند کیمونسٹ تحریک سے متاثر تھے۔شانتی کمار اور سکھدا کے ذریعے انھوں نے مزدوروں کو اپنے حقوق کے لیے منظم کیا ہے۔

گاؤں پریم چند کا خاص موضوع ہے اور انھوں نے اس ناول میں شہر کی نسبت گاؤں کی کامیاب تصویر کشی کی ہے۔علاقہ کے زمیندار مہنت آشا رام اور ان کی مذہبیت پر پریم چند نے چابک رسید کیے ہیں۔ان کا ہیرو امر کانت قدم قدم پر سمجھوتے کرتا ہے۔وہ کامیابی اور شہرت کا طالب رہتا ہے۔پریم چند کی طرح وہ ٹکراؤ کی پالیسی سے اجتناب کرتا ہے۔وہ شہرت اور کامیابی کا بھوکا ہے۔پریم چند نے یہ حقیقت بھی واضح کی ہے کہ محنت کش عوام میں جب تک سامراجی حکومت سے ٹکر لینے کا حوصلہ پیدا نہ ہوگا ہندوستان غلامی اور اس کی لعنتوں سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔اس ناول میں بھی کچھ چیزیں اضافی ہیں مثلاً منی کی سرگزشت، ایک مسلمان کردار کالے خان کا تالیف قلب، اس کی موت، امر کانت کا فلسفیانہ سوچ بچار سب مصنوعی لگتا ہے۔رہائی کے بعد ایک ان پڑھ جاہل عورت منی سے انتہائی آسان اور صاف ستھری اردو زبان میں تقریر کروانا پریم چند کا تخیل ہی تو ہے۔ناول کا سب سے زیادہ

کامیاب حصہ منّی اور امرکانت یا امرکانت اور سکینہ کے رومان کا ہے۔ سکینہ کی محبت امرکانت کو آگے بڑھنے اور میدان عمل میں کودنے پر ابھارتی ہے اور وہ اپنی محبت کا ترفع کرلیتا ہے اور اس طاقت کو محنت کش طبقہ کے حقوق کے لیے استعمال کرتا ہے۔

'میدان عمل' کے بعد ۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۵ء میں پریم چند نے آخری اردو ناول 'گئودان' لکھا۔ اس ناول کے کردار واضح طور پر طبقات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ہوری اور دھنیا کسانوں کی، داتا دین جھنگری سنگھ اور منگرو ساہ مذہبی پیشواؤں اور ساہوکاروں کی، رائے اَمر پال سنگھ زمینداروں کی، کھنہ سرمایہ داروں کی، مہتا اور مرزا خورشید نیز اونکار ناتھ متوسط طبقہ کے دانشوروں اور قومی راہنماؤں کی۔ ناول کا محور ہوری ہے جو کہ کسان ہے، اس کی موت پر ناول کا اختتام کر کے پریم چند نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انھیں سمجھوتے پر اعتقاد نہیں رہا تھا۔ پریم چند نے کسانوں کی معاشی لوٹ کھسوٹ، مہاجنوں اور عمال حکومت کی خباثتوں کے علاوہ مذہب اور ذات پات کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔ برہمنوں نے مذہب کو ہمیشہ اپنے خودغرضانہ مفاد کے لیے استعمال کیا ہے۔ ان کا دین دھرم خرید ابھی جا سکتا ہے۔ اگر کوئی برہمن کسی عورت کو بغیر بیاہ کے رکھ لے تو بے دھرم نہیں ہوتا جبکہ یہی کام چمار کرے تو بے دھرم اور اس کو کفارہ دینا پڑے گا۔

پریم چند نے اس ناول میں ہندوستان کے کسان کو اپنے حقوق سے آشنا بتایا ہے لیکن اس کے دکھ درد اور مسائل کم نہیں ہوئے۔ رائے اَمر پال کی خباثتیں زمیندار طبقہ کی خباثتیں ہیں۔ ایک طرف جاگیردارانہ سماج میں تسکین کے سامان ہیں، نفسانی خواہشات کی تکمیل ہے، کوئی بن بیائے کہارن کو لیے بیٹھا ہے، کسی نے اہیرن کو گھر میں ڈال رکھا ہے اور کوئی چمارن سے جنسی پیاس بجھا رہا ہے۔ دوسری طرف گاؤں کے مزدور اور کسان معاشی ابتری کا شکار ہیں۔ اس نظام کو بدلنے کی کوشش کرنے والا گوبر بھی آہستہ آہستہ سمجھوتے کرتا چلا جا رہا ہے۔ اس کا سماجی شعور بیدار ہے اور اس کا بار بار یہ کہنا کہ یہی جی چاہتا ہے کہ لاٹھی اٹھاؤں اور داتا دین، پٹیشوری اور جھنگری سب سالوں کو مار گراؤں اور ان کے پیٹ سے روپے نکال لوں (۵۳)۔

پریم چند نے مزدور اور سرمایہ دار کی کشمکش کو بھی موضوع بنایا ہے۔ متوسط طبقے کے وہ افراد جو مزدوروں کی راہنمائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور سرمایہ داروں کی عیش کوشی کو حقارت سے دیکھتے ہیں لیکن وہ بھی اندر سے کھوکھلے ہیں۔ وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو سرمایہ دار کے پاس ہے۔ بورژوا معاشرے کی رنگینیوں سے نفرت کرتے ہیں لیکن یہ سب ریاکاری اور ظاہر داری ہے۔ جب کوئی حسینہ جام پیش کرے تو ان کے تمام اصول اور ضابطے اس جام میں ڈوب جاتے ہیں۔ ناول میں پریم چند کی مذہب بیزاری دراصل اس کچلی ہوئی انسانیت کا شدید ذہنی ردعمل تھا جسے انھوں نے اپنے فن کا موضوع بنایا۔

مسٹر مہتا پریم چند کا آئیڈیل کردار ہے۔ انھوں نے اسے ایک باعمل فلسفی بتایا ہے لیکن شراب کو برا جاننے کے باوجود وہ شراب پیتا ہے۔ پریم چند کا کردار بھی ایسا ہی تھا، وہ بھی شراب پیتے تھے لیکن اسے برا جانتے تھے (۵۴)۔ سرمایہ داری، زمینداری، مغربی تہذیب، گھر اور سماج میں عورت کی حیثیت اور دائرۂ عمل جیسے موضوعات پر مسٹر مہتا پریم چند کی زبان سے بولتے ہیں۔ اس

ناول میں پریم چند نے عورت کے سماج میں مرتبہ پر کھل کر اظہار رائے کیا ہے۔ وہ عورت کے گھر سے باہر کے کردار سے مطمئن نہیں۔ ان کے نزدیک اس کی زندگی کا محور گرہستی ہے لیکن خدمت اور قربانی کا تقاضا وہ عورت ہی سے کرتے ہیں۔ یہ تصور پرستانہ انداز فکر ہے۔ جب مالتی مسٹر مہتا کے آدرش میں ڈھل جاتی ہے تو وہ اس سے شادی کی درخواست کرتا ہے لیکن مالتی یہ کہ کر شادی سے انکار کر دیتی ہے کہ اس طرح ہم روحانی ارتقاء کی اعلیٰ منزلیں طے نہیں کر سکتے۔ اس طرح پریم چند مالتی کی شخصیت کو یا پڑھی لکھی عورت کی شخصیت کو مرد کی شخصیت میں ضم کر کے فنا نہیں کرنا چاہتے۔ یہ مثالی محبت جو مالتی اور مہتا، ونے اور صوفیا، چکردھر اور منورما، سکینہ اور امر کانت، منی اور امر کانت کی صورت میں دکھانا چاہتے ہیں وہ خود اختیار نہ کر سکے۔ لیکن اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ عورت کو مرد کی طرح آزاد اور خود مختار دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ اسے اقدار کا پابند بھی بنانا چاہتے ہیں۔ پریم چند بنیادی طور پر مغرب زدگی کے خلاف ہیں۔

۲(iv) <u>پریم چند کے اردو مضامین:</u>

مضمون نگاری ایک فن ہے اور پریم چند نے اس فن کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مضامین لکھے۔ جن میں 'بھرت' پر لکھا گیا مضمون تحقیقی کے علاوہ تنقیدی بھی ہے۔ عام طور پر ہندو تخلیق کار رام کے چرچے کرتے ہیں لیکن اس کے بھائی بھرت کی بے غرض نفس کشی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں جبکہ خود غرضی کے لیے بھرت کی ماں کیکئی کی مثال دیتے ہیں۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب 'رامائن' میں رام کی عظمت کے قصے ہیں۔ رام، سیتا اور کوشلیا نے بھرت سے جو سلوک کیا وہ کسی طرح ایک عظیم دیوتا کے شایان شان نہیں۔ اس کے جواب میں بھرت نے جو سلوک رام سے کیا اسے سنہری حروف میں لکھا جانا چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ پریم چند نے کچھ خوبصورت اقتباس پیش کیے ہیں اور ہنود کے معاشرے میں ہنود کے دیوتا پر کھل کر تنقید کی ہے۔ رام سیتا سے کہہ رہا ہے کہ بھرت کی موجودگی اور میری غیر حاضری میں میری تعریف نہ کرنا کیونکہ اہل ثروت دوسروں کی بڑائی پسند نہیں کرتے (۵۵)۔ 'اہل ثروت اور دوسرا' کون، ظاہر ہے کہ رام اپنے بھائی بھرت کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ بھرت کے اپنی ماں کو کہے ہوئے یہ جملے رام کے منہ سے کبھی ادا نہیں ہو سکتے۔ 'تم نے میرے حق میں یہ کانٹے بوئے ہیں، تم نے میرے راست باز والد کی گردن پر خنجر چلایا، تم نے میرے بھائیوں کو بھکاری بنا دیا ہے: پرماتما تمہیں نرک میں لے جائے' (۵۶)۔ پریم چند کا 'رامائن' کے بارے میں اخذ کردہ یہ نتیجہ اپنے اندر وزن رکھتا ہے کہ رامائن میں کوئی کردار بھرت سے زیادہ بلند نہیں۔ سیتا نے ایک بار لکشمن کو غصہ میں سخت الفاظ کہے۔ رام کا بال کو قتل کرنا اور سروپ نکھا کی ناک کاٹنا جیسے افعال کی توجیہ ممکن نہیں۔ کوشلیا اور لکشمن الزام سے بری نہیں مگر بھرت کی تصویر اول سے آخر تک بے عیب، بے داغ اور بے لوث ہے۔ کیکئی کے ہزاروں عیبوں پر اس وقت پردہ پڑ جاتا ہے جب ہم اسے ایسے ملکوتی صفات بیٹے کی ماں کے روپ میں دیکھتے ہیں اور اس کا یہ فعل بھی قابل نفرین نہیں لگتا جو اس نے اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھانے کے لیے کیا (۵۷)۔

پریم چند نے بہاری کے رنگ تغزل کو اردو کے رنگ تغزل سے ملتا جلتا قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک بہاری میں نفاست ہے اور غالب کی طرح اس کا معیار عشق اونچا ہے۔ پریم چند کے نزدیک جس شاعر نے ساری زندگی میں سودو سو متحرک اشعار نہ لکھے ہوں وہ فضول شاعر ہے۔ بہاری کی سب سے مشہور تصنیف 'ست سئی' ہے۔ یعنی سات سو دوہروں کا مجموعہ (۵۸)۔ اردو میں غالب اور نسیم نے بلاغت میں کمال دکھایا۔ ہندی میں بہاری نے۔ بہاری کی 'ست سئی' کی کم وبیش تیس شعراء نے نظم ونثر میں تشریح کی ہے۔ تلسی داس کی طرح بہاری بھی اپنی زندگی ہی میں مشہور ہوئے۔ مسلمان سخن سنجوں نے 'ست سئی' کی بہت قدر کی۔ پریم چند تحریر کرتے ہیں کہ اس زمانہ کے مسلمان لوگ ہندی میں شعر وسخن کہنا اپنی ذلت نہ سمجھتے تھے۔ تو جناب اس وقت ہندی اردو کے جھگڑے بھی تو نہ تھے۔ حضرت عاشق کے منظوم ترجمے 'پیک ابر' پر تنقید کرتے کرتے پریم چند نے کچھ اہم نکات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ کہ اردو لکھنے والے ہندو تخلیق کاروں کی حالت بہت زیادہ قابل رشک نہیں۔ کوئی اسے ہندی زبان کا بدخواہ سمجھتا ہے کوئی اسے اپنی اردو زبان کے حرم سرا میں مداخلت بے جا کا خطاوار۔ ان کا یہ کہنا بے جا ہے کہ سنسکرت سے ترجمہ ایک ہندو غیر سنسکرت داں مسلمان سے بہتر کرسکتا ہے۔

پریم چند نے ہندی کے شاعر 'کیشو' پر بھی ایک مختصر مضمون لکھا ہے۔ ان کے نزدیک کیشو میں وہ بلند پروازی نہیں ہے جو بہاری میں ہے۔ کیشو تلسی داس کا ہم عصر تھا۔ پریم چند نے کیشو کی تصانیف کی تفصیل بھی دی ہے اور اس کی دو مقبول تخلیقات 'کبی پریا' اور 'رام چندریکا' کا تذکرہ کیا ہے۔ پریم چند کے مطابق کیشو توحید پسند تھے، دیوتاؤں کی پوجا کے خلاف لیکن عورتوں کے لیے شوہر پرستی کے حامی تھے۔ ان کی طبیعت میں آمد کے مقابلے میں آورد غالب ہے۔ وہ غالب اور میر نہ تھے، ناسخ اور امیر تھے۔ کیشو نے 'رام چندریکا' میں انگد کی وفا شعاری دکھائی ہے جو بالی کا بیٹا تھا (۵۹)۔ بالی کو رام نے قتل کردیا تھا۔ پریم چند کی خوبی یہ ہے کہ وہ ان کرداروں کو سامنے لاتے ہیں جو ان کے نزدیک ہندوستانی قومیت اور وطنیت کے محافظ ہیں اور مذہب کے روایتی تصور کے خلاف ہیں۔ پریم چند کے موضوعات متنوع ہیں۔ انھوں نے 'زراعت کی ترقی کیوں کر ہوسکتی ہے' میں ایک دلچسپ حقیقت بیان کی ہے کہ زراعت میں سب سے بڑی رکاوٹ تعلیم یافتہ طبقہ کی ملازمت پسندی ہے۔ بڑے کارخانوں کی وجہ سے شہر آباد اور دیہات ویران ہوجائیں گے (۶۰)۔ آج کا دور اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

پریم چند نے 'ٹالسٹائی اور فن لطیف' میں آرٹ کی تعریف طے کرنے کی کوشش کی ہے۔ ٹالسٹائی کے نزدیک آرٹ کی بہترین صفت عمومیت ہے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے پریم چند کا کہنا ہے کہ الف لیلہ کامل آرٹ ہے۔ اس لیے کہ وہ جھونپڑوں اور محلوں میں یکساں مقبول ہے۔ ان کے نزدیک بیتال پچیسی، سرت ساگر، رامائن اور مہابھارت بہترین ادب کی مثالیں ہیں (۶۱)۔ پریم چند نے بلجیم کے عظیم تخلیق کار مارٹر لنک کے ڈرامے 'شب تار' پر اپنے انداز میں روشنی ڈالی ہے اور علامات کے ذریعے قاری کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ شمالی ہندوستان میں ملکانہ راجپوتوں کی شدھی پر پریم چند نے ایک مفصل مضمون لکھا ہے۔ ان کے نزدیک اس کام کی

بنیاد مذہبی ہے جو ملک کے لیے نقصان دہ ہے۔ یہ مذہبی جنون ہندوستان کو تباہ کر دے گا۔ شدھی کا فائدہ ہندوؤں کو نہیں ہوگا بلکہ اس سے ہندو مسلم تفریق مزید بڑھے گی۔ پریم چند کا مضمون 'قحط الرجال' دلچسپ ہے۔ انھوں نے مولانا شوکت علی کے اس بیان پر دکھ کا اظہار کیا جس میں انھوں نے کہا کہ اگر کسی مسلمان کو قومی فلاح کے کام کے لیے ایک روپیہ دینا پڑے تو وہ چودہ آنے خلافت کو دے اور دو آنے کانگرس کو۔ پریم چند نے اپنا غصہ مسلمانوں کی تاریخ پر اتارا کہ مسلمان فاتحین نے ہندوؤں کے ساتھ ہمیشہ زیادتیاں کیں اور اب بھی وہ اذان اور قربانی کے معاملے میں زیادتی کرتے ہیں۔ مسلمان انگریزوں کا ساتھ دیتے ہیں اور ہندوؤں پر غالب رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان باتوں میں پریم چند کے اندر کا ہندو باہر آ گیا ہے۔

جوش میں بھی پریم چند ہوش کی باتیں کر گئے کہ مسلمانوں کی عبادات سکون کا تقاضا کرتی ہیں اس لیے ہندوؤں سے مسلمانوں کا یہ مطالبہ درست ہے کہ اوقات نماز میں مسجدوں کے آگے باجے اور شادیانے نہ بجائے جائیں۔ ان کے نزدیک مولانا شوکت علی کو ہندوستان کی آزادی کی فکر نہیں بلکہ عرب و عجم کی خلافت کی فکر ہے۔ انھوں نے مزید تحریر کیا کہ جس طرح ہم کو اختیار ہے کہ جس جانور کو چاہیں مقدس جانیں لیکن مسلمانوں سے بھی توقع کرنا کہ وہ گائے کی عزت کریں، درست نہیں۔ اگر گوپال کی گائے مقدس ہے تو عیسیٰ کا گدھا بھی مقدس ہو سکتا ہے۔ انگریزوں نے ہندو سنگھٹن کی تحریک سے ہمدردی کر کے ہندو مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی اور ہندوستان میں اب کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جو اس اتحاد کو بچا سکے۔ اگرچہ مسلمانوں میں علی برادران ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر کچلو ہندو مسلم اتحاد کے لیے اپنے آپ کو وقف کر چکے لیکن ہندوؤں میں یہ صف خالی ہے (۶۲)۔

پریم چند نے مولوی ذکاء اللہ کی تصنیف 'آئین قیصری' اور 'محاربات عظیم' کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان کے نزدیک موجودہ زمانے میں تاریخ نویسی کا معیار بہت بلند ہو گیا ہے اور اب کسی واقعہ کو محض سادہ زبان میں بیان کر دینے کا نام تاریخ نہیں۔ محرک کا فرض ہے کہ وہ جس واقعہ کو لکھے اس پر اچھی طرح قادر و حاوی ہو، اس پر صائب رائے دے سکے اور اس کے اسباب اور نتائج پر مدلل بحث کرے (۶۳)۔ پریم چند خاندان مشترک کے خلاف تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس رسم کا اٹھ جانا معاشرے کے لیے آب حیات کا کام کرے گا۔ چھوٹی عمر کی شادیاں خود بخود بند ہو جائیں گی۔ ضرورت معاش بیواؤں کو بھی ازدواج پر راضی کر لے گی اور تعلیم نسواں روز افزوں ترقی کرنے لگے گی۔ مولوی ذکاء اللہ کی ایک اور تصنیف 'سوانح عمری ملکہ معظمہ وکٹوریہ' کے بارے میں دلچسپ طنز کیا ہے کہ ہندوستان جیسے لٹ پونجیے ملک میں مولوی صاحب کی اس کتاب کو سال کی نادر کتاب کا معزز لقب قرین انصاف ہے (۶۴)۔

پریم چند نے راجا ٹوڈرمل پر تحقیقی مضمون لکھا ہے۔ اس مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ سکندر لودھی کے زمانے تک ہندو عموماً عربی یا فارسی نہ پڑھتے تھے اور اسے ملکش بدیا کہتے تھے۔ راجا نے تجویز کیا کہ کل قلم رو ہند میں یک قلم دفتر فارسی ہو جائیں۔ پہلے ہندو چونکے مگر ٹوڈرمل نے ان کے دلوں پر یہ خیال اچھی طرح جما دیا کہ بادشاہ وقت کی زبان رزق کی کنجی ہے۔ اکبر نے بھی سہارا دیا، چند سال میں ہندو فارسی داں بن گئے۔ پریم چند کے نزدیک ٹوڈرمل اردو کا مورث اعلیٰ ہے۔ اس طرح اردو کی بنیاد

ریختہ سے استوار ہوئی۔ پریم چند نے اکبری دور کے ملاؤں پر گہرا طنز کیا ہے کہ ملاؤں نے دربار کی ہوا میں آ کر لامذہبی کا کلمہ پڑھنا اختیار کر لیا تھا مگر راجا مرتے دم تک راسخ الاعتقاد ہندو رہا (۲۵)۔ پریم چند نے جلال الدین اکبر پر طویل مضمون لکھا ہے اور مضمون کی ابتدا عجیب وغریب شعر سے کی ہے۔

نام کو اللہ اکبر کیا تیرے توقیر ہے
داخل ہر بانگ ہے شامل بہر تکبیر ہے

حقیقت میں پریم چند تاریخ میں ان تمام مسلمانوں کے قدر دان ہیں جن کی پالیسیاں اسلام دشمن رہی ہیں۔ اکبر پہلا شخص ہے جس نے پریم چند کے مطابق ہندوستان میں قدیم فیوڈل سسٹم کو توڑ کر شاہی قوت و اقتدار کی بنیاد ڈالی۔ پریم چند نے جزیہ لگانے کی پالیسی کی حمایت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ جزیہ ایسا پر رسوائی ٹیکس نہیں جیسا کہ یورپی مصنفین نے سمجھا ہے بلکہ وہ مفتوح قوموں سے فوجی خدمات سے استثنٰی کی وجہ سے لیا جاتا تھا تاکہ جس طرح فاتح قوم امن عامہ کے قیام میں اپنی جان لڑاتی تھی اسی طرح مفتوح قومیں اپنے مال سے مدد کریں (۲۶)۔ پریم چند نے تاریخ کی ہر اس شخصیت کو پیش کیا ہے جس کا ہندوستانی قوم یا قومیت سے کوئی تعلق بنتا ہے۔ راجا مان سنگھ اکبر کا برادر نسبتی تھا۔ اس کے بارے میں پریم چند کا خیال ہے کہ وہ ٹوڈرمل کی طرح آبائی مذہب پر راسخ رہا۔ اس کی وقعت اس لیے ہے کہ اس کے خاندان نے پہلے پہل متضاد عناصر میں اجتماع پیدا کرنے کی کوشش کی (۲۷)۔ جبکہ مضمون 'آنریبل گوپال کرشن گوکھلے' میں تو مادرِ ہند کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ ہندو قوم اس وقت تک بے جان نہیں ہو سکتی جب تک اس میں دادا بھائی، راناڈے اور گوکھلے جیسے سپوت موجود ہیں (۲۸)۔

پریم چند نے 'آبِ حیات' اور 'حیاتِ جاوید' کو معیاری تصانیف اور 'تمدنِ عرب' کو معیاری ترجمہ قرار دیا۔ اگر وہ ایک طرف بچوں کے ترمیمی نصاب پر زور دے رہے تھے تو دوسری طرف ان کو شرر سے شکایت ہے کہ ان میں مشاہدے کی کمی ہے۔ صرف والٹر سکاٹ کی پیروی سے بات نہیں بنتی۔ 'شرر و سرشار' میں دونوں ناول نگاروں کا دلچسپ موازنہ پیش کیا ہے جس کے مطابق سرشار کا مشاہدہ اور تصویر نگاری شرر سے بلند ہے۔ شرر کے کردار ایک جیسے ہیں۔ عذرا، ورجنا، انجلنا، فلورنڈا کو ایک دوسرے کی جگہ رکھ دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شرر کے کردار خیالی اور سرشار کے حقیقی ہیں۔ شرر کے ناولوں کے مداح ہندو نہیں لیکن سرشار کے مداح مسلمان ہیں۔ شرر کا جوش مجتہد اور مولوی کا ہے۔ سرشار وہ طباع ہے جس نے انگریزی طرز جدید کے افسانے اردو میں لکھنے شروع کیے (۲۹)۔

'حال کی بعض کتابیں' میں مختلف کتابوں پر دلچسپ تبصرے ہیں مثلاً مولوی غیاث الدین کی تصنیف 'کتاب نسواں' کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ جھوٹ، سچ، پردہ، انتظام خورد و نوش وغیرہ جیسے مضامین کے ساتھ کتاب کے ابتدائی حصہ میں 'گورنمنٹ کے حقوق' یا 'ہمارے حقوق' جیسے مسائل پر وعظ کہنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی۔ اسی مضمون میں

لالہ لاجپت رائے نے تعلیم سے متعلق غور طلب خیالات بھی بیان کیے ہیں جن کے مطابق ہم کشاکش زندگی کی دوڑ میں دوسروں سے پیچھے ہیں۔ ہمارے یہاں کی تعلیم غیر عملی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں تعلیم ایک سرمایہ ہے اور لڑکا اور لڑکی پڑھ لکھ کر سرمایہ اور زرمبادلہ بڑھاتے ہیں۔ اس طرح ہماری تعلیم ذہنی اور ان کی مادی ہے۔ یہاں طلبہ غیر صحت مند ماحول میں پڑھتے ہیں۔ ان کی تعلیم مفت نہیں جبکہ یورپ اور امریکہ میں جملہ تعلیمی اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے (۷۰)۔

'فن تصویر' میں پریم چند کا فن بلندیوں پر ہے۔ انھوں نے بڑی عرق ریزی سے پوری دنیا کے مصوروں پر تنقیدی مضمون قلم بند کیا ہے۔ پریم چند تحریر کرتے ہیں کہ جو فوائد بنی نوع انسان کو نظم سے حاصل ہوتے ہیں وہی فوائد ایک تصویر سے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ شعر ایک محبوب بالذات شے ہے اور تصویر کی بھی یہی صفت ہے۔ شاعری کا اعلیٰ ترین کام انسان کو بہتر بنانا ہے اور اعلیٰ مصوری بھی ہمارے سامنے معاشرت انسانی کے بہترین پہلو دکھاتی اور اچھے اچھے کاموں کے نمونے پیش کرتی ہے۔ یہ شاعری کی طرح افراد کو قومیت کی طرف لے جاتی ہے۔ ہندوستان کو شاعری سے زیادہ مصوری کی ضرورت ہے۔ ایسے ملک میں جہاں صدہا زبانیں رائج ہیں اگر کوئی عام زبان رائج ہو سکتی ہے تو وہ تصویر ہے (۷۱)۔

پریم چند نے تاریخ سے ایک اور کردار داراشکوہ پر ایک طویل مضمون لکھا ہے۔ دارا کے عقائد ہمیشہ موضوع بحث رہے لیکن پریم چند کے مطابق دارا کی نظروں میں کبیر داس اور گرونانک جیسے آدمیوں کی بڑی وقعت تھی کیونکہ دارا کے مطابق یہ حضرات صلح کل کی تعلیم دیتے تھے۔ قومی اتحاد کے لیے دارا کے ذہن میں وہی بات آئی جو اکبر کے ذہن میں تھی یعنی دونوں میں فاتح اور مفتوح کا خیال اٹھا دیا جائے۔ دونوں ملیں، شادیاں کریں۔ نہ کوئی ہندو رہے اور نہ کوئی مسلمان۔ اس اتحاد کے معاملے میں دارا اکبر سے بڑھا ہوا تھا۔ اکبر نے ہندو راجاؤں کی لڑکیوں سے عقد کیا تھا لیکن دارا اس بات کا قائل تھا کہ مغلوں کی لڑکیاں ہندو راجاؤں سے منسوب کی جائیں (۷۲)۔ یہ ہے وہ مشترک قومیت اور تہذیب کا مکمل نقش جو پریم چند کا خواب تھا۔ یہی ان کی مذہبی رواداری بھی ہے۔ پریم چند نے 'رنجیت سنگھ' کو مذہبی عدم تعصب میں اکبر سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔ اس کے دربار میں کئی مسلمان بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ مسلمان ملکوں میں صرف حیدرآباد دکن کی ریاست کا حکمران ہندو تھا۔ رنجیت سنگھ کو سب سے زیادہ زچ سرحد کے جاہل مسلمانوں نے کیا جو چور اور ڈاکو تھے (۷۳)۔ راسخ العقیدہ مسلمان پریم چند کو جاہل ہی نظر آتے ہیں۔ یہ ہے ان کی رواداری۔

پریم چند نے ہندو فن حکمت میں ہندوستانی حکمت کے عالموں کی تاریخ بیان کی ہے اور ان کے نزدیک فن حکمت یونانیوں کی ایجاد نہیں۔ 'ہندو تہذیب اور رفاہ عامہ' میں ان کاموں کی طویل فہرست دی ہے جو ہندوؤں نے رفاہ عامہ کے لیے کیے۔ یہ سلسلہ قبل مسیح سے شروع کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہندو تہذیب کی عمارت دھرم اور نیکی کی بنیاد پر تھی اور مغربی تہذیب کی بنیاد نفع، تلطف اور حرص پر ہے (۷۴)۔ پریم چند نے 'رامائن' اور 'مہابھارت' کو 'ایلیڈ' اور 'اوڈیسی' سے بڑی تصانیف قرار دیا ہے۔ علم ریاضی کو ہندوؤں کی دین اور ہندسہ کو ہندوؤں کی ایجاد قرار دیا ہے۔ اگر ایک طرف بھارتیہ ہندو کے تذکرے ہیں تو دوسری

طرف رام کرشن بھنڈارکرکو خراج تحسین ہے۔سرسید کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ بہ حیثیت مدبر، مصنف، مذہبی پیشوا اور مصلح اور خادم قوم جو شہرت دوام حاصل ہوا وہ ہندوستان کیا دنیائے اسلام میں بھی شاید کسی بزرگ کو حاصل ہوا ہو۔انھوں نے اردو زبان کا دامن وسیع کیا۔ان کے 'تہذیب الاخلاق' کے مضامین اردو کلاسک کا درجہ رکھتے ہیں (۷۵)۔

پریم چند نے گوری شنکر ہیرا اوجھا کے تین لیکچروں کا ترجمہ بھی پیش کیا جو مضمون سے زیادہ مقالہ ہے۔اسے 'قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب' کے نام سے شائع کیا گیا۔پریم چند نے 'اردو، ہندی، ہندوستانی' میں معاشرتی اتحاد کے لیے زبان اور رسم الخط کولازمی قرار دیا ہے۔وہ اس بات کے بھی قائل لگتے ہیں کہ ہندوستان کی ایک قومی زبان ہو جو ملک کے ایک کونے سے دوسرے تک بولی اور سمجھی جائے۔وہ مشترک لغت کے بھی حامی ہیں لیکن اصطلاحات نئی بنانے کے بجائے انگریزی کی مروجہ اصطلاحات سے کام چلانے پر زور دیتے ہیں۔وہ چاہتے تھے کہ ہندوستانی زبان وادب کی انجمن قائم کی جائے جس کا کام ہندوستانی زبان کا ارتقاء ہو (۷۶)۔

'قومی اتحاد کیوں کر قائم ہو سکتا ہے' میں لطیف نکتہ اٹھایا ہے کہ 'فاتح' بھی 'مفتوح' ہو چکا ہے، اسے اب اپنے سابقہ 'مفتوح' سے ہمدردی ہونا چاہیے اور مل کر نئے 'فاتح' کا مقابلہ کریں۔اگر مذہب تنگ نظر بناتا ہے تو اسے دور سے سلام۔بے شک اپنی تہذیب، زبان اور رسم الخط سے محبت کریں لیکن اس کی ایک حد ہے۔دوسروں کی آزادی کی قدر کرنا ہی سچائی ہے۔

پریم چند نے ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء کی ترقی پسند مصنفین میں صدارتی خطبہ دیا۔اسے 'زمانہ' نے 'ادب کی غرض وغایت' کے نام سے شائع کیا۔اس میں پریم چند نے پہلی بار ادب اور زندگی، ادب اور جمالیات، ادب اور کلچر اور مقصدی ادب پر اظہار خیال کیا۔وہ ادب میں یاسیت کو پسند نہیں کرتے۔ادب کو تنقید حیات گردانتے ہیں۔لب ورخسار کے قصوں سے شاعری کو دور دیکھنا چاہتے ہیں۔ان کے نزدیک یہ تلخ حقیقت ہے کہ ادیبوں میں قوت عمل کا فقدان ہے۔ہماری کسوٹی پر وہ ادب کھرا اترے گا جس میں تفکر ہو، آزادی کا جذبہ ہو، حسن کا جوہر ہو، زندگی کی حقیقتوں کی روشنی ہو: جو ہم میں حرکت اور ہنگامہ پیدا کرے، سلائے نہیں کیونکہ اب اور سونا موت کی علامت ہوگا (۷۷)۔'مہاجنی تمدن' کو پریم چند نے جاگیرداری اور ملوکیت سے بھی زیادہ سفاک قرار دیا ہے۔اس کی بنیاد افادہ پر رکھی گئی ہے۔یہاں business is business کا اصول ہے اور جذبہ پروری کو کوئی دخل نہیں۔مبارک ہے وہ تہذیب جو ثروت اور ذاتی ملکیت کا خاتمہ کر رہی ہے اور بہت جلد باقی دنیا اس کی پیروی کرے گی (۷۸)۔

پریم چند نے لسان العصر اکبر الہ آبادی کی شاعری پر ایک طویل مضمون لکھ کر ان کو خراج تحسین پیش کیا۔ان کے مطابق اکبر قدیم علوم کے علاوہ انگریزی کے بھی ماہر ہیں اور اسی مناسبت سے اکبر نے اپنے کلام میں جابجا انگریزی زبان کے الفاظ کو بھی کھپایا ہے۔وہ تمام خوبیاں جو ایک کہنہ مشق اور خوش فکر شاعر کے کلام میں ہونا چاہیے، آپ کے کلام میں موجود ہیں۔آپ کے کلام کی اشاعت سے ایشیائی شاعری میں موجودہ زمانے کے موافق معقول اضافہ ہوا ہے۔ظرافت کے رنگ میں شاعری ان کا کمال

ہے اور یہ رنگ اردو میں آج تک کسی اور کو نصیب نہیں۔ ایک لفظ اور ایک فقرے میں بات پیدا کرتے ہیں (۷۹)۔ اکبر کی شاعری سے خوب صورت حوالے بھی دیے ہیں۔ پریم چند کی قوم پرستی اور ہندوتا کی انتہا ہے کہ 'رہنمایان ہند' میں رام، سیتا، کرشن، رامانج اور ان کی کتابوں سرتیوں، وید اور سمرتی پر بحث کی ہے لیکن ان کے علاوہ ان کو ہند کے اور رہنما نظر ہی نہیں آئے۔ کیا اسلام اور مسلمانوں کے رہنما ہندوستان کے رہنما نہیں؟

'ہندوستانی مصوری' میں اجنتا اور سانچی کی غاروں اور گپھاؤں کے تذکرے ہیں یا اکبر کے دور اور ٹیگور کے۔ مولانا جامی کی 'زلیخا' پر طویل مضمون لکھا ہے اور جامی کے کمال فن کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ زلیخا کی داستان مذہبی بھی ہے اور احتیاط کا تقاضا بھی کرتی ہے کہ اس کے ساتھ ایک پیغمبر کے حالات شامل داستان ہو جاتے ہیں۔ پریم چند نے سارا قصہ بیان کر دیا ہے اور اس میں قطع و برید نہیں کی صرف آخر پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ زلیخا کسی معنی میں اخلاق کا نمونہ نہیں کہی جا سکتی۔ اس کے عشق کا معیار ادنیٰ ہے۔ وہ نفس پر ایمان اور آن سب قربان کر سکتی ہے۔ اس نے جو کیا وہ ایک معمولی عورت کرتی۔ شاید اس کے کردار کی خامیاں بیان کر کے جامی کا منشا یہ ہو کہ یوسفؑ کے فضائل کی وقعت بڑھ جائیں اور وہ اس میں کامیاب رہے ہیں (۸۰)۔ نظامی کے 'قیس' کا معیار پریم چند نے 'زلیخا' سے زیادہ بیان کیا ہے۔ کیونکہ قیس کے عشق کا رتبہ بہت اونچا ہے۔

پریم چند نے پیارے لال شاکر کی کتاب 'اکسیر سخن' کا مقدمہ تحریر کیا اور اس میں کالی داس کی شاعری، تخلیقات اور ڈراموں پر تفصیل سے اظہار خیال کیا۔ 'اکسیر سخن' کالی داس کی تخلیق 'رتو سنگھار' کا منظوم اردو ترجمہ ہے۔ پریم چند نے شاکر کے اس منظوم اردو ترجمے کی تعریف کی ہے۔ 'اردو زبان اور ناول' میں تحریر کرتے ہیں کہ بندشوں میں جدت، خیالات میں تازگی، جذبات میں عمق ایک اچھے ناول کے لوازم ہیں۔ ناول نویسوں کو خیال رکھنا چاہیے کہ اردو ناول کا مستقبل ان کے ہاتھ میں ہے۔ انھیں استادان فن کی کتابوں کو غور سے پڑھنا چاہیے تا کہ سچے جذبات کا نمونہ پیش کر سکیں۔ ہمارے ناول نویس اگر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کو زمانے کے ساتھ چلنا پڑے گا (۸۱)۔

پریم چند کے مضامین کی زبان سادہ ہے اور پریم چند نے صرف ابلاغ کا کام لیا ہے۔ انھوں نے ان مضامین میں عربی، فارسی، ہندی، سنسکرت اور انگریزی کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ سنسکرت الفاظ میں آدی، اہلیا، اپان، جدیہ، اجنتا ہیں تو فارسی میں تراکیب جیسے اساتذہ اجل، اسپ بازیں زریں، استاد زریں دست، خلعت خاصہ، فلک چہار، راز نہفت، چرخ ہفتم۔ ہندی میں اگر انادی، انش، بیر، پینگر، دیشتی، دوج، پیال، جگیاسو، جپ تپ ہیں تو عربی میں الف لیلی، سامعہ، منبع، مزاولت، عالی دودمان، لاطائل۔ انگریزی کے الفاظ فرلو اور رنگروٹ بھی شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پریم چند نے ہند کی رسومات بھدرا کرنا اور داہ کریا وغیرہ، مقدس استھان بندرابن، رہنمایان ہند رام چندر، ایشور چندر ودیا ساگر، سری رامانج، سری شنکر اچارج، سکھ دیو، والمیک اور ویاس کے علاوہ ہومر، ورجل، رفیلی، دانتے، برک وغیرہ کے تذکروں سے بھی اپنے مضامین کو دلچسپ بنایا ہے۔

۴(v) پریم چند کے ڈرامے:

پریم چند کو افسانہ نگاری اور ناول نگاری میں غیر معمولی کامیابی ملی اس کے علاوہ صحافی کے طور پر بھی ان کی پہچان تھی۔ سماجی اور سیاسی حالات پر ان کے مضامین اکثر سامنے آتے۔ یہ مضامین اس دور کے اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہے۔ ڈرامہ کی طرف ان کا رجحان تھا۔ انھوں نے ڈرامے بھی لکھے اور ڈراموں پر تبصرے بھی کیے مثلاً ظفر علی خان نے 'جنگ روس و جاپان' کے نام سے ایک ڈرامہ لکھا جس پر پریم چند نے تبصرہ کیا اور یہ تبصرہ فروری ۱۹۰۶ء میں 'زمانہ' اخبار میں شائع ہوا۔ اس تبصرے میں ڈرامے کے بارے میں ان کے خیالات پہلی بار سامنے آئے۔ ان کے نزدیک ڈرامے کی اعلیٰ ترین خوبی یہ ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرہ بھرپور ہو اور سننے والے کے دل میں سوز و گداز، جذبہ اور غم و غصہ پیدا کرے۔ ڈرامے میں ہیرو کا کردار واضح ہونا چاہیے۔ ڈرامے کے کرداروں میں جلد جلد تبدیلی ایک خامی ہے۔ موقع محل کے لحاظ سے کرداروں سے جملے ادا کروائے جائیں۔ ہر کردار کا ایک مقام ہونا چاہیے اور اپنے مقام سے گرے ہوئے جملے کردار کے منہ سے ادا نہ کروائے جائیں۔ ڈرامے کی زبان شستہ اور صاف ہو۔ ادق اور غیر مانوس الفاظ کا استعمال نہ کیا جائے۔ مکالمے طویل نہ ہوں کیونکہ اس سے طبیعت اکتا جاتی ہے۔ ڈرامے کے لیے الفاظ کی بے تکلفی اور برجستگی نہایت ضروری شے ہے(۸۲)۔ پریم چند نے مولوی عزیز مرزا کے اردو ترجمہ 'وکرم اروسی' (جو کہ کالی داس کا ڈرامہ ہے) پر بھی تبصرہ کرتے ہوئے ڈرامے کو ہندوؤں کی ایجاد اور کالی داس کے 'شکنتلا' اور 'وکرم اروسی' کو ڈراموں کا شہکار قرار دیا ہے(۸۳)۔

پریم چند نے ۱۹۱۹ء میں بلجیم کے ڈرامہ نویس مارٹر لنک کے ڈرامے sightless کا اردو میں ترجمہ 'شب تار' کے نام سے کیا جو مشہور نہ ہو سکا۔ جس کا پریم چند کو بہت افسوس ہوا۔ انھوں نے اس پر ایک مضمون بھی لکھا جو مارچ ۱۹۲۰ء کے 'زمانہ' میں شائع ہوا۔ پریم چند نے تحریر کیا کہ مجھے اس کا افسوس تو نہیں مگر مجھے خیال ہی نہ تھا کہ رسائل کے مدیر صاحبان اسے سطحی نگاہ سے دیکھیں گے(۸۴)۔ جب ہم پریم چند کے ڈرامہ کے بارے میں خیالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو 'شب تار' ان کے خیالات کے برعکس ہے جو قاری کی سمجھ سے بالاتر ہے اور اس ڈرامے کو سمجھنے کے لیے ان کا مضمون 'شب تار کے بارے میں' کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ اس مضمون میں پریم چند نے اس ڈرامے کی تفسیر بیان کی ہے اور تماثیل اور تصوفانہ رنگ کو اپنے انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک ایک بات غور سے پڑھیے اور تب آپ کو اس ڈرامے کی خوبیاں نظر آئیں گی(۸۵)۔

پریم چند نے ایک ڈرامہ 'کربلا' کے نام سے لکھا۔ یہ پہلے ہندی میں لکھا گیا۔ انھوں نے شہادت حسینؓ سے متاثر ہو کر مذہبی رواداری اور ہندو مسلم ایکتا دکھانے کے لیے یہ ڈرامہ لکھا۔ انھوں نے اس ڈرامے میں کربلا میں ہندوؤں کی قربانیوں کا تذکرہ کیا اور حسینؓ کا ان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرنا دکھایا۔ مدن گوپال کے مطابق خواجہ حسن نظامی نے ایک کتاب 'کرشن بیتی' لکھی تھی اور اس کتاب میں کرشن سے اپنی محبت کا اظہار کیا، پریم چند کا منشاء بھی یہی تھا کہ ہندوؤں کو حضرت حسینؓ سے عقیدت ہو(۸۶)۔ اس

ڈرامے پر تنقید ہوئی اور اس تنقید کا جواب بھی پریم چند کو دینا پڑا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ ایک تاریخی ڈرامہ ہے اور ڈرامہ تاریخ نہیں ہوتا۔ دونوں میں فرق ہے اور میں نے یہ ڈرامہ صرف پڑھنے کے لیے لکھا ہے نہ کہ اسٹیج پر پیش کرنے کے لیے۔ دیانرائن نگم نے دوستوں سے مشورہ کیا اور کربلا کو زمانہ میں شائع کیا گیا۔ بعد میں اسے کتابی صورت بھی دی گئی۔

ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد کے ۱۹۲۸ء کے فیصلے کے مطابق گالزوردی کے تین ڈراموں کا اردو میں ترجمہ کیا جانا تھا اور اس کی ذمہ داری پریم چند کو سونپی گئی جو اپنی مصروفیات کی وجہ سے صرف justice کا ترجمہ کر پائے۔ اس طرح پریم چند نے اردو زبان میں چار ڈرامے لکھے یا انگریزی سے ترجمہ کیے۔ ان میں شب تار، کربلا، انصاف اور روحانی شادی شامل ہے (۸۷)۔ مدن گوپال کے مطابق کربلا، روحانی شادی، رام تہ چا اور انصاف پریم چند کی زندگی میں علیحدہ علیحدہ شائع ہوئے۔ 'کربلا' کو ۱۹۳۲ء میں لاجپت رائے اینڈ سنز نے لاہور سے، 'روحانی شادی' کو ۱۹۳۳ء میں عصمت بک ڈپو لاہور سے، 'رام تہ چا' کو ۱۹۲۹ء میں لاجپت رائے اینڈ سنز سے اور 'انصاف' کو ۱۹۳۰ء میں ہندوستانی اکادمی الہ آباد سے شائع کیا گیا (۸۸)۔

۴ (vi) پریم چند کے خطوط:

مدن گوپال نے کلیات کی جلد سترہ میں پریم چند کے تمام خطوط کو یکجا کیا ہے۔ دیباچے میں ان تمام مشکلات کا تذکرہ بھی کیا ہے جو ان خطوط کو یکجا کرنے کے لیے اٹھانی پڑیں۔ یہ خطوط دیانرائن نگم، جینندر کمار، امتیاز علی تاج اور بنارسی داس چترویدی وغیرہ کے نام ہیں۔ بعض خطوط میں دلچسپ واقعات اور جملے بھی تحریر کیے ہیں۔ جیسے فراق کے بارے میں کہ جب خطوط کے حوالے سے ان کو تحریر کیا تو جواب ملا کہ کس کو معلوم تھا کمبخت آگے چل کر اتنی مقبولیت حاصل کرے گا اور اس کے خطوط کو اتنی اہمیت حاصل ہو جائے گی (۸۹)۔

بے شمار راز دار جن میں پریم چند کی اولاد اور بیوہ شامل ہے، ان کے خطوط کو سنبھال کر نہ رکھ سکے۔ پریم چند کے سوتیلے بھائی نے اس وجہ سے خطوط نہ دیے کہ وہ بھائی صاحب کو مورتی کی طرح پوجتے تھے مگر ان خطوط میں بھائی صاحب کا مقام گر گیا ہے۔ بہت منت سماجت کے بعد خط دیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پریم چند تاریخ، مہینہ اور سال میں سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور چھوڑ جاتے تھے (۹۰)۔ اس لیے خطوط کو ترتیب دینا اور مشکل ہو گیا۔ یہ ترتیب ۱۹۰۵ء سے ۱۹۳۶ء تک کی ہے اور یہ سارے خطوط دیانرائن نگم کے بیٹے من کے پاس تھے اور زلزلے میں ان کا مکان گر گیا۔ خوش قسمتی سے تمام خطوط زمانی ترتیب سے گرے ہوئے مکان سے مل گئے۔ مدن گوپال لکھتے ہیں کہ سوانح لکھنے میں ان خطوط سے اتنی مدد ملی ہے۔ یہ میرے کہنے کی چیز نہیں پڑھنے والے خود دیکھ لیں گے (۹۱)۔ امرت رائے نے ان سارے خطوط کو دو حصوں میں شائع کیا۔

یہ کتاب ۱۹۶۲ء میں 'ہنس پرکاشن' سے شائع ہوئی۔ دوسرے مجموعے میں وہ خطوط بھی شامل کیے جو کچھ ادیبوں نے پریم چند کو لکھے تھے۔ مدن گوپال کا مجموعہ 'پریم چند کے خطوط' کے عنوان سے ۱۹۶۶ء میں مکتبہ جامعہ نے شائع کیا۔ ان تینوں کتابوں

کی اشاعت کے بعد کچھ اور خطوط بھی ملے۔ ان سب کو مدن گوپال نے جلد سترہ میں شامل کیا ہے۔ ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پریم چند اپنے بچوں کو زیادہ پڑھانے کے حق میں نہ تھے اور وہ ان کو کاروبار میں لگانا چاہتے تھے تاکہ دولت پیدا کر سکیں (۹۲)۔ ۲۲ جولائی ۱۹۲۴ء کے خط بنام دیانرائن نگم میں اپنے ڈرامہ 'کربلا' کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے اور ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو شیعہ حضرات نے اٹھائے تھے۔ پریم چند کا اظہار تھا کہ انھوں نے ہندو مسلم ایکتا کے لیے یہ ڈرامہ صرف پڑھنے کے لیے لکھا تھا سٹیج پر کھیلنے کے لیے نہیں۔ شری واستو کے نام ۴ اپریل ۱۹۲۸ء کے ہندی خط میں عورت کے بارے میں پریم چند کے خیالات سامنے آتے ہیں۔ اس خط میں وہ اس بات کے قائل ہیں کہ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی کو دیکھ لے۔ پردے کے قائل نہیں لیکن سماج کے قائل ہیں۔ اور سماج میں لڑکے لڑکی کا ملنا معیوب ہے۔ البتہ فوٹو کے ذریعے یا بہن بھائیوں کے ذریعے لڑکی کو دیکھا جا سکتا ہے۔ لڑکیوں کے لیے موجودہ سکولی تعلیم کو اچھا نہیں جانتے۔ ان کا کہنا ہے کہ ضرورت کی حد تک لڑکی انگریزی جانتی ہو، ہندی ادب کا شعور ہو، سلائی کڑھائی کر سکتی ہو۔ کھانا اچھا بنا سکتی ہو۔ جہیز کے قائل نہیں۔ بیٹی کے نام ایک معقول رقم بنک میں رکھنے کے قائل ہیں (۹۳)۔ زیادہ تر خطوط دیانرائن نگم کے نام ہیں اور ان میں افسانوں اور ناولوں کا حساب کتاب ہی ہے کہ کبھی دام ملے ہیں کبھی کم ملے اور کبھی زیادہ۔ پڑھے لکھے طبقے سے مایوس ہیں۔ ان کے نزدیک دو فیصد انگریزی خواں اصحاب اگر تحریک آزادی کے ساتھ ہیں تو ۹۸ فیصد اس کے مخالف ہیں۔ یہ لوگ سرکار کے آدمی ہیں قوم کے نہیں۔ غیر انگریزی دان کاروباری اور پیشہ ور طبقوں ہی نے اس تحریک میں جان ڈالی ہے۔

اکثر خطوط اس بارے میں لکھے ہیں کہ کہانیوں کو کہاں کیسے اور کس طرح سے چھپوایا جائے۔ بنارسی داس کے نام ۳ جون ۱۹۳۰ء کا ہندی خط اس لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں اپنے بارے میں تفصیل دی ہے۔ جس کے مطابق آپ نے ۱۹۰۷ء میں لکھنا شروع کیا۔ 'سوز وطن' ۱۹۰۷ء میں 'زمانہ' پریس سے نکلا۔ آپ کی پسندیدہ کہانیوں میں بڑے گھر کی بیٹی، رانی سارندھا، نمک کا داروغہ، سوت، آبھوشن، پرائسچت، مندر اور مسجد، گھاس والی، مہاتیرتھ، ستیہ گرہ، ستی، لیلیٰ اور منتر شامل ہیں۔ پریم چند کا اظہار ہے کہ ان کے اسلوب پر کسی لیکھک کا اثر نہیں، سرشار اور ڈاکٹر رویندر ناتھ ٹھاکر کا اثر پڑا ہے۔ اس خط میں بھی آمدن کا رونا رویا ہے کہ کبھی ہوتی ہے اور کبھی نہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کا کہنا ہے کہ ہم سوراجیہ سنگرام میں جی رہے ہیں۔ دھن کی لالسا نہیں، کھانے کو مل جاتا ہے، موٹر اور بنگلے کی ہوس نہیں۔ اولاد کے بارے میں وہ چاہتے تھے کہ وہ ایماندار اچھے اور پکے ارادے کے پرش بنیں، خوش آمدی نہ ہوں۔ اپنے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ شانتی سے بیٹھنا نہیں چاہتا۔ بچ اور وطن کے لیے کچھ کرتے رہنا چاہتا ہوں۔ ہاں روٹی دال اور تولہ بھر گھی اور معمولی کپڑے میسر ہوتے رہیں تو اچھا ہے (۹۴)۔

مانک لال جوشی کے نام ۲۰ دسمبر ۱۹۳۳ء میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے نام کے ساتھ اپن یاس سمراٹ کا لقب نہیں جوڑا۔ مجھے اس سے نفرت ہے میں موازنے پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ یہ غیر منصفانہ اور ناگوار ثابت ہوتے ہیں۔ دنیا کے تمام بڑے ناول سماجی

مقصد کے تحت لکھے گئے ہیں جیسے ٹالسٹائی کا ناول وار اینڈ پیس۔ ناول نگار کے لیے کرداروں کے ارتقاء کی اہمیت ہے۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندی کے کچھ اخبار پریم چند کے خلاف تھے۔ اس لیے بڑے دکھ سے لکھا کہ ادبی حلقہ بھی ذاتی تعصبات کا شکار ہو گیا ہے۔ یہاں بھی پارٹیاں اور گروہ بندیاں ہیں (۹۵)۔ بنارسی داس جی کے نام ۱۸ جنوری ۱۹۳۴ء کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ پریم چند جیسے روشن خیال تخلیق کار کو بھی لوگ فرسودہ قسم کا آدمی جانتے ہوئے مزید نہ لکھنے کا مشورہ دے رہے تھے۔ ۴ جون ۱۹۳۴ء کو اپنی بچی کے نام ان کے خط سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ پریم چند کو اپنے پریوار سے کتنی محبت تھی۔ میں نے مکان نہیں لیا ہے۔ مکان لے لوں گا تو وہ سونا گھر مجھے اور کھانے کو دوڑے گا۔ میرا منورنجن تو بچوں سے ہو سکتا ہے اور گھر سے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ گھر سے دور کیسے رہ لیتے ہیں مجھے تو یہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ یاد کر کے میری نانی مرتی ہے (۹۶)۔ ۱۵ جون ۱۹۳۵ء کو دیا نرائن نگم کے نام خط میں تحریر کرتے ہیں کہ میں تعلیم یافتہ لڑکوں کی جانب سے بدگمان ہوں لڑکیاں گرہستی کا پالن کرتی تھیں تو چلتا تھا، اب دونوں یونیورسٹی جا کر تباہ ہوئے۔ بد مزاجی، بدتمیزی، کج خلقی لڑکیوں نے اپنے بھائیوں سے سیکھ لیں میں انھیں دوش نہیں ٹھہراتا ایک طرف یہ صدا ہے کہ انھیں شوہروں سے اقتصادی آزادی چاہیے خیر جی ہم لوگ تو چند دن کے اور مہمان ہیں دنیا اپنی رفتار جائے گی (۹۷)۔

اندرنا تھ مدان کے نام اپنے بارے میں مزید تحریر کرتے ہیں کہ ۸ سال کا تھا ماں کا سایہ اٹھ گیا۔ پہلا مضمون ۱۹۰۱ء میں چھپا اور پہلی کتاب ۱۹۰۳ء میں منظر عام پر آئی۔ ۱۹۱۴ء میں میرے افسانوں کا دوسروں نے ترجمہ کیا اور وہ ہندی رسالوں میں شائع ہوا۔ زندگی میں کسی عورت سے عشق نہیں رہا۔ میری نظر میں عورت کا آدرش ایثار خدمت اور پاک دامنی کا عکاس ہونا چاہیے۔ میری شادی شدہ زندگی رومان سے قطعی بے بہرہ تھی۔ ۱۹۰۴ء میں پہلی بیوی مرگئی جس کے بعد ایک بال ودھوا سے شادی کر لی۔ زندگی میرے لیے مسلسل کام ہے۔ مالی لحاظ سے ناکام رہا ہوں۔ کبھی صحافی نہیں رہا لیکن حالات نے صحافی بننے پر مجبور کر دیا۔ ادب میں جو کچھ کمایا اخبار نویسی میں کھو دیا۔ افسانوی کردار کے محاسن کے اظہار کے لیے میں ہمیشہ افسانوں کے پلاٹ سوچتا ہوں۔ افسانوں کی بناء ہمیشہ نفسیاتی ہوتی ہے۔ میرے اکثر کردار حقیقی زندگی سے لیے گئے ہیں اگرچہ ان کی اصلیت پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ جب تک کردار کی بنیاد حقیقت پر مبنی نہ ہو وہ غیر حقیقی، غیر یقینی اور ناقابل اعتبار ہوتا ہے۔ رومین رولاں کی طرح باقاعدگی سے کام کرنے میں یقین رکھتا ہوں (۹۸)۔

دیا نرائن نگم کو تحریر کرتے ہیں کہ ادب کا موضوع ہے تہذیب، اخلاق، مشاہدہ، انکشاف حقائق اور واردات و کیفیات قلب کا اظہار۔ جو شاعری حسن و عشق کو پالتی ہے وہ اس قابل نہیں کہ اس کا ورد کریں (۹۹)۔ پریم چند کو مشہور ہونے کا بہت شوق تھا۔ اپنے ایک خط میں تحریر کرتے ہیں کہ دن گزرتے جاتے ہیں اگر کتاب اس وقت نکلی (پریم پچیسی) جب لوگوں کو خیال بھی نہ رہے گا کہ پریم چند کون ہے تو اس کے نکلنے سے کیا فائدہ (۱۰۰)۔ خطوط ہی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پریم چند اپنے اسلوب کے بارہ میں پریشان رہتے تھے اور ان کا کوئی خاص اسلوب نہ تھا۔ کبھی وہ ہنکم کی نقل کرتے تو کبھی آزاد کے پیچھے چلتے۔ ٹالسٹائی سے بھی

متاثر تھے اور اسے اپنی کمزوری سمجھتے تھے (۱۰۱)۔ پریم چند ایک طرف زمیندار کے دشمن تھے تو دوسری طرف خود اسامیوں کو سود پر قرض دیتے تھے اور اس سود کی شرح ۱۸فیصد تک تھی (۱۰۲)۔ معاشی مسائل کا شکار رہے اور جب یہ معاشی مسئلہ بڑھنے لگا تو ہندی میں لکھنا شروع کیا لیکن غصہ اردو دان طبقے پر اتارا کہ اردو میں اب گزر نہیں ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بال مکند گپت کی طرح ہندی لکھنے میں زندگی صرف کر دوں گا۔ اردو نویسی میں کس ہندو کو فیض ہوا جو مجھے ہوگا (۱۰۳)۔ یعنی اگر کتابیں نہ بکیں اور کہانیوں کے چاہنے والے نہ ملیں تو گردن زدنی مسلمان ہی ٹھہریں گے۔

پریم چند کسی ایشور پر یقین نہ رکھتے تھے۔ ایک خط میں تحریر کرتے ہیں کہ موت کی فکر مارے ڈالتی ہے، اتنا چاہتا ہوں کہ پرماتما پر بھروسہ رکھوں مگر دل موذی ہے، سمجھتا نہیں۔ کسی مہاتما کی صحبت ملے تو شاید راستے پر آئے (۱۰۴)۔ پریم چند جمہوریت پسند نہ تھے۔ اختیارات کے معاملے میں بالشویک اصولوں کے قائل تھے (۱۰۵)۔ انھیں اس بات کا بھی افسوس رہا کہ اگر اوائل عمر میں تعلیم مکمل کی ہوتی تو یہ کسم پرسی کی حالت نہ ہوتی (۱۰۶)۔ پریم چند کو ادب میں زنانہ پن پسند نہیں تھا۔ ایک خط میں تحریر کرتے ہیں کہ میں ادب کو masculine دیکھنا چاہتا ہوں۔ Feminism خواہ وہ کسی صورت میں ہو مجھے پسند نہیں اسی لیے مجھے ٹیگور کی اکثر نظمیں نہیں بھاتیں۔ اشعار بھی مجھے وہی اپیل کرتے ہیں جن میں جدت ہو۔ غالب کے رنگ کا تو میں عاشق ہوں (۱۰۷)۔ پریم چند کے انہی خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ملازمت سے ان کا استعفیٰ ۱۵ فروری ۱۹۲۱ء کو منظور ہوا (۱۰۸)۔ پریم چند کو اس بات کا ادراک تھا کہ ان کی کہانیوں کا لطف اردو زبان میں زیادہ ہے کیونکہ اردو زبان نکھری ہوئی اور لوچ دار ہے (۱۰۹)۔ ہندوستان میں ادب، ادیب اور ادبی زندگی کی حالت زار پر پریم چند دلبرداشتہ رہتے تھے۔ ان کے نزدیک اس ملک میں مقامی جنتا ادیبوں کی عوام حوصلہ افزائی نہیں کرتی۔ گھٹیا کتابیں تو بک جاتی ہیں کیونکہ پڑھا لکھا روشن خیال طبقہ یورپی ادب پر جان دیتا ہے۔ اس عالت میں اردو کتابوں کی طرف کون آئے گا۔ کسان تو غریب اور ان پڑھ ہے (۱۱۰)۔

پریم چند کے نزدیک آزاد ملک کا ادب آزاد اور غلام ملک کا ادب غلام ہوتا ہے۔ ہندوستان جب تک آزاد نہیں ہوتا آرٹ بلند پرواز نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کو تعلیم اور شعور دے کر جذبات کا رخ پھیرا جا سکتا ہے۔ ہندوستانیوں کے مسئلے کا حل مکمل آزادی ہے اور یہ آزادی آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ من حیث القوم ہمارے اندر کردار کی کمی ہے (۱۱۱)۔

پریم چند نے ہندوستانی فلم انڈسٹری پر بھی اپنے خطوط میں اظہار خیال کیا ہے۔ ان کے نزدیک سینما کی اصلاح ممکن نہیں کیونکہ استحصالی ٹولہ ایک منصوبہ بندی کے تحت لوگوں کا مذاق تبدیل کر رہا ہے۔ پریم چند پُر تاثیر الفاظ کے استعمال کے قائل تھے اور اس سلسلہ میں وہ کسی زبان کا تعصب نہ رکھتے تھے۔ زبان خواہ اردو ہو، ہندی، عربی یا فارسی۔ دیکھنا چاہیے کہ خیالات کا تسلسل اور تحریر کی روانی قائم رہے (۱۱۲)۔ ایک خط سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ پریم چند اپریل ۱۹۳۵ء تک اپنے آپ کو اردو زبان کا ہی تخلیق کار سمجھتے تھے اور ہندوستانی زبان کی تحریک میں اردو اور ہندی دونوں کو شریک دیکھنا چاہتے تھے۔ اپنے خیالات اردو والوں

کے سامنے پیش کرتے تھے (۱۱۳)۔ مذہب بیزاری اور کسی دوسری دنیا پر اعتبار، یہ پریم چند کے مزاج کے خلاف تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ دوسری دنیا پر اعتقاد انسان کو وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتا ہے (۱۱۴)۔

پریم چند تحریر کرتے ہیں کہ بڑے بڑے ادیب کسی زبان یا ملک کی ملکیت نہیں ہوتے۔ جب ہم لوگ ایک راشٹر کے روپ میں ہیں تب ہم کو تکلم کا بھی اتنا ہی احترام کرنا چاہیے جتنا جوش یا اقبال کا (۱۱۵)۔ پریم چند ہندی زبان و ادب کے لیے بڑا درد دل رکھتے تھے، چترویدی کے نام تحریر کرتے ہیں کہ 'ہندی کے پہلے اخبار 'وشال بھارت' کی ناکامی کا سن کر دل خون کے آنسو رویا۔ کاش اردو ادب کے قارئین کی طرح ہندی والے بھی ادب کی قدر کرتے۔ ہندی شاعر ابھی تک انفرادی اور جذباتی ہے۔ اس میں تڑپ اور زندگی نہیں۔ جانے کیوں شاعروں پر یاسیت کا عالم طاری ہے جبکہ اردو شعراء کا رویہ حقیقت پسندانہ اور فلسفیانہ ہے۔ ان کے شعراء قوم کو اخوت، مساوات اور جمہوریت کے اصولوں کے سانچے میں ڈھال رہے ہیں۔ اقبال جیسے شاعر کو بھی پریم چند نے کمیونسٹ لکھا' (۱۱۶)۔

پریم چند ہندوستانی زبان کے قائل تھے جس میں ہندی اور اردو دونوں شامل ہوں۔ مولوی عبدالحق کے نام تحریر کیا کہ اگر اردو داں طبقہ ساتھ دیتا ہے تو پریشد کی زبان ہندستانی بنے گی اور وہ اگر الگ ہو جاتا ہے تو ہندی ہندستانی بنے گی (۱۱۷)۔ ان کی یہ بات سچ ثابت ہوئی۔ پریم چند دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے خلاف تھے۔ رسوماتی مذہب کی انھوں نے مذمت کی۔ بنارسی داس کے نام تحریر کرتے ہیں کہ ہنومان جی کو ایشور مت بناؤ۔ بندروالی گھٹنا سب خرافات۔ کیا تلسی بھگت لوگ میری کافروں جیسی بات پسند کریں گے (۱۱۸)۔ ہندی والوں کے رویے سے پریم چند نالاں رہتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پتروں کا جواب اردو والے تو دیتے لیکن ہندی والے نہیں (۱۱۹)۔

پریم چند نے اپنے خطوط میں بھی ہندستانی زبان لکھنے کی کوشش کی ہے۔ عام طور پر خط کو داخلی کیفیت کا آئینہ دار کہا گیا ہے۔ اس میں مکتوب نگار اندر کا سچ لکھتا ہے۔ پریم چند نے اردو، ہندی، عربی، فارسی اور سنسکرت کے الفاظ مناسب تعداد میں استعمال کیے ہیں۔ جیسے ولی گنگر، مہاشے اور مہیلا زیادہ اجنبی نہیں لگتے۔ عربی کے الفاظ دقیق استعمال کیے ہیں مثلاً مع الخیر، مہتم اور معہود وغیرہ۔ فارسی اور ہندی کا خوب صورت امتزاج مرکب الفاظ کی صورت میں پیش کیا ہے جیسے سہ آنند، سہ کاری اور سہ یوگی۔ مقامی الفاظ کو فارسی کے ساتھ بھی مہارت سے استعمال کیا ہے جیسے بنے اور بنی کو خانہ آبادی مبارک۔

(۳) پریم چند کے افکار

۳(i) پریم چند پر نوآبادیاتی اثرات:

پریم چند تحریر کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان میں کچھ جان باقی ہے تو یہ حکمران قوم کی فراخ دلی یا ہمدردی کے باعث نہیں بلکہ ہندوستان کے اسی نظام تمدن کے باعث ہے جو اس کے اسلاف نے ہزاروں سال پہلے مدون کیا تھا۔ پریم چند وہ ہندوستانی قوم پرست تخلیق کار ہے جو ہر وقت ہندوستان کی تہذیبی برتری پوری دنیا پر ثابت کرنے کے لیے کمر کس کے بیٹھا ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک برعظیم پاک و ہند میں فساد اور بے چینی غیر ملکی آقاؤں کی وجہ سے ہے جو اپنے ساتھ ایک طاقتور نظام تعلیم اور کلچر لائے۔ لیکن ان کے نزدیک عدم تعاون کے پیرو کو مدرسوں کی تعداد، ملازموں کی ترقی، موٹروں کی کثرت، ملوں اور کارخانوں کی سرسبزی سے تشفی نہیں ہوتی۔ وہ ان سب کو ارتقائے حیات نہیں سمجھتا۔ وہ ارتقاء کو روحانی اور اخلاقی چیز سمجھتا ہے۔ تجارتی سرسبزی کو وہ غرباء کی قتل گاہ تصور کرتا ہے (۱۲۰)۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سامراج نے دنیا میں انقلاب تعلیم اور برتر مشینی طاقت سے ہی لایا۔

جدید دور کا سب سے بڑا نعرہ مشین کی حکومت ہے اور اس کا سب سے بڑا ہتھیار جمہوریت ہے جو بنیادی طور پر عقلیت کی تحریک ہے اور مادیت کی حمایت کرتی ہے۔ یہ جاگیردار، زمیندار، اسامیوں اور مزدوروں کی آویزش میں جاگیردار اور زمیندار کی حامی ہے۔ یہ ہندو مسلم فسادات میں ہمیشہ افتراق کو ہوا دیتی ہے۔ اگر پریم چند کے مضمون 'دور قدیم و جدید' کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس میں جدید دور سے مراد انگریزی نوآبادیاتی دور ہو سکتا ہے جس نے ہندوستان کی روحانیت کی جگہ مغرب کی مادیت کو جگہ دی ہے۔ اخلاق کی جگہ خود پروری اور نمود کو سامنے لائی ہے تاہم پریم چند نے اس کے اندر ایک روشن پہلو تلاش کیا ہے جو قومیت کا ہے۔ اگرچہ زمانہ قدیم میں بھی قومیت کا جذبہ موجود تھا لیکن موجودہ دور میں اس قومیت کے ساتھ سیاست کو ضم کر دیا گیا ہے۔

اب قومیت نے دوسری قوموں کے حقوق پر صرف اس بنیاد پر قبضے کو جائز قرار دے دیا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم سے برتر ہے۔ دنیا کے فنا ہونے کا اسے کوئی خوف نہیں۔ سارے انسانی جذبات، سارے اخلاقی مسائل اس بوالہوس کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ یہ دور مشین کا ہے اور قوم اس دور کا نمایاں ترین انکشاف ہے۔ عصر قدیم کو دور تاریک کہا جاتا ہے حالانکہ اس دور میں بادشاہ کسی کو زبردستی فوجی خدمت انجام دینے کا نہ کہتے تھے جبکہ اب ہم قومی ریاست کے غلام ہیں۔ حق اور ناحق کا فیصلہ کرنا ریاست کا فرض ہے اور اس میں فرد اور اس کا ضمیر کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ تجارت اور مصنوعات کی ترقی، آلہ ہائے مختلف کی ایجاد پر نازاں ہے۔ یہ چاہے تو سگریٹ کو کوڑیوں کے مول بیچے اور دودھ، گھی، باجرا اور مکئی کو بازار سے غائب کر دے۔ اس کاروبار میں عوام کے جذبات کو کوئی دخل نہیں۔ قومی ارتباط نے انسانی تعلقات کو اس قدر استوار کر دیا ہے کہ ایک انگریز تاجر کے ساتھ اگر چین

میں بے انصافی ہوتو انگلستان میں شور مچ جاتا ہے۔ بے شک یہ دور جدید کا قابل رشک پہلو ہے تاہم یہ ہمنوائی انسانیت کی بہ نسبت قومی اقتدار پر زیادہ منحصر ہے۔ کیا وجہ ہے کہ یورپین سرمایہ دار عیش وثروت کی پرتکلف کشتی پر بیٹھا ہوا ان بے کسوں کی پرواہ نہیں کرتا جو افلاس اور خستہ حالی کے گرداب میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہی کہ خود پروری اور نفس پروری قوم کی روح ہے۔ یہ خالص مادہ پرستی ہے جس نے دلوں کو سخت اور تنگ بنا دیا ہے، زرداروں کے جتھے نے تاجرانہ ذہنیت کو فروغ دیا ہے اسے جمہوریت کہنا غلط ہے۔ مساوات اور اخوت کو اس نے پیروں تلے روندا ہے۔ انسان کی وقعت یہ ہے کہ وہ آلہ زر ہے۔ دور قدیم تو امراء اور سلاطین کا دور تھا جبکہ دور جدید بنیوں اور تاجروں کا دور ہے۔ اس کے باوجود اس دور کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ اس نے بے زبانوں کو زبان عطا کی ہے اب اسے اپنے فرائض کا علم ہو نہ ہو لیکن اپنے حقوق کا پورا پورا شعور ہے۔ وہ اچھے مکان میں رہنا، اچھا کھانا کھانا، تفریح، اختیار اور اقتدار کا بھوکا ہے(۱۲۱)۔

دور جدید کی اس رقابت، انانیت اور مادیت کی عالمگیر تاریکی میں پریم چند کو 'لیگ آف نیشن' میں امید کی کرن نظر آتی ہے۔ ان کے نزدیک یہ ان اقوام کا اتحاد ہوگا جنہوں نے جمہوریت کا رتبہ حاصل کیا ہے۔ جہاں کثرت قلت کے ہاتھوں پامال نہیں ہوگی، جہاں برہمن اور شودر کی تمیز اور تفریق نہیں ہوگی۔ پریم چند کو اس بات کا بھی ادراک ہے کہ ہم تو ابھی قوم کی منزل تک نہیں پہنچے۔ جمہوریت کا ذکر ہی کیا (۱۲۲)۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پریم چند رفتہ رفتہ جمہوریت دشمن اور آمریت کے حمایتی بنتے چلے گئے۔ انھوں نے وکلاء اور زمینداروں کو جمہور کا دشمن قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ۹۰ فیصد زراعت پیشہ عوام کے لیے اس ملک میں کوئی زراعتی انجمن، زراعتی فلاح کی کوئی تحریک اور مزارعین کی بہبودی کی کوئی انجمن نہیں۔ آپ نے کالج، یونیورسٹیاں، مدرسے اور سکول بنائے مگر کس لیے۔ محض اپنے اقتدار کے لیے۔

۴(ii) <u>پریم چند اور ترقی پسند تحریک:</u>

اگر ترقی پسندی وہی چیز ہے جس کی بنیاد تاریخ کے مادی تصور پر ہے تو پریم چند ترقی پسند نہیں ہو سکتے [۱۲۳]

رومانیت اور حقیقت نگاری کی تحریکیں ایک طویل عرصے تک الگ الگ جہت میں سفر طے کرتی رہیں۔ ترقی پسند تحریک کی ابتداء ہوئی تو یہ دونوں دھارے آپس میں مل گئے۔ چناں چہ ترقی پسند تحریک نے علامہ اقبال کی رومانیت سے تخلیقی قوت اور جوش ملیح آبادی کی رومانیت سے بغاوت کا جذبہ حاصل کیا۔ پریم چند کی حقیقت نگاری نے اسے زمین کی طرف متوجہ کیا اور ان سب کے امتزاج کو بنی نوع انسان کی بہبود میں صرف کرنے کے لیے ادیب کی فکر کو داخل سے خارج کی راہ دکھلائی (۱۲۴)۔

پریم چند کی ترقی پسندی کا مطالعہ بیسویں صدی کے سیاسی اور سماجی شعور کا مطالعہ ہے۔ پریم چند نے سرکاری نوکری سے مستعفی ہو کر سامراج کو ٹھکرا دیا۔ کانگریس میں 'گرم دل' کی حمایت کی اور دھیرے دھیرے سوشلزم کے قریب آ گئے۔ زمیندار اور کسان کے تصادم میں ان کی ہمدردیاں ہمیشہ کسان کے ساتھ رہیں۔ برہمن کے مقابلے میں اچھوتوں اور چماروں کا ساتھ

دیا۔ سرمایہ دار اور مل مزدور کی کشمکش میں ہمیشہ مزدور کے ساتھ کھڑے رہے۔ زیردستوں کی حمایت میں عمر گزار دی۔ یہ طبقاتی کشمکش ان کو ترقی پسندوں کی فہرست میں کھڑا کر دیتی ہے۔ پریم چند کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے ترقی پسند ادب، مارکسیت اور اشتراکیت کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ ان کا مضمون 'مہاجنی تہذیب' ان کی ترقی پسند فکر کا عکاس ہے۔ انھوں نے جاگیردارانہ تہذیب کا سرمایہ دارانہ تہذیب سے مقابلہ کرتے ہوئے سرمایہ دارانہ تہذیب کے غیر انسانی رویے اور مادی فکر کی مذمت کی ہے۔ وہ اشتراکیت کو معاشی نظام کے طور پر قبول کرتے نظر نہیں آتے۔

پریم چند کے افسانوں اور ناولوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے کرداروں میں جاگیردارانہ نظام کو مٹا کر کسان راج قائم کرنے کا جذبہ پیدا نہیں کرتے۔ 'گوشہء عافیت'، 'چوگان ہستی' اور 'گئودان' میں ایسا کوئی تصور اور کشمکش دکھائی نہیں دیتی۔ پریم چند کے آدرش واد نے ان کو مخصوص سوچ، تصورات اور ذہنی کیفیت سے باہر ہی نہیں آنے دیا۔ ان کا ذہن ارتقاء پزیر تھا لیکن انھوں نے عوام کا ساتھ کبھی نہ چھوڑا۔ قمر رئیس نے پریم چند کے ناولوں 'نرملا'، 'گوشہء عافیت' اور 'میدان عمل' پر ٹالسٹائی کے افکار اور اثرات تلاش کیے ہیں۔ دونوں مذہب کے ضابطوں، بے روح علامتوں اور مذہب کے اجارہ داروں کے خلاف جرات اور بے باکی کے ساتھ آواز بلند کرتے رہے۔ دونوں نے حکومت کے جبر، زمینداروں اور جاگیرداروں کی چیرہ دستیوں، امراء کی بے اعتدالیوں اور عیاشیوں کو ملک میں ہونے والی سماجی بے انصافیوں، افلاس، غربت، اخلاقی پستی اور انسانیت کی تذلیل کا سب سے بڑا سبب قرار دیا (۱۴۵)۔ پریم چند کے ناول 'گوشہء عافیت' کے کردار پریم شنکر اور مایا شنکر اپنی تمام زمینداری اور جاگیر سے دست بردار ہو کر کاشت کاروں اور مزدوروں کو زمین کا مالک بنا دیتے ہیں۔ وہ زمین کی پیداوار کا حق صرف اس کا سمجھتے ہیں جو اس کے لیے محنت کرے اور یہ انتہا پسندانہ سوچ ترقی پسندوں کی ہو سکتی ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں پریم چند حسن اور حقیقت کو ارضی زندگی کے کوچے میں تلاش کر رہے تھے۔ ان کی نگاہ حسن میں تمام انسانیت سمٹ آئی تھی جو ظلم و جبر کے خلاف سینہ سپر ہو کر اپنے حقوق چھین سکتی تھی۔

اس دور کے ناول 'میدان عمل'، 'گئودان' اور 'منگل سوتر' میں پریم چند کے انقلابی شعور کا عکس ملتا ہے۔ 'میدان عمل' میں امر کانت، سکھدا، آتمانند، منی اور گاؤں کے سینکڑوں کسان ظلم و جبر کی قوتوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں لیکن ان کی بغاوت ایک وقتی عمل نظر آتی ہے۔ 'گئودان' میں پریم چند نے ان سنگین حالات کو بے نقاب کیا ہے جو انقلاب کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ گاؤں کے نوجوان گوبر، دھنیا اور مل مزدوروں کو سامنے لا کر ان انقلابی قوتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسی طرح 'منگل سوتر' میں دیو کمار کے کردار میں وہ انقلاب کے مادی محرکات، اس کی اقتصادی بنیادوں اور طبقاتی کردار پر فلسفیانہ انداز میں روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ ان کے فکری سفر اور ان کی انسان دوستی کی آخری منزل تھی۔ اگر وہ 'منگل سوتر' مکمل کر لیتے تو ان کے اس آخری ناول میں اس کی پوری نمائندگی ہو جاتی۔ ان ناولوں میں کسان اور مزدور طبقہ کی معاشی بدحالی، جہالت،

تنگ نظری، معاشی جبر اور جنسی استحصال کے خلاف پریم چند بر سر پیکار نظر آتے ہیں اور یہی ترقی پسند تحریک کا منشور بھی تھا تمر رئیس نے مارکسی نقاد کاڈول کا حوالہ دیا ہے کہ ادیب کے سامنے تین راستے ہوتے ہیں پہلا یہ کہ بورژوا طبقہ کی حمایت اور محنت کش یا پرولتاریہ کی مخالفت کرے دوسرا یہ کہ دونوں کے مابین سمجھوتہ کا حامی ہو اور تیسرا جو ایک مثبت اور ترقی پسند انہ راستہ ہے یہ کہ وہ محنت کش طبقہ کی حمایت کرے۔ پریم چند نے پہلا راستہ کبھی نہیں اپنایا۔دوسرے راستے پر وہ گاندھی کی راہ نمائی میں کچھ دور تک چلے لیکن وہ ہمیشہ تیسرے راستے کے قائل رہے اور اسے جز و جیون بنایا۔کیا یہ ان کی بڑائی اور ترقی پسندی کا ثبوت نہیں؟ (۱۲۶)۔

پریم چند نے ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء کو لکھنو کی ترقی پسند مصنفین کی کانفرنس کا صدارتی خطبہ پڑھا جس نے ان کی ترقی پسند تحریک کے ساتھ وابستگی کو ظاہر کیا۔انھوں نے ادب برائے زندگی کی بات کی۔لب و رخسار کے قصوں کو چھوڑ نے ،طلسماتی کہانیوں کو حقیقت سے قریب تر کرنے پر زور دیا۔ادب کو تنقید حیات قرار دیا۔ادب میں جنسیت کو توازن کی سطح پر لانے پر زور دیا اور کہا کہ زندگی محض جنس کے گرد نہیں گھومتی۔تصوف، عشق اور ویراگ انحطاط کے موضوعات ہیں۔جس ادب سے ہمارا ذوق صحیح نہ بیدار ہو، روحانی اور ذہنی تسکین نہ ملے، ہم میں قوت اور حرکت نہ پیدا ہو، ہمارا جذبہ حسن نہ جاگے، جو ہم میں سچا ارادہ اور استقلال پیدا نہ کرے اس ادب کی ہم کو ضرورت نہیں۔ادب نے مذہب کی جگہ لے لی ہے اور اس کا آلہ کار ذوق حسن ہے۔پریم چند نے حسن کی تعریف طے کرنے کی بھی کوشش کی اور عناصر کے توازن کو حسن قرار دیا۔انھوں نے کہا کہ ادیب یا آرٹسٹ طبعاً اور خلقتاً ترقی پسند ہوتا ہے۔اگر یہ اس کی فطرت نہ ہوتی تو شاید وہ ادیب نہ ہوتا۔پریم چند نے جذبات کے اظہار کو آرٹ کا نام دیا۔انھوں نے ادباء اور تخلیق کاروں پر زور دیا کہ وہ انحطاط اور جمود کے موضوعات کو اپنی تخلیقات سے نکالیں اور عوام کو امید اور محبت کا پیغام دیں۔ہمیں حسن کے امیرانہ معیارات کو ترک کرنا ہوگا۔ادب کے سامنے تمام موضوعات ہونے چاہیے یعنی داخلی، خارجی ،نفسیاتی ،معاشی ،انفرادی اور اجتماعی۔ترقی پسند ادیب ادب کو خمریات وشبابیات کا دست نگر نہیں دیکھنا چاہتا۔وہ ادب کو سعی اور عمل کا ترانہ بنانے کا مدعی ہے۔عوامی ادیب عوام کی اور اشرافیہ کا ادیب امراء کی زبان بولتا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ ادب کے مرکزوں میں ہماری انجمنیں قائم ہوں۔ہم سمجھتے ہیں کہ ادب تفریح اور تعیش کی شے نہیں۔ہماری کسوٹی پر وہ ادب کھرا اترے گا جس میں تفکر ہو، آزادی کا جذبہ ہو، حسن کا جوہر ہو، تعمیر کی روح ہو، زندگی کی حقیقتوں کی روشنی ہو اور جو ہم میں حرکت اور ہنگامہ اور بے چینی پیدا کرے، سلائے نہیں کیونکہ اب اور سونا موت کی علامت ہوگی (۱۲۷)۔

یہ وہ خیالات اور افکار ہیں جو ایک حقیقت پسند تخلیق کار کی زبان سے نکلے۔جس نے تخلیق حسن اور روحانی تسکین کو اہمیت دی۔اہم بات یہ ہے کہ اس نے معاشرے کو منقلب کرنے کے لیے ادب کو ایک اہم وسیلہ قرار دیا لیکن ادیب کو اپنا مذہب چھوڑنے ،خاندانی اکائی کو منتشر کرنے اور جنسی انارکی میں آلودہ ہونے کا مشورہ نہیں دیا۔با الفاظ دیگر پریم چند نے ترقی پسند تحریک کو توازن اور اعتدال کی راہ دکھائی اور انھوں نے ادب کا جو فطری نصب العین مقرر کیا وہ معاشرے کے خارج اور فرد کے

داخل کو یکساں طور پر متاثر کر سکتا تھا۔ سجاد ظہیر تحریر کرتے ہیں کہ پریم چند سے ترقی پسند ادب کی تحریک پر میری خط و کتابت جاری رہتی تھی اور انھیں اس سے بہت دلچسپی تھی۔ ترقی پسند تحریک سے ان کی دلچسپی اور وابستگی ان کی زندگی کے تجربے اور مشاہدے اور ادبی ارتقاء کا ایک لازمی اور فطری نتیجہ تھی۔ انھوں نے بارہا مجھے تحریر کیا کہ ہمارے ملک میں ترقی پسند ادبی تحریک کی غرض و غایت سے متعلق اس سے بہتر چیز نہیں لکھی گئی۔ اس کانفرنس کے انعقاد اور اس کے بہترین انداز میں اختتام پر بہت خوش تھے۔ انھوں نے نوجوان ترقی پسندوں کی حرکتوں پر مشفقانہ انداز میں نکتہ چینی کی اور کہا کہ یہ تم لوگوں کا تیز تیز انقلاب مجھے بہت پسند ہے لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تیز تیز چلنے میں گر نہ جاؤں کہ بوڑھا آدمی ہوں (۱۲۸)۔ سجاد ظہیر کے مطابق لکھنو کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے بعد ان کی اس سے دلچسپی بڑھ گئی تھی اور اب وہ صحیح معنوں میں اس کے راہ نما اور معمار بن گئے تھے۔ اس کانفرنس کے بعد انھوں نے جو بھی کام کیے، جس ادبی کانفرنس یا مشورے میں شریک ہوئے، وہاں ترقی پسند نقطہء نظر ہی پیش کیا۔ اس زمانے میں میرے ساتھ مسلسل خط و کتابت کرتے۔ اپنے ہندی کے رسالے 'ہنس' کو اس نئی تحریک کا ترجمان بنانا چاہتے تھے۔ انھوں نے 'ہنس' میں تفصیل سے انجمن کی روداد شائع کی اور ادبی نوٹ میں اس تحریک کو سراہا۔ ہم نے جب ان کی تقریر اور باقی روداد ترقی پسند ادب کی طرف سے شائع کی تو بہت خوش ہوئے۔ ان کی خواہش تھی کہ انجمن کی شاخیں سارے ملک میں قائم ہوں۔ سجاد ظہیر نے مزید تحریر کیا کہ پریم چند اٹھ گئے لیکن ہمارے افسانوی ادب کے باغ میں حقیقت نگاری اور انسان دوستی کے نازک پودے جو انھوں نے لگائے تھے، آج وہ بارور ہیں۔ ترقی پسند ادب کی یہ تحریک جس کی مشکل دنوں میں انھوں نے راہ نمائی کی، آج ملک کی سب سے بڑی اور سب سے اہم ادبی تحریک ہے (۱۲۹)۔ سجاد ظہیر نے تین خطوط کا حوالہ دیا ہے جو پریم چند نے انھیں لکھے۔ ان خطوط میں وہ ہمیشہ ترقی پسند تحریک کے حوالے سے پر جوش رہے اور اس کی شاخیں پورے ملک میں کھولنے پر زور دیتے اور کوشش کرتے رہے۔ جب اس بات پر تنقید کی گئی کہ انجمن کی صدارت کسی نوجوان سے کروانی جانی چاہیے تھی تو کہنے لگے کہ ان احمقوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہاں وہی جوان ہے جس میں پروگریسو (ترقی پسند) روح ہو۔ جس میں ایسی روح نہیں وہ جوان ہو کر بھی مردہ ہے (۱۳۰)۔

ڈاکٹر انور سدید تحریر کرتے ہیں کہ پریم چند کے صدارتی خطبے اور ترقی پسند تحریک کے لائحہ عمل میں بعد المشرقین تھا۔ اول الذکر ادب کی مشرقی قدروں کو اجاگر کرتا ہے، فرد کی تخلیقی آزادی کو برقرار رکھتا ہے اور اسے سیاست کا تابع فرمان ہونے کا مشورہ نہیں دیتا جبکہ موخر الذکر انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے خارجی سطح پر متحرک ہونے اور ادب و جمالیات کا غیر مشرقی مفہوم پیدا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ چناں چہ کانفرنس کے اختتام پر جب منشور کو معمولی رد و بدل کے بعد منظور کر لیا گیا تو اس میں منشی پریم چند کے خطبہء صدارت کی بازگشت موجود نہ تھی (۱۳۱)۔ اس طرح اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ پریم چند کی ترقی پسندی سجاد ظہیر، احمد علی جیسے ادباء کی پروپیگنڈہ ترقی پسندی نہ تھی بلکہ یہ علامہ اقبال کی طرح کے تخلیق کاروں کی ترقی پسندی تھی جو اپنی روایات سے بغاوت نہیں سکھاتی بلکہ اخلاق اور روایات کو سامنے رکھتے ہوئے ادب اور زندگی کے راستوں کا تعین کرتی ہے۔

۲ (iii) پریم چند اور مذہبی رواداری:

مسلمانوں نے سماجی ترقی کی ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو برابر سمجھنا چاہیے۔ ہمارے درمیان بیر کا بیج انگریز نے بویا ہے (۱۳۲)۔

پریم چند مذہبی ہم آہنگی اور ہندو مسلم ایکتا کے قائل ہیں۔ ان کی تخلیقات کے کردار ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان کا جنم ایک ہی جگہ ہوا ہے اور وہ ایک ہی ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں اسی بات پر زور دیا اور ان تاریخی کرداروں کو سامنے لایا ہے جو ہندو مسلم مذہبی رواداری کے پرجوش حامی تھے۔ انھوں نے اپنے مضامین 'اکبر اعظم' اور 'داراشکوہ کا دربار' کے ذریعے اکبر اور دارا کے ان اقدامات کو سراہا ہے جو انھوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو قریب لانے کے لیے کیے۔ ان اقدامات میں اکبر کا ہندو راجپوتوں سے رشتہ داری نیز راجا ٹوڈرمل اور راجا مان سنگھ کو مشیر خاص بنانا اور فوج کی ذمہ داریاں تک ان کے سپرد کرنا، داراشکوہ کا قدیم زبانوں کا مطالعہ، بدھ مت اور ہندو مت کی تعلیمات کو فروغ دینا، ہندوؤں کو دربار میں جگہ دینا اور دارا کا یہاں تک قائل ہونا کہ نہ صرف ہندوؤں کی لڑکیاں شادی بیاہ میں لی جائیں بلکہ مغل شہزادیوں کے رشتے بھی ہندوؤں کو دیے جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ پریم چند اورنگزیب سے نفرت اور داراشکوہ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ ہندوستان میں پہلی اسلامی نظریاتی ریاست کی بنیاد اورنگزیب عالمگیر نے ڈالی۔ پریم چند تحریر کرتے ہیں کہ اگر بجائے اورنگزیب کے شہزادہ داراشکوہ کو تخت ملتا تو ہندوستان ایک بڑی متفقہ سلطنت ہو جاتا (۱۳۳)۔ دارا نے دلائل سے ثابت کیا کہ مسلمانوں کی بقاء کا دارومدار ہندوؤں کے ساتھ اتحاد و اتفاق پر ہے۔ ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ فاتح و مفتوح، غالب و مغلوب کا خیال اٹھ جائے، دونوں گھل کر ملیں، آپس میں شادیاں ہوں، ربط وضبط بڑھے، نہ کوئی ہندو رہے اور نہ کوئی مسلمان (۱۳۴)۔ پریم چند نے رواداری کے اس فلسفے کو داراشکوہ کا نام دے کر بیان کیا ہے لیکن جب کوئی ان کا ہم مذہب شرر اور سرشار کا موازنہ پیش کرے اور اس موازنے میں سرشار پر شرر کو ترجیح دے تو پریم چند کے اندر کا ہندو باہر آ جاتا ہے، رواداری ختم ہو جاتی ہے اور وہ صرف ایک ہندو کی حیثیت سے بولنا شروع کر دیتے ہیں۔

جب بھی وہ قلم اٹھاتے ہیں تو ہندوستانی قومیت کے مبلغین جیسے کرشن کنور، کرشن گوکھلے، رانا پرتاب، سوامی وویکانند، شیر پنجاب رنجیت سنگھ، بھارتیندو وغیرہ پر اور جو اس قومیت کے خلاف بات کرے خواہ وہ سرسید ہی کیوں نہ ہو، وہ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ پریم چند نے بھرت، رانا جنگ بہادر، بہاری، کیھو، منشی گورکھ پرشاد عبرت، پنڈت من دوبے پر خوبصورت مضامین قلم بند کیے اور اس کے ساتھ ساتھ بدرالدین طیب جی پر اس لیے تفصیل سے لکھا کہ وہ متحدہ قومیت کے حامی تھے۔ سرسید، وحید الدین سلیم اور شرر سے وہ اس لیے اختلاف رکھتے ہیں کہ یہ صرف مسلمان قوم کے لیے سوچتے تھے۔ راشد الخیری سے بھی ان کا اختلاف صرف اس لیے ہے کہ ان کے سماجی افسانے اور ناول صرف مسلمان خواتین کے لیے ہیں اور وہ شکایت کرتے ہیں کہ علامہ راشد الخیری نے بہت

کچھ لکھا لیکن صرف مسلمانوں کے لیے (۱۳۵)۔ یہ سچ بھی ہے لیکن پریم چند کی اپنی تحریریں بھی تو ایسی ہی ہیں۔ وہ سیکولر ہندوستان کے علمبردار تھے، راشد الخیری نہیں۔ ہندو مسلم ایکتا پر پریم چند کی شاہکار تحریر 'ملکانہ راجپوت مسلمانوں کی شدھی' ہے۔ اس میں انھوں نے ہندوؤں پر زور دیا کہ وہ رواداری اور ذمہ داری کا مظاہرہ کریں کیونکہ ہندوستان میں وہ اکثریت میں ہیں۔ پریم چند نے مذہبی رواداری پر اپنے ہندی اداریوں میں کھل کر لکھا ان کے نزدیک غلط ادب نے افتراق پیدا کیا ہے۔ اسلام تلوار کے زور پر نہیں پھیلا۔ اس کے پھیلنے کی بڑی وجہ اونچی ذاتوں کا نیچ ذاتوں پر ظلم تھا۔ اسلام میں اونچ نیچ کا مسئلہ نہ تھا اس لیے نیچوں نے اس کا استقبال کیا اور گاؤں کے گاؤں مسلمان ہو گئے (۱۳۶)۔

ہندو مسلم تہذیب میں پریم چند کو کوئی بڑا فرق نظر نہیں آتا۔ اپنے ہندی اداریے 'ساmpردائکتا اور سنسکرتی' میں لکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک اگر شیو، رام، کرشن، وشنو ہندوؤں کے دیوتا ہیں تو محمدؐ، علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ مسلمانوں کے دیوتا ہیں (حالانکہ ایسا نہیں)۔ ہر ایک اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کرتا ہے اور اب تو جنیئو اور سکھا ہندوؤں میں بھی ترک ہو چکا۔ اس دیش میں بہت کم ایسے ہوں گے جو گئو مانس نہ کھا چکے ہوں۔ ہمیں گائے کی پوجا کا اختیار ہے، وہ ہماری ماتا ہو سکتی ہے لیکن دوسروں کو اس کا پابند نہیں بنایا جا سکتا (یہ عملی سوچ ہے)۔ پریم چند نے فرقہ واریت کو سماج کا کوڑھ قرار دیا۔ ان کے نزدیک مسلمان تہذیب یا ہندو تہذیب کہیں نظر نہیں آتی، اب معاشی تہذیب ہے۔

پریم چند کے نزدیک تہذیب کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ آریہ، ایرانی اور عربی تہذیب وتمدن ہے لیکن عیسائی، مسلم یا ہندو تہذیب کوئی چیز نہیں (حالانکہ یہ سب غیر منطقی ہے۔ نظریے کے بغیر تہذیب چہ معنی دارد)۔ ہندو مورتی کی پوجا کرتا ہے مسلمان قبروں اور زیارتوں کی۔ (یہ مسلمانوں کی حد تک درست ہے لیکن مسلمان زیارت قبور کو مذہب کا حصہ نہیں سمجھتے)۔ مسلمان تعزیہ کے دن شربت اور شیرینی چڑھاتا ہے (یہ مذہب کا حصہ نہیں)، یہی کام ہندو اگر بتوں کے بارے میں کرے تو قابلِ گردن زدنی کیوں۔ اسی طرح مسلمانوں میں ایسے موجود ہیں جو سرے سے دین کے ہی منکر ہیں، وہ خود اپنے پیغمبر کے آگے سر جھکانا اپنی تذلیل جانتے ہیں۔ ہندوؤں میں ایسوں کی کمی نہیں جو دھرم یا مذہب کی کتابوں کو گپ شپ یا قصے کہانیوں کی کتاب سمجھتے ہیں (۱۳۷)۔

دوسری طرف زبان کے حوالے سے پریم چند کی رواداری کا یہ حال ہے کہ جب جنوری ۱۹۳۴ء میں کشمیر اسمبلی نے اردو زبان کو رائج کرنے کی منظوری دی تو پریم چند نے اس کا پرجوش استقبال کیا اور کہا کہ یہاں ہندوستان میں کیوں اکثریت کی زبان کا پرچار نہیں کیا جاتا۔ یہاں کیوں ساری کارروائی انگریزی زبان میں کی جاتی ہے (۱۳۸)۔

محمود ایوبی تحریر کرتے ہیں کہ پریم چند نے مذہبی رواداری کے فروغ اور فرقہ واریت کے زہر کو ختم کرنے کی اپنی سی کوشش کی اور ساری زندگی اپنی تحریروں کے ذریعے وہ ایسا کرتے رہے۔ ایک بار وہ ہندی اخبار 'پرتاپ' کے ایک سب ایڈیٹر سے اس بات پر الجھ پڑے کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کی برائی کرتا بلکہ ایک دن اس نے یہاں تک کہا کہ آپ اگر ان مسلوں کو موقع دیں

گئے تو یہ آپ پر موتنے لگیں گے۔ پریم چند نے تحمل سے جواب دیا کہ جناب آپ آگے سے ہٹ جائیں۔ انھوں نے بار بار یہی اصرار کیا اور آپ اپنی بات دہراتے رہے آخر زچ ہو کر کہنے لگے کہ مسلمان کیا مشک باندھ کے گھومتا ہے کہ اتنا موتنا چلا جائے گا (۱۳۹)۔ پریم چند نے اسی مذہبی رواداری میں ایک ڈرامہ 'کربلا' لکھا لیکن اس ڈرامہ پر مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں نے بھی اعتراض کیا۔ معروف ہندی نقاد رام چندر ٹنڈن کو اعتراض تھا کہ کربلا کے میدان میں ہندو کردار کہاں سے آ گئے۔ ۱۹۲۹ء میں پریم چند نے ہندی میں ایک کہانی 'نبی کا نیتی نرواہ' کے عنوان سے لکھی جس میں حضورؐ، ان کی بیٹی زینبؓ اور داماد ابوالعاصؓ کے مسئلہ کو کہانی کی شکل میں پیش کیا اور اس طرح مسلمانوں کے پیغمبرؐ کی انصاف پسندی، نیک نیتی اور فراخ دلی کو بیان کیا۔ محمود ایوبی مزید تحریر کرتے ہیں کہ نارمل سکول گورکھ پور میں ان کا اٹھنا بیٹھنا محلے میں مسلمانوں کے ساتھ بھی تھا بلکہ ان کی بچی محلے کے ایک مسلمان باورچی سبحان کے گھر ہی رہتی تھی۔ ایک طالب علم حنیف خان نے بتایا کہ ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۷ء کے دوران ملکی حالات ناسازگار تھے لیکن انھوں نے ہندو مسلم کا سوال پیدا نہیں ہونے دیا۔

پریم چند نے اپنے ناولوں میں مذہبی رواداری دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ان کے ناول 'پردۂ مجاز' کے کردار خواجہ محمود اور جسود انندن مذہبی رواداری کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ دونوں قربانی دے کر فرقہ واریت کی آگ کو بجھانے میں کامیاب رہتے ہیں۔ 'میدانِ عمل' کے کردار امر کانت، سکھدا، سکینہ، سلیم وغیرہ سب اس رواداری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ سب مل کر ایک سماج کی تشکیل کرتے ہیں اور ہندوستانی معاشرے کو جبر کے پنجے سے نجات دلانے کی کوشش کرتے ہیں اور سب سمجھوتے کرتے دکھائی دیتے ہیں جس سے پریم چند یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو رواداری برقرار رکھنے کے لیے بہر حال سمجھوتے کرنے پڑیں گے اور قربانی دے کر اس ایکتا کو قائم رکھنا پڑے گا۔ یہی صورت حال ان کے ناول 'گئو دان' کے شہری کرداروں کھنا، مالتی، مہتا، مرزا خورشید، اونکار ناتھ اور منجا کی ہے۔ ان سب کے روزمرہ معمولات میں کبھی ہندو مسلم کا سوال سامنے نہیں آتا۔ یہ اس ہم آہنگی کا عکس ہیں جو پریم چند ہندوستان میں موجود سب مذاہب کے درمیان دیکھنا چاہتے ہیں۔

'بازارِ حسن' کی بھولی بائی اور سمن بائی پریم چند کے طاقت ور نسوانی کردار ہیں۔ اگر ایک مسلمان ہے تو دوسری ہندو۔ دونوں ہندی سماج کی مجبور عورتیں ہیں اور دونوں اس سماج میں بغاوت کی علامت ہیں۔ دونوں معاشی طور پر آزاد اور خودمختار رہنا چاہتی ہیں۔ 'بازارِ حسن' کی دال منڈی کی طوائفیں خواہ ہندو ہوں یا مسلمان، معاشی اور معاشرتی جبر کی وجہ سے دال منڈی میں آ کر بیٹھتی ہیں اور ایک چھوٹی سے امید کی کرن 'آشرم' پر گناہ کا یہ کاروبار چھوڑ دیتی ہیں۔ اس ناول کے کردار حاجی ہاشم ان طوائفوں کی بستی میں مسجد اور سیٹھ چمن لال مندر تعمیر کروا دیتے ہیں۔ 'گوشۂ عافیت' میں اگر ایک طرف جوالا سنگھ، دیا شنکر، ڈاکٹر پریا ناتھ خودغرضیوں کی وجہ سے کسانوں پر ظلم کرتے ہیں تو دوسری طرف انہی کے درمیان ڈاکٹر عرفان علی، ایجاد حسین اور فیشر شاہ موجود ہیں۔ ان سب سے پریم چند قاری کو نفرت دلاتے ہیں لیکن مذہب کی بنیاد پر نہیں۔

پریم چند نے اپنے افسانوں میں مذہبی رواداری کے بے شمار رنگ پیش کیے ہیں۔انھوں نے ایک افسانہ 'غیرت کی کٹار' لکھا جس کے تمام کردار مسلمان ہیں: اخلاق،غیرت، کردار اور تہذیب سے عاری۔ان کے افسانوں 'زنجیر ہوس' کا مرکزی کردار قاسم بھی اخلاق سے عاری جوان ہے جو بادشاہ کے حرم پر نظر جمائے بیٹھا ہے اور ایک عورت کے لیے آقا سے بغاوت تک پر تیار بیٹھا ہے۔'خون حرمت' کے کردار بھی تہذیب واخلاق سے عاری ہیں۔پریم چند سے ہم کو بھی یہ شکایت ہے کہ ان کے تمام مسلمان کردار اخلاق باختہ اور تمام ہندو نسوانی کردار لجا دھور اور ہندوستانی تہذیب کے عکاس ہیں۔وہ جانے کیوں مسلمان کرداروں کو اخلاق باختہ اور حرام خور اور قومیت کے خلاف ہی دکھاتے ہیں۔کیا یہ رواداری ہے؟ ان کے بعض افسانے جیسے 'روئے سیاہ' مذہبی رواداری، ہم آہنگی اور محبت کا نمونہ ہیں۔اس افسانے میں پریم چند نے ہندو مسلم معاشرت اور مذہب کے بارے میں چابکدستی اور مہارت سے قلم اٹھایا ہے۔رعایا کسی عذاب میں مبتلا ہو تو اس کا سبب بھی بد اعمال حکمران ہی ہوتے ہیں۔بارش نہیں ہو رہی، رعایا بلک رہی ہے اور حاکم عیاشیوں میں مگن۔اس موقع پر ہر دو اپنے ایشور اور اللہ کو اپنے اپنے انداز میں راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ہندو دیوی دیوتاؤں کے استھانوں پر اور مسلمان مزاروں پر دعائیں مانگتے نظر آتے ہیں۔ہندو بلیدان اور مسلمان صدقے دے رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ راجا کو جھنجھوڑتے بھی ہیں اور جب راجا کو اپنی اپورنتا کا احساس ہوتا ہے تو اس کا ایشور کے سامنے اعتراف گناہ ایشور کے انصاف کو حرکت میں لاتا ہے(۱۴۰)۔

ہندی کا ایک افسانہ 'شدھی' اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس کا مرکزی کردار ایک ہندو ہے جو بدترین اخلاق باختگی کا شکار ہے۔پہلے ایک زن بازاری کے لیے اپنا گھر، بچی اور دھرم تک کو چھوڑتا ہے اور جب وہ اسے لات مارتی ہے تو بچی کے لیے دوبارہ مذہب (اسلام) چھوڑ دیتا ہے۔یہاں بھی پریم چند کا تعصب ہے کہ زن بازاری کو مسلمان بتایا ہے۔اسے بدترین لالچی اور خودغرض دکھایا ہے۔مولوی صاحب جو اس کی بچی سے اس کی دوبارہ ملاقات کا بندوبست کرواتے ہیں، بڑی بات ہے کہ مسلمان ہیں لیکن اپنے مذہب پر پشیمان اور شرمندہ (۱۴۱)۔پریم چند کے بعض معیاری افسانے ان کے غیر معیاری مکالمات کی وجہ سے اپنا حسن کھو بیٹھے ہیں جیسے 'ابھاگن' کہ بچی گھر سے باہر کچھ دن کیا گزارتی ہے کہ اس کا پتی اسے ہمیشہ کے لیے یہ کہہ کر گھر سے نکال دیتا ہے کہ 'تمھارا گھر سے باہر رہنا ایسے ہی ہے جیسے کسی مسلمان نے مجھے زبردستی اپنا جھوٹا کھلا دیا ہو تو تم مجھے قبول کرتیں' (۱۴۲)۔تو جناب ہندی سماج میں ایسے رواداری آنے سے رہی۔

سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کی مثال دینا ضروری تھا جو ہندو مسلم ایکتا کا چہرہ گہنا دے۔پریم چند نے 'بوڑم' جیسا کردار تخلیق کر کے اس تلخی کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔پریم چند کے افسانے 'امتحان' اور علامہ اقبال کی نظم 'غلام قادر روہیلہ' کا مرکزی خیال ایک ہی ہے۔'حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے'۔پریم چند کا افسانچہ نادر شاہ کے گرد گھومتا ہے۔'ستیا گرہ' میں ہندو مسلم دونوں کردار ہیں لیکن مسلمان انگریز کے ساتھ اور ہندو کانگرس کے ساتھ دکھائے ہیں۔کیوں؟ پریم چند نے اپنے ہندی افسانے 'بنی کا

'نمتی نرواہ' لکھ کر ثابت کیا کہ انھوں نے تاریخ اسلام کو پڑھا ہوا تھا۔ حضورؐ اور ان کے صحابہ کو ایک کہانی کی صورت میں بیان کرنے کا یہ تجربہ ہندی میں تھا۔ پریم چند نے مکالموں پر توجہ نہیں دی۔ تیجی کا یہ کہنا کہ 'دھرم بار بار ملتا ہے، ہردیے کیول ایک بار' (۱۴۳)۔ پریم چند شاید بھول گئے کہ صحابہ کو اسلام اور محمدؐ اپنے تمام رشتوں سے زیادہ پیارے تھے۔ پریم چند نے اس افسانے میں احتیاط سے کام نہیں لیا۔ ان کے ایک اور افسانے 'شطرنج کے کھلاڑی' کے کردار کاہل، حرام خور، عیاش اور بے فکرے ہیں۔ ان کو اپنی قوم کی کوئی پرواہ نہیں۔ اگر یہ علامتی افسانہ تصور کیا جائے تو پریم چند نے علامات کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کی غلامی کا بڑا سبب مسلمان اشرافیہ کی عیاشی اور انگریز نوازی ہے۔ 'دینداری' افسانہ پریم چند کا آدرش واد ہے جس کے مطابق وہ انسانیت سے محبت کو مذہب جانتے ہیں اور ہندوستانیوں کو ہندو مسلم کے بدلے ایک انسان کی حیثیت سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ افسانے کا ہیرو مسجد اور مندر دونوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان سے بڑھ کر وہ انسانیت سے محبت کرتا ہے۔ اس کی انسانیت سے محبت کی قدر ہندو اور مسلمان دونوں نہیں کر سکتے۔ دونوں اس کی محبت کو اپنے اپنے مذہب کے حوالے سے پرکھتے ہیں۔ پنڈت اور مولوی کا کردار اس کے سامنے آتا ہے تو وہ دونوں سے برگشتہ ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی پریم چند مذاہب کے تقابلی مطالعے میں ہندومت کی حقانیت ثابت کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کا کردار مسلمان ہونے کے باوجود کہتا ہے کہ 'ٹھاکر جی کو کون ہندوستانی نہ مانے گا وہ ہم سب کے پالن ہار ہیں' (۱۴۴)۔ پریم چند کا یہ کردار کھوکھلا اور بودا نہیں۔ وہ انسانیت کی خاطر ہجرت کرتا ہے لیکن ہتھیار نہیں ڈالتا۔

ان کا ۱۹۳۲ء میں لکھا گیا افسانہ 'وفا کا دیوتا' رواداری کے خلاف استغاثہ دائر کرتا ہے۔ اپنی مذہب بیزاری کا بدلہ وہ اسلام سے لیتے ہیں۔ 'اعتراض اسلام پر ہے' اسلام کا میں اس لیے قائل تھا کہ وہ اخوت اور مساوات کا علمبردار تھا لیکن اب معلوم ہوا کہ یہ مساوات اور اخوت عالمگیر نہیں، صرف مذہب کے دائرے تک محدود ہے۔ نفس کے لیے آپ بھیڑ کو ذبح کریں، گائے یا اونٹ کو، مجھے اعتراض نہیں لیکن مذہب کے نام پر قربانی میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ پریم چند نے ہندوستانی سماج سے ایک اور بڑھیا افسانہ 'مکتی دھن' تخلیق کیا۔ اس کے کردار رحمن اور داؤد یال ہیں۔ دونوں اپنے اپنے مذہب سے محبت کرنے والے لیکن دوسروں کے حقوق کے رکھوالے۔ افسانے کا اختتام بہت پر اثر ہے 'تم نے میرے دھرم پر احسان کیا، میں نے تم پر۔ بس ہم دونوں برابر ہو گئے۔ تم سچے مسلمان ہو' (۱۴۵)۔ یہ انداز اچھا ہے۔

پریم چند نے چین کے مسلمانوں پر ایک افسانہ 'عفو' لکھا۔ یہ کہانی ان کے مشاہدے اور بصیرت کی عکاس ہے۔ انھوں نے اس افسانے میں بہت سارے بصیرت افروز جملے لکھے ہیں جیسے 'دشمن سے بدلہ لینے کی خواہش عربوں کی جبلی خاصیت تھی'۔ 'یہ اسلام کا نہیں مسلمانوں کا قصور ہے'۔ 'جس کو تلوار کا سہارا لینا پڑے وہ سچائی ہی نہیں' (۱۴۶)۔ انھوں نے ایک اور افسانے 'عید گاہ' میں مسلم معاشرے اور اس کے مسائل پر گہری بصیرت سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ ایک حساس تخلیق کار تھے اور جانتے تھے کہ مسلمانوں میں برابری صرف نماز میں نظر آتی ہے ورنہ ان کے ہاں بھی اونچ نیچ، بڑا چھوٹا، کمی سب موجود ہیں۔ اس افسانے کو

پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے طرزِ زندگی کی رگ رگ سے واقف ہیں۔ پریم چند نے ایک اداریہ 'حضرت محمدؐ کی پنیہ اسمرتی' ہندی میں لکھا جو حضورؐ کے یوم پیدائش پر تھا۔ آپ نے حضورؐ کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا وہ آپ کی اسلام اور مسلمانوں سے محبت اور عقیدت کا اظہار ہے۔ پریم چند نے تحریر کیا کہ 'آپؐ نے تلوار کے ذریعے ادھیکار رکھنے کے باوجود جنتا کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ آپؐ نے کئی شادیاں کیں لیکن ہر شادی کسی سماجک یا دھارمک کرتویہ کے ادھین ہوئی۔ آپؐ نے ۲۵ سال تک پتی ورت کا پالن کیا' (۱۴۷)۔ پریم چند نے شاستری بشسوی کی کتاب 'اسلام کا وش ورکش' پر سخت تنقید کی کیونکہ اس کتاب میں اسلام اور محمدؐ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کی گئی تھی۔ آپ نے تحریر کیا کہ ایسی منوورتی والوں سے ایشور اس دیش کی رکھشا کرے (۱۴۸)۔ ان تحریروں کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ پریم چند فرقہ پرست لیکھک تھے یا مذہبی رواداری کے قائل نہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ پریم چند سیکولر ہندوستان کے قائل تھے اور وہ ہندو مسلم جنتا کو باہم محبت کے ساتھ آگے بڑھتے دیکھنا چاہتے تھے۔ تاہم جانے کیوں اپنی بعض تحریروں میں وہ احتیاط کا دامن جھٹک دیتے ہیں۔

۲(iv) __پریم چند اور سماج:__

پریم چند نے سماج سے افلاس، گھریلو الجھنیں، مذہبی تنگ نظری، طبقاتی تفاوت کو دور کرنے کے لیے پوری زندگی کوشش کی۔ ان کے افسانوں، ناولوں اور مضامین میں ان سماجی برائیوں کو براہ راست نشانہ بنایا گیا ہے۔ وہ گہرے سماجی شعور کے مالک تھے اور یہ شعور انھوں نے سماج ہی سے سیکھا۔ ان کے ناولوں خصوصاً 'بازارِ حسن'، 'نرملا'، 'گوشہء عافیت'، 'میدانِ عمل' اور 'گئودان' میں سماجی شعور پختہ تر ہے۔ اگرچہ 'بازارِ حسن' کا موضوع طوائف ہے لیکن یہ اس دور کا ناول ہے جب ہندوستانی معاشرے میں سماج سدھار کی تحریکیں عروج پر تھیں۔ اس طرح اس ناول کا موضوع ہندوستانی سماج اور اس میں پائی جانے والی برائیاں ہیں۔ ان سماجی رسومات میں جہیز، کم عمری کی شادی، معاشرتی اونچ نیچ اور سماجی دباؤ کی صورت میں نچلے طبقے کا پس جانا شامل ہیں۔ 'نرملا' کا موضوع جہیز ہے نیز بے جوڑ شادیوں کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے۔ عورت کا سماج میں مقام اور اس کی مظلومیت کی عکاسی کر کے پریم چند نے حقیقت نگاری کو فروغ دیا۔ عورت کی نفسیاتی پیچیدگیاں، کم عمری کی شادی کی صورت میں پیدا ہونے والے مسائل، اقتصادی مسائل اور ان کی وجہ سے پیدا ہونے والی سماجی برائیوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔

پریم چند نے 'گوشہء عافیت' میں کسان کی سماجی زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ اس طبقے کے مسائل سے کامل آگہی رکھتے تھے۔ انھوں نے اس کے مسائل کو کسی مارکس یا لینن کے ذریعے سے نہیں سمجھا بلکہ ان کے درمیان رہ کر سیکھا۔ اسی لیے وہ کسانوں پر جاگیردار یا زمیندار کی جانب سے لگائے جانے والے اضافی لگان اور اس کے نتیجے میں کسانوں کے نفسیاتی مسائل کا ادراک رکھتے تھے اور ان مسائل کو کمال مہارت سے انھوں نے اس ناول میں بیان کر دیا ہے۔ پریم چند نے 'میدانِ عمل' میں بھی کسان، مزدور، سرمایہ دار کو لیا ہے اور اس ناول میں مندروں سے تلک دھاری پنڈتوں کی اجارہ داری کے مسئلے

پر کھل کر لکھا ہے۔ ہندوستانی سماج میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے پریم چند اچھوتوں کے لیے مندروں کے دروازے کھول دینے پر زور دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سماج سدھار میں مسلمانوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔ ناول کے کردار سلیم اور سکینہ اس کی مثالیں ہیں۔ پریم چند نے اس ناول میں اس بات پر بھی بحث کی ہے کہ سماج ہر ایک انسان کے اندر تبدیلی لاتا ہے۔ تبدیلی انسانی فطرت ہے اور ناول کے تمام کردار mutation سے گزرتے ہیں۔ 'گئو دان' میں بھی پریم چند نے کسان اور دیہاتی سماج کو لیا ہے لیکن اس کے متوازی شہری سماج اور اس کے پیچیدہ مسائل پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے اس ناول میں مل مزدور اور سرمایہ دار کی کشمکش کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔ برہمن سماج اور ان کے کرتوتوں پر یہاں بھی تازیانے رسید کرتے رہے ہیں۔

'چوگان ہستی' کا ہیرو بھی سماج سدھار کے لیے اپنی محبت تک تج دیتا ہے۔ شہاب ظفر اعظمی تحریر کرتے ہیں کہ پریم چند کی نظر ماحول کی ناہمواریوں پر مرکوز رہتی ہے اور وہ ہمیں سماج کے ناسوروں کی طرف برابر متوجہ کرتے نظر آتے ہیں۔ سماجی شعور، جزئیات نگاری اور ماحول کے افراد سے بہت زیادہ ہم آہنگ ہونے کی وجہ سے پریم چند کے طنز میں ظرافت کے عناصر دب کر رہ گئے ہیں (۱۴۹)۔

پریم چند نے جاگیردارانہ جبر اور ساہوکارانہ مکر کے سماج میں آنکھ کھولی تھی۔ انھوں نے غریب کسان اور محنت کش کے مسائل کو دیکھا، پرکھا اور ان کو جدوجہد پر ابھارا۔ ان کے ناول خصوصاً ہندوستان کے نچلے اور متوسط طبقے کے معاشرتی مسائل کو پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے سماجی برائیوں کے خاتمے کے لیے آریہ سماجی اصلاحی سوچ کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا۔ پریم چند نے ٹالسٹائی کی طرح آس پاس کے ماحول کو کڑی تنقید کی نظر سے دیکھا تھا۔ وہ حکومت کے جبر اور زمیندار اور جاگیردار کے ظلم و ستم سے بیزار ہو چکے تھے۔ پریم چند اپنی زندگی کے آخری دور میں حقیقت عرفاں سے بہت قریب آ چکے تھے۔ انھیں سماجی شعور کا خاصا تجربہ تھا۔ اسی دور میں انھوں نے ادب برائے زندگی کے صحت مند رجحان کو تقویت دی۔ پریم چند نے انجمن ترقی پسند مصنفین کے خطبے میں ادب کی دائمی قدروں کو اجاگر کیا (۱۵۰)۔ پریم چند نے 'گئو دان' کے ذریعے پیغام دیا ہے کہ سماجی آزادی کے بغیر سیاسی آزادی لایعنی امر ہے۔ ذات پات کی اونچ نیچ ختم کرنے میں اگر دھرم کی دیوار حائل ہو تو اسے بھی گرا دینا چاہیے۔ سماجی آزادی کے باب میں پریم چند کا یہی حتمی پیغام ہے (۱۵۱)۔

پریم چند کے بارہ ناول اور اردو افسانوں کے چودہ مجموعے شائع ہوئے۔ ان کے ناول ہی نہیں افسانے بھی سماجی مسائل اور ان کی کہانیاں لیے ہوئے ہیں۔ مثلاً 'آخری تحفہ' کے کل تیرہ افسانوں کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس مجموعے کے چار افسانے سماجی مسائل کے گرد گھومتے ہیں ان میں 'آخری تحفہ'، 'ادیب کی عزت'، 'نجات' اور 'ڈیمانسٹریشن' شامل ہیں۔ پریم چند کے سورگ باشی ہونے کے بعد نو افسانوں کا مجموعہ 'دودھ کی قیمت' کے افسانوں میں 'زاویہ نگاہ'، 'اکسیر' اور 'عید گاہ' سماج کے گرد گھومتے ہیں۔ اس طرح پریم چند کے مضامین کے مطالعے سے یہ حقیقت کھلتی ہے کہ وہ اپنے مضامین میں

زیادہ کھل کر سماج اور اس کے مسائل پر لکھتے ہیں۔ جیسے 'خاندان مشترکہ'، 'صوبہ متحدہ میں ابتدائی تعلیم'، 'گالیاں'، 'زراعتی ترقی کیوں کر ہوسکتی ہے'، 'فرقہ وارانہ کشیدگی'، 'قومی اتحاد کیوں کر ہوسکتا ہے'، 'علامہ راشد الخیری کے سوشل افسانے' اور 'سودیشی تحریک' قابل ذکر ہیں۔ پریم چند نے ہندوستانی سماج میں بچوں کے لیے ٹالسٹائی کی کہانیاں، پتا کے پتر پتری کے نام، رام چرچا اور جنگل کی کہانیاں تحریر کیں۔ اس طرح بجا طور پر پریم چند کو ہندی سماج کا معالج قرار دیا جاسکتا ہے۔

۴(v) پریم چند کے سیاسی افکار:

پریم چند کی افسانہ نگاری کا آخری دور ۱۹۳۲ء سے ان کی سورگ باشی تک کا ہے۔ یہ ان کے فن کی پختگی اور عصری شعور کی تکمیل کا دور ہے۔ اس دور میں برصغیر میں سیاسی تحریکوں نے زور پکڑا۔ ہندوستان کی سیاست اور معیشت پر اس بحران اور ہیجان کے اثرات نمایاں ہوئے۔ سیاسی لحاظ سے عدم تعاون کی تحریک، سائمن کمیشن کی آمد، گول میز کانفرنسوں کا انعقاد، ترک موالات نیز سودیشی اور جہد تحریکوں نے تلاطم کی کیفیت پیدا کر دی۔ اس آخری دور میں پریم چند کے چار افسانوی مجموعے سامنے آئے۔ 'آخری تحفہ'، 'زادراہ'، 'دودھ کی قیمت' اور 'واردات'۔ ان میں سے آخری دو ان کی سورگ باشی کے بعد شائع ہوئے۔ 'آخری تحفہ' سیاسی نوعیت کا افسانہ ہے جس میں پریم چند نے سودیشی تحریک اور جتھے کی تحریک کی حمایت کی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں سوراج کے لیے راہنما اصول اور آزادی کے جذبے کا پرچار کیا گیا ہے۔ 'قاتل' کا موضوع بھی سیاست ہے۔ تحریک آزادی، زیرزمین تحریکیں، پکٹنگ کے مظاہرے اور ان کے بارے میں پریم چند کا تذبذب، گاندھی کی تقلید میں اہنسا کی تبلیغ۔ اس افسانے میں پریم چند تشدد اور عدم تشدد کے درمیان ذہنی کشمکش کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ 'آشیاں برباد' بھی سیاسی نوعیت کا افسانہ ہے جس میں جلیانوالا باغ کے حادثہ کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اس افسانے میں بھی پریم چند تشدد کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔

'ریاست کا دیوان' بھی ایک لحاظ سے سیاسی افسانہ ہے۔ ان افسانوں سے پریم چند کے سیاسی افکار نکھر کر سامنے آتے ہیں خود تحریر کرتے ہیں کہ 'مجھے امید نہیں کہ پکٹنگ اور جلوسوں سے ہمیں آزادی حاصل ہو سکے۔ یہ تو اپنی کمزوری اور معذوری کا صریح اعلان ہے۔ جھنڈیاں نکال کر اور گیت گا کر قومیں آزاد نہیں ہوا کرتیں' (۱۵۲)۔ 'اگر آج ہندوستان کے ایک ہزار انگریز قتل کر دیے جائیں تو سوراجیہ مل جائے۔ روس اور آئرلینڈ اسی طرح آزاد ہوئے اور ہندوستان بھی ایسے ہی آزاد ہوگا' (۱۵۳)۔ ہنسا اور اہنسا کے درمیان کشمکش جاری ہے۔ اسی طرح کا ایک افسانہ 'قاتل کی ماں' بھی ہے۔ 'انقلاب کی آواز اب بھی ہے۔ دھرم اور نیتی کا زمانہ نہیں ہے۔ عدم تشدد کی آواز آتی ہے دھرم اور نیتی کو ہمیشہ فتح حاصل ہوتی ہے اور آئندہ بھی ہوگی۔ سوراجیہ قتل اور خون سے نہیں ملتا، تیاگ جپ تپ اور آتم شدھی سے ملتا ہے' (۱۵۴)۔ بیٹے کا اپنی ماں کو انقلاب کے لیے قتل کر دینا بہت سے سوالات اٹھاتا ہے۔ یہ افسانہ پریم چند کے افسانوی مجموعے 'واردات' میں شامل ہے جو کہ ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ پریم چند بہت تیزی کے ساتھ انقلاب کی طرف بڑھتے اور گاندھی کے سحر سے نکلتے نظر آتے ہیں۔ پریم چند کا افسانہ 'ستیاگرہ' سیاسی نوعیت کا دلچسپ افسانہ ہے جس میں طنزیہ انداز

اختیار کیا ہے اور کانگرس کے مقابلے میں انگریزی حکومت اور اس کے کارپردازوں کی سرگرمیاں دکھائی گئی ہیں۔آواز یہاں بھی گاندھی وادی کی ہے۔’حکام کی سرتوڑ کوشش کہ ہڑتال نہ ہونے پائے مگر کانگرس والوں کی دھن کہ ہڑتال ہو اور ضرور ہو۔اگر حکام کو حیوانی طاقت پر ناز ہے تو ہمیں روحانی طاقت پر بھروسہ ہے(۱۵۵)۔

پریم چند کے افسانوں کی نسبت ان کے سیاسی افکار ان کے ناولوں میں کھل کر سامنے آتے ہیں شاید اس لیے بھی کہ ناول کا کینوس وسیع ہوتا ہے۔ان کے چار ناول’چوگان ہستی‘،’گوشہ ءعافیت‘،’میدان عمل‘اور’گئودان‘سیاسی کہے جا سکتے ہیں۔’چوگان ہستی‘ کا ہیرو سورداس پریم چند کا آدرش کردار ہے جو کہ عدم تشدد کے راستے پر گامزن ہے۔ناول کا ہیرو ایک طرف تشدد اور مسلح بغاوت کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا لیکن دوسری جانب وہ ریاست کے حاکموں سے مل کر مظلوم عوام پر ہر طرح کا تشدد روا رکھتا ہے۔’میدان عمل‘میں پریم چند نے سماجی اصلاح کے ساتھ جد وجہد آزادی کے تصور کو سامنے لایا ہے۔ناول کا ہیرو لڑکپن سے گاندھی کا پیرو کار رہے جو چرخہ کاتتا اور سادہ زندگی بسر کرتا ہے۔’میدان عمل‘ کا ایک نسوانی کردار منیا آزادی اور انقلاب کے لیے اپنے لہو کی زبان سے پیغام رقم کرتا ہے۔ جبکہ دوسرا نسوانی کردار منی سفید فام آقاؤں سے اپنی آبرو ریزی کا انتقام لینے کے بعد سیاسی تحریک میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔پابند زنداں ہونا اس ناول کے تمام نسوانی کرداروں کی معراج ہے جبکہ پریم چند کے ناول’گوشہء عافیت‘میں روسی انقلاب کی صدائے بازگشت بار بار سنائی دیتی ہے۔اس ناول میں پریم چند تشدد کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں۔اس ناول کے ذریعے پریم چند نے ودیشی آقا سے پہلے دیشی آقاؤں کو کہا ہے کہ سدھر جاؤ اور رعایا کو آزاد شہری حقوق دے دو ورنہ انقلاب کی غارت گری تمہارا مقدر ہوگی۔

پریم چند نے اپنے آخری اردو ناول’گئودان‘میں آزادی کے حوالے سے دلچسپ سوال اٹھایا ہے کہ جاگیردار، ساہوکار، سیٹھ اور اہل ثروت سیاست دان انگریز سے آزادی مانگتے ہیں جبکہ بالعموم برصغیر کے مفلس و مظلوم محنت کش طبقات، انگریز ہوں یا نہ ہوں، انہی دیسی آقاؤں کے غلام ہیں: جو آزادی وہ خود عوام کو دے سکتے ہیں، کیوں نہیں دیتے۔ان پڑھ کسان ہوری کی بیوی جوان پڑھ اور جاہل عورت ہے: پٹواری، پنڈت، تھانے دار، نمبردار اور زمیندار کے روبرو یہ سوال کرتی ہے کہ یہ ظالم لوگ آزادی کیسے دلائیں گے۔انہی لوگوں نے تو ظلم واستحصال کی آندھی میں عوام کو اپنے مفاد کا غلام بنا رکھا ہے۔گویا پریم چند کا یہ پیغام ہے کہ سماجی آزادی کے بغیر سیاسی آزادی لایعنی امر ہے(۱۵۶)۔پریم چند کی سیاست وطنیت اور ہندوستانی قومیت کے گرد گھومتی ہے۔ان کے مضامین میں ایک بھی ایسا مضمون نہیں جس میں انھوں نے انگریزی اقتدار کی حمایت کی ہو۔انھوں نے ایسی تمام تحریروں پر گرفت کی جو انگریز کی حمایت میں لکھی گئیں جیسے مولوی ذکاءاللہ کی تصانیف’آئین قیصری‘اور’محاربات عظیم‘۔خاک وطن کا ہر ذرہ ان کو دیوتا تھا۔انھوں نے اکبر سے لے کر گوکھلے تک کے ہندوستانیوں پر مضامین لکھے۔حب الوطنی کو فروغ دینے کے لیے راجا ٹوڈرمل، راجا مان سنگھ، سکھ داس، درگاداس، رام چرچا، رانا پرتاپ، رانا جنگ بہادر، رنجیت سنگھ وغیرہ پر مبسوط مضامین لکھے۔زبان بھی پریم چند کے دور میں سیاست کی نظر ہوگئی تھی۔وہ اردو کے مخالف تو نہ ہوئے لیکن ایک نئی زبان ہندوستانی کے قائل ہو گئے کہ یہ ان کے ’گرو‘ گاندھی کا فرمان

تھا۔انھوں نے اپنے مضمون 'اردو، ہندی، ہندوستانی' میں کھل کر اس نئی زبان کی حمایت کی۔ پریم چند کی سیاست، ان کا دھرم اور آدرش ہندوستانیت تھی وہ اس کے لیے ہر سطح پر برسرِ پیکار رہے۔

۲(vi) اردو ہندی کشمکش اور پریم چند:

پریم چند ہندوستانی زبان کے موید رہے۔ یہ سوچ گاندھی کی تھی۔ پریم چند نے اپنے ایک مضمون 'اردو میں فرعونیت' میں تحریر کیا ہے کہ اردو زبان پر مسلمانوں کے احسانات زیادہ ہیں لیکن ہندوؤں کی خدمات کم نہیں۔ اگر اس امر کی تحقیق کی جائے کہ کتنے ہندو اردو بولتے ہیں اور کتنے مسلمان تو دونوں میں تعداد کا فرق زیادہ نہ ہوگا۔ اگر مسلمان اردو میں عربی اور فارسی الفاظ ٹھونس ٹھونس کر اسے اسلامی رنگ دینا چاہتا ہے تو ہندو بھی اس میں ہندی اور بھاشا کے الفاظ داخل کر کے اسے ہندو رنگ دینے کا متمنی ہو سکتا ہے۔ اردو نہ مسلمانوں کی میراث ہے اور نہ ہندوؤں کی۔ اس کے لکھنے اور پڑھنے کا حق دونوں کو حاصل ہے، ہندوؤں کا اس پر حق اولیٰ ہے کیونکہ وہ ہندی کی ایک شاخ ہے۔ ہندی آب و گل سے اس کی تخلیق ہوئی ہے اور محض چند عربی اور فارسی الفاظ کے داخل کر دینے سے اس کی شکل نہیں بدل سکتی (۱۵۷)۔

پریم چند ایک قوم پرست تخلیق کار تھا۔ اس کی تمام تخلیقات میں قومیت کا حرکی جذبہ دوڑتا ہے۔ وہ زبان کو بھی قومیت کے ترازو میں تولتا ہے۔ اس کے نزدیک جس طرح انگریزوں کی زبان انگریزی، جاپانیوں کی زبان جاپانی، ایرانیوں کی ایرانی، چینیوں کی چینی ہے تو ہندوستانیوں کی قومی زبان ہندوستانی ہی ہوگی۔ اگر اس ملک کو ہندوستان نہ کہیں اور صرف ہند کہیں تو اس کی زبان کو ہندی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس کی زبان کو اردو تو کسی اعتبار سے بھی نہیں کہا جا سکتا۔ قدما یہاں کی زبان کو ہندی ہی کہتے تھے اور امیر خسرو نے 'خالق باری' تخلیق کر کے ہندوستانی کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح پریم چند کے نزدیک ہندوستان کی قومی زبان نہ اردو ہے نہ ہندی بلکہ ہندوستانی ہے۔ جو سارے ہندوستان میں سمجھی اور بولی جاتی ہے۔ پریم چند نے اپریل ۱۹۳۵ء کے مضمون 'اردو ہندی ہندوستانی' میں دلچسپ باتیں لکھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمارا ہندی سکول تلا ہوا ہے کہ وہ غیر ہندی الفاظ کو ہندی میں کسی طرح داخل نہ ہونے دے گا۔ اسے معبد سے محبت ہے مگر آدمی سے نفرت۔ درخواست مروج عام ہونے کے باوجود پراتھنا پتر کا قائل ہے۔ استعفیٰ کے بجائے تیاگ پتر، ہوائی جہاز کی جگہ وایویان کی سیر ہی پسند ہے۔ اردو سکول خدا کا معتقد ہے مگر ایشور سے منکر، قصور تو وہ کتنے ہی کرتا ہے مگر اپرادھ کبھی نہیں کر سکتا۔ خدمت تو اسے بہت پسند ہے مگر سیوا ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ ہندوستانی اس چار دیواری کو توڑ کر دونوں میں ربط و ضبط پیدا کرنا چاہتی ہے (۱۵۸)۔

غلام احمد پرویز تحریر کرتے ہیں کہ جو نقش قومی زبان کا گاندھی اور پریم چند پیش کرتے ہیں اس کا پہلا مرحلہ ہندی کے دامن کو پھیلا کر اردو کو اس میں سمیٹ لینا ہے۔ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ جنوبی ہند کی زبانوں سے تعلق پیدا کرنے کی خاطر اردو کو آہستہ آہستہ ہندی کے قریب لایا جائے، اس میں ہندی اسالیب بیان، سنسکرت الفاظ اور سنسکرت آوازیں پیدا کی جائیں یہاں تک کہ وہ

اپنے اسالیب بیان اور اپنے ذخیرۂ الفاظ اور آوازوں کی حد تک کوئی علیحدہ زبان نہ رہے بلکہ ہندی کے وجود میں تحلیل ہو کر رہ جائے۔تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ رسم الخط کے امتیاز کو دور کیا جائے۔غلام احمد پرویز نے ایک مثال کے ذریعے اسے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔یوں سمجھیے کہ پہلے عبداللہ کا نام پرمیشری داس رکھ دیا جائے جب وہ اس پر کان کھڑے کرے تو اسے کہا جائے کہ میاں محض لفظوں کے اختلاف پر ہنگامہ کیوں کرتے ہو۔پرمیشری داس کے معنی بھی تو وہی ہیں جو عبداللہ کے ہیں۔جب وہ مان جائے تو اسے سمجھایا جائے کہ کبھی کبھی دھوتی باندھ لیا کرو، اپنا یہی بھوجن جو تم کھاتے ہو، پتل پر رکھ کر کھانے لگو اس میں فائدہ یہ ہے کہ کروڑوں کی آبادی سے تمھارا جینا مرنا ہے۔جب یہ بھی مان جائے تو اسے زیادہ چھیڑنے کی ضرورت نہیں اور آہستہ آہستہ آگے بڑھو تو اس کے صاحبزادے دھرم چند (قمر الدین) یا اس کے پوتے رام پیارے (حبیب اللہ) خود بخود شدھ پیدا ہوں گے بغیر اس کے کہ ان کی شدھی کی جائے۔ہندوستان میں ایک متحدہ قومیت پیدا کرنے کی اس سے بہتر تدبیر کیا ہو سکتی ہے(۱۵۹)۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان ایشور کو اللہ یا اللہ کو ایشور نہیں کہہ سکتے۔ہندو بھی ایشور کو کبھی اللہ نہیں کہیں گے۔کیونکہ ہر دو اپنے اندر ایک طویل مذہبی تاریخ رکھتے ہیں۔پریم چند کی تحریروں کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے غیر محسوس انداز میں عوام کو ایک نئی زبان سے متعارف کروایا ہے۔ان کی تحریروں میں ہندی، سنسکرت، عربی، فارسی اور مقامی زبانوں کے الفاظ کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔اس طرح جس زبان میں وہ لکھتے ہیں اسے ہندوستانی کا نام دیتے ہیں۔بیچ میں مسئلہ رسم الخط کا ہے۔اردو کا رسم الخط دائیں سے بائیں جبکہ ہندی بائیں سے دائیں ہے۔یہ جناتی زبان ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ہمارا رسم الخط اور مذہبی الفاظ و تراکیب و تلمیحات عالم اسلام سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔جبکہ پریم چند کی طرح کے تخلیق کار ہمیں متحدہ قومیت کے جال میں پھنسا کر عالم اسلام سے کاٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔پریم چند یا تو بہت چالاک تھے یا سادہ کیونکہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ صرف رسم الخط جدا ہوتا ہے زبان میں کوئی فرق نہیں ہوتا تو وہ غلط کہتے ہیں۔ان کا یہ کہنا درست ہے کہ دونوں زبانوں کو ایک دوسرے سے الفاظ لینے چاہییں۔ان کا یہ فرمانا غلط ہے کہ اردو خط اور زبان سے ایک مسلمان کو ملی عقیدت ہو سکتی ہے لیکن روزمرہ کی زندگی میں اسے اردو کی ضرورت بالکل نہیں پڑتی۔اردو زبان اور اردو رسم الخط کا ایک پس منظر ہے اور اس کے ساتھ وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ہندی رسم الخط اسے ماضی سے کاٹ ڈالنا چاہتا ہے۔

سجاد ظہیر کے مطابق ہندی کے طرفدار اردو پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ناسخ اور دوسرے اردو شاعروں نے ہندی الفاظ کو ترک کر کے اردو کو غیر ملکی الفاظ سے بھر دیا اور اس طرح مشترکہ زبان کی جڑ پر کلہاڑی ماری۔اسی طرح اردو کے طرفدار کہتے ہیں کہ ساری خرابی کی جڑ للو لال جی ہیں جنھوں نے انگریزوں کے قائم کیے ہوئے فورٹ ولیم کالج میں بیٹھ کر ایسی نئی زبان گھڑنے کی کوشش کی جس نے ہندی اور اردو کو جدا جدا کر کے ہمارے درمیان پھوٹ کا بیج بویا۔اردو ہندی کشمکش پرانی نہیں اس کی ابتدا رام موہن رائے نے کی۔انھوں نے انگریز مشنریوں کے حملے سے ہندو مذہب کو بچانے کے لیے ایک نیا تصور برہمو سماج کی شکل میں پیش کیا۔اس تحریک سے متاثر ہو کر ہندی ادب کی پہلی بڑی شخصیت بھارتیندو ہریش چندر نے بنارس سے اپنا ادبی رسالہ جاری کیا۔بنگالی سے متعدد ڈرامے ہندی میں ترجمہ

کیے(۱۶۰)۔ بھارتیندو کے ڈراموں اور نثری تحریروں سے صاف نظر آتا ہے کہ وہ اگر ایک طرف قدیم ہندو دیو مالا اور ہندو تاریخ کی قابل فخر ہستیوں کو اپنے ڈراموں میں پیش کر کے ہندوؤں کو ان کے شاندار ماضی اور بلند اخلاق اور روحانی روایات یاد دلا کر ان کے سر کو اونچا کرنا چاہتے ہیں تو دوسری طرف وہ ہندو سماج کی خرابیوں کے تحت نکتہ چیں بھی ہیں۔ انھوں نے رجعت پسند پنڈتوں کا مذاق اڑایا۔ تعلیم نسواں کی حمایت اور جدید تعلیم کی ضرورت پر زور دیا۔ جدید ہندوستان میں قومی بیداری اور حب الوطنی کے ابتدائی مظاہر اسی طرح کے نظر آتے ہیں یعنی اپنی قوم کے احساس پستی کو دور کرنے کے لیے اسے اس کے شاندار ماضی کی یاد دلانا، دوسرے جدید دنیا میں سربلند ہونے کے لیے مغربی تعلیم حاصل کرنا اور اپنے سماج کی اصلاح کرنا۔ انیسویں صدی کے آخری حصے میں ہندو مذہب میں اصلاح کی دو تحریکیں اٹھیں۔ جن کا ہندی ادب پر اثر پڑا۔ ایک سوامی دیانند سرسوتی کی آریا سماج کی تحریک اور دوسری سناتن دھرم کی مذہبی تجدید کی تحریک جس کے مبلغ پنڈت شردھا پھلوری تھے۔ ان دونوں کا مقصد ہندی زبان کو ترویج دینا تھا۔ سرسوتی نے ہندی کو آریا بھاشا کا نام دے کر اس کی ترقی کو ایک ہندو کا مذہبی فریضہ قرار دیا۔ اسی کے زیر اثر ناگری رسم الخط کو زبردست کامیابی ہوئی۔ سکولوں کالجوں اور کچہریوں میں ہندی کا مطالبہ کیا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں جب قومی بیداری کی ایک نئی لہر کانگرس اور گاندھی کی راہنمائی میں اٹھی تو اس کے بعد ہندوؤں میں ہندی کو اور بھی زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ بابو متھلی شرن گپت نے اپنی مشہور نظم 'بھارت۔ بھارتی' اسی زمانے میں لکھی۔ یہ نظم ان گاندھیائی تصورات کی جو اس زمانے میں شمالی ہندوستان کے ہندوؤں کو متحرک کر رہے تھے، بہترین نمایندگی کرتی ہے(۱۶۱)۔

یہی دور ہے جب پریم چند اردو سے تیزی کے ساتھ ہندی کی طرف لپک رہے تھے۔ بھارتیندو اور پریم چند میں تمام قدریں مشترک ہیں۔ پریم چند کی تخلیقات کے مطالعے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ایک منصوبے کے تحت اردو میں ہندی کے الفاظ شامل کرتے چلے گئے، آریا سماج اور سناتن دھرم کا اثر بھی پریم چند پر واضح نظر آتا تھا۔ کیونکہ وہ بھی مذہبی اصلاحات کے پرجوش حامی تھے۔ صاف نظر آتا ہے کہ بھارتندو کی روح پریم چند میں حلول کر چکی تھی یا پریم چند کی شکل میں بھارتندو نے دوبارہ جنم لیا تھا۔ جاوید رحمانی تحریر کرتے ہیں پریم چند کا زمانہ اردو اور ہندی کمیونلائزیشن کے نقطۂ عروج کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب ہمارے بڑے بڑے سکالروں نے زبان کے مسئلے کو بطور ہندو اور مسلمان سوچنا شروع کیا۔ پریم چند اپنے آخری زمانے میں یا تو خود کو ہندی کا ادیب سمجھنے لگے تھے یا ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ 'ہنس' اور 'سرسوتی' جو کہ ہندی تحریک کے علمبردار رسالے تھے، میں پریم چند کی تحریریں باقاعدگی سے چھپتیں۔ 'سرسوتی' تو ہندی فاشزم کا سمبل تھا۔ پریم چند کی گزشتہ خدمات اور اردو دانی کی وجہ سے کچھ اصحاب کو اصرار ہو سکتا ہے کہ وہ اردو کے حمایتی تھے نہ کہ ہندی کے تو میرا جواب یہ ہے کہ بابو شیو پرشاد، راجا جے کشن داس اور بابو ہریش چندر بھی اردو میں اچھی دست گاہ رکھتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ پریم چند اردو ناول، اردو افسانے اور اردو مضمون نگاری میں بڑا نام ہیں۔ لیکن جب ہندی قومیت کا سوال اٹھا تو یہ تمام لوگ اردو کے مخالف اور ہندی کے حمایتی بن گئے۔ پریم چند نے

ہندی کی حمایت تو کی لیکن بچ کر۔ اردو کی مخالفت کا خطرہ مول نہ لیا۔ اس طرح پریم چند اردو کے ہی ادیب ہیں(۱۶۲)۔

تاہم پریم چند کی مثال گیان چند جیسی ہے کہ ان کو بھی آخری عمر میں 'مسلمان' ہونے کا خیال آ گیا حالانکہ عمر ساری تو 'عشق بتاں' میں کٹ گئی تھی۔ اس طرح یہ حقیقت ہے کہ ہندی ادب کے تین اوتار بھارتیندو، پریم چند اور گیان چند کو کہا جا سکتا ہے۔ پریم چند نے بھارتیندو پر ایک تفصیلی مضمون بھی لکھا ہے۔ ان کے بقول 'خالص ہندی کی بنیاد بھارتیندو کے قلم نے ڈالی۔ پریم چند نے ان کی تصنیفات کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ان پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ بھارتیندو نے ۱۶ مکمل ناٹک لکھے جن میں سے اکثر مختصر ہیں۔ زیادہ تر سنسکرت ناٹکوں کے ترجمے ہیں۔ طبع زاد ڈراموں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہیں۔ انھوں نے ڈراموں میں اخلاقی اور تمدنی خامیاں بڑے موثر پیرائے میں بیان کی ہیں۔ وہ بجا طور پر ہندی ڈرامے کے باوا آدم ہیں۔ انیسویں صدی میں ہندی بھاشا نے بھارتیندو جیسا قادر الکلام، وسیع الخیال اور زندہ دل شاعر پیدا نہیں کیا اور گو اب بھاشا کا چرچا دن بدن زیادہ ہو رہا ہے مگر ابھی بہت عرصہ گزرے گا جب ہم کو ہندی ادب کی مسند پر بھارتیندو کا کوئی جانشین نظر آئے گا'(۱۶۳)۔ اور زمانے نے پریم چند کو ہندی ادب کی مسند پر ہریش چندر کے جانشیں کے طور پر لا بٹھایا۔

(۲)

منشی پریم چند کے اسلوب کا لسانی مطالعہ

اسلوب مصنف کی شخصیت کا عکس ہے جو الفاظ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ مصنف کے ذہنی اور جذباتی تجربے کا خارجی روپ ہے جس میں مصنف کے باطن اور نفس کی دنیا کی پوری تصویر نمودار ہو جاتی ہے۔ مصنف کے تجربات الفاظ کی صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ یہ الفاظ ان تجربات میں یوں جذب ہو کر ظاہر ہوتے ہیں جس طرح شراب میں مستی، پھول میں رنگ اور خوشبو۔ ان کا باہمی وہی تعلق ہے جو رگ و پے کو شخص انسانی سے ہوتا ہے۔ اسلوب درحقیقت مصنف کی پوری ذات کا عکس اور نقش ہوتا ہے(۱۶۴)۔ عابد علی عابد کے مطابق اسلوب سے مراد کسی لکھنے والے کی وہ انفرادی طرز نگارش ہے جس کی بناء پر وہ دوسرے لکھنے والوں سے متمیز ہو جاتا ہے(۱۶۵)۔ اسلوب بیان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مصنف کی شخصیت نمایاں رہتی ہے۔ اسلوب بیان میں مصنف کی ذاتی اور شخصی خصوصیات کا نمایاں ہونا لازمی ہے۔ ایک ادیب عام تجربات اور حالات کو اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہے۔ لیکن جس ادیب نے زبان پر حاکمانہ قدرت حاصل کر لی ہے اور الفاظ و محاورات کو وہ اپنے مخصوص انداز میں استعمال کرنے پر قادر ہے، عام تجربات اور حالات کو اپنی ذات پر منعکس کر کے اس طرح پیش کرتا ہے کہ ان الفاظ اور محاورات میں خود اس کی شخصیت رونما ہو جاتی ہے، وہ ادیب اہل طرز کہلاتا ہے(۱۶۶)۔ اسلوب بیان کے دو پہلو ہیں ایک داخلی اور دوسرا خارجی۔ داخلی خیال سے اور خارجی زبان سے متعلق ہے۔ شعر و نثر میں ایک فرق ہے کہ شاعر تخلیق کے دوران اپنے مواد کو خود تخلیق کرتا ہے لیکن نثار کا مواد پہلے ہی سے موجود ہوتا ہے جسے وہ منصوبے کے تحت تعمیر کرتا ہے(۱۶۷)۔

پریم چند نثار ہے اور اہل طرز ادیب بھی۔ اس نے زبان کے داخلی اور خارجی دونوں اسالیب پر کام کیا۔ پریم چند کا اسلوب سب سے منفرد ہے اور ان کے اس اسلوب کی پیروی انھوں نے بھی کی جو انھیں ایک ناکام ناول نگار کہتے تھے۔ سادگی، بے ساختگی اور شگفتگی ان کے اسلوب میں نظر آتے ہیں۔ ان کے اسلوب کی روانی واضح ہے۔ ان کا طرز تحریر ہندوستانی معاشرت کا آئینہ دار ہے۔ اسلوب کی یہ دلکشی، پاکیزگی اور استواری پریم چند کے برسوں کی ریاضت کا ثمر ہے۔ ابتدائی دور میں انھوں نے بعض صاحب طرز نثر نگاروں کی تقلید کی کوشش بھی کی ہے اور بعض کا اثر غیر شعوری طور پر ان کے اسلوب کی تعمیر میں رہا ہے۔ دیا نرائن نگم کو تحریر کرتے ہیں کہ مجھے ابھی تک یہ اطمینان نہیں ہوا کہ کون سا طرز تحریر اختیار کروں۔ کبھی تو بنکم کی نقل کرتا ہوں کبھی آزاد کے پیچھے چلتا ہوں اور آج کل ٹالسٹائی کے قصے پڑھ چکا ہوں۔ تب سے کچھ اسی رنگ کی طرف طبیعت مائل ہے(۱۶۸)۔

بنارسی داس کو اپنے طرز تحریر کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ میرے طرز تحریر پر کسی مصنف کے اسلوب بیان کا کوئی خاص اثر نہیں پڑا ہے لیکن سرشار کا زیادہ اور رویندر ناتھ ٹھاکر کا طرز کچھ کچھ اثر انداز ضرور ہوا ہے(۱۶۹)۔ پریم چند کے ابتدائی ناول اور افسانوں کا

اسلوب رومانی اور تخیلی ہے۔ اس دور میں پریم چند کی تخلیقات میں فارسی اور اردو کے الفاظ زیادہ ملتے ہیں۔ مکالموں میں مصنوعی اور غیر فطری زبان، فارسی اور عربی کے ادق الفاظ سے بوجھل ہیں۔ اس دور میں داستانی رنگ ہے کیونکہ پریم چند نے داستانیں بہت پڑھی تھیں۔ ان کے ناول 'بازارِ حسن' میں پریم چند کا اپنا رنگ نمایاں ہوتا ہے اور 'نرملا' تک آتے آتے ان کے اسلوب میں ایک انفرادیت کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ اب الفاظ بے روح نہیں۔ ان میں زندگی، حرارت اور حرکت ہے۔ ۱۹۱۵ء میں پریم چند نے ہندی میں لکھنا شروع کیا (۱۷۰)۔ اسی لیے اس دور میں ان کی تحریر میں سنسکرت الفاظ بھی اکثر مل جاتے ہیں جیسے اوستکار، اناتھ، جم دوت، سورگ باش، سنسکار، پرلوک، لوک، ادھار، گھٹنا وغیرہ۔ اسی دور میں ضرب الامثال اور کہاوتیں بھی سامنے آئیں۔ جن میں ہندی الفاظ اور مرکبات کو خوبصورتی سے پرو دیا ہے۔ جیسے دودھارگائے کی لات بری نہیں لگتی، جیسا ناناباناویسی بھرنی، کل کا بنیا آج کا سیٹھ وغیرہ۔ پریم چند نے 'چوگانِ ہستی'، 'پردۂ مجاز'، 'میدانِ عمل' اور 'گئودان' میں فارسی اور عربی کے دقیق الفاظ نیز ہندی کے غیر مانوس الفاظ کم استعمال کیے ہیں۔ ان ناولوں میں ان کی تحریر سادہ اور رواں ہے اور بول چال کی عام زبان استعمال کی ہے۔ جملے چھوٹے ہیں۔

پریم چند کی زبان و بیان کے اسلوب کو ڈھالنے میں ان کی شعوری کوششوں کا بڑا دخل رہا ہے۔ اس دور میں وہ گاندھی کے زیر اثر ہندوستانی زبان کے پرجوش حمایتی تھے۔ وہ مروجہ اردو اور ہندی کو ایک ہی قوم کی زبان سمجھتے تھے (۱۷۱)۔ ان کی اس کوشش سے اردو اور ہندی دونوں زبانوں کو فائدہ پہنچا۔ ہندی اور اردو زبان کے یہ الفاظ بے جان پیکر نہیں ان الفاظ سے وابستہ تصورات نے اردو کو نئی روایات، نیا ذہن اور فکر و احساس کا نیا انداز دیا۔ مثلاً دھرم، ادھرم، دھرم شاستر، سنگھاسن، آدر، اپکار، تیاگ، آتما اور چِتا وغیرہ۔ اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں یہ توسیع اور اضافہ پریم چند کا قابل قدر کارنامہ ہے۔ ان کی عبارتوں میں اکثر فارسی اور عربی کے الفاظ کے دوش بدوش ہندی کے ایسے الفاظ بھی مل جاتے ہیں جن سے کم از کم اردو داں حلقہ اب تک مانوس نہیں رہا۔ پریم چند کے اسلوب کی یہ بھی خوبی ہے کہ وہ رنگ آمیزی اور انشاء پردازی بہت کم کرتے ہیں۔ تحریر کا سیدھا سادہ انداز اختیار کرتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں گہرائی اور جامعیت کے نقوش بھی ملتے ہیں۔ ان کے مقولے ان کے وسیع مشاہدے کی ترجمانی کرتے ہیں مثلاً 'غصہ میں آدمی حق کا اظہار نہیں کرتا وہ محض دوسروں کا دل دکھانا چاہتا ہے' (۱۷۲)۔

پریم چند کی تشبیہات میں ایک شاعرانہ لطافت، ندرت اور تازگی کا احساس ملتا ہے۔ جیسے 'گنگا کسی دوشیزہ کی طرح ہنستی، اچھلتی، ناچتی اور گاتی چلی جا رہی ہے' (۱۷۳)۔ 'راجا صاحب اور ان کے مشیر کھڑے حسرت ناک نظروں سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ گویا شمشان میں کھڑے لاش کا جلنا دیکھ رہے ہوں' (۱۷۴)۔ مکالمہ ناول کا بہترین عنصر ہوتا ہے۔ مربوط اور منظم مکالمے ہی ناول کی جان اور شان ہوتے ہیں۔ پریم چند دیہات کی زبان، کسانوں کے لب و لہجہ اور تلفظ کو موثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔ وہ ہر طبقہ اور گروہ کی زبان پر قدرت رکھتے تھے۔ ان کے ناولوں میں تعلیم یافتہ طبقہ کے کردار صاف ستھری با محاورہ اردو بولتے ہیں۔ بعض اوقات وہ ایسے الفاظ و تراکیب اور محاورات استعمال کرتے ہیں جو کردار سے لگا نہیں کھاتے مثلاً پروفیسر مہتا اور امرکانت کی

زبان سے تمدنی افتراق، جوہر نمائی، تہذیب نفس جیسے الفاظ۔ پریم چند جب کسی پنڈت، مہنت یا پجاری کی گفتگو دکھاتے ہیں تو اس کے مکالموں میں سنسکرت کے الفاظ غالب نظر آتے ہیں۔ جیسے 'یہ سب مایا ہے۔ یہ سب اگیان ہے۔ بالکل اگیان۔ اسی اگیان کے کارن منش سوارتھ میں پڑ کر اپنا سرب ناش کرتا ہے' (۱۷۵)۔ پریم چند مقصدیت کی لگن میں یہ بھول جاتے ہیں کہ مکالمے طویل ہو رہے ہیں۔ 'گئو دان' کے علاوہ کم وبیش ہر ناول میں یہ کمزوری موجود ہے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات اپنے کرداروں سے ایسے جملے ادا کرواتے ہیں جو اس کردار سے مناسبت نہیں رکھتے۔ مثلاً 'میدان عمل' کی منی کی زبان سے شستہ اردو۔ پریم چند کے اسلوب کی ایک اور خوبی ان کی منظر نگاری ہے۔ ان کے ابتدائی دور کے ناولوں میں قدرتی مناظر رومانی لباس میں ملتے ہیں۔ ہماچل کی وادیاں، گیان سروور کا نیلگوں پانی، گنگا کا کنارا اور مندروں کا کلس۔ اس کے علاوہ دیہات کے پرسکون مناظر اور قدرت کے حسن فراواں کا بیان۔

پریم چند کا ناول 'اسرار معابد' ان کا پہلا لیکن نامکمل ناول ہے اس کا پس منظر کیونکہ ہندی سماج ہے اس لیے الفاظ بھی ہندی زبان کے زیادہ استعمال کیے ہیں مثلاً گئو شالہ، دھرم شالہ، لال چندن، نرک، رساتل، جنیو، ورکنیا، کام دیو، تناسخ، ورت، پربھو، اوجھا، لالسا، دانتا کلکل، ساھو، بھیتر، نربل ورت، ڈھونگ کے ڈھوو غیرہ۔ یہ سب الفاظ ایک پس منظر بھی رکھتے ہیں جو بنیادی طور پر پریم چند کا پس منظر بھی ہے۔ کیونکہ پریم چند بہر حال ایک ہندو تخلیق کار تھے۔ انھوں نے تلمیحات بھی ہندو دیومالا سے لی ہیں تاہم انھوں نے مذہب اور اس کے ظواہر پر سخت الفاظ میں تنقید بھی کی ہے۔ پریم چند نے اس ناول میں محاورات بھی استعمال کیے ہیں جو تعداد میں زیادہ نہیں ہیں۔ ان محاورات میں ہندی اور فارسی کا بہترین امتزاج دیا ہے جیسے منہ پڑی خالہ نانی اور پیٹھ پیچھے دشمن جانی، صورت نہ شکل چولھے سے نکل، جا کے پیر نہ پھٹی بیوائی وہ کیا جانے پیر پرائی، رانڈ کہے کہ سب کا مرے اور سانجھ کہے کہ بجر پڑے، ہلدی لگی نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا۔

تاہم پریم چند نذیر احمد کی طرح محاوروں کے بادشاہ نہیں۔ وہ محاورات کم استعمال کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی ابتدائی تخلیقات میں فارسی الفاظ اور فارسی مرکبات کا خوبصورت استعمال کیا ہے۔ مثلاً عزل الخلائق، تصدیع دہی، مو الید، خدمت معہودہ، بلا عیانت ایزدی، معہود گیتی، پیر خود ماندہ درگاہ وغیرہ۔ لفظیات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پریم چند پر ہندی اور سنسکرت کا اثر واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ پریم چند کیونکہ مقامی رنگ لیے ہیں اس لیے یہ اثر عجیب اور دقیق محسوس نہیں ہوتا۔ ان کے ہندی اور سنسکرت الفاظ کے ذریعے ہندی سماج، ہندو دیومالا اور ہندو مذہب کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پریم چند جہاں رنگینی بیان اور لفاظی کی کوشش کرتے ہیں وہیں ٹھوکر کھاتے ہیں۔ ان کے فارسی کے الفاظ محاورات اور تراکیب کی نسبت ہندی الفاظ میں زیادہ گیرائی ہے۔ اس ابتدائی دور میں پریم چند کو سرشار کے مطالعہ سے فارسی اور اردو کے الفاظ تو ضرور مل گئے تھے لیکن ابھی انھیں الفاظ کے موزوں استعمال، جملوں کی ترتیب اور محاوروں کی نشست کا سلیقہ حاصل نہیں ہوا تھا۔ 'ہم خرما و ہم ثواب' میں لکھتے

ہیں کہ جب کبھی وہ سنگھار کر کے کسی تقریب میں جاتی تھی تو حسین عورتیں باوجود حسد کے اس کے پیروں تلے آنکھیں بچھاتی ہیں' (۱۷۶)۔ 'دولہا دلہن ایک دوسرے کے عاشق زار تھے' (۱۷۷)۔ شادی سے پہلے لڑکی اور لڑکے کو دولہا دلہن کہنا بے محل بات ہے۔ حسد اور دلی احترام و عقیدت غیر فطری طور پر یک جان دکھائے گئے ہیں۔ افعال کا استعمال بھی غلط ہے۔ آنکھیں بچھاتی ہیں کے بجائے بچھاتی تھیں ہونا چاہیے۔ مکالموں میں جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ مصنوعی اور غیر فطری ہے۔ مثلاً پورنا فرقت کی ماری ہوئی سہیلی پریما سے اس طرح گفتگو کرتی ہے۔

پورنا: پیاری پریما: آنکھیں کھولو، یہ کیا گت بنا رکھی ہے۔

پریما: ہائے سکھی: میرے تو سب ارمان خاک میں مل گئے۔

پورنا: پیاری ایسی باتیں نہ کرو۔ تم ذرا اٹھو تو بیٹھو (۱۷۸)۔

ہندی الفاظ اس ناول میں بھی زیادہ ہیں مثلاً جھنڈا رہ، کھ کلیجہ، کلونتی، سیاپا، ڈھلمل، تہ نا مرت وغیرہ۔ یہ تمام الفاظ پریم چند نے کم و بیش ہر ناول میں استعمال کیے ہیں۔ ہر ہندی لفظ کا ایک پس منظر ہے۔ محاورات اکثر جگہوں پر غلط لکھتے ہیں مثلاً کانا پھوسی کرنا کو کانا چسکی لکھا ہے۔ بعض محاورات دلچسپ لکھتے ہیں جیسے لنگوٹی میں پھاگ کھیلنا۔ نذیر احمد اور سرشار کے ناولوں کی طرح پریم چند کی ان ابتدائی تصانیف میں اکثر عبارتیں فارسی اور عربی کے ثقیل الفاظ سے بوجھل ہیں۔ ہندی الفاظ زیادہ ہیں۔ زبان ثقیل اور ناہموار ہے۔ جابجا فارسی الفاظ و تراکیب کے ساتھ ہندی اور سنسکرت کے بے جوڑ الفاظ ہیں۔ مثلاً بڑی تپسیا کا بردان، دیوی کی بھگتی کرنا، کیا تیرے دربار سے نراش جاؤں، تیری بدھی کو دھنیا ہے، تیری اچھا پوری ہوگی، بیٹا وہ جو دیش کا اپکار کرے۔

پریم چند نے تلمیحات بھی ہندی تہذیب اور کلچر سے لائی ہیں۔ جیسے ماگھ کے مہینے میں کمبھ کا میلہ لگتا ہے، ایشور کی مہما اپرم پار ہے وغیرہ۔ پریم چند کے آخری ناول 'گئودان' کی کامیابی کی وجہ بھی ان کا سادہ اسلوب ہی ہے۔ زبان و بیان پر پریم چند کی فنکارانہ قدرت ہے۔ اس اسلوب کو ڈھالنے میں پریم چند نے شعوری کوشش کی ہے۔ اس ناول کے ذریعے پریم چند نے سینکڑوں ہندی کے الفاظ کو اردو زبان میں خوبصورتی سے پرو دیا ہے۔ اس ناول میں انھوں نے ضرب الامثال اور محاورات کا خوبصورت استعمال کیا ہے۔ مقامی زبان کے الفاظ جگہ جگہ استعمال کیے ہیں مثلاً کھلیٹی جو کھیت کی تصغیر ہے۔ بعض مقولے آدھے لکھے ہیں یا غلط لکھ دیے ہیں۔ مثلاً ساٹھے پر پاٹھے۔ مقولہ ہے ساٹھا پاٹھا جیسی کھیسی۔ ہندی مرکب الفاظ اس ناول میں بہت بھلے لگتے ہیں جیسے اتھاہ ساگر، گئو رس، بھڑ بھونجا، گرام سدھار، کاٹ پیچ، سوکھا پالا وغیرہ۔ پریم چند نے ہندی الفاظ کو اردو الفاظ کے ساتھ ملا کر مرکبات اور محاورے بنانے کا بھی کامیاب تجربہ کیا ہے مثلاً ابر جانا، کربی لگنا، سادھ پوری ہونا، ہنگر اخور، تلک چھاپے کا جال، بھلا ہار کرنا، بورا جانا، آرتی کا پن، ادب میں ڈالنا، اپنا وا جتانا، گاؤں سنگھٹن، ہزار دپر چڑھنا وغیرہ۔ کچھ محاورے پریم چند کی اپنی ہی ایجاد لگتے ہیں جیسے بن گھرنی گھر بھوت کا ڈیرا، پان کی طرح پھیرنا، سادھ پوری ہونا وغیرہ۔ انھوں نے ہندی کے بے شمار محاورات

کو اردو زبان میں پرو دیا ہے۔ مثلاً طویلے کی لتہاوج، نہ ماتا ملی نہ رام ہی ملے، اپنا سونا کھوٹا تو سنار کا کیا دوش وغیرہ۔ پریم چند نے گہرے مشاہدے، وسیع تجربے اور غور و فکر کے بعد خوبصورت مقولے اور جملے ایجاد کیے مثلاً بوڑھوں کے لیے ماضی کی راحتوں، حال کی تکلیفوں اور مستقبل کی تباہیوں سے زیادہ دلچسپ اور کوئی موضوع نہیں (۱۷۹)۔ انھوں نے تشبیہات کے ذریعے عبارت میں شاعرانہ لطافت، ندرت اور تازگی پیدا کی جیسے 'دھنیا اس پاپی جھیا کو گلے لگائے اس کے آنسو ایسے پونچھ رہی تھی جیسے کوئی چڑیا اپنے بچوں کو پروں میں چھپائے بیٹھی ہو' (۱۸۰)۔ پریم چند کے اسلوب کی خوبصورتی ان کی مکالمہ نگاری بھی ہے۔ انھوں نے جاندار مکالموں کے ذریعے ناول میں قاری کی دلچسپی ہر سطح پر قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً میں کسم (قسم) کھاتا ہوں سلو کہ اب کبھی ایسا نہ ہوگا۔ اس کی آواز میں التجا تھی۔ سلیا کا جی بھی ڈانواڈول ہونے لگا۔ اس کا رحم پر کیف ہو چلا۔۔۔

اور جو کرو۔

تم جو چاہنا سو کرنا۔

سلیا کا منہ اس کے منہ کے پاس آ گیا تھا اور دونوں کے سانس، جسم اور آواز میں لرزش ہو رہی تھی کہ دفعتاً سونا نے پکارا (۱۸۱)۔

۱۹۱۵ء کا افسانہ 'سوت' ایک سماجی افسانہ ہے اور ایک سماجی برائی یعنی دوسری شادی اور اس کی تباہ کاریوں پر لکھا گیا ہے۔ اس کی زبان بہت آسان اور سادہ ہے۔ ۱۲ صفحات کے اس افسانے میں ہندی، فارسی، اردو اور سنسکرت کے الفاظ ساتھ ساتھ چلتے ہیں لیکن پڑھتے ہوئے ناگواری کا احساس نہیں ہوتا۔ کیونکہ رام لیلا، جگت، رکھشا بندھن وغیرہ اب اردو میں اجنبی نہیں۔ لیکن یہ پریم چند کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔ پریم چند نے اپنے ناولوں اور افسانوں میں گنگا کے تذکرے جا بجا کیے ہیں۔ بلکہ ان کے اسلوب کی ایک نمایاں خوبی ان تمام ہندو دیو مالائی تلمیحات اور دیوتا اوتار کو بیان کرنا ہے جو ہندی تہذیب کا امتیاز ہیں۔ اس افسانے میں بھی پریم چند نے خوبصورت مکالمے تحریر کیے ہیں مثلاً 'محبت کی زنجیر کتنی مضبوط ہے اور پھر کتنی نازک۔ نازک ہے دنیا کے سامنے، مضبوط ہے بیوگ کے سامنے' (۱۸۲)۔ 'حسد ایک آگ ہے مگر آگ کی خاصیت اس میں نہیں ہے، وہ دل کو پھیلانے کے بدلے اور بھی تنگ کر دیتا ہے' (۱۸۳)۔

پریم چند کے اسلوب کی ایک اور خوبی پس منظر کا بیان ہے۔ انھوں نے شعوری کوشش کی ہے کہ ہندی کرداروں کو اس انداز میں لکھا جائے کہ لوگ مجبور ہو کر ہندو تہذیب اور ہندو مذہب کا سرسری مطالعہ بھی کریں۔ مثلاً ان کا افسانہ 'دو بھائی' کے کردار کرشن اور بلرام کے نام پڑھتے ہی قاری ان دونوں کے حالات تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ دونوں ہندوؤں کے اوتار ہیں۔ دونوں کی ماں جسودھا ہے اور وہ بھی دیوی ہے۔ کرشن کی رادھا اور بلرام کی شاما کے ساتھ بھی ایک تاریخ منسلک ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پریم چند افسانوں میں الفاظ کو ناپ تول کر استعمال کرنے کا فن سیکھتے چلے گئے۔ مثلاً کرشن کی رادھا چرب زبان اور چنچل، ہرن کی سی آنکھوں والی، بلرام کی شاما سانولی، خوش قامت، لحیم عورت تھی۔ بہت شیریں زباں، بہت متین، لیکن بہت کم سخن (۱۸۴)۔ پریم چند

نے اپنے افسانوں میں ایک نیا اسلوب متعارف کروایا ہے۔ انھوں نے افسانے میں تاریخ کو بیان کرنے کا تجربہ کیا۔ انھیں راجپوتوں کی بہادری کی داستانیں بیان کرنے، ہندی قومیت کو ابھارنے اور ہندوستانی تہذیب کی برتری ثابت کرنے کا جنون تھا۔ انھوں نے اپنے افسانے 'جگنو کی چمک' میں نیپال کی رانی کی داستان کو بیان کیا ہے۔ اس افسانے کی تصویر کشی قاری کو حیرت زدہ رکھتی ہے مثلاً 'لمبا سفر تھا، جیٹھ کا مہینہ راستے ہی میں ختم ہو گیا، برسات آئی، آسمان پر بادل منڈلائے، سوکھی ندیاں ابل پڑیں، پہاڑی نالے گرجنے لگے۔ ندیوں میں کشتی نہ نالوں پر گھاٹ' (۱۸۵)۔ پریم چند نے فارسی کے الفاظ بے کس نوازی، کدو کاوش، زرنگار کے ساتھ ساتھ دھرم ہیرو، پشوپتی، نبدن وار جیسے ہندی الفاظ چابک دستی سے استعمال کیے ہیں۔ ان کہانیوں میں پریم چند نے مکالمہ نگاری کو بھی خوبصورتی سے نبھایا ہے۔ کہیں تلسی داس کی چوپائیوں کے تذکرے بھی آ جاتے ہیں اور کہیں شہزادوں، شہزادیوں اور رانیوں کی کہانیاں ہیں۔ جب محلوں اور حرم کی بات کرتے ہیں تو فضا بھی وہی دکھاتے ہیں۔ موقع محل کے مطابق ہندی الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جیسے 'وہ کرشن کی اپاسنا میں غرق رہتے' تو یہ نہیں لکھا کہ کرشن کی عبادت میں غرق رہتے۔ تلمیحات بھی ہندو تاریخ سے ہی لاتے ہیں جیسے تان سین۔ بعض جملے اتنے گاڑھے ہندی میں کہہ جاتے ہیں کہ نا گوار گزرتے ہیں۔ 'آپ کے درشن ہوئے، ہم کو بھی کوئی پدسنا کرنا رتھ کیجیے' (۱۸۶)۔

پریم چند کا افسانہ 'راجپوت کی بیٹی' بھی اسی طرح کے تاریخی واقعات سے پر ہے۔ کہیں میرا بائی کا تذکرہ ہے تو کہیں چتوڑ اور جھالاوار کے راجپوتوں کی بہادری کی داستانیں ہیں اور کہیں گہری سچائیوں والے مقولے۔ جیسے 'محبت خود غرضی کا دوسرا نام ہے۔ محبت میں انسان کو صرف ایک چیز نظر آتی ہے اور وہ وصال یار ہے' (۱۸۷)۔ 'راجپوت قوم کی ہزاروں دیویاں سایہ غیر کے خوف سے سوکھی لکڑی کی طرح جل مریں' (۱۸۸)۔ 'کرشن بھگوان رکمنی کو زبردستی چھین لائے تھے۔ راجپوتوں میں عورتوں کو اٹھا لانا کوئی نئی بات نہیں ہے' (۱۸۹)۔ 'راجا دسرتھ نے وچن کے لیے بیٹے کو جلاوطن کر دیا' (۱۹۰)۔

افسانے کا ایک اور حسن اس کی خود کلامی ہے اور پریم چند کے افسانوں کے کرداروں میں یہ وصف بھی نظر آتا ہے۔ جیسے 'کیا سچ مچ میں بے غیرت ہوں۔ میں راجپوت کی بیٹی ہو کر مرنے سے ڈرتی ہوں۔ عزت کھو کر بے حیا جیا کرتے ہیں (۱۹۱)۔ اس کے ساتھ ساتھ پریم چند اپنے افسانوں میں اپنے زمانے کے مشہور کرداروں، فلسفیوں کو بھی متعارف کرواتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً مل، کانٹ، وغیرہ۔ پریم چند نے اپنے افسانے 'مشعل ہدایت' میں نئے اسلوب کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔ انھوں نے اردو، انگریزی، ہندی، فارسی اور عربی کے الفاظ کو کمال مہارت سے برتا ہے۔ گورنمنٹ، ووٹ، میونسپل، مجسٹریٹ، فری، ایسوسی ایشن جیسے انگریزی الفاظ ہیں تو غنیمت، مامور، ثروت، سہل نگاری، گراں باری اور دریدہ دہن جیسے فارسی الفاظ بھی ہیں۔ بعض تشبیہات بہت دلچسپ ہیں جیسے 'غربا مکھیوں کی طرح مرنے لگے' (۱۹۲)۔ کچھ الفاظ ایسے استعمال کیے ہیں جن کا تعلق اسلامی تاریخ سے ہے جیسے ڈسٹرکٹ گزٹ کو آپ 'وحی' سمجھتے ہوں گے۔ ہندی محاورات بھی استعمال کیے ہیں جیسے جو گڑ کھائے

کان چھدائے، بھاڑ لیپ کر ہاتھ کالا کرنا وغیرہ۔ پریم چند کرداروں کو ان کے موقع محل، مزاج اور ماحول کے مطابق گفتگو کرواتے ہیں یعنی اگر کردار ان پڑھ ہے تو اس کی زبان بالکل جدا ہوگی۔ جیسے اس نے جال ساجی (جعل سازی) سے پنڈتائین کا الاکا (علاقہ) لے لیا۔ ہمیں تو اس پر آئین (یقین) کبھی نہیں آتا (۱۹۳)۔

پریم چند معاشرے کے افراد کی نفسیات کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ خصوصاً افراد کے مذہب سے متعلق خیالات۔ ’مسلمان اگر دوا سے مایوس ہو کر دعا کا سہارا لیتے ہیں تو ہندوؤں کی بابت تحریر کرتے ہیں کہ دوا سے مایوس ہو کر ہم دیوی دیوتا کے دامن میں پناہ لیتے ہیں۔ دریا میں جب کشتی ڈگمگانے لگتی ہے تو لوگ منتیں مانتے ہیں بھامانے بھی دیوتاؤں کی منتیں مانی۔ وہ جنم اشٹمی، شیوراتری اور تیجے کے سوا اور کوئی برت نہ رکھتی تھیں۔ اب کے اس نے نوراتری کے برت رکھنا شروع کیے‘ (۱۹۴)۔ ہر افسانے میں پریم چند نے خوبصورت تشبیہات استعمال کی ہیں مثلاً افسانہ درگا کا مندر میں جیسے ستار مضراب کی چوٹ کھا کر تھرتھرا اٹھتا ہے اسی طرح اس کا دل خوف سے تھرتھرا اٹھا۔ ضعیفہ کا چہرہ یوں کھل گیا جیسے مینہ کے بعد پیڑوں کی پتیاں کھل جاتی ہیں‘۔ ہندی الفاظ مثلاً ہنڈولے، ساون، کلیان نیو چھاور، جھونک وغیرہ بھی ملتے ہیں۔ مایوسی کے اتھاہ ساگر میں پریم چند مذہب پر تنقید کرتے ہیں جیسے ’اسی ویدانت نے ہم کو چوپٹ کر دیا ہے۔ مذہب کا تعلق ایمان سے ہے نہ کہ نمود سے (۱۹۵)۔ بصیرت افروز جملے بھی پریم چند ساتھ ساتھ لکھتے چلے جاتے ہیں ’مہذب آزادی کا بھوت عورت کے کمزور دل پر زیادہ آسانی سے غالب آسکتا ہے‘۔ پریم چند لفاظی نہیں کرتے لیکن جہاں ضرورت پڑے وہاں الفاظ کا چناؤ بڑی مہارت اور سلیقے سے کرتے ہیں ’اسے اپنے جگر میں ایک لرزش، دل میں ایک ضعف، حواس میں ایک وحشت سی محسوس ہوئی‘۔ ’کنور امرناتھ مجموعہ اضداد تھے۔ وہ آزاد تھے پر محتاط، صاحب ثروت تھے پر بیدار مغز، رئیس تھے پر منکسر، ذی اثر تھے پر غریب دوست‘ (۱۹۶)۔ پریم چند نے طنز کے سب سے زیادہ تیر مذہبی پیشواؤں پر چلائے ہیں۔ وہ اس طبقے کے دشمن ہیں۔ ان کے نزدیک اس طبقہ کی سوچ جس دن پیٹ سے اوپر اٹھ گئی اسی دن قوم کی اخلاق حالت سنور جائے گی۔ آپ نے اپنی کہانیوں میں ناچ، گانے اور موسیقی کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ ہندو مذہب موسیقی اور ناچ گانے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ دیوتا ناچ کے بغیر خوش نہیں ہوتے۔ پریم چند نے اپنے مضامین میں بھی حقیقت نگاری، فطرت پرستی، قومیت، مذہبی رواداری اور معاشرتی اصلاح کے جذبے کو اپنے اسلوب کا لازمی جزو دکھایا ہے۔ انھوں نے ہندی تہذیب، ادیبوں، جلسوں پر خوب لکھا۔ وہ ادب میں مقصدیت کے قائل رہے۔ ان کے اسلوب کی یہ ایک خاص بات ہے کہ انھوں نے ہندوستان کی ہر چیز سے پیار کیا ہے۔ وہ اول و آخر ہندوستانی تھے۔ انھوں نے اس کے مذاہب، موسم، میلے، تہوار غرض ہر چیز پر ہندی تہذیب کے حوالے سے بات کی۔ ان کے زیادہ تذکرے ہندو مذہب کے ہیں کہ پریم چند بہر حال ہندو ہی ہیں۔ اسی لیے بچوں کو قصے سنانے بیٹھتے ہیں تو رام اور کرشن کے، مندر سے تلسی دل لا کر ارتھی پر رکھا جاتا ہے، ٹھاکر جی کے جنم دن، موہن اور جل بہار پر غریبوں کو خیرات دی جاتی ہے۔ زچہ و بچہ کی سلامتی کے لیے درگا پاٹ بٹھایا جاتا ہے۔ مارن ہار اور راکھن ہار کی بات کی جاتی ہے۔ مندر اور شوالہ کے تذکرے ہیں تو سیوا سمتی کے چرچے ہیں۔ کہیں

سیتا، گیتا، رام، راون اور بھرت کے تذکرے ہیں تو کہیں شودروں کی وجہ سے پرشاد، تپنا مت اور گنگا جل بھرشٹ ہونے کا بیان (۱۹۷)۔ یہاں بھی محاوروں کا حوالہ آتا ہے تو ہندی الفاظ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا جیسے ہتیا کے بل کھیت کھانا، ننانویں کے پھیر میں ڈالنا، جو رونہ جاتا اللہ میاں سے ناتا، سجن بھاؤ کی بیلا، سوکھا ساون ویسا بھر ابھادوں۔ ہندی سنسکرت کے الفاظ خوبصورتی سے استعمال کیے ہیں۔ گئوشالہ، گومتی، کشل منگل، لوک لاج، گابھن، موسیرے، سرنج، ناش، وشنو، شیو وغیرہ وہ الفاظ ہیں جو اب اردو میں اجنبی محسوس نہیں ہوتے۔

اس طرح پریم چند کے اسلوب کا لسانی مطالعہ ہندوستانی تہذیب کے ان تمام اجزاء کا مطالعہ ہے جس میں ہندو مسلمان سب شامل ہیں اور یہ سب مل کر ایک مربوط، منظم اور مستحکم ہندوستان بناتے ہیں۔ پریم چند نے بچوں کے لیے ان کی دلچسپی کے سامان سامنے رکھ کر مضامین لکھے۔ ان کی یہ تمام تحریریں ہندی میں تھیں لیکن مدن گوپال نے انھیں اردو رسم الخط کے ساتھ پیش کیا۔ پریم چند جس ہندوستانی زبان کے قائل تھے اس کے لیے انھوں نے ہندی میں اردو الفاظ کو برتنے کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔ جیسے 'بھرت کے چلے جانے کے بعد رام چندر نے بھی چتر کوٹ سے چلے جانے کا نشچے کر لیا۔ انھیں وچار ہوا کہ ایودھیا کے نواسی وہاں برابر آتے جاتے رہیں گے اور ان کے آنے جانے سے یہاں کے رشیوں کو کشٹ ہوگا' (۱۹۸)۔ پریم چند نے ۱۹۳۵ء میں ایک افسانہ 'وفا کی دیوی' لکھا۔ یہ وہ دور تھا جب پریم چند کا فن شہرت کی بلندیوں کو چھو چکا تھا۔ ان کا اسلوب اپنی تمام تابناکیوں کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔ ہندی اردو کی کشمکش سیاسی رنگ لے چکی تھی۔ لیکن اس افسانے میں انھوں نے ہندی فارسی کے ساتھ مقامی الفاظ کو برتنے کے ماضی کے تجربات جاری رکھے۔ عمر کے اس حصے میں دقیق نظری اور مشاہدہ پریم چند پر ختم تھا۔ جیسے 'حالانکہ اس کے سر کے بال چاندی ہو گئے تھے اور گال لنک کر ڈاڑوں کے نیچے آ گئے تھے، لوگ اس کی عمر کا اندازہ سو سے اوپر کرتے تھے' (۱۹۹)۔

پریم چند کی کوئی تخلیق گاؤں، چماروں اور کسانوں کے تذکروں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ پریم چند کی آدرش وہ ہندو عورت ہے جو اپنے پتی کے 'صرف نام' پر زندگی گزار دیتی ہے۔ پریم چند اپنی کہانیوں میں جنس کے تذکروں سے بھاگتے تھے اور یہ ان کے اسلوب کی خاص بات تھی۔ جیسے 'اس وقت تلیا کا آنچل کھسک گیا اور سرخ چولی کے اندر کا ابھار جھلک پڑا' (۲۰۰)۔ بے جوڑ شادی کے تذکرے پریم چند کے اسلوب کا خاص رنگ ہے۔ اس افسانے کی ہیروئن کی پانچ سال کی عمر میں شادی کر دی جاتی ہے اور وہ ایک صدی مرد کے نام پر گزار دیتی ہے۔ سابقہ تخلیقات کی طرح اس افسانے میں بھی پریم چند اپنے تجربات کا نچوڑ بیان کرتے چلے گئے ہیں۔ 'ایسا کوئی مرد نہیں ہے جو کسی خوبصورت عورت کے جادو سے بچ سکے۔ چاہے وہ اسی سال کا بڈھا ہو چاہے رشی ہی کیوں نہ ہو' (۲۰۱)۔ پریم چند کے نزدیک قربانی کی معراج جان دے دینا ہے۔ اسی لیے ان کے اکثر کردار معمولی معمولی باتوں پر جان دے دیتے ہیں۔ اس کہانی کا ایک کردار بنسی سنگھ ایک چمارن کے عشق میں اتنی سی بات پر جان دے دیتا ہے کہ وہ اسے صرف اتنا کہتی ہے کہ 'مرنے والے کسی سے حکم نہیں لیتے'۔ پریم چند کے اسلوب کی یہ کمزوری اور فراریت ہے کہ ان کے کردار کشمکش کے

بدلے بڑی آسانی سے اپنے آپ کو حالات کے حوالے کر دیتے ہیں۔اردو ہندی کشمکش کے اس عروج کے دور میں پریم چند نے فارسی کے خوبصورت الفاظ اور تراکیب استعمال کی ہیں مثلاً کشاکش حیات، کشتگان ناز، آزمودہ کار، عفت آمیز اور بہ چشم پرنم وغیرہ۔تاہم ہندی کے الفاظ بھی کچھ کم نہیں لیکن یہ تمام وہ الفاظ ہیں جو کم وبیش پریم چند کی تمام تحریروں میں بار بار آتے ہیں۔مثلاً مکت، جنم، بھگتی، انیلی، سنسار، کالے کوس، اڑھری وغیرہ۔پریم چند کے افسانوں کے اعلیٰ طبقات کے اکثر کردار بودے اور ادنیٰ طبقات کے کردار مربوط ہوتے ہیں۔اعلیٰ طبقوں کے برہمنوں اور ٹھاکروں کو اچھوتوں کی چمارنیں انگلیوں پر نچاتی ہیں اور یہ شوق سے ناچتے ہیں۔اچھوتوں میں وفا اور برہمنوں میں بے وفائی دکھائی ہے۔ادنیٰ طبقے کی تلیا سو سال تک اپنی آبرو کی حفاظت کرتی ہے اور اعلیٰ طبقے کی ٹھکرائن جائیداد کے لیے اپنی آبرو تک بیچنے کو تیار ہو جاتی ہے۔

پریم چند نے ۳۶ سالہ صحافت کے دوران بیسیوں مضامین لکھے لیکن ان کو محققین نے اتنی اہمیت نہیں دی۔ان مضامین کی لفظیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پریم چند نے ناولوں اور افسانوں کی طرح مضامین میں بھی نئے تجربات کیے ہیں۔سرسید کی طرح وہ صرف ابلاغ کے قائل ہیں۔پریم چند کے ان مضامین کے موضوعات متنوع ہیں۔انھوں نے فارسی اور ہندی کے بے شمار نئے الفاظ، تراکیب، ضرب الامثال، محاورے ان مضامین میں بھی بیان کیے ہیں۔ان کے مضامین میں مشرق ومغرب کے شاعر، فلسفی، ادیب، قوم پرست راہنما اور مذہبی پیشوا بھی شامل ہیں۔اس لیے ان مضامین میں اگر ایک طرف الف لیلیٰ کے تذکرے ہیں تو دوسری طرف اکشواک کے بنسوں اور پرتھی راج کے سورماؤں کے حوالے بھی ہیں۔ایشور چندر ودیا اور برک کا بیان ہے تو بندرابن اور بھدراکرنے کی تفصیل بھی ملتی ہے۔کہیں بیاس رشی ہے تو کہیں پانینی، پلاٹی، جارج ایلیٹ، شیکسپیئر، جان آف آرک اور چاند بی بی کی کہانیاں ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ شرر کے کرداروں کا بیان ہے۔کہیں سمرتیوں کا تذکرہ ہے تو کہیں سینٹ کیتھرائن کا تہ چا ہے۔لیکن یہ سب رامائین کے تذکروں کے بغیر مکمل نہیں۔ان مضامین میں بھی پریم چند کے اندر کی ہندی اردو کی کشمکش جاری رہتی ہے۔مثلاً یوگ دھارن، ودیاوان وغیرہ۔لیکن فارسی کے الفاظ جیسے وقیع، وارد و صادر، پیشکر، شتابہ وغیرہ ملتے ہیں تو اس کے ساتھ کہیں کہیں عربی کے الفاظ عالی دودمان، لاطائل، مزاولت بھی ملتے ہیں۔یہاں بھی پریم چند نے فارسی کے خوبصورت مرکب الفاظ جیسے اسپ بازیں زریں، استاد زریں دست اور ہندی کے الفاظ ست گیان، سروپ دھارن اور سنسکرت کے بعض الفاظ جیسے کلا خوبصورتی سے استعمال کیے ہیں۔پریم چند کے افسانوں ناولوں اور مضامین کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کی تحریروں میں 'اسرار معابد' سے 'گئو دان' اور 'دنیا کا سب سے انمول رتن' سے 'کفن' تک جن الفاظ کی بازگشت سنائی دیتی ہے ان میں گئو شالہ، دھرم شالہ، سورگ، نرک، رساتل، جنیئو، اندر، کبیر، نارد، رام، بھرت، راون، سیتا، ساوتری، کرشن، گیتا، گنگا، ہردوار، بھوج وغیرہ۔ان الفاظ کی تکرار بے سبب نہیں بلکہ ان میں تخلیق کار کی سیرت اور شخصیت کے نقوش صورت پزیر ہیں۔اگر پریم چند کی شخصیت کا تجزیہ کیا جائے تو ان الفاظ کا تجزیہ ہی کافی ہے۔کیونکہ پریم چند کے اسلوب کی اول و آخر خوبی ان کا وہ احساس عظمت ہے جو انھیں

ہندوستانی تاریخ، تہذیب اور مذہب سے ہے۔ یہ احساس راجپوت سورماؤں کے ساتھ مل کر ان کے اظہار کی طاقت کو غیر معمولی جوش اور قوت عطا کرتا ہے۔ نسلی روایات اور اسلاف کے کارناموں پر انھیں ناز ہے۔

شہاب ظفر اعظمی کی اس بات میں وزن ہے کہ پریم چند کا اسلوب سادہ، جمہوری اور عوامی ہے۔ انھوں نے تمام مروجہ اسالیب نثر سے روگردانی کی ہے۔ گہرے اجتماعی شعور اور سماجی احساس کے زیر اثر انھوں نے زبان کو اعلیٰ اور سربرآوردہ اشخاص وطبقات کی اجارہ داری سے نکالا اور اسے عام انسانوں کی ملکیت بنایا۔ انھوں نے اردو افسانے کو ایک ایسا جاندار اسلوب دیا جو بناوٹ اور آرائش سے پاک ہے۔ ان کو اردو، ہندی اور فارسی پر عبور ہے۔ خرابی یہ ہے کہ فارسی کے فقروں کے ساتھ ساتھ ہندی کے الفاظ لکھ جاتے ہیں جو اردو میں رائج نہیں۔ اس طرح پریم چند نے ہندوستانی زبان لکھنے کی کوشش کی۔ ان کی زبان کو معیاری اردو اور معیاری ہندی کہا جا سکتا ہے۔ پریم چند الفاظ اور افعال کی تکرار کے ذریعے اپنے اسلوب میں ایک نادر خاصیت کا اضافہ کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کتنا لمبا شخص، کتنا بے دار مغز، کتنا جامع انسان ہے، کتنا رنگین مزاج، کتنا با اخلاق اس کا فلسفہ زندگی کتنا انوکھا ہے۔ ان کی تحریروں میں بیک وقت متضاد الفاظ کا استعمال بھی خوبصورتی سے ہوا ہے" (۲۰۲)۔

حوالہ جات

۱۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی "مشمولہ" زمانہ" (پریم چند نمبر)، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو زبان، جولائی ۲۰۰۲، ص ۴۹

۲۔انوار احمد، ڈاکٹر، "پریم چند: پہلا سماجی حقیقت نگار" مشمولہ "اردو افسانہ: ایک صدی کا قصہ"، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷، ص ۳۴ ۲

۳۔قمر رئیس، ڈاکٹر، "پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار"، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۴، ص ۳۲

۴۔ایضاً، ص ۳۳

۵۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی "مشمولہ" زمانہ" (پریم چند نمبر)، ص ۵۰

۶۔قمر رئیس، ڈاکٹر، "پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار"، ص ۳۵

۷۔ایضاً، ص ۳۷

۸۔نگم، دیا نرائن، "پریم چند کی باتیں" مشمولہ "زمانہ" پریم چند نمبر، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، ص ۱۴۲

۹۔شورانی دیوی، "پریم چند: گھر میں"، کراچی: فضلی سنز، ۱۹۹۸، ص ۷۹

۱۰۔ایضاً، ص ۴۲

۱۱۔قمر رئیس، ڈاکٹر، "پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار"، ص ۴۵

۱۲۔ایضاً، ص ۴۵

۱۳۔ایضاً، ص ۴۸

۱۴۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی "مشمولہ" زمانہ" (پریم چند نمبر)، ص ۵۸

۱۵۔شورانی دیوی، "پریم چند: گھر میں"، ص ۱۰۷

۱۶۔قمر رئیس، ڈاکٹر، "پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار"، ص ۵۰

۱۷۔ایضاً، ص ۵۴

۱۸۔وقار عظیم، سید، "پریم چند" مشمولہ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۵"، لاہور: دانش گاہ پنجاب، ۱۹۷۱، ص ۵۹۱

۱۹۔قمر رئیس، ڈاکٹر، "پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار"، ص ۶۰

۲۰۔نگم، دیا نرائن، "پریم چند کی کہانی: ان کی زبانی" مشمولہ "زمانہ" (پریم چند نمبر)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، جولائی ۲۰۰۲، ص ۵۴

۲۱۔نگم، دیا نرائن، "پریم چند کے خود نوشت حالات: تصحیح" مشمولہ "زمانہ" (پریم چند نمبر)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، ص ص ۲۹ تا ۱۴

۲۲۔نگم، دیا نرائن، "پریم چند کی باتیں" مشمولہ "زمانہ" (پریم چند نمبر)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، ص ۱۴۱

۲۳۔مدن گوپال (مرتب)، "پیش گفتار" "کلیات پریم چند 9"، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نومبر ۲۰۰۰، ص vii

۲۴۔مسعود حسین، "پریم چند کی افسانہ نگاری کے دور" مشمولہ، نارنگ، گوپی چند (مرتب)، "اردو افسانہ: روایت اور مسائل"، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲، ص ۱۳۴

۲۵۔انواراحمد، ڈاکٹر، 'پریم چند: پہلا سماجی حقیقت نگار' مشمولہ ''اردو افسانہ: ایک صدی کا قصہ'' اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۰۷، ص ۳۴۰

۲۶۔قمر رئیس، ڈاکٹر، ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار''، ص ص ۴۶ تا ۴۷

۲۷۔ایضاً، ص ۴۷

۲۸۔وقار عظیم، ''داستان سے افسانے تک''، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، بار چہارم، ۱۹۹۰، ص ۲۰۶

۲۹۔شفیق انجم، ڈاکٹر، 'حقیقت نگاری کا رجحان: دبستانِ پریم چند' مشمولہ ''اردو افسانہ'' اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۰۸، ص ص ۲۵۶ تا ۲۵

۳۰۔وہاب اشرفی، پروفیسر، ''اردو فکشن اور تیسری آنکھ''، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۵، ص ۷۷

۳۱۔علی جواد زیدی، سید، 'پریم چند کی زندگی اور تصنیفات پر ایک نظر' مشمولہ نگم، دیا نرائن (مرتب)، ''زمانہ'' (پریم چند نمبر)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، جولائی ۲۰۰۲، ص ۲۱۸

۳۲۔ایضاً، ص ۲۲۴

۳۳۔مسعود حسین، 'پریم چند کی افسانہ نگاری کے دور' مشمولہ نارنگ، گوپی چند (مرتب) ''اردو افسانہ: روایت اور مسائل''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲، ص ۱۳۱

۳۴۔انواراحمد، ڈاکٹر، ''اردو افسانہ: ایک صدی کا قصہ''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷، ص ۳۴۱

۳۵۔پریم چند، 'سوانگ' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب) ''کلیات پریم چند 14''، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳، ص ۲۷۱

۳۶۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، 'منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی' مشمولہ، ''زمانہ'' (پریم چند نمبر)، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، جولائی ۲۰۰۲، ص ۵۴

۳۷۔قمر رئیس، ڈاکٹر، ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار''، ص ۱۱۵

۳۸۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، 'منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی' مشمولہ، ''زمانہ'' (پریم چند نمبر)، ص ۱۳

۳۹۔شورانی دیوی، ''پریم چند: گھر میں''، کراچی: فضلی سنز، ص ۲۵۱

۴۰۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، 'منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی'، ''زمانہ'' (پریم چند نمبر)، ص ۲۵

۴۱۔ایضاً، ص ۱۰

۴۲۔ایضاً، ص ۳۵

۴۳۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، 'پریم چند کی تصانیف' مشمولہ، ''زمانہ'' (پریم چند نمبر)، ص ۳۵

۴۴۔قمر رئیس، ڈاکٹر، ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار''، ص ۱۸۲

۴۵۔پریم چند، 'گوشۂ عافیت' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب) ''کلیات پریم چند 3''، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو، جنوری/مارچ ۲۰۰۰، ص ۲۱۸

۴۶۔قمر رئیس، ڈاکٹر، ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار''، ص ۱۷۸

۴۷۔نگم، دیا نرائن، 'پریم چند کے حالاتِ زندگی از دیا نرائن نگم' مشمولہ، ''زمانہ'' (پریم چند نمبر)، ص ۲۵

۴۸۔پریم چند، 'نرملا' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب) ''کلیات پریم چند 6''، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱، ص ۱۷۱

۴۹۔نگم، دیا نرائن، 'پریم چند کے حالاتِ زندگی از دیا نرائن نگم' مشمولہ ''زمانہ'' (پریم چند نمبر)، ص ۲۵

۵۰۔نگم، دیا نرائن، 'پریم چند کی تصانیف' مشمولہ، ''زمانہ'' (پریم چند نمبر)، ص ۲۵

۵۱۔ پریم چند،'پردۂ مجاز'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)'' کلیات پریم چند 5 ''، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، جون ۲۰۰۲ء، ص ۸۴

۵۲۔ قمر رئیس، ڈاکٹر،'' پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار''، ص ۲۵۳

۵۳۔ پریم چند، گئودان، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۲۶۸

۵۴۔ شورانی دیوی،'' پریم چند: گھر میں''، ص ۱۳۵

۵۵۔ پریم چند،'ہجرت'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء، ص ۹

۵۶۔ ایضاً، ص ۱۴

۵۷۔ ایضاً، ص ۱۷

۵۸۔ پریم چند،'بہاری'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۳۲

۵۹۔ پریم چند،'پبلک اور تنقید'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۴۸

۶۰۔ پریم چند،'زراعتی ترقی کیوں کر ممکن ہے'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۶۰

۶۱۔ پریم چند،'کاؤنٹ ٹالسٹائی اور فنِ لطیف'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۸۷

۶۲۔ پریم چند،'قحط الرجال'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۱۴۴

۶۳۔ پریم چند،'آئین قیصری اور محاربات عظیم'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۳۰

۶۴۔ ایضاً، ص ۴۴

۶۵۔ پریم چند،'راجا ٹوڈرمل'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۵۷

۶۶۔ پریم چند،'اکبر اعظم'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۶۴

۶۷۔ پریم چند،'راجا مان سنگھ'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۸۰

۶۸۔ پریم چند،'آنریبل گوپال کرشن گوکھلے'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۹۶

۶۹۔ پریم چند،'شرر و سرشار'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ص ۱۱۶ تا ۱۲۱

۷۰۔ پریم چند،'حال کی بعض کتابیں'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ص ۱۳۳ تا ۱۳۴

۷۱۔ پریم چند،'فن تصویر'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۱۵۴

۷۲۔ پریم چند،'داراشکوہ کا دربار'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۲۲۶

۷۳۔ پریم چند،'رنجیت سنگھ'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ص ۳۳۸ تا ۳۴۶

۷۴۔ پریم چند،'ہندو تہذیب اور رفاہِ عام'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۳۶۳

۷۵۔ پریم چند،'سر سید'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۱۵۶، ص ۱۶۳

۷۶۔ پریم چند،'اردو، ہندی، ہندوستانی'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۲۵۶ تا ۲۶۰

۷۷۔ پریم چند،'ادب کی غرض و غایت'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۳۸۷

۷۸۔ پریم چند،'مہاجنی تہذیب'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''، ص ۴۰۴

۷۹۔ پریم چند،'کلام اکبر پر ایک نظر' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۲۹۲

۸۰۔ پریم چند،'زلیخا' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۲۷۷

۸۱۔ پریم چند،'اردو زبان اور ناول' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ص ۱۲۴ تا ۱۲۵

۸۲۔ پریم چند،'ڈرامہ جنگ روس و جاپان' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۹۷ تا ۱۰۰

۸۳۔ پریم چند،'تنقید (حال کی کتابیں)' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۱۹۹

۸۴۔ پریم چند،'شب تار کے بارے میں' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''، ص ۹۱

۸۵۔ ایضاً، ص ۹۴

۸۶۔ پریم چند،'ابتدائیہ' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 8 ''، ص vii

۸۷۔ مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 24 ''، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۴، ص ۵۲۶

۸۸۔ ایضاً، ص ۵۳۴

۸۹۔ مدن گوپال (مرتب)،'پیش لفظ'،'' کلیات پریم چند 17 ''، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳، ص ix

۹۰۔ ایضاً، ص x

۹۱۔ ایضاً، ص xi

۹۲۔ پریم چند،'خطوط پریم چند' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)'' کلیات پریم چند 17 ''، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳، ص ۴۴

۹۳۔ ایضاً، ص ص ۳۰۹ تا ۳۱۰

۹۴۔ ایضاً، ص ص ۳۲۳ تا ۳۲۵

۹۵۔ پریم چند،'خطوط پریم چند' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)'' کلیات پریم چند 17 ''، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳، ص ۴۸۴

۹۶۔ ایضاً، ص ۵۰۲

۹۷۔ ایضاً، ص ۵۲۳

۹۸۔ ایضاً، ص ص ۵۸۱ تا ۵۸۳

۹۹۔ ایضاً، ص ۱۸

۱۰۰۔ ایضاً، ص ۳۴

۱۰۱۔ ایضاً، ص ۳۶

۱۰۲۔ ایضاً، ص ۵۷

۱۰۳۔ ایضاً، ص ۶۶

۱۰۴۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۱۰۵۔ ایضاً، ص ۱۳۷

۱۰۶۔ ایضاً، ص ۱۵۷

۱۰۷۔ پریم چند، خطوطِ پریم چند، مشمولہ، مدن گوپال (مرتب) ''کلیات پریم چند 17 ''، ص ۱۴۱

۱۰۸۔ ایضاً، ص ۱۸۸

۱۰۹۔ ایضاً، ص ۳۱۵

۱۱۰۔ ایضاً، ص ۳۲۵

۱۱۱۔ ایضاً، ص ۳۴۱

۱۱۲۔ ایضاً، ص ۵۳۷

۱۱۳۔ ایضاً، ص ۵۵۰

۱۱۴۔ ایضاً، ص ۵۹۰

۱۱۵۔ ایضاً، ص ۵۹۲

۱۱۶۔ ایضاً، ص ۲۴۱

۱۱۷۔ ایضاً، ص ۲۳۴

۱۱۸۔ ایضاً، ص ۵۳۷

۱۱۹۔ ایضاً، ص ۵۷۳

۱۲۰۔ پریم چند، دورِ قدیم و جدید، مشمولہ، ''کلیات پریم چند 21 ''، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء، ص ۵۴

۱۲۱۔ ایضاً، ص ۲۳

۱۲۲۔ ایضاً، ص ۴۷

۱۲۳۔ احتشام حسین، پریم چند کی ترقی پسندی، مشمولہ، نارنگ، گوپی چند (مرتب)، ''اردو افسانہ: روایت اور مسائل''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص ۱۴۰

۱۲۴۔ انور سدید، ڈاکٹر، ''اردو ادب کی تحریکیں''، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، بار چہارم، ۱۹۹۹ء، ص ۴۲۲

۱۲۵۔ قمر رئیس، ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ بہ حیثیت ناول نگار''، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۴ء، ص ۱۲۵

۱۲۶۔ ایضاً، ص ۳۸۹

۱۲۷۔ پریم چند، ادب کی غرض و غایت، مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)، ''کلیات پریم چند 21 ''، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو، ۲۰۰۳ء، ص ص ۳۷۳ تا ۳۸۷

۱۲۸۔ سجاد ظہیر، ''روشنائی''، کراچی: مکتبہ دانیال، بار دوم جنوری ۱۹۸۶ء، ص ۱۲۹

۱۲۹۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۱۳۰۔ ایضاً، ص ۱۵۸

۱۳۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، ''اردو ادب کی تحریکیں''، ص ۴۷۸

۱۳۲۔ شورانی دیوی، ''پریم چند گھر میں''، کراچی: فضلی سنز، ۱۹۹۸ء، ص ۳۲۲

۱۳۳۔ پریم چند،'دارا شکوہ کا دربار'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''،ص۲۲۵

۱۳۴۔ ایضاً،ص۲۲۶

۱۳۵۔ پریم چند،'علامہ راشدالخیری کے سوشل افسانے'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 21 ''،ص۳۹۵

۱۳۶۔ پریم چند،'ہندو مسلم ایکتا'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 20 ''،۲۰۰۵،ص۴۹۹

۱۳۷۔ ایضاً،ص۵۰۱

۱۳۸۔ پریم چند،'کاشمیر کی اسمبلی میں اردو'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 23 ''،۲۰۰۵،ص۳۳۴

۱۳۹۔ محمود ایوبی،'پریم چند مشترک تہذیب اور یک جہتی'مشمولہ،'' سہ ماہی تکمیل (پریم چند نمبر)''، بھیونڈی، اکتوبر دسمبر ۲۰۰۸،ص۲۶

۱۴۰۔ پریم چند،'روئے سیاہ'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 10 ''،۲۰۰۱،ص۲۱۲

۱۴۱۔ پریم چند،'شدھی'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 10 ''،۲۰۰۱،ص۱۲۶

۱۴۲۔ پریم چند،'ابھاگن'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 10 ''،۲۰۰۱،ص۳۱۳

۱۴۳۔ پریم چند،'نئی کا نئی زوا ہ'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 11 ''،۲۰۰۱،ص۲۴۶

۱۴۴۔ پریم چند،'دیداری'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 11 ''،۲۰۰۱،ص۲۲۵

۱۴۵۔ پریم چند،'مکتی دھن'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 11 ''،۲۰۰۱،ص۲۸۴

۱۴۶۔ پریم چند،'عفو'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 11 ''،۲۰۰۱،ص۲۸۹

۱۴۷۔ پریم چند،'حضرت محمد کی پیامبر تی'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 22 ''،۲۰۰۵،ص۵۵۷

۱۴۸۔ پریم چند،'اسلام کا وش ورکش'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)،'' کلیات پریم چند 22 ''،۲۰۰۵،ص۵۲۰

۱۴۹۔ اعظمی، شہاب ظفر،'' اردو کے نثری اسالیب''، دہلی: تخلیق کار پبلشرز، ۱۹۹۹،ص۱۲۴

۱۵۰۔ محمد عارف، ڈاکٹر، پروفیسر،'' اردو ناول اور آزادی کے تصورات''، لاہور: پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، ۲۰۰۶،ص۴۲۵

۱۵۱۔ ایضاً،ص۹۳۵

۱۵۲۔ پریم چند،'ریاست کا دیوان'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)'' کلیات پریم چند 14 ''، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو، ۲۰۰۳،ص۱۹۶

۱۵۳۔ ایضاً،ص۱۹۷

۱۵۴۔ ایضاً،ص۴۳۹

۱۵۵۔ پریم چند،'ستیا گرہ'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)'' کلیات پریم چند 11 ''، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱،ص۲۱۶

۱۵۶۔ محمد عارف، ڈاکٹر، پروفیسر،'' اردو ناول اور آزادی کے تصورات''، لاہور: پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، ۲۰۰۶،ص۳۵

۱۵۷۔ پریم چند،'اردو میں فرعونیت'مشمولہ، فتح محمد ملک، پروفیسر (مدون)'' اردو زبان اور اردو رسم الخط''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸،ص۱۱۶

۱۵۸۔ پریم چند،'اردو، ہندی، ہندوستانی'مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)'' کلیات پریم چند 21 ''، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو، ۲۰۰۳،ص۳۵۵

۱۵۹۔ پرویز، غلام احمد،'اردو زبان اور رسم الخط کا مسئلہ'مشمولہ، فتح محمد ملک، پروفیسر (مدون)'' اردو زبان اور اردو رسم الخط''،ص۱۴۴

۱۶۰۔ سجاد ظہیر،'اردو، ہندی، ہندوستانی کا مسئلہ'مشمولہ، فتح محمد ملک، پروفیسر (مدون)'' اردو زبان اور اردو رسم الخط''،ص۲۰۵

۱۶۱۔سجاد ظہیر،’اردو، ہندی، ہندوستانی کا مسئلہ‘مشمولہ، فتح محمد ملک، پروفیسر (مدون)’’اردو زبان اور اردو رسم الخط‘، ص ص ۲۰۷ تا ۲۰۸

۱۶۲۔جاوید رحمانی،’پریم چند اور زبان کا مسئلہ‘مشمولہ، فتح محمد ملک، پروفیسر (مدون)’’اردو زبان اور اردو رسم الخط‘‘، ص ۱۱۶

۱۶۳۔پریم چند،’بھارتندو بابو ہریش چندر‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 20‘‘، ص ص ۳۹۵ تا ۴۰۲

۱۶۴۔سید عبداللہ، ڈاکٹر،’’اشارات تنقید‘‘، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص ۲۵۷

۱۶۵۔عابد، عابد علی، سید،’’اسلوب‘‘، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص ۴۲

۱۶۶۔افسر، حامد اللہ،’’تنقیدی اصول اور نظریے‘‘، لاہور: کشرت پبلشنگ ہاؤس، ص ۱۱۶

۱۶۷۔سید عبداللہ، ڈاکٹر،’’اشارات تنقید‘‘، ص ۲۵۹

۱۶۸۔نگم، دیا نرائن،’پریم چند کی باتیں‘مشمولہ’’زمانہ‘‘پریم چند نمبر، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، ۲۰۰۲ء، ص ۱۵۶

۱۶۹۔پریم چند،’خطوط پریم چند‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 17‘‘، ص ۳۲۴

۱۷۰۔نگم، دیا نرائن،’’پریم چند کی باتیں‘‘، ص ۱۵۷

۱۷۱۔قمر رئیس، ڈاکٹر، پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۴ء، ص ۳۲۵

۱۷۲۔پریم چند،’گوشہ عافیت‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 3‘‘، ص ۴۶

۱۷۳۔پریم چند،’میدان عمل‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 7‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، جولائی ستمبر ۲۰۰۱ء، ص ۱۲۸

۱۷۴۔پریم چند،’پردۂ مجاز‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 5‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، جون ۲۰۰۲ء، ص ۸۸

۱۷۵۔پریم چند،’میدان عمل‘، ص ۲۷۸

۱۷۶۔پریم چند،’ہم خرما و ہم ثواب‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 1‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، جولائی ستمبر ۲۰۰۰ء، ص ۹۶

۱۷۷۔ایضاً، ص ۹۲

۱۷۸۔پریم چند،’ہم خرما و ہم ثواب‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 1‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، جولائی ستمبر ۲۰۰۰ء، ص ۹۸

۱۷۹۔پریم چند،’گئو دان‘، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۲۶

۱۸۰۔پریم چند،’گئو دان‘، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ایضاً، ص ۱۵۳

۱۸۱۔ایضاً، ص ۳۸۷

۱۸۲۔پریم چند،’سوت‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 10‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نومبر ۲۰۰۱، ص ۱۱

۱۸۳۔ایضاً، ص ۷

۱۸۴۔پریم چند،’دو بھائی‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 10‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نومبر ۲۰۰۱، ص ۱۲

۱۸۵۔پریم چند،’جگنو کی چمک‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 10‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نومبر ۲۰۰۱، ص ۲۵

۱۸۶۔ایضاً، ص ۲۷

۱۸۷۔پریم چند،’راجپوت کی بیٹی‘مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)’’کلیات پریم چند 10‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نومبر ۲۰۰۱، ص ۸۶

۱۸۸۔ایضاً، ص ۸۹

۱۸۹۔ پریم چند،'راجپوت کی بیٹی'،مشمولہ،مدن گوپال (مرتب)''کلیات پریم چند 10''،ص۸۹

۱۹۰۔ ایضاً،ص۹۴

۱۹۱۔ ایضاً،ص۹۵

۱۹۲۔ پریم چند،'مشعل ہدایت'،مشمولہ،مدن گوپال (مرتب)''کلیات پریم چند 10''،ص۱۱۴

۱۹۳۔ ایضاً،ص۱۴۹

۱۹۴۔ ایضاً،ص۱۴۷

۱۹۵۔ پریم چند،'درگا کا مندر'،مشمولہ،مدن گوپال (مرتب)''کلیات پریم چند 10''،ص۲۲۸

۱۹۶۔ ایضاً،ص۳۱۱

۱۹۷۔ پریم چند،'میدان عمل'،مشمولہ،مدن گوپال (مرتب)''کلیات پریم چند 7''،نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،نومبر ۲۰۰۱،ص۱۸۲

۱۹۸۔ پریم چند،'رام چرچا'،مشمولہ،مدن گوپال (مرتب)''کلیات پریم چند 19''،نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،۲۰۰۴،ص۲۹۷

۱۹۹۔ پریم چند،'وفا کی دیوی'،مشمولہ،مدن گوپال (مرتب)''کلیات پریم چند 14''،نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،۲۰۰۴،ص۲۸۲

۲۰۰۔ ایضاً،ص۳۹۲

۲۰۱۔ ایضاً،ص۳۹۰

۲۰۲۔ اعظمی،شباب ظفر،''اردو کے نثری اسالیب''،دہلی: تخلیق کار پبلشرز،۱۹۹۹،ص ص۱۱۱تا۱۱۲

باب دوم

فرہنگ 'کلیاتِ منشی پریم چند'

(i) فرہنگِ پریم چند: ابتدائی مباحث

(ii) فرہنگِ کلیاتِ منشی پریم چند

(i) فرہنگِ پریم چند: ابتدائی مباحث

ا۔ا۔فرہنگ کیوں:

پلیٹس کی لغت کے مطابق فرہنگ فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معانی میں Dictionary,Lexicon,A Vocabulary,Glossary شامل ہیں۔جبکہ فرہنگ عامرہ کے مطابق اس سے مراد لغت کی کتاب ہے۔لغت کے نام ہی میں اس کا نام، استعمال اور افادیت پوشیدہ ہے۔لغت اور زبان ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ لغت کا استعمال کب سے ہوا(۱)۔عبدالواسع ہانسوی کی مرتبہ 'غرائب اللغات' کو اردو کی پہلی لغت تسلیم کیا جاتا ہے۔سراج الدین خان آرزو نے اسے نوادرالالفاظ کے نام سے ۱۷۴۳ء میں مرتب کیا۔اردو کی دوسری باقاعدہ لغت میر محمدی عترت کی 'کمال عترت' ہے جو اٹھارہویں صدی عیسوی کے اواخر میں تالیف ہوئی۔اس کے بعد مرزا جان طپش کی 'شمس البیان فی مصطلحات ہندوستان' کا نام آتا ہے اور ڈاکٹر جمیل جالبی کے مطابق اس کا سال تالیف ستمبر ۱۷۹۲ء ہے۔اس کے بعد مولوی محمد مہدی واصف کی 'دلیل ساطع' ۱۸۳۳ء، اوحدالدین بلگرامی کی لغت 'نفائس اللغات' ۱۸۳۷ء ہے جو زیادہ ضخیم ہے۔ناسخ کے شاگرد میر علی اوسط رشک نے ۱۸۴۰ء میں 'نفس اللغہ' کے عنوان سے ایک مختصر لغت ترتیب دی لیکن اس کے مقابلے میں محبوب علی رامپوری کی لغت جو اردو،عربی اور فارسی کے مترادفات پر مبنی 'منتخب النفائس' اہم ہے۔۱۸۴۵ء میں ہی بلگرامی کی 'نفائس اللغات' کی تلخیص پر حسن میر کامل نے 'انفس النفائس' مرتب کی (۲)۔

یورپی اہل علم میں گلکرسٹ کی لغت 'انگلش، ہندوستانی ڈکشنری' کے نام سے ۱۷۷۸ء میں کلکتہ سے شائع ہونا شروع ہوئی اور ۱۷۹۰ء میں مکمل ہوئی۔جان شیکسپیر کی 'اے ڈکشنری، ہندوستانی انگلش' اہم ہے بلکہ بعد کے ادوار میں لکھی گئی اردو انگریزی لغات کے لیے اس نے بنیادی ماخذ کا کام کیا۔اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۱۷ء میں چھپا۔۱۸۲۸ء میں ڈنکن فاربس کی 'اے ڈکشنری، ہندوستانی انگلش'، ۱۸۷۹ء میں ایس ڈبلیو فیلن کی 'اے نیو ہندوستانی انگلش ڈکشنری'، جان پلیٹس کی ۱۸۸۴ء میں 'اے ڈکشنری آف اردو کلاسیکل ہندی اینڈ انگلش' خوبصورت اضافے ہیں (۳)۔

چرنجی لال کی 'مخزن المحاورات' نے عورتوں کی زبان، ٹھیٹھ اردو اور دیہات کی بولی پر خاص زور دیا۔سید احمد دہلوی نے تیس برس کی سخت کوشش کے بعد 'فرہنگ آصفیہ' جیسی مبسوط، مستند اور ضخیم لغت مرتب کی۔'فرہنگ آصفیہ' کی اشاعت پہلے مختصر صورت میں ۱۸۷۱ء میں 'مصطلحات اردو' کے نام سے ہوئی اور اس کے بعد ۱۸۷۸ء سے یہ 'ارمغان دہلی' کے نام سے شائع ہوئی۔ان کی ایک لغت 'لغات النساء' کے نام سے بھی تھی۔سید احمد دہلوی نے ان سب کتابوں کی تدوین کا آغاز 'ہندوستانی اردو لغت' کے نام سے کیا اور ۱۸۹۲ء میں اس کی تدوین مکمل ہوئی۔بالآخر نظام دکن کی مالی معاونت سے 'فرہنگ آصفیہ' کے نام سے اس کی طباعت کی ابتداء ہوئی۔۱۸۸۸ء میں پہلی اور دوسری، ۱۸۹۸ء میں تیسری اور ۱۹۰۱ء میں چوتھی یعنی آخری جلد شائع ہوئی (۴)۔اس سے قبل جلال لکھنوی بھی 'گنجینۂ زبان قواعد' ۱۸۸۱ء اور ان ہی کی 'سرمایۂ زبان اردو' ۱۸۸۶ء، مرزا مچھو بیگ

ستم ظریف کی 'بہار ہند' ۱۸۸۸ء اور اشرف علی لکھنوی کی 'مصطلحات اردو' ۱۸۹۰ء شائع ہو چکی تھیں۔ ۱۸۹۲ء میں غلام سرور لاہوری کی 'جامع اللغات' بھی منظر عام پر آ چکی تھی مگر یہ حقیقت ہے کہ یہ سب مل کر بھی 'فرہنگ آصفیہ' کو نہیں پہنچ سکتیں۔ اگرچہ 'فرہنگ آصفیہ' بھی غلطیوں سے پاک نہیں۔ امیر مینائی کی 'امیر اللغات' جلد اول ۱۸۹۱ء اور جلد دوم ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئیں۔ بدقسمتی سے 'امیر اللغات' مکمل نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ۱۹۲۴ء تا ۱۹۳۱ء مولوی نور الحسن کی 'نور اللغات' چار حصوں میں اور ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۵ء 'جامع اللغات' قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد کے دور میں بعض دیگر لغات سے قطع نظر 'مہذب اللغات' چودہ جلدیں اور 'اردو لغت' بائیس جلدیں اہم ہیں (۵)۔

اردو لغت نویسی کی تاریخ، لغت نویسی کے اصول اور معیار پر ڈاکٹر مسعود ہاشمی کا مقالہ 'اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ' اس موضوع پر پہلا وقیع اور مستند کام ہے۔ غالباً یہ واحد تصنیف ہے جو اردو لغت نویسی کے بعض بنیادی مسائل اور تاریخ پر مربوط انداز میں روشنی ڈالتی ہے۔ اس میں تمام اہم لغات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ہاشمی صاحب کی دوسری کتاب 'اردو لغت نویسی کا پس منظر' دراصل ان کے اسی مقالے کا ایک باب ہے، جو الگ سے شائع ہوا۔ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے 'اردو لغت نویسی کا تحقیقی اور لسانی جائزہ' کے عنوان سے سات جلدوں میں ایک انتہائی اہم کام پیش کیا ہے لیکن اس کا مقصد اہم لغات کا تنقیدی جائزہ لینا ہے۔ یورپ کے اہل علم کی لغات میں فیلن اور پلیٹس کی لغات اعلیٰ معیار کی ہیں۔ فیلن نے گیت، زبان زد عام ضرب الامثال فقرے اور اساتذہ کے اشعار بھی نقل کیے ہیں لیکن اردو کے ادبی الفاظ کی طرف سے بے اعتنائی برتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عربی، فارسی لفظ جو اردو زبان و ادب میں عام طور پر مروج ہیں، اس لغت میں کم پائے جاتے ہیں۔ شاید ان کے نزدیک ایسے الفاظ فضیلت مآبی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہر لفظ کے ساتھ عربی، فارسی، ہندی، سنسکرت کی علامت لگی ہے لیکن لفظ کی اصل اور اشتقاق کی تحقیق میں اہتمام سے کام نہیں لیا۔ یورپیوں کے لیے یہ ضروری نہ تھا کیونکہ ان کا کام تو افتراق تھا جو انھوں نے پیدا کر ہی دیا۔ ہندوؤں کو دیوناگری رسم الخط اور پریم ساگر کے ذریعے۔

پلیٹس کی لغت فیلن کی لغت کے مقابلے میں زیادہ تفصیلی ہے۔ اس نے اردو کے ساتھ ٹھیٹھ ہندی کے لفظ بھی لکھے ہیں اس کے علاوہ فارسی عربی سنسکرت کے الفاظ کا بھی بڑا ذخیرہ ہے۔ یہ لغت ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی۔ پریم چند کی ساری تخلیقات اس کے بعد کی ہیں لیکن بہت کم ایسے الفاظ ہیں جنھیں پریم چند نے برتا ہے اور وہ اس لغت میں درج ہونے سے رہ گئے۔ اس پائے کی ایک اور فرہنگ glossary wilson's، ۱۸۵۵ء میں شائع ہوئی اور پھر ۱۹۴۰ء میں دوبارہ شائع ہوئی۔ اس میں عربی، فارسی، اردو، ہندی، سنسکرت کے علاوہ بنگالی، مرہٹی، تلنگی، تامل، ملیالم کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ جارج کلفر ڈوبٹ ورتھ نے 'اینگلو انڈین ڈکشنری' کے نام سے ایک لغت لکھی جس میں ہندوستانی زبان کے وہ الفاظ اور اصطلاحات درج ہیں جو دفاتر خصوصاً مالگزاری اور زراعت میں مستعمل ہیں۔ نیز ہنود کی ذاتوں فرقوں رسوم وغیرہ کے نام بھی لکھے ہیں۔ یہ بھی ایک ضخیم لغت ہے۔ اصل الفاظ رومن میں لکھے ہیں

تشریح انگریزی زبان میں کی ہے۔ اسے ۱۸۸۵ء میں لندن سے شائع کیا گیا(۲)۔ ایک لغت 'تثلیث اللغات' کے نام سے تہہ جی لال اور پنڈت بنسی دھر کی اعانت سے مرتب ہوئی اور اسے نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر مما لک مغربی وشمالی کے حکم سے گورنمنٹ پریس نے ۱۸۷۰ء میں شائع کیا۔ پہلے اردو کا لفظ لکھا ہے پھر ہندی اور اس کے بعد انگریزی۔ متھرا پرشاد مصر نے سہ زبانی ڈکشنری لکھی جو انگریزی سے اردو اور ہندی میں ہے۔ چونکہ ہندی ایک محدود زبان ہے اور اس میں تمدنی لفظ بہت کم ہیں، ہندی لفظ جب نہیں ملتے تو غیر مانوس سنسکرت لفظ لکھ دیتے ہیں۔ یہ لغت ۱۸۶۵ء میں بنارس سے شائع ہوئی (۷)۔ یہی کام پریم چند نے اپنی ہندی تحریروں میں بھی کیا ہے۔ انشاء اللہ خان پہلے ہندی شخص ہیں جنہوں نے اردو زبان، اس کی لغت، محاورے اور صرف ونحو پر غور کیا۔ ان کی کتاب 'دریائے لطافت' لغت کی کتاب نہیں تاہم اس میں زبان کی لغت کا سامان موجود ہے۔

ہانسوی کی کتاب 'غرائب اللغات' کی خان آرزو نے تصحیح کی اور اس میں بہت سارے اضافے بھی کیے۔ تاہم اس دور میں علم وتہذیب کی زبان فارسی تھی اس لیے اس عہد کے مصنفین کے پیش نظر فارسی رہتی تھی اور ہانسوی نے بھی ایسا ہی کیا۔ 'دلیل ساطع' ہندی سنسکرت کے الفاظ کی لغت ہے۔ الفاظ کے معنی فارسی میں مختصر طور پر لکھے ہیں۔ 'نفائس اللغات' کی تالیف کا مقصد بھی 'غرائب اللغات' جیسا ہے۔ 'نفس اللغت' میں اردو لفظ کے معنی فارسی میں دیے گئے ہیں اور لغت نویس اس فن سے مطلق آگاہ نہیں۔ امام بخش صہبائی فارسی کے استاد تھے انھوں نے اردو کی صرف ونحو پر ایک مبسوط کتاب تالیف کی۔ اس زمانے کے دستور اور اپنے معمول کے خلاف اسے اردو میں لکھا۔ یہ لغت کی کتاب نہیں لیکن اردو لغت کے لیے معاون ضرور ہے۔ 'مخزن الفوائد' کے تالیف نگار کو محاورے، اصطلاح اور لفظ کے فرق میں تمیز نہیں (۸)۔

اردو لغت میں سب سے جامع 'فرہنگ آصفیہ' پر سب سے زیادہ تنقید قاضی عبدالودود نے کی ہے۔ ویسے بھی اس فرہنگ میں الفاظ کی تفصیل اتنی زیادہ ہے کہ کہانی بن جاتی ہے۔ اس طرح کی حرکات نے اس فرہنگ کو بہت دقیق، مشکل اور گنجلک بنا دیا ہے۔ سید احمد دہلوی پر ڈاکٹر فیلن کی صحبت کا اثر ہے کہ فحش الفاظ اور محاوروں کے جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ فارسی عربی کے بہت سے ایسے الفاظ جو اردو کی ادبی کتابوں میں استعمال ہوتے ہیں، چھوٹ گئے ہیں۔ 'امیر اللغات' میں رسم الخط کی پابندی ہے۔ ہر لفظ کی تذکیروتانیث اور جس زبان کا لفظ ہے اس کی علامت لکھ دی ہے۔ خال خال کسی لفظ کی اصل بھی بتائی ہے۔ ایک لفظ یا محاورے کے لیے کئی کئی شعر بلاضرورت نقل کیے گئے ہیں۔ 'نوراللغات' کے مولف نے ہر لفظ کے ساتھ اصل زبان کا اشارہ کر دیا ہے۔ اعراب بھی لگائے ہیں اور اکثر الفاظ کا تلفظ عبارت کے اندر بیان کر دیا ہے۔ محاورات غیر ضروری بھی درج کر دیے ہیں۔ عربی کے بے شمار الفاظ جو اردو میں مستعمل ہیں، بھی درج کر دیے ہیں۔ 'آصف اللغات' دراصل فارسی زبان کی لغت ہے۔ اردو کا تعلق اس سے صرف اتنا ہے کہ فارسی لفظ کا اردو مترادف لکھ دیا ہے۔ اول فارسی لفظ لکھا ہے۔ اس کی تشریح بھی فارسی میں کی گئی ہے۔ ایک اور بڑی لغت 'جامع اللغات' ہے۔ یہ صرف اردو زبان کی لغت نہیں بلکہ اردو، ہندی، سنسکرت، عربی اور فارسی کا آمیزہ ہے۔ زبانوں کے ایسے غیر

مانوس الفاظ لکھے ہیں جو مستعمل ہی نہیں (۹)۔ ہمارے ہاں لغت استعمال کرنا قاری کے لیے دشوار بنا دیا گیا ہے کہ وہ مترادف کون اور کہاں سے تلاش کرے۔ راقم نے کوشش کی ہے کہ ایک ہی معنی اور مترادف لکھ دیے جائیں اور پریم چند نے جیسا بیان کیا ہے اس کو بھی لکھا جائے۔ زبان میں کوئی لفظ متروک نہیں ہوتا اس لیے راقم نے بھی کسی لفظ کو متروک نہیں کہا ہے۔ فرہنگ، الفاظ کے معنی اور جائز حد تک مختصر تشریح یا وضاحت ہونا چاہیے۔ اسے ان سائیکلو پیڈیا نہیں بنایا جانا چاہیے۔ تاہم ان دونوں میں حد فاصل قائم کرنا دشوار ہے۔ اردو ایک وسیع زبان ہے اور اس میں نئے الفاظ اور خیالات کا داخل ہونا ناگزیر ہے۔ ہندی کے وہ الفاظ جو اب روزمرہ میں داخل ہو گئے ہیں، کو یہ کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ہندی کے الفاظ ہیں۔ لغت میں تلفظ ایک مسئلہ ہے تاہم اس کا تعلق لفظ کے مرادی معنی سے بھی ہے لیکن اس سے لغت طویل اور گنجلک ہو جاتی ہے۔ اس لیے صرف ضروری حد تک اس بات کا خیال رکھا گیا ہے۔ 'مثنوی میر حسن' اور 'باغ و بہار' جیسی معروف کتابوں کے سارے الفاظ کسی ایک لغت میں اکٹھے نہیں ملتے اور جدید لغات اور خصوصاً شخصی لغت کی ضرورت اسی لیے بڑھ جاتی ہے۔

پریم چند کی لغت بنیادی طور پر سہ لسانی لغت ہے۔ ہندی، سنسکرت اور اردو۔ فارسی، عربی، مقامی اور انگریزی الفاظ انہی تینوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ راقم نے پلیٹس کی طرح P اور H ٹائپ حروف استعمال کرنے کے بدلے ہ، ف، م، انگ وغیرہ استعمال کیے ہیں۔ اس لغت کا تعلق بھی خصوصاً پریم چند اور اس کی تخلیقات سے ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم برعظیم ہند و پاک کے رہنے والے اس علاقے کی قدیم زبان سنسکرت سے آگاہ ہوں۔ آج کل کی اردو میں سنسکرت کے الفاظ بہت تیزی سے سرایت کر رہے ہیں۔ ہندو اور مسلمان ایک ہزار سال سے اکٹھے رہتے چلے آ رہے ہیں، ہندو فارسی اور عربی سیکھتے رہے ہیں اور مسلمان ہندی اور سنسکرت۔ رسم الخط نے دونوں قوموں کو ایک دوسرے سے دور کر دیا ہے تاہم رسم الخط کے بغیر بھی یا اپنا رسم الخط اختیار کر کے کام چلایا جا سکتا ہے۔ لیکن الفاظ کی فہرست یا فرہنگ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ پریم چند اردو اور ہندی دونوں زبانوں کا بڑا تخلیق کار ہے۔ اس کی تخلیقات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہندی اور پریم چند کے مذہبی اور ثقافتی پس منظر کو جانا جائے۔ راقم نے پریم چند کے مطالعہ کے ذریعے اس کے ماحول، مذہب اور سماج کے مطالعہ کی بھی کوشش کی ہے۔ لغت نویسی میں تشریح نگاری کی بڑی اہمیت ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ لفظ کی تشریح اس کے مرادی معنی کے لحاظ سے کی جائے۔ لیکن مکھی پر مکھی نہ ماری جائے کہ اس کا رواج تو انگریزی لغت نویسی میں ہے جیسے کہ heart کی تشریح دی گئی ہے کہ یہ ایک عضو ہے جو انسانی سینے کے بائیں جانب واقع ہے، اس کے چار خانے ہوتے ہیں، یہ جسم کو صاف خون مہیا کرتا ہے لیکن ہماری لغات میں اس کا مترادف قلب، جی وغیرہ دیا گیا ہے۔ پرانی رائج لغات سے ہو بہو معنی لے لینا بھی صحت مند رجحان نہیں ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ تشریح مرادی معنی کو سامنے رکھ کر کی جائے۔

اردو لغت نویسی کی روایت اور اردو زبان میں محاورات کا بکثرت استعمال ہمیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ ہماری لغات

میں محاوروں اور کہاوتوں کی تعداد زیادہ ہو لیکن اس قدر نہیں کہ ہر استعمال اور ہر صرف کو ہم محاورہ تصور کریں۔ کراچی کی 'اردو لغت' پر جو اعتراضات کی بھرمار ہو رہی ہے ان میں ایک سبب یہ بے احتیاطی بھی ہے۔ راقم نے پریم چند کی تخلیقات سے سارے محاورات اس لیے لیے ہیں کہ وہ محاورات کم استعمال کرتا ہے۔ لغت میں املا کا مسئلہ حل طلب ہے کہ جدید ہو یا روایتی تاہم راقم نے جدید اور قدیم دونوں اختیار کیے ہیں۔ تلفظ ایک بڑا مسئلہ ہے اور خصوصاً ہندی اور سنسکرت الفاظ کا تلفظ حل طلب ہے۔ راقم نے اس سلسلہ میں لغات کا روایتی طریقہ استعمال نہیں کیا اور تلفظ کو قاری پر چھوڑ دیا ہے۔ لغت کی جان معنی کا تعین ہے اور اس کے حل کے لیے مرادی معنی کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا خیال رکھا گیا ہے۔ اردو لغات کا سب سے کمزور حصہ علم صرف و اشتقاق رہا ہے۔ ہم تاریخی لسانیات کا علم نہیں رکھتے اور راقم بھی اس علم سے واقف نہیں ہوں۔ اردو لغت نگاروں نے اس باب میں ع، ف، ت، س، ا، ن، گ سے صرف ماخذ کی نشاندہی کر دی ہے لیکن اس سے آگے نہ بڑھ سکے۔ ان لغت نگاروں نے اردو کے تمام غیر عربی و فارسی الفاظ کو ہندی بتایا ہے جیسے کہ وہ اردو کے نہ ہوں۔ حالانکہ اردو بنیادی طور پر ہند آریائی زبان ہے اور جس طرح ہندی کا لغت نگار ہندی کے الفاظ کے آگے ہندی نہیں لکھتا اسی طرح اردو لغت میں بھی جو لفظ ٹھیٹھ اردو کے ہیں ان کا اتا پتا دینے کی راقم نے بھی چنداں ضرورت نہیں سمجھی۔ مولوی عبدالحق نے 'لغت کبیر' میں سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ اردو املا میں درج کیے ہیں، راقم نے بھی ایسا ہی کیا ہے البتہ ان زبانوں کے الفاظ کے تلفظ اور معنی وہی دیے ہیں جو اردو میں مستند ہو چکے ہیں(۱۰)۔

ا۔۲۔ طریقہ تدوین فرہنگ/طریق اندراج/مخففات/کلید اشارات:

طریقہ تدوین فرہنگ: ہر لفظ، الفاظ/ترکیب کے ساتھ صفحہ نمبر لکھا گیا ہے نیز وہ جملہ بھی دیا گیا ہے جس میں یہ لفظ یا الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ الفاظ کے وہی معنی دیے گئے ہیں جن معنوں میں وہ متن میں آئے ہیں۔ ہر لفظ کے سب معنی لکھنے کا التزام بہت کم کیا گیا ہے تا کہ قاری گمراہ نہ ہو اور کسی پیچیدگی میں پڑے بغیر مطلب تک پہنچ جائے۔ ویسے بھی لفظ کی مکمل تشریح مکمل لغت میں کی جاتی ہے۔ مثلاً

ہم پاٹھی (ک 8، ص ۲۷۰):ہ: ہم جماعت، ساتھ پڑھنے والا، کلاس فیلو (ہ ال)

اس نے اپنے کئی مند بدھی ہم پاٹھیوں کو وکالت یا دوسرے ہیگوں میں دھن کے ڈھیر لگاتے دیکھا۔

سب سے پہلے لفظ یا الفاظ لکھے ہیں اور پوری فرہنگ میں ایک ہی جیسا طریقہ کار استعمال کیا ہے۔ اس کے بعد قوسین میں اس لفظ کی یہ وضاحت کی ہے کہ یہ کلیات کی کون سی جلد سے لیا گیا ہے۔ کلیات کو صرف مخفف 'ک' سے واضح کر دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ جلد نمبر انگریزی میں رقم کر دیے ہیں۔ اس کے بعد سکتہ (،) اور پھر کلیات کی جلد کا صفحہ نمبر۔ یہ معلومات قوسین کے اندر درج کر دی گئی ہیں۔ دو رابطے (:) استعمال کیے ہیں اور ان دو کے درمیان اس زبان کا صرف مخفف درج کیا ہے جس زبان

کا یہ لفظ ہے۔ اگر مثل ہے تو رابطوں کے درمیان مثل لکھ دیا گیا ہے یا محاورہ۔ اس کے بعد وہ معنی درج کیے ہیں جو اس لفظ کے ہو سکتے ہیں۔ اس کے لیے بعض اوقات ایک سے زیادہ لغات بھی استعمال کی ہیں اور ان دونوں کا اندراج کر دیا گیا ہے تاہم معانی کو گنجلک ہونے سے بچانے کے لیے زیادہ تر ایک ہی لغت پر اکتفا کیا گیا ہے۔ یہ معنی درج کرنے کے بعد واوین میں اس لغت کا نام لکھ دیا ہے جس سے یہ معنی یا تشریح لی گئی ہے۔ اس کے آگے وہ جملہ لکھ دیا ہے جس میں یہ لفظ یا الفاظ پریم چند نے استعمال کیے ہیں۔ بذیل مخففات کو استعمال کیا گیا ہے۔

ا: اردو

ت: ترکی الاصل

ع: عربی

ف: فارسی

س: سنسکرت

ہ: ہندی

مقامی: مقامی

ف آ: فرہنگ آصفیہ

ن ل: نور اللغات

ال: اردو لغت (تاریخی اصول پر)

ف ام: فرہنگ اردو محاورات

ہ ال: ہندی اردو لغت

پلیٹس: A dictionary of Urdu classical Hindi and English

پ چ: پریم چند

م گ: مدن گوپال

ف ف آ: فرہنگ فسانۂ آزاد

ف ع: فرہنگ عامرہ

ف ت: فرہنگ تلفظ

و پ: وکی پیڈیا

دم: دائرہ معارف

م: مرادی

م ا: مطالب اقبال

پ: پراکرت

ق ال: قومی اردو انگریزی لغت

س ال: سنسکرت اردو لغت

ب ڈ: An oriental Biographical dictionary

ک ا: کلیاتِ اقبال اردو

ل پ: Lonely Planet

ا۔۳۔ فرہنگ پریم چند کی ضرورت:

بول چال کی ہندی اور اردو قریب قریب یکساں ہیں۔ ہندی کے ان الفاظ کی تعداد جو عام کتابوں اور اخباروں میں مروج ہیں اور کبھی کبھی پنڈتوں کی تقریروں میں بھی آ جاتے ہیں، دو ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ علیٰ ہذا فارسی کے عام الفاظ بھی اس سے زیادہ نہ ہوں گے۔ کیا اردو کے موجودہ لغت میں دو ہزار الفاظ کا اضافہ نہیں کیا جا سکتا اور اس طرح ہم مشترک لغت کی تدوین نہیں کر سکتے [پریم چند]

پریم چند کی ساری زندگی آدرش واد کے سہارے گزر گئی۔ وہ ہندوستانی سماج کو اپنی آنکھ سے دیکھتے اور اس کی اصلاح کے لیے چار دہائیوں تک لکھتے رہے۔ وہ اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے لیکھک تھے اور دونوں زبانوں کے بولنے والے ان کو ان کا مقام نہ دے سکے۔ انھیں اپنی زندگی میں اس اجنبیت کا سامنا رہا۔ ہندو جنتا ان کے سیکولر رویے کی شاکی رہی۔ ہندوستان کے لیے ایک ایسی زبان ان کا آدرش تھا جو تمام ہندوستانی سمجھ سکیں۔ اس کے لیے انھوں نے شعوری کوششیں کیں۔ اپنی اردو تحریروں میں ہندی اور سنسکرت کے الفاظ اور ہندی کی تحریروں میں فارسی اور عربی کے الفاظ اس طرح داخل کیے کہ دونوں زبانوں کے بولنے والے اس سے تنگ نہ ہوں اور آسانی سے سمجھ سکیں۔ مدن گوپال نے ان کی ہندی تحریروں کو اردو رسم الخط کے ساتھ شائع کیا ہے۔ مثلاً ٹالسٹائی کی کہانیاں، مہاتما شیخ سعدی، سکھ داس، رام تیرتھ چا، درگا داس وغیرہ۔

اگر کسی ایک پیراگراف کا مطالعہ کیا جائے تو حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ پریم چند ہندی میں اردو کے تجربات کر رہے ہیں۔ جیسے 'درگا داس' سے یہ ایک پیراگراف 'خدا بخش نے ناتھو کو جیتا دیکھ کر ایشور کو دھنواد دیا اور گھاؤ دھو کر پٹی باندھی پھر بولا، بھائی مجھ سے ڈرو مت، میں وہ مسلمان نہیں جو کسی کا برا چیتوں۔ آخر ایک دن خدا کو منہ دکھانا ہے۔ میرے لائق جو کام ہو وہ بتاؤ۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ ناتھو بڑا پرسن ہوا۔ ماں جی کی لوتھ ایک کوٹھر میں رکھ کر پھر دونوں نے مہا سنگھ کو کوئیں سے

نکالا۔ باہر کی وایو لگنے سے دھیرے دھیرے مہا سنگھ بھی چیتنیہ ہو گیا'۔ اسی طرح اگر ایک پیراگراف اردو سے لیا جائے اور پھر ان دونوں کا تقابل کیا جائے تو پریم چند کے اس آدرش کا اندازہ ہو سکتا ہے جو وہ اردو ہندی کے بارے میں رکھتے تھے۔ ان کا افسانہ 'روئے سیاہ' سے اقتباس ہے کہ 'انھوں نے عہد کیا تھا کہ منہ کی یہ سیاہی بارانِ رحمت سے دھلے گی اور ویسا ہی ہوا۔ کیوں کہ استقلال تھا، روحانی طاقت تھی اور ایشور کی دست گیری کا یقین تھا۔ ملک کو اس سے پہلے کبھی اتنی خوشی اتنا اطمینان اور اتنی فراغت نصیب نہ ہوئی تھی'۔ ایشور، دھنواد، گھاؤ، چیتنا، پرسن، لوتھ، کوٹھر، کوئیں، وایو، چیتنیہ ہندی کے الفاظ ہیں تاہم وایو اور چیتنیہ کے علاوہ سب اب عام فہم ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پریم چند نے ہندی میں فارسی یا عربی کے الفاظ کم سے کم استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔

پریم چند کے فکروفن پر بیسیوں مقالات لکھے جا چکے ہیں، اگرچہ ہندوستان میں زیادہ اور پاکستان میں کم۔ حالانکہ پریم چند نے اردو میں زیادہ اور ہندی میں کم لکھا اس کے باوجود ان پر ہندی میں زیادہ اور اردو میں کام کم ہوا ہے۔ ان مقالات میں ان کی حیات، فکروفن اور اسلوب پر کام ہوا ہے۔ نیز ان کی تخلیقات کے لسانی اور ساختیاتی مطالعے ہوئے ہیں۔ راقم نے پریم چند پر ایک نئے انداز سے کام کرنے کا فیصلہ کیا جو آسان فہم بھی ہے اور جس کے ذریعے سے پریم چند کی شخصیت تحریر اور تخلیقات تینوں کو پرکھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ یہ پریم چند کی لفظیات کا مطالعہ ہے۔ پریم چند نے عربی، فارسی اور اردو پڑھی لیکن ہندی سیکھی اور وہ بھی معاش کے لیے۔ ۱۹۱۴ء کے بعد ہندی میں لکھنا شروع کیا۔ تاہم انھوں نے شروع ہی سے ہندی اور سنسکرت کے الفاظ کو اپنی تحریروں کا جزو بنایا۔ اگر پریم چند کی تخلیقات میں اردو ہندی کا تناسب تلاش کیا جائے تو یہ نوے اور دس فی صد نظر آتا ہے۔ انھوں نے تحریروں میں ہندی کا اضافہ بتدریج نہیں کیا بلکہ شروع سے آخر تک ایک ہی تناسب نظر آتا ہے۔ پریم چند نے حالات اور موقع محل کے مطابق ان ہندی الفاظ کو کمال مہارت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اردو میں شعراء کی لغات پر کام زیادہ ہوا ہے۔ محققین نے ان لغات میں وہ تمام الفاظ بھی شامل کر دیے ہیں جو عام فہم ہیں اور جن کے لیے کسی بڑی لغت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ راقم نے پریم چند کی تحریروں سے ان الفاظ کو فرہنگ کا حصہ بنایا ہے جس کے لیے قاری کو حقیقتاً لغت کی ضرورت محسوس ہوگی۔

ہماری فرقہ وارانہ فضا میں پریم چند کی عظمت عشروں تعصب کی نذر رہی۔ ان کا یہی اپرادھ بہت بڑا تھا کہ انھوں نے اردو کے خلاف دو تین مضامین لکھ دیے۔ حالانکہ وہ مضامین بھی اردو کے خلاف نہیں اردو بولنے یا لکھنے والوں کے خلاف ہو سکتے ہیں۔ یہی حال ہندی والوں کا ہے جن کے نزدیک وہ ساری زندگی اردو کی خدمت کرتا رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک سچا قوم پرست ہندوستانی تھا۔ قومیت اس کے رگ و پے میں تھی اور وہ تمام عمر اسی کے گیت گاتا رہا۔ اس کی تمام تحریروں میں وطنیت کا عکس جھلکتا ہے۔ وہ ایک کھلی کتاب تھا اور اس کی تحریروں اور لفظوں کا مطالعہ ایک ایسے فنکار کا مطالعہ ہے جو انسان اور انسانیت سے پیار کرتا تھا۔ جو ہندو مسلم ایکتا کا پرجوش مبلغ تھا۔ اس کے نظریات سے اختلاف ممکن ہے لیکن اس کے کیے گئے کام سے اختلاف ممکن نہیں۔ اس کا مطالعہ ہندی سماج، ہندو دیومالا اور ہندی تہذیب کا مطالعہ ہے۔ یہ اس زبان کا مطالعہ ہے جو لوگوں کے دلوں میں ہے اور رسم الخط کے بغیر کروڑوں

لوگ بولتے اور سمجھتے ہیں۔ آج کے ہندوستان میں اس کو جو نام دیا جائے لیکن یہ وہی زبان ہے جس سے ہندو مسلمان دونوں محبت کرتے ہیں۔ اس طرح حقیقت میں پریم چند کی فرہنگ اس زبان کی فرہنگ ہے جو سرحد کے اس پار اور یہاں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور اگر اس میں انگریزی کے الفاظ شامل ہو سکتے ہیں تو اس میں ہمسائے کی زبان کے الفاظ بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

پریم چند کی تحریروں کی فرہنگ کی تیاری اس حد تک اس روایت کی پیروی ہے جس کے تحت مختلف تخلیق کاروں کی لغات جامعات کی سطح پر تیار کروائی جاتی ہیں۔ راقم نے اس فرہنگ کے ذریعے پریم چند کے ہندی فارسی اور عربی الفاظ کو یکجا کر دیا ہے جو ادق ہیں اور پریم چند کو سمجھنے کے لیے جن کی تشریح ضروری ہے۔ پریم چند کے کچھ الفاظ اس کے ناولوں، افسانوں اور بقیہ تحریروں میں بار بار آتے ہیں جو ایک پس منظر رکھتے ہیں اور ان کا پس منظر اور پریم چند کا ایک ہی ہے۔ پریم چند کی تحریروں میں تشریح طلب الفاظ کی تعداد آٹھ ہزار سے زیادہ بنتی تھی تاہم میں نے ایسے الفاظ کو قلم زد کیا ہے جو عام فہم ہیں۔ وقت قیامت کی چال چل رہا ہے اور لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ اگر پریم چند کو پڑھ رہے ہیں تو اس کے کسی ایک لفظ کو دیکھنے کے لیے اردو لغت کی بائیس جلدیں کھنگال ڈالیں۔ بڑی لغات تک رسائی اگرچہ اب انٹرنیٹ نے آسان کر دی ہے تاہم یہ ہمارا فرض کہ ہم آنے والے دور کے محقق کے لیے آسانیاں چھوڑ کر جائیں۔ راقم نے قاری کی اس مشکل کو پریم چند کی اس فرہنگ کی تیاری کے ذریعے سے حل کیا ہے۔ بالا بحث کے بعد میں پریم چند کی فرہنگ کے جواز میں بذیل دلائل پیش کرتا ہوں۔

۱۔ پریم چند کی تحریروں کی فرہنگ نویسی کا کام ہندو پاک کی جامعات میں نہیں ہوا اور اس کی ضرورت اسی طرح ہے جس طرح علامہ اقبال یا فیض احمد فیض کی فرہنگ کی تھی۔

۲۔ اس سلسلے میں مروجہ لغات کو سامنے رکھ کر یہ دیکھنا کہ ان میں کیا خامیاں ہیں اور ان کو نہ دہرانا مثلاً لغات میں کسی لفظ کا مرادی معنی نہیں دیا جاتا۔ پریم چند کی فرہنگ میں یہ تجربہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ الفاظ کے مرادی معنی کی زیادہ ضرورت شاعری میں پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ عام لغات میں ایک لفظ کے اتنے مترادفات دے دیے جاتے ہیں کہ قاری کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ کون سا مطلب درست ہے۔ پریم چند کی فرہنگ میں ایک لفظ کا ایک ہی معنی یا مستعمل معنی دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ پریم چند کی فرہنگ ایک تہذیب کی فرہنگ ہے۔ اس کے الفاظ ایک تہذیبی پس منظر رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی ان الفاظ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔۴۔ پریم چند کے ناولوں کا تعارف:

پریم چند کے مطابق انھوں نے ۱۹۰۱ء میں لکھنا شروع کیا۔ پہلا ناول ۱۹۰۲ء اور دوسرا ۱۹۰۴ء میں لکھا۔ اس طرح کتابی صورت میں شائع ہونے والے ان کے ابتدائی ناول 'ہم خرما و ہم ثواب' اور 'کشنا' ہیں لیکن چونکہ پہلے ایڈیشن کے بعد یہ ناول دوبارہ شائع نہیں ہوئے۔ اس لیے اب تقریباً ناپید ہیں۔ قمر رئیس کے مطابق پریم چند کا پہلا ناول 'اسرارِ معابد' تھا جو مکمل نہ ہو سکا۔ یہ ناول

بنارس کے ایک ہفتہ وار اخبار 'آوازِ خلق' میں اکتوبر ۱۹۰۳ء سے فروری ۱۹۰۵ء تک شائع ہوا۔ اس کے مصنف کا نام دھنپت راے عرف نواب راے الہ آبادی تھا، یہ ادھورا ناول سرشار کے ناول 'فسانۂ آزاد' کے طرز پر لکھا گیا۔ 'زمانہ' کے مطابق 'کشنا' پریم چند کا پہلا ناول تسلیم کیا جاتا ہے لیکن شواہد کے مطابق یہ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا۔ جبکہ 'ہم خرما و ہم ثواب' ۱۹۰۶ء کے اواخر سے پہلے شائع ہو گیا تھا۔ اس کا ہندی ترجمہ 'پریما' کے نام سے ۱۹۰۷ء میں انڈین پریس الہ آباد سے شائع ہوا(۱۱)۔ یہ ناول کمزور سہی لیکن اس میں پریم چند کی زندگی کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ اس زمانہ میں انھوں نے ایک لڑکی سے محبت کی جس کا اعتراف آخری عمر میں اپنی بچی کے روبرو کیا ہے۔ وہ اس لڑکی سے شادی کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو ایک بیوہ سے شادی کر لی۔ اسی لیے پریم چند کو ہمیشہ اس ناول سے وابستگی رہی۔ شاید اسی جذباتی تعلق کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے اس ناول کو اصلاح و ترمیم کر کے مختلف زمانوں میں چار مختلف ناموں سے شائع کروایا۔ قمر رئیس کے مطابق اردو میں یہی ناول بعد میں 'بیوہ' کے نام سے شائع ہوا۔ 'بیوہ' میں کردار وہی ہیں۔ 'زمانہ' کے مطابق 'جلوۂ ایثار' ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا۔ پریم چند نے لکھا ہے کہ ۱۹۱۲ء میں 'جلوۂ ایثار لکھا' (۱۲)۔

اردو میں 'جلوۂ ایثار' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۱۲ء میں الہ آباد سے شائع ہوا۔ اس ناول کے سماجی مقاصد کا ایک پہلو بے جوڑ شادیاں ہیں۔ 'بازارِ حسن' اور 'گوشۂ عافیت' کو قمر رئیس نے دوسرے دور کا ناول قرار دیا ہے۔ 'بازارِ حسن' ۱۹۱۷ء میں مکمل ہوا۔ 'زمانہ' کے مطابق 'بازارِ حسن' اردو میں لکھا گیا لیکن ہندی میں 'سیوا سدن' کے نام سے دسمبر ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا۔ پریم چند نے نظر ثانی کے بعد دوبارہ اردو مسودہ تیار کر کے اسے دارالاشاعت پنجاب لاہور سے دو جلدوں میں ۱۹۲۱ء میں شائع کیا۔ ہندی ایجنسی نے پریم چند کو یک مشت چار سو روپے پیش کیے۔ اتنا معاوضہ ابھی تک انھیں کسی کتاب پر نہ ملا تھا۔ کچھ اس کشش نے اور کچھ اس غیر معمولی شہرت نے جو اس ناول کی اشاعت سے ہندی داں حلقہ میں پریم چند کو ملی، انھیں ہندی میں لکھنے کی طرف متوجہ کیا۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ اس زمانے میں سرکاری ملازمت کی زنجیروں سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔ اس کے بعد قلم ہی کو آمدنی کا ذریعہ بنانا تھا اور اس کا میدان اردو کی بہ نسبت ہندی میں زیادہ وسیع تھا چنانچہ جب یہ ناول ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا تو اسی پبلشر نے ان کے دوسرے ناول 'گوشۂ عافیت' کی اشاعت کے لیے تین ہزار روپے بطور معاوضہ پیش کیے۔ اس طرح پریم چند کا اردو سے ہندی کی طرف جھکاؤ بنیادی طور پر ایک معاشی مسئلہ تھا۔ پریم چند کا ناول 'گوشۂ عافیت' تک بھگ سوا سات سو صفحات کا طویل ناول ہے جو اردو میں لکھا گیا لیکن ہندی میں 'پریم آشرم' کے نام سے ۱۹۲۲ء میں شائع ہو گیا تھا۔ اردو میں اس کی اشاعت ۱۹۲۹ء کے لگ بھگ ممکن ہو سکی۔ پریم چند نے اس ناول میں ہندوستان کے محنت کش طبقے کی زندگی اور مسائل کو موضوع بنایا۔ یہ ناول انھوں نے اپنی ملازمت کے دوران لکھا۔ اسی لیے اس میں سیاسی ہنگامہ آرائیاں واضح نظر نہیں آتیں (۱۳)۔ ہندی اور اردو میں 'نرملا' ایک ہی نام سے چھپا تاہم ہندی میں جنوری ۱۹۲۷ء اور اردو میں ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ 'نرملا' ایک معاشرتی اور سماجی ناول ہے۔ پریم چند نے اس ناول میں بھی مذہبی جہالت پر چوٹ کی ہے۔ پریم چند کا ناول 'غبن' بھی ایک سماجی اور معاشرتی ناول ہے جو بنیادی

طور پر زیورات کی ٹریجڈی ہے۔ یہ اردو اور ہندی دونوں میں ایک ہی نام سے شائع ہوا تاہم پہلے ہندی میں (مارچ ۱۹۳۱ء) اور پھر اردو میں (دو جلدوں میں ۱۹۳۳ء) شائع ہوا (۱۴)۔ اس ناول کا موضوع بھی متوسط طبقہ ہے۔ پریم چند نے اس دور کے معاشرتی اور سیاسی مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مثلاً بڑھاپے کی شادی، جائیداد سے ہندو عورت کی محرومی، عصمت فروشی، رشوت ستانی اور پولیس کے مظالم، سودیشی تحریک اور ستیہ گرہ جیسی تحریکوں پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔

'چوگان ہستی' اردو میں لکھا گیا۔ یہ سب سے طویل ناول تھا۔ ہندی اور اردو میں دو دو جلدوں میں شائع ہوا ہندی میں ۱۹۲۴ء اور اردو میں 'چوگان ہستی' کے نام سے ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا۔ ہندی میں اس کا نام 'رنگ بھومی' رکھا گیا۔ 'زمانہ' کے مطابق یہ ستمبر اکتوبر ۱۹۲۸ء میں دارالاشاعت پنجاب کی طرف سے شائع ہوا۔ ایک ہزار صفحات کا یہ ناول پریم چند کی صحت اور فراغت کے دور کی یادگار ہے۔ اس ناول میں پریم چند کا آدرش واد پھر لوٹ آیا ہے۔ سورداس، جانہوی اور صوفیہ کے کردار اس مثالیت کے آئینہ دار ہیں۔ اس ناول میں گاندھی واد بھی کھل کر سامنے آیا ہے۔ سورداس مہاتما گاندھی کے عقائد کا ترجمان ہے۔ سورداس کا کردار پریم چند کا آئیڈیل کردار ہے۔ صوفیہ کے کردار کو پریم چند نے خود تسلیم کیا ہے کہ انھوں نے یہ کردار مسز اینی بیسنٹ سے لیا ہے (۱۵)۔ یہ کردار عجیب بھی ہے اور توانا بھی۔ پریم چند نے 'چوگان ہستی' کے چار سال بعد ۱۹۲۸ء میں ناول 'پردۂ مجاز' لکھا۔ ہندی میں 'کایا کلپ' کے نام سے اسے سرسوتی پریس بنارس سے اور اردو میں لاجپت رائے اینڈ سنز سے ۱۹۳۱ء میں شائع کیا گیا۔ پلاٹ کی پیچیدگی نے اس ناول کو ایک گورکھ دھندہ بنا دیا ہے اس ناول میں بھی پریم چند نے معاشرتی مسائل مثلاً ہندو مسلم اتحاد اور مسئلہ ازدواج پر روشنی ڈالی ہے۔ پیچیدگیوں کے باوجود یہ ناول پریم چند کے اسلوب اور فن کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔

پریم چند نے ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء کے درمیان ایک اور ضخیم ناول لکھا جو ۱۹۳۲ء میں سرسوتی پریس سے شائع ہوا۔ اس کا نام 'میدان عمل' تھا۔ اس ناول میں پریم چند آدرش وادی نہیں۔ اس ناول کا ہر کردار سمجھوتا کر رہا ہے: امر کانت سکھدا سے، سلیم سکینہ سے، سکینہ حالات سے اور لوگ حالات کے جبر سے۔ اس عہد کی کانگرس کی سیاست اور متوسط طبقہ کے طرز فکر کا عکاس اس ناول کو کہا جا سکتا ہے۔ اسے گاندھی ارون معاہدہ کا اثر بھی کہا جا سکتا ہے۔ تاہم سکھدا کا تبدیل ہونا، سکینہ کا پردے سے نکل کر میدان عمل میں آنا، سلیم کا اتنی اچھی نوکری کو لات مارنا، سب کرداروں کا ایک جگہ جیل میں بند ہونا اور ملنا سب مصنوعی لگتا ہے (۱۶)۔ پریم چند کا آخری اردو ناول جو انھوں نے 'میدان عمل' کے بعد ۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۵ء میں لکھا، 'گئودان' ہے۔ اس ناول کے کردار واضح طور پر طبقات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہوری اور دھنیا کسانوں کے، داتا دین، جھنگری سنگھ اور منگرو ساہ مذہبی پیشواؤں اور ساہوکاروں کی، رائے اَمر پال سنگھ زمینداروں کے، کھنہ سرمایہ داروں کے، مہتا اور مرزا خورشید نیز اونکار ناتھ متوسط طبقہ کے دانشوروں اور قومی راہنماؤں کے نمائندے ہیں۔ ناول کا محور ہوری ہے جو کہ کسان ہے اس کی موت پر ناول کا اختتام کر کے پریم چند نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انھیں سمجھوتا پر اعتقاد نہیں رہا تھا۔ سرمایہ داری، زمینداری، مغربی تہذیب، گھر اور سماج میں عورت

کی حیثیت اور دائرۂ عمل جیسے موضوعات پر مسٹر مہتا پریم چند کی زبان سے بولتے ہیں۔ اس ناول میں پریم چند نے عورت کے سماج میں مرتبے پر کھل کر اظہارِ خیال کیا ہے۔ وہ عورت کے گھر سے باہر کے کردار سے مطمئن نہیں۔ ان کے نزدیک اس کی زندگی کا محور گرہستی ہے لیکن خدمت اور قربانی کا تقاضا وہ عورت ہی سے کرتے ہیں یہ تصور پرستانہ اندازِ فکر ہے۔ جب مالتی مسٹر مہتا کے آدرش میں ڈھل جاتی ہے تو وہ اس سے شادی کی درخواست کرتا ہے لیکن مالتی یہ کہہ کر شادی سے انکار کر دیتی ہے کہ اس طرح ہم روحانی ارتقاء کی اعلیٰ منزلیں طے نہیں کر سکتے۔ اس طرح پریم چند مالتی کی شخصیت کو پڑھی لکھی عورت کی شخصیت کو مرد کی شخصیت میں ضم کر کے فنا نہیں کرنا چاہتے۔ یہ مثالی محبت جو مالتی اور مہتا، ونے اور صوفیا، چکردھر اور منورما، سکینہ اور امر کانت، منی اور امر کانت کی صورت میں دکھانا چاہتے ہیں وہ خود اختیار نہ کر سکے۔ لیکن اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ عورت کو مرد کی طرح آزاد اور خود مختار دیکھنا چاہتے ہیں۔ تاہم وہ اسے اقدار کا پابند بھی بنانا چاہتے ہیں۔ پریم چند کا آخری ناول 'منگل سوتر' ہندی میں تھا اور پہلے ناول 'اسرار معابد' کی طرح نامکمل۔ اس ناول کو مدن گوپال نے 'کلیات پریم چند 8' میں شامل کیا ہے۔ اس ناول کو پریم چند نے اپنی زندگی کے آخری ہفتوں میں لکھا۔

مدن گوپال نے پریم چند کے اردو اور ہندی ناولوں کی سن وار فہرست دی ہے جس کے مطابق 'اسرار معابد' اکتوبر ۱۹۰۳ء میں آوازِ خلق بنارس سے، 'ہم خرما و ہم ثواب' ۱۹۰۷ء کو منشی نول کشور لکھنو سے، 'جلوۂ ایثار' ۱۹۱۲ء انڈین پریس الہ آباد، 'بازارِ حسن' ۱۹۱۸ء دار الاشاعت لاہور، 'گوشۂ عافیت' ۱۹۲۸ء دار الاشاعت لاہور، 'چوگان ہستی' ۱۹۲۷ء لاجپت رائے اینڈ سنز لاہور، 'پردۂ مجاز' ۱۹۲۳ء لاجپت رائے اینڈ سنز لاہور، 'نرملا' ۱۹۲۹ء گیلانی پریس لاہور، 'بیوہ' ۱۹۳۲ء مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی، 'غبن' ۱۹۳۲ء لاجپت رائے اینڈ سنز لاہور، 'میدانِ عمل' ۱۹۳۴ء مکتبہ جامعہ نئی دہلی اور 'گئو دان' ۱۹۳۹ء مکتبہ جامعہ نئی دہلی سے شائع ہوئے۔ جبکہ ہندی ناول 'پریما' ۱۹۰۷ء انڈین پریس الہ آباد، 'وردان' ۱۹۲۰ء گرنتھ بھنڈار بمبئی، 'سیوا سدن' ۱۹۱۸ء ہندی پستک ایجنسی کلکتہ، 'پریم آشرم' ۱۹۲۲ء ہندی پستک ایجنسی کلکتہ، 'رنگ بھومی' ۱۹۲۵ء گنگا پستک مالا لکھنو، 'کایا کلپ' ۱۹۲۶ء سرسوتی پریس بنارس، 'نرملا' ۱۹۲۷ء چاند پریس الہ آباد، 'پرتگیا' ۱۹۲۹ء سرسوتی پریس بنارس، 'غبن' ۱۹۳۱ء سرسوتی پریس بنارس، 'کرم بھومی' ۱۹۳۳ء سرسوتی پریس بنارس، 'گئو دان' ۱۹۳۶ء سرسوتی پریس بنارس اور 'منگل سوتر' ۱۹۴۸ء کو ہنس پرکاشن الہ آباد سے شائع ہوا(۱۷)۔

۱۔۵۔ پریم چند: افسانوں کی تفصیل اور افسانوی مجموعے:

پروفیسر قمر رئیس نے پریم چند کے افسانوں کی تفصیل اور افسانوی مجموعے تاریخی ترتیب سے بیان کیے ہیں جبکہ ڈاکٹر انوار احمد نے افسانوں کے نام بھی لکھے ہیں جو بذیل ہیں۔

افسانوی مجموعہ	افسانوں کی تعداد اور نام	اشاعت
سوزِ وطن	۵ (دنیا کا سب سے انمول رتن، شیخ مخمور، یہی میرا وطن ہے، صلہ، ماتم، عشقِ دنیا اور حب وطن)	۱۹۰۸ء
پریم پچیسی (اول)	۱۲ (ماتا، وکرما دت کا تیغہ، بڑے گھر کی بیٹی، رانی سارندھا، راج ہٹ، راجا ہردول، نمک کا داروغہ، عالم بے عمل، گناہ کا اگن کنڈ، بے غرض محسن، آہ بے کس، آلھا)	۱۹۱۵ء
پریم پچیسی (دوم)	۱۳ (خون سفید، صرف ایک آواز، اندھیر، با نکا زمیندار، تریا چرتر، امرت، شکاری راجکمار، کرموں کا پھل، مناون، مرہم، اماوس کی رات، غیرت کی کٹار، منزل مقصود)	۱۹۱۸ء
پریم بتیسی (اول)	۱۵ (سر پر غرور، راجپوت کی بیٹی، نگاہ ناز، بیٹی کا دھن، دھوکہ، پچھتاوا، شعلہ حسن، انا تھ لڑکی، پنچایت، سوت، بانک سحر، مرض مبارک، قربانی، دفتری، دو بھائی)	۱۹۲۰ء
پریم بتیسی (دوم)	۱۶ (بازیافت، بوڑھی کاکی، بینک کا دیوالہ، زنجیر ہوس، سوتیلی ماں، مشعل ہدایت، خنجر وفا، خواب پریشاں، راجہ ذمت، رنج اکبر، آتما رام، ایمان کا فیصلہ، فتح، درگا مندر، خون حرمت، اصلاح)	۱۹۲۰ء
خاکِ پروانہ	۱۶ (خاک پروانہ، ناداں دوست، نغمہ روح، ستیہ گرہ، مزارِ آتشیں، بڑے بابو، عجیب ہولی، دعوت، فکر دنیا، خودی، مستعار گھڑی، تالیف، کپتان، ملاپ، علیحدگی تحریک)	۱۹۲۸ء
خواب و خیال	۱۴ (نخل امید، نوک جھونک، موٹھ، شدھی، شطرنج کی بازی، عبرت، شکست کی فتح، دستِ غیب، دعوت شیراز، مایہ، تفریح، فلسفی کی محبت، خودی، لال فیتہ، بتی (خودی خاک پروانہ میں بھی شامل ہے)	۱۹۲۸ء
فردوسِ خیال	۱۱ (توبہ، علمو مریدی، نیک بختی کے تازیانے، راہ نجات، ڈگری کے روپے، نزول برق، بھاڑے کا ٹٹو، بھوت، لیلیٰ، سوا سیر گیہوں، تہذیب کا راز)۔ ڈاکٹر انوار نے بارہ افسانوں کے نام لکھے ہیں۔	۱۹۲۹ء
پریم چالیسی (اول)	۲۰ (منتر، کشمکش، خانہ برباد، کفارہ، تر سول، بجلی، داروغہ کی سرگزشت، استعفیٰ، انتقام، انسان کا مقدس فرض، مقدر، رام لیلا، دیداری، چوری، الزام، قزاقی، آنسوؤں کی ہولی، سہاگ کا جنازہ، دیوی، قوم کا خادم)	۱۹۳۰ء
پریم چالیسی (دوم)	۲۰ (دو سکھیاں، حرزِ جاں، ماں، لیلیٰ، مجبوری، مزار الفت، ابھاگن، جہاد، دیوی، حیرت، چمک، جنت کی دیوی، عفو، بند دروازہ، جلوس، امتحان، مزا، گھاس والی، بیوی سے شوہر، پوس کی رات)	۱۹۳۰ء
آخری تحفہ	۱۳ (آخری تحفہ، دو بیل، وفا کی دیوی، طلوعِ محبت، شکار، ادیب کی عزت، قاتل، بتی، ڈیمانسٹریشن، برات، آخری حیلہ، نجات)۔ الوار احمد نے بارہ افسانوں کے نام دیے ہیں۔ قمر رئیس نے تیرہویں افسانے کا نام جیل لکھا ہے۔	۱۹۳۴ء
زادِ راہ	۱۵ (وفا کی دیوی، زیور کا ڈبہ، آشیاں برباد، خانہ داماد، قہر خدا کا، فریب، لاٹری، نیور، ہولی کی چھٹی، زادِ راہ، لعنت، بڑے بھائی صاحب، مس پدما، حقیقت، ڈامل کا قیدی)۔ (آخری تحفہ اور زادِ راہ کا افسانہ وفا کی دیوی ایک نہیں)	۱۹۳۶ء
دودھ کی قیمت	۹ (دودھ کی قیمت، کسم، اکسیر، عیدگاہ، سکونِ قلب، ریاست کا دیوان، وفا کا دیوتا، دو بہنیں، زاویہ نگاہ)	۱۹۳۷ء

واردات ۱۳(شکوہ وشکایت،معصوم بچہ،بدنصیب ماں،شانتی،روشنی،مالکن،نئی بیوی،گلی ڈنڈا،سوانگ،نئی بیوی،قاتل ۱۹۳۸ء
کی ماں،غم نداری بزبخر،مفت کرم داشتن)

ڈاکٹر انوار احمد نے پہلی اشاعت کے ادارے کا نام بھی دیا ہے۔یہ تمام افسانے تعداد میں ۱۹۲ ہیں اور اردو میں ہیں۔ مدن گوپال نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ اردو کے مجموعوں میں افسانوں کی تعداد صرف ۱۹۲ ہے تاہم مدن گوپال نے ایک سوایسے قصے شائع کیے ہیں جو کسی اردو مجموعے میں شائع نہیں ہوئے (۱۸)،(۱۹)،(۲۰)

ا۔۲۔پریم چند: لکھے گئے خطوط:

مدن گوپال نے ''کلیات پریم چند 17 ''میں پریم چند کے تمام خطوط کو یکجا کیا ہے۔دیباچے میں ان تمام مشکلات کا تذکرہ بھی کیا ہے جو ان خطوط کو یکجا کرنے کے لیے اٹھانی پڑیں۔یہ خطوط دیانرائن نگم،جینندر کمار،امتیاز علی تاج اور بنارسی داس چترویدی وغیرہ کے نام ہیں۔بعض خطوط میں دلچسپ واقعات اور جملے بھی تحریر کیے ہیں۔جیسے فراق کے بارے میں کہ جب خطوط کے حوالے سے ان کو تحریر کیا تو جواب ملا کہ کس کو معلوم تھا کمبخت آگے چل کر اتنی مقبولیت حاصل کرے گا اور اس کے خطوط کو اتنی اہمیت حاصل ہو جائے گی۔بے شمار راز دار جن میں پریم چند کی اولاد اور بیوہ شامل ہے، ان کے خطوط کو سنبھال کر نہ رکھ سکے۔پریم چند کے سوتیلے بھائی نے اس وجہ سے خطوط نہ دیے کہ وہ بھائی صاحب کو مورتی کی طرح پوجتے تھے مگر ان خطوط میں بھائی صاحب کا مقام گر گیا ہے(۲۱)۔بہت منت سماجت کے بعد خط دیے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ پریم چند تاریخ،مہینہ اور سال میں سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور چھوڑ جاتے تھے۔اس لیے خطوط کو ترتیب دینا اور مشکل ہو گیا۔

یہ ترتیب ۱۹۰۵ء سے ۱۹۳۶ء تک کی ہے اور یہ سارے خطوط دیانرائن نگم کے بیٹے سمن کے پاس تھے اور زلزلے میں ان کا مکان گر گیا۔خوش قسمتی سے تمام خطوط زمانی ترتیب سے گرے ہوئے مکان سے مل گئے۔مدن گوپال لکھتے ہیں کہ سوانح لکھنے میں ان خطوط سے اتنی مدد ملی ہے۔یہ میرے کہنے کی چیز نہیں پڑھنے والے خود دیکھ لیں گے۔امرت رائے نے ان سارے خطوط کو دو حصوں میں شائع کیا۔یہ کتاب ۱۹۶۲ء میں ہنس پرکاشن سے شائع ہوئی۔دوسرے مجموعے میں وہ خطوط بھی شامل کیے جو کچھ ادیبوں نے پریم چند کو لکھے تھے۔مدن گوپال کا مجموعہ'پریم چند کے خطوط' کے عنوان سے ۱۹۶۲ء میں مکتبہ جامعہ نے شائع کیا۔ان تینوں کتابوں کی اشاعت کے بعد کچھ اور خطوط بھی ملے۔ان سب کو مدن گوپال نے جلد سترہ میں شامل کیا ہے(۲۲)۔یہ خطوط تعداد میں چھ سو نوے ہیں اور ان میں اردو،انگریزی اور ہندی کے خطوط شامل ہیں۔سب سے زیادہ خطوط اردو میں ہیں اور دیانرائن نگم کو لکھے گئے ہیں۔پریم چند کے ان خطوط میں ادبی چاشنی کے حامل خطوط آٹے میں نمک کے برابر ہیں تاہم جو ہیں وہ بھی غنیمت ہیں۔

۱۔۷۔ پریم چند: مضامین اوران کا بیان:

میری سنسکرتی تو ہندی ہے۔مشق سے ہندی الفاظ پرادھیکار ہو جائے گا۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ مجھے ابتدائی تعلیم ہندی میں نہیں ملی لیکن صبح کا
بھولا اگر شام کولوٹ آئے تو وہ بھولا نہیں کہلاتا [پریم چند]

مدن گوپال نے کلیات کی جلد بیس اوراکیس میں پریم چند کے اردو مضامین شامل کیے ہیں جو تعداد میں ستر ہیں۔یہ مضامین پریم چند کے سورگ باش ہونے تک اردو رسائل میں چھپتے رہے۔ان مضامین میں ان کا پہلا مضمون 'آلیور کرام ویل' بھی شامل ہے جو پریم چند نے کلیات کی جلد چوبیس میں شامل کیا ہے۔پریم چند نے تاریخی کرداروں اور سیاسی کارکنوں پر مضامین لکھے اس کے علاوہ علمی، ادبی، تہذیبی غرض ہر موضوع پر لکھا۔پریم چند نے سودیشی تحریک اور زرائتی ترقی سے لے کر ہندی فن حکمت ،ریاضی، رفاہ عام، سیاست پر مضامین کے علاوہ کتابوں پر تبصرے بھی کیے۔انھوں نے مسلمان مشاہیر سرسید، بدرالدین، شرر اور وحیدالدین وغیرہ پر بھی سوانحی مضامین لکھے۔ان کے اکثر مضامین تنقیدی ہوتے تھے۔

مضامین کو اکٹھا کرنے کا کام سب سے پہلے امرت رائے نے شروع کیا اور اردو کے ۱۹۲۰ء تک کے مضامین کو 'وودھ پرسنگ' کی پہلی جلد میں پیش کیا جبکہ ہندی رسائل سے پریم چند کی تخلیقات کو 'وودھ پرسنگ' کی دوسری اور تیسری جلد میں پیش کیا۔ مدن گوپال نے مزید چالیس مضامین اکٹھے کیے۔اس طرح امرت رائے کے ۲۸ مضامین اور ان ۴۰ مضامین کو ملا کر کلیات کی جلد 20 اور 21 میں پیش کیا ہے۔مدن گوپال نے کلیات کی جلد 22 اور 23 میں پریم چند کے ہندی رسالوں میں لکھے مضامین اور تبصرے پیش کیے ہیں۔مدن گوپال نے کیونکہ ہندی کے مضامین اور اداریوں کو اردو رسم الخط میں پیش کیا ہے اس لیے کلیات کی جلد 20 اور 21 سے تمام اردو اور جلد 22 اور 23 سے چنیدہ ہندی کے الفاظ کو لیا گیا ہے۔پریم چند کی مضمون نگاری پر تفصیلی مضمون باب اول میں پیش کر دیا گیا ہے۔کلیات پریم چند ۲۰ تا ۲۳ کی تفصیل بذیل ہے۔

۱۔کلیات پریم چند 20 (اردو مضامین)۔اکتوبر ۱۹۰۳ء تا نومبر ۱۹۱۵ء

۲۔کلیات پریم چند 21 (اردو مضامین)۔فروری ۱۹۱۶ء تا اگست ۱۹۳۶ء

۳۔کلیات پریم چند 22 (ہندی مضامین اور اداریے)

۴۔کلیات پریم چند 23 (ہندی مضامین اور اداریے)

۱۔۸۔ پریم چند کی تخلیقات میں مستعمل: ضرب الامثال، محاورات، تراکیب نیز الفاظ کے مرادی معنی:

پریم چند نے افسانوں، ناولوں، مضامین، ڈراموں وغیرہ میں بے شمار ضرب الامثال اور محاورات استعمال کیے۔تاہم یہ تمام امثال عام نوعیت کی ہیں اور ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو 'نوراللغات'، 'اردو لغت'، 'فرہنگ اردو محاورات' اور 'فرہنگ آصفیہ' میں موجود نہ ہوں۔لیکن ان امثال میں ہندی کی تعداد زیادہ ہے۔ان امثال کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پریم چند نے

ان میں سے اکثر کوتر اجم میں استعمال کیا ہے۔جبکہ افسانوں اور ناولوں میں ضرب الامثال کی تعداد زیادہ نہیں۔پریم چند نے بعض امثال غلط لکھی ہیں جن کو مطابق لغت درست کیا گیا ہے۔اسی طرح کی غلطیاں محاورات میں بھی موجود ہیں۔محاورات کو پریم چند نے اپنی ساری تخلیقات میں کہیں کہیں استعمال کیا ہے لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے تاہم راقم نے صرف ان ہی محاورات اور امثال کو لیا ہے جو کم یا شاذ ہی استعمال ہوتی ہیں۔کچھ ضرب الامثال اور محاورات بذیل ہیں۔

آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر، آندھی آئے بیٹھ گنوائے، بھس میں چنگی ڈال جمالو الگ کھڑی، بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگورائے، جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا، جیسے کنتا گھر رہے ویسے رہے بدیس، تخی سے سوم بھلا جو دیوے ترنت جواب، سنگ آمد وسخت آمد، سوت نہ کپاس، کوری سے لٹھم لٹھا، شیخ کیا جانے صابن کا بھاؤ، کبھی ناؤ گاڑی پر کبھی گاڑی ناؤ پر، کہاں راج بھوج کہاں گنگوا تیلی، کیا بگلا مارے پکھنا ہاتھ، گئی بوٹیاں نپا شوربہ، مال حرام بود بجائے حرام رفت، من چنگا تو کٹھوت میں گنگا، نہ اودھو کا لینا نہ مادھو کا دینا، وزیر چنیں شہر یارے چناں، ہاتھی مرے بھی تو نو لاکھ کا، ہر چہ باد اباد، ہم خرما و ہم ثواب، آدھے ماہی پیٹ کھانا، آگے ناتھ نہ پیچھے پگہا سب سے بھلا کمہار کا گدھا، آنکھیں ترپرنا، اوچھے کے گھر تیتر باہر رکھوں کہ بھیتر، بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹنا، بھاڑ لیپ کر ہاتھ کالا کرنا، ٹونک مارنا، چپیت لینا، چلو میں الو ہونا، خود فضیحت دیگراں رانصیحت، دانت کاٹی روٹی ہونا، دھتا دینا، راڑ مول لینا، سرسوں پھولنا، سوکھا ساون ویسا بھرا بھادوں، شگون بچارنا، کالے کمبل پر رنگ چڑھانا، کاؤں کاؤں کرنا، کلولیں کرنا، گال بجانا، گونا ہونا، موسلوں ڈھول بجانا، مہنا متھ مچانا، نام بڑے درشن تھوڑے۔

پریم چند نے بہت کم ایسے الفاظ، مرکبات، امثلات اور محاورے استعمال کیے ہیں جن کے مرادی معنی کی ضرورت پڑتی ہے۔ان کی زبان بہت شستہ اور نکھری ہوتی ہے، ادق الفاظ کم استعمال کرتے ہیں۔پریم چند ہندی فارسی الفاظ کے استعمال سے جملے میں خوب صورتی لاتے ہیں اور یہی ان کا بڑا وصف ہے۔'م' سے مرادی الفاظ مراد لیے گئے ہیں۔ساتھ ہی وہ جملہ بھی دیا ہے جس میں وہ لفظ الفاظ محاورہ یا ترکیب استعمال کی گئی ہے۔زیادہ الفاظ ہندی کے ہیں جن کے مرادی معانی کی ضرورت پڑتی ہے یا جو لغات میں کم ملتے ہیں۔

آہار (ک 22، ص ۳): م: خوراک۔نربل جاتیوں کو آہار نہیں بننے دیا جائے گا۔

اپنا پانی آپ کھونا (ک 14، ص ۱۳۹): م: اپنی بے عزتی کروانا، بے عزت ہونا۔ایشور کے لیے چپ ہو جاؤ، کیوں اپنا پانی آپ کھو رہی ہو۔

اپناو اجتانا (گئو دان، ۳۳۱): م: محبت کا اظہار کرنا، قربت دکھانا، تعلق داری ظاہر کرنا۔اس نے اپناو اجتایا۔

اتم پدارتھ (ک 1، ص ۱۹۲): م: سب سے اچھی چیز، نایاب شے۔

اختر اپردازیاں (ک 3، ص ۳۳۶): م: رنگ ڈھنگ، طور طریقے۔

مجھے آپ کی اختر اپردازیوں کا حال معلوم ہو گیا اس لیے آپ کے حق میں گواہی نہیں دی۔

استعا یک (ک3،ص۲۸۸): م: اشارہ۔ وہ دوسروں کے استعا یک پرنا چنے لگی۔

اتم کل (ک4،ص۳۹۱): م: سب سے بڑا، سب سے بہترین، سب سے اچھا۔ ایسی کنیا آپ کو نہ ملے گی اور نہ ایسا اتم کل ہی پائے گا۔

اوجھا (ک1،ص۵۸): م: انتہائی محنت۔ اوجھا اور سوکھا کے جتن کے بعد بچے بڑے ہوتے ہیں۔

اودھارک (ک4،ص۲۸۹): م: اقرار کرنے والا، ماننے والا، تسلیم کرنے والا۔ ہندو دھرم کے اودھارک ہو کر آپ کاشی کو بھلا کیسے نہ مانیں گے۔

بانک (ک1،ص۲۲۵): م: انداز، طور۔ اس کا بانک پسند آیا۔

بور (ک1،ص۲۹۳): م: انتہائی تیزی سے۔ تمھارے لڑکے ایسے پھلیں پھولیں جیسے آم کی بور۔

بھر سک (ک4،ص۲۸۲): م: انتہائی کوشش، ایڑی چوٹی کا زور لگانا، جس قدر ممکن ہوا، مقدور بھر۔

آپ نے مجھے نیچا دکھانے کے لیے بھر سک جور لگایا۔

پاکھنڈی (ک1،ص۳۸): م: ظالم۔ پاکھنڈی مہنتوں نے لوگوں کے ناک میں دم کر رکھا ہے۔

پدی اور بٹیر (ک10،ص۱۴۸): معمولی چیزیں یا شکار: م: معمولی رقم۔

میں بڑے شکار پر نظر رکھتا ہوں اور پدی اور بٹیر چھوٹوں کے لیے چھوڑ دیتا ہوں۔

تا خیر الراد: (ک10،ص۳۱۴): م: تمنا یا خواہش کا دیر سے پورا ہونا۔ ساس اپنی تا خیر الراد بہو کو لے کر سادھو کے پاس گئی۔

تلک چھاپے کا جال (گئودان، ۵۶): م: مذہب کا سوانگ بھرنا۔ دوسروں کی بیٹیوں کو اپوتر کرنے کے لیے تلک چھاپے کا جال بچھائے بیٹھے ہو۔

تھوک سے چوہیا جانا (ک4،ص۵۴۳): م: کم خرچ سے زیادہ کام لینا۔ اتنے پیسوں میں کام نہیں بن سکتا۔ تھوک سے چوہیا نہیں جل سکتی۔

تاتھک کی راہ نکل جانا (ک6،ص۶): م: ہار مان لینا، مطیع ہو جانا۔ اگر اس گھی سے بہتر مل جائے تو میں تمھاری تاتھک کی راہ نکل جاؤں گا۔

جا کے پیر نہ پھٹی بیوائی وہ کیا جانے پیر پرائی (ک1،ص۵۲): م: جس پر مشکل کبھی نہ پڑی ہو وہ دوسرے کی مصیبت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

جٹا (ک4،ص۸۴): م: دے دینا، بڑھا دینا، اور دے دینا۔ دس روپے اور جٹا دوں گا۔

جٹائیں (ک9،ص۳۵): جٹا: ہ: گیسو، بال: م: جڑیں جو گیسوؤں کی مانند طویل ہو جائیں۔ برگد کی جٹائیں بچوں کا جھولا تھیں۔

جس (ک4،ص۸۴): م: تعریف کرنا، خوبی بیان کرنا، گن گانا۔ یہ کام ہو گیا تو سارا محلہ آپ کا جس گائے گا۔

جنم سنگینی (ک8،ص۲۷۰): زندگی کے کٹھن لمحات میں ساتھ دینے والی: م: بیوی

جو استری اپنے پرش کی ہتک کرتی ہے اسے لوک پرلوک کہیں شانتی نہیں مل سکتی (ک4،ص۲۰۹): م: جو عورت اپنے مرد کا احترام نہیں کرتی اسے دنیا اور آخرت ہر دو جگہ سکون میسر نہیں آتا۔

چرخ کج رفتار (ک9،ص۲۴): ف: مرکب: دشمنی کرنے والا آسمان: م: مرورِ ایام، حالات کی سنگینی۔

چرخ کج رفتار نے اس کی خوبصورت جوانی کو چھین لیا۔

چورستے (ک14،ص۲۲۱): چار راستے: م: چاروں طرف یا ہر طرف۔ چورستوں پر عالی شان پھاٹک بنائے گئے ہیں۔

دراؤ (گئودان، ۱۴۷): م: دتکارنا، دور کرنا یا رکھنا۔ اپنے دوارے سے مجھے دراؤ مت۔

پریم چند تراکیب کا استعمال کم کرتے ہیں اور زیادہ تر فارسی تراکیب سے کام چلا لیتے ہیں۔ راقم نے کچھ ایسی تراکیب کا حوالہ دیا ہے جو پریم چند نے اپنی تخلیقات میں استعمال کی ہیں اور یہ سب فارسی تراکیب ہیں۔ اساتذہ اہل، ابناء وطن، برادر شغال، حکیم حاذق، راز نہفت، گوشہ امن، سر تعظیم خم کرنا، سوز اندروں، مثل ہیآت، بام ثروت، بحر سکوت، بیضہ مرغ، پنجہ گرگ، پیکان جگر، پیکر تالیف، تودۂ ملامت، تیغ اصفہانی، حسرت کشتہ، حلقہ ماہ، حلہ سعید، دست بیداد، دست تطاول، شب تار، کف بلوریں، کف مرجاں، کنج قفس، کنج قناعت، مرگ بے ہنگام، غم دزد، غم کالا وغیرہ۔

۱۔۹۔ فرہنگ کی الف بائی ترتیب:

فرہنگ کلیات پریم چند کیوں کہ پریم چند کی جملہ تخلیقات کی فرہنگ ہے اس لیے اس فرہنگ کی تیاری میں مدن گوپال کی مرتب کلیات کی چوبیس جلدوں کو بنیادی ماخذ کے طور پر لیا گیا ہے اور اس میں ہندی کے وہ الفاظ بھی شامل کیے گئے ہیں جو عام فہم ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ مدن گوپال نے کلیات کی ان جلدوں میں پریم چند کی اردو اور ہندی تمام تخلیقات کو شامل کیا ہے۔ اس طرح فرہنگ کا تمام کام مدن گوپال کی مرتب کلیات کے گرد گھومتا ہے۔

راقم نے الف ممدودہ سے اس فرہنگ کی ابتدا کی ہے۔ یہ فارسی کا پہلا اور ہندی کا دوسرا حرف تہجی ہے۔ عام فرہنگ یا اور لغات کی ابتدا عموماً الف مقصورہ سے ہوتی ہے۔ اس فرہنگ میں دو چیزیں نئی ہیں ایک انگریزی کا استعمال اور دوسرا پریم چند نے جو نام استعمال کیے، ان کا انگریزی میں مختصر تعارف۔ یہ تعارف وکی پیڈیا سے اٹھایا گیا ہے۔ یہ انداز فرہنگ انوکھا بھی ہے اور عام روش سے ہٹا ہوا تاہم ایسا جان بوجھ کر کیا گیا ہے کہ مکھی پر مکھی نہ ماری جائے اور پریم چند کے الفاظ کے انگریزی مترادف سے بھی محقق اور قاری کو روشناس کروایا جائے۔ انگریزی بین الاقوامی زبان ہے اور اردو، ہندی اور مقامی زبانوں کے ساتھ ایک نئے انداز میں پیش کی گئی اس فرہنگ میں قاری کو دلچسپی زیادہ محسوس ہوگی۔ حیرت انگیز طور پر الف ممدودہ کے ساتھ اکثر الفاظ ہندی کے ہیں۔ اس طرح ابتدا ہی ہندی الفاظ سے ہوتی ہے۔

۱۔۱۰۔ تہذیبی وثقافتی عوامل:

پریم چند کی تخلیقات کا زمانہ بیسویں صدی کی ابتدائی چار دہائیوں کا ہے۔ یہ عہد ہندوستان کی ذہنی، سماجی، سیاسی اور تہذیبی زندگی میں دور رس تبدیلیوں کا زمانہ تھا۔ یہ تبدیلیاں ایک غیر ملکی نوآبادیاتی حکومت کے مفادات، اثرات اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے کچھ پیچیدہ بھی تھیں اور کچھ مصنوعی بھی۔ مثال کے طور پر قومیت اور قومی کلچر کے جن تصورات نے انگلستان اور یورپ کے سرمایہ دارانہ صنعتی سماج میں رواج پایا تھا اسے ہندوستان میں جڑ پکڑنے سے روکا جا رہا تھا، دوسرا یہ کہ مغربی جمہوریت میں قومیت یا قومی کلچر کی تشکیل میں مذہب کا ہاتھ نہ تھا لیکن غیر ملکی آقاؤں کی پوری کوشش تھی کہ مختلف مذاہب کے لوگ مذہبی اور فرقہ وارانہ مفادات کی بنیاد

پر ہی اپنی قوم یا قومی کلچر کا تصور کریں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دو ہزار سال سے ہندوستان میں مختلف گروہوں کے درمیان جو ایک مشترکہ تہذیب ڈھل رہی تھی اسے ہندو تہذیب اور مسلم تہذیب کے خانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ دونوں تہذیبوں کے علمبردار اپنے اپنے انداز میں اپنی اپنی تہذیب کی شیرازہ بندی کرنے لگے۔ سرسید نے مسلم تہذیب اور راجا شیو پرشاد نے ہندو تہذیب پر زور دیا۔ عجیب بات ہے کہ سید احمد کو سر اور شیو پرشاد کو ستارۂ ہند کے خطاب سے نوازا گیا۔ پریم چند کائستھ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اردو فارسی پڑھی، ہندی سیکھی، انگریزی ادب کا مطالعہ کیا، روشن خیال تھے، سماجی برائیوں کے خلاف عملاً جدوجہد پر یقین رکھتے تھے۔ انھوں نے ہندوستانی عوام کے ذریعے ان کی معاشرت اور تہذیب کو دریافت کیا۔ ابتدائی دور میں سوامی وویکانند اور آریہ سماجی راہنماؤں کے خیالات سے بھی متاثر رہے۔ پریم چند فرقہ واریت کے خلاف تھے۔ اس سلسلہ میں ان کا ہندی مضمون 'فرقہ واریت اور تہذیب' اور اردو مضمون 'کچھ اسلامی تہذیب کے بارے میں' ان کے خیالات کے عکاس ہیں۔

ان کے نزدیک اب نہ کہیں مسلم تہذیب ہے اور نہ ہندو تہذیب، اب صرف اقتصادی تہذیب ہے۔ تاہم وہ اسلامی تہذیب کی اچھائیوں کے قائل تھے۔ ان کے مطابق سیاسی طریقہ کار، شخصی آزادی وخود مختاری سے عشق، تعلیم کا حصول، عورت کے حقوق، فنون لطیفہ میں مہارت، عمارت کاری، خوش لباسی اور صفائی وغیرہ پر اسلامی تہذیب کے گہرے اثرات ہیں۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے سود کو حرام قرار دیا۔ وہ اسلام کے تصور مساوات سے بھی متاثر تھے جو اسلام نے نماز کے ذریعے دیا۔ پریم چند کو اس بات کا بھی ادراک تھا کہ انصاف کا بلند مقام بھی اسلام نے دیا۔ نیز اسلام تلوار سے نہیں تبلیغ سے پھیلا۔

اس طرح وہ انسانوں کی بار آور اجتماعی محنت کو تہذیب کا معمار گردانتے نظر آتے ہیں۔ دونوں مذاہب کی اچھائیوں کو لیں اور ہندوستانی تہذیب سے فرقہ واریت کو دور کر دیں۔ وہ اس مشترکہ تہذیب کے آڑے آنے والی ہر تحریر کے مخالف تھے۔ مثلاً چتر سین شاستری کی ہندی کتاب 'اسلام کا وش ورکش' پر اپنے ہندی رسالوں 'ہنس' اور 'جاگرن' میں پرزور احتجاج کیا۔ ان کے ناول اور افسانے ہندوستانی تہذیب اور اس کے مزاج کے عکاس ہیں۔ وہ سماجی واخلاقی قدروں پر ایمان رکھتے ہیں ان کے کردار ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے اور مشترک دشمن کے خلاف مل کر جدوجہد کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کے ناولوں گوشۂ عافیت، پردۂ مجاز، میدان عمل اور گئودان کے کردار ایک دوسرے کے تعاون ہی سے آگے بڑھتے ہیں۔ پریم چند کے مضامین، افسانے اور اداریے اس بات کے شاہد ہیں کہ انھوں نے ہندو مسلم مشترک تہذیب کے لیے ان عوامل کی حوصلہ افزائی کی جو محبت کو پروان چڑھا سکیں اور نفرتوں کو کم کریں۔

تہذیبی وثقافتی عوامل کا ایک اہم محرک زبان ہوتی ہے اور پریم چند نے ہندی کے بدلے ہندوستانی زبان کو فروغ دینے کو کوشش کی وہ چاہتے تھے کہ شمالی ہند کے سکولوں میں دسویں جماعت تک اردو اور ہندی دونوں زبانوں کی تعلیم لازمی کر دی جائے۔ اس کے نتیجے

میں دونوں زبانوں کا ارتقاء ہوگا۔ تاہم رسم الخط کے مسئلہ پر پریم چند مخمصے کا شکار رہے۔ ان کا اس پر اصرار تھا کہ بول چال کی یہی ہندوستانی زبان رابطہ کی زبان بن سکتی ہے اور اسے اردو اور دیوناگری رسم الخط میں لکھا جانا چاہیے۔ پریم چند ہندوستان کے تہذیبی وثقافتی تضادات کا شعور رکھتے تھے اور اس کے سماجی، تہذیبی اور لسانی مسائل کا جو دانش مندانہ حل ترقی پسند مصنفین کی پہلی کانفرنس میں دے چکے تھے، اگر اس پر عمل ہوسکتا تو کم از کم آج ہندوستان کی وہ حالت نہ ہوتی جو ہم دیکھ رہے ہیں۔

تاہم یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پریم چند تہذیبی اور ثقافتی سطح پر ہندوستان کی جن چیزوں کو پیش کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے قابل قبول اور قابل احترام نہ تو بن سکتی ہیں اور نہ ہی انھیں اس کا پابند بنایا جا سکتا ہے۔ ان کے الفاظ ایک تہذیبی پس منظر رکھتے ہیں اور ہندی تہذیب کی بنت میں ان کا اہم کردار ہے۔ مثلاً گنگا، گنگا تٹ، گنگا اشنان، گنگا کا پوتر پانی۔ اسی طرح ہندوؤں کی رسومات جیسے بیساکھی، جنم اشٹمی، ہولی، راکھی وغیرہ اور ہنود کے دیوی دیوتا رام، سیتا، راون، کرشن وغیرہ اور منگل سوتر، جنیئو، سات پھیرے لینا، دوبارہ جنم لینے کے قصے کہانیاں وغیرہ۔ تاہم وہ اس بات کا بھی شعور رکھتے تھے کہ ہندو مسلم متفرق اشیاء کو سامنے لائیں جیسے لباس، کھانا پینا۔ لیکن یہاں بھی مسئلہ یہ تھا کہ ہندو چھوت چھات کے قائل تھے اور مسلمان اس سماجی برائی سے آزاد تھے۔ پھر مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں تو ہر کوئی جا سکتا ہے لیکن مندروں میں صرف برہمن جا سکتے ہیں۔ اچھوت کے ساتھ برہمن بیٹھ کر کھانا کھانا تو دور کی بات ایسا سوچنے سے ہی اپوتر ہو جاتا ہے۔ وہ ان تمام تہذیبی وثقافتی مسائل سے آگاہ تھے اسی لیے انھوں نے اپنے ناولوں اور افسانوں میں ان مسائل پر کھل کر تنقید کی اور دوٹوک موقف اختیار کیا۔

حوالہ جات

۱۔سلیم اختر، ڈاکٹر: ''اردو زبان کی مختصر ترین تاریخ''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع دوم،۲۰۰۲ء، ص ۱۵۱

۲۔رؤف پاریکھ، ڈاکٹر: مقدمہ: ''اردو لغت نویسی: تاریخ، مسائل اور بحث''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء، ص ۱۱

۳۔ایضاً، ص ۱۱

۴۔ایضاً، ص ۱۲

۵۔ایضاً، ص ۱۴

۶۔عبدالحق، مولوی: اردو لغات اور لغت نویسی' مشمولہ، رؤف پاریکھ، ڈاکٹر: ''اردو لغت نویسی: تاریخ، مسائل اور بحث''، ص ۱۰۹

۷۔ایضاً، ص ۱۱۰

۸۔ایضاً، ص ۱۱۷

۹۔ایضاً، ص ۱۲۳

۱۰۔خاں، مسعود حسین: اردو لغت نویسی کے بعض مسائل' مشمولہ' رؤف پاریکھ، ڈاکٹر: ''اردو لغت نویسی: تاریخ، مسائل اور بحث''، ص ۲۲۸

۱۱۔نگم، دیا نرائن (مترجم): منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی' مشمولہ، ''زمانہ' پریم چند نمبر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، ۲۰۰۲ء، ص ۴۵ قمر رئیس، ڈاکٹر: ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار''، ص ۱۲

۱۲۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی'، ص ۴۷

۱۳۔قمر رئیس، ڈاکٹر: ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار''، ص ۱۸۲

۱۴۔نگم، دیا نرائن (مترجم)، منشی پریم چند کی کہانی ان کی زبانی'، ص ۲۵

۱۵۔ایضاً، ص ۱۳۵

۱۶۔پریم چند: میدان عمل' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب): ''کلیات پریم چند 7''، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء، ص ۲۷۰

۱۷۔مدن گوپال (مرتب): ''کلیات پریم چند 24''، ص ص ۵۳۲ تا ۵۳۸

۱۸۔قمر رئیس، پروفیسر: ''اردو میں بیسویں صدی کا افسانوی ادب''، دہلی: کتابی دنیا، ۲۰۰۴ء، ص ص ۲۴ تا ۹۲، ص ۸۷

۱۹۔انوار احمد، ڈاکٹر: پریم چند: پہلا سماجی حقیقت نگار' مشمولہ، ''اردو افسانہ۔ایک صدی کا قصہ''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷ء، ص ص ۲۱ تا ۲۵، ۲۳

۲۰۔مدن گوپال (مرتب): پیش گفتار' مشمولہ، ''کلیات پریم چند 14''، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء، ص xvii

۲۱۔پریم چند: پریم چند کے خطوط' مشمولہ، مدن گوپال (مرتب)' کلیات پریم چند 17'، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء، ص ix

۲۲۔ایضاً، ص xii

(ii) فرہنگِ کلیاتِ منشی پریم چند

آنگوں (ک 6، ص ۴۰): م: آنسوؤں سے لبریز۔ خط کے خاتمے پر اس کی آنکھیں آنگوں ہو گئیں۔

آبنوس کا کندا (ک 15، ص ۸۳): آبنوس: ف: آبنوس کا کندہ: سیاہ لکڑی کا موٹا ٹکڑا، مزاحا بہت موٹے اور کالے آدمی کو کہتے ہیں، سیاہ رنگ کا، کالا، آبنوس سے بنا ہوا (ن ل)۔ یہ بید کو دیکھو خاصا آبنوس کا کندا معلوم ہوتا ہے۔

آبھا (ک 11، ص ۷): ہ: چمک، نور، جلال (ہ ال)

آبھاری (ک 17، ص ۳۳۹): ہ: احسان مند (ہ ال)

آبھوشن (ک 19، ص ۲۱۴): زیور، گہنے (ہ ال)۔ اس نے آبھوشن اور وستر رتھ کے نیچے ڈال دیے۔

آپت کال (ک 10، ص ۶۶): ہ: آفت کا زمانہ، مصیبت کا وقت (ہ ال)۔ آپت کال پر کیجیے۔ چاری (چال) دھیرج، دھرم متر او ناری

آپتی (ک 17، ص ۳۳۹): س: authentic, trustworthy (پلیٹس)، اعتراض، اختیار۔ اسے آپ کو چتر دینے کی آپتی نہیں۔

آپتی دھرم (ک 16، ص ۱۳۳): دشوار حالت میں مذہبی رعایت (م گ)

آپٹے (ک 23، ص ۱): مراٹھی زبان کا مصنف (پ ق)

آتش (ک 10، ص ۷۷): م: حیدر علی آتش: اردو غزل کے عظیم شاعر۔ جانب جیب پر سطوت ذوق اور شیریں کلام آتش تھے۔
Khwaja Haider Ali (1778-1848) of Lucknow was one of the titans of Urdu poetry whose literary rivalry with his contemporary Nasikh produced some rare lyrical gems (وپ)

آتم چنتن (ک 16، ص ۱۴): خود احتسابی (م گ)۔ آتم چنتن کے بغیر معاشرے کی اصلاح ممکن نہیں۔

آتم سمان (ک 8، ص ۴۷۰): م: دھیرج، ضبط نفس پر قابو، عزت نفس۔ اس نے آتم سمان کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

آتم سنتوش (ک 8، ص ۴۷۰): ہ: دلی راحت، روح کا سکون، پر سکون قلب (ہ ال)۔ لیکن ان کے آتم سنتوش کے لیے کافی تھا۔

آتم سیوی (ک 8، ص ۵۰۸): ہ: ذاتی نوکر، ذاتی پجاری، داس (ہ ال)۔ اسے کاٹو، سوار تھی اور آتم سیوی کبھو دیوتا نہیں۔

آتم شدھی (ک 22، ص ۳۷۸): ہ: م: تزکیہ نفس

آتم شکتی (ک 11، ص ۱۴۰): ہ: قوت جنی یا خلقی (ہ ال)۔ کلی رپا دامیں آتم رکھشا کی بڑی شکتی ہوتی ہے۔

آتم گورو (ک 8، ص ۴۷۱): ہ: ضمیر، روح، قلب (ہ ال)۔ اس کا آتم گورو جاگ اٹھتا اور سارا اوساد اور وشاد شانت ہو جاتا تھا۔

آتم گھات (ک 16، ص ۱۱۵): خود کشی (م گ)، س: self-destruction, suicide, commit suicide (پلیٹس)

آتم واد (ک 23، ص ۳۷۳): ہ: م: ذاتی وقار

آتم وشواس (ک 22، ص ۳۷): ہ: م: خود اعتمادی

آتم ویدنا (ک8،ص۵۰۵): ہ: روحانی تکلیف، روحانی دکھ (ہ ال)۔ ایسی آتم ویدنا انھیں کبھی نہ ہوئی تھی۔

آتم ہتیا (ک16،ص۳۱): خودکشی (م گ)

آتمابھمان (ک16،ص۱۱۲): عزت نفس (م گ)، غرور، کبر، گھمنڈ (ہ ال)، self-conceit,arrogance (پلیٹس)، متکبر، گھمنڈی (ہ ال)

اکثر تخلیق کار جانے کیوں آتمابھمان ہو جاتے ہیں۔

آتمابھیمانی (ک8،ص۴۷۶): ہ: مونث: مغرور، خودغرض (ہ ال)

آتنک (ک22،ص۲۵۲): ہ: قلبی

آتنک وادی (ک22،ص۱۰۷): ہ: مرکب: دہشت گرد (ہ ال)

آتیاچاری (ک22،ص۹): ہ: مرکب: ظالم (ہ ال)

آجیون (ک8،ص۴۷۸): م: پوری زندگی۔ وہ آجیون کنواری رہ کر شان سے زندگی کاٹ رہی ہے۔

آچار (ک19،ص۷): ہ: طور طریقہ، چال چلن، برتاؤ (ہ ال)۔ اس کا گھر میں آچار اچھا ہے۔

آچھیپ (ک8،ص۴۹۲): ہ: throwing away;convulsion;reproof,censure, blame (پلیٹس)، الزام، دشنام، طعن، ملامت (ہ ال)۔ صرف بیوفائی کے آچھیپ پر اسے چھوڑا جا سکتا ہے۔

آدر (ک19،ص۱۰۲): ہ: احترام، قدرومنزلت (ہ ال)، زیادہ عزت، بہت قدرومنزلت۔ اس کی رچناؤں کا وشیش آدر نہیں ہو رہا۔

آدرستکار (ک19،ص۱۰۵): آدر: س: respect,politely,esteem,dignity,honour (پلیٹس)، احترام، عزت۔

ستکار: س: true,real (پلیٹس)، سچا، حقیقی۔ اس نے میرا بڑا آدرستکار کیا۔

آدرش وادی (ک23،ص۱۹): ہ: Idealist (پلیٹس)، خیالی، رومانوی، خیالوں میں رہنے والا

آدرش یووک (ک8،ص۴۸۳): ہ: مثالی نوجوان (ہ ال)۔ میں اسے آدرش یووک سمجھتا ہوں۔

آدرمان (ک4،ص۱۸۰): ہ: عزت وتوقیر، تعظیم وتکریم (ہ ال)۔ لوگ حرام خوروں کا آدرمان کرتے ہیں۔

آدم یگ (ک22،ص۱۰): س: پرانے زمانے (ہ ال)

آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر (ک18 ،ص۱۶۹): مثل: سب آدمی یا انسان یکساں نہیں ہوتے، کوئی اچھا اور کوئی برا ہوتا ہے (ن ل)

آدھار (ک11،ص۱۲۲): ہ: آسرا، سہارا، بنیاد (ف ت)۔ جب یہ آدھار نہ رہا تو کشٹ ہونے لگا۔

آدھین (ک8،ص۴۷۹): س: ادھین: س: subject,under the authority,dependent,subordinate, submissive (پلیٹس)، زیردست، دست نگر۔

استری کب تک پروش کے آدھین رہ سکتی ہے۔

آدھے ماہی پیٹ کھانا (ک 5،ص۸۹): آدھے پیٹ کھانا (محاورہ)۔بھوک سے کم کھانا (ف ام)

کچھ دن آدھے ماہی پیٹ کھا کر جیا جا سکتا ہے۔

آدی (ک 19،ص۲۰۰): ہ: ابتدا، شروع سے (دال)، first,initial,prior,pre-eminent(پلیٹس)

میں نے اسے آدی سے کرانت واقعہ سنا دیا۔

آدی کال (ک 22،ص۴۵۵): ہ: مرکب: عہد قدیم

آدیش (ک 17،ص۲۱۸): س: order,command,instruction(پلیٹس)۔میں نے تمھارے آدیشوں کو کبھی نہیں ٹالا۔

آڈمبر (ک 11،ص۱): ہ: لاف زنی، لن ترانی (ف ت)۔وہ ہر بار اپر جان دیتی لیکن تپی اسے آڈمبر سمجھتا۔

آذوق (ک 10،ص۳۳۲): ف: اصل میں آب زق ہے: تھوڑی غذا، تھوڑا رزق (ن ل)

کتا کوڑے کے ڈھیروں پر اپنا آذوق تلاش کرتا۔

آرتھک (ک 22،ص۲۰): ہ: م: اقتصادی

آرتھک دروستھا (ک 22،ص۱۴۲): ہ: مرکب: م: اقتصادی بد حالی

آرتھک دشا (ک 22،ص۲۳۲): ہ: م: مالی حالت

آرتھک لابھ (ک 17،ص۵۴۰): ہ: acquisition of wealth,attainment of one object;appreciation of a meaning or signification(پلیٹس)، مالی فائدہ

اولاد سے فائدے کی مجھے آرتھک لابھ نہیں ہے۔

آرتی (ک 9،ص۱۰۸): م: پوجا، پرستش۔اس کی بچی آرتی کا سامان لیے دروازے پر اس کی منتظر تھی۔

آرتی اتارنا (ک 9،ص۳۶): پوجا کرنا (ف ام)، نظر اتارنا، سواگت کرنا۔دلہن کی ماں نے دولہا کی آرتی اتاری۔

آرتی کا پن (گئودان، ۲۲۸): آرتی: ہ: وہ روشنی جو دیوتاؤں کے سامنے پھرائی جاتی ہے، پوجا کرنا+ پن: ہ: ثواب کا کام، کار خیر، نیکی (ہ ال)، آرتی کا پن: پوجا کرنا۔آرتی کے پن اور مہاتم کے لیے اس کے پاس پیسہ نہ تھا۔

آریہ (ک 5،ص۱۲۸): ہندو: ایک قدیم ترقی یافتہ قوم جو دنیا کے اکثر حصوں میں پھیل گئی ہے، ایک قدیم ترقی یافتہ زبان (ہ ال)

آریہ بڑی تعداد میں بھارت میں آباد ہو گئے۔

آریہ سماجی (ک 3،ص۲۱۲): آریہ سماج: آریہ لوگوں کی وہ انجمن یا فرقہ جو ویدوں پر عمل کرنے کا مدعی ہے۔اس سماج کے بانی سوامی دیانند تھے جو ۱۸۸۸ء میں سورگ باش ہو گئے۔آریہ سماج کا رکن آریہ سماجی کہلاتا ہے (ہ ال)

آریہ ورت (ک 20،ص۲۵۲): آریاؤں کا رہنے کا مقام یعنی ہندوستان (ہ ال)

آڑے (ک10،ص۸۱):م:پردے سے،دروازے کی درز سے،چلمن سے،اوٹ سے

پتی کو آڑے سے آتے دیکھ کر وہ خوشی سے اتری ہوئی گھر میں چلی گئی۔

آزردہ کار (ک14،ص۴۷۷):م:شاکی،خفا،سنجیدگی،تکلیف دہ۔دوشیزگی کی جگہ آزردہ کار نسائیت نے لے لی تھی۔

آسا (ک3،ص۴):ہ:آشا۔امید (ہ ال)

آستک (ک23،ص۳۹۳):م:خدا پرست

آستیہ (ک8،ص۵۰۴):استیہ:س:untrue,false;-an untruth(پلیٹس)۔غلط،جھوٹ

آسرت (ک1،ص۱۹۸):ہ:پناہ گیر،وہ جو دوسروں کے زیر پرورش ہو (ہ ال)۔جس نے لاکھوں کو کھلایا وہ دوسروں کا آسرت نہیں بن سکتا۔

آسکت (ک19،ص۴۰۱):س:فریفتہ،عاشق (ہ ال)۔ہم تو آپ کی سیرت پر آسکت ہو گئے ہیں۔

آسکر وائلڈ (ک 10،ص ۲۰۹): Oscar Fingal O'Flahertie Wills Wilde (16 October 1854 – 30 November 1900) was an Irish writer and poet. After writing in different forms throughout the 1880s, he became one of London's most popular playwrites in the early 1890s. Today he is remembered for his epigs, plays and the tragedy of his imprisonment, followed by his early death.(وپ)

آسن (ک5،ص۱۱۷):نشست،وہ کپڑا جس پر بیٹھ کر پوجا پاٹ کرتے ہیں،جوگیوں کی نشست کی ایک قسم (ہ ال)

جوتشی آسن بچھا کر بیٹھ گیا۔

آسن جمنا (ک3،ص۱۱۲):جم کر بیٹھنا (ف ام)۔لوگوں کا چوپال میں آسن جمنا۔

آشا جنک (ک16،ص۲۹۶):پر امید (م ک)

آشاوادی (ک11،ص۱):idealist,romantic,one who live in dreams(پلیٹس)،رومانوی۔وہ بڑا آشاوادی ہے۔

آشچریہ (ک22،ص۲۳۲):م:حیرت،تعجب

آشچریہ جنک (ک22،ص۱۰):م:حیرت انگیز

آشرے (ک22،ص۲۲):ہ:سہارا (ہ ال)

آشرمت (ک8،ص۴۷۷):آشرمت:ہ:Hopeful,trusting,confident,refugee(پلیٹس)،پناہ،اعتماد

اگر میں آپ کی آشریا ہوں تو آپ بھی میرے آشرمت ہیں۔

آشریا (ک8،ص۴۷۷):ہ:place of refuge,shelter,hiding-place,defence,safeguard,safety

(پلیٹس)، پناہ کی جگہ، پناہ لینا، حفاظت۔ اگر میں آپ کی آشریتا ہوں تو آپ بھی میرے آشریت ہیں۔

آشنکائیں (ک 11، ص ۷): ہ: آشنکا: خوف، شک (ہ ال)، doubt,uncertainty,fear,awe,danger (پلیٹس)

وہ دیہات میں پڑھی ہوئی آشنکاؤں کی کٹھ پتلی بنی ہوئی تھی۔

آشیرواد (ک 3، ص ۱۲۵): ہ: Blessing (پلیٹس)، دعا، نیک تمنائیں۔ آپ کی آشیرواد چاہیے۔

آشیش (ک 17، ص ۴۴۰): آشیس: آشیس: ہ: آشس: blessed,abounding in blessing (پلیٹس)، نوازا گیا

آشیہ (ک 16، ص ۲۸۰): اشارہ (م گ)

آشے (ک 11، ص ۵): ہ: منشاء، مطلب، مقام، جگہ (ہ ال)۔ اس کے آشے پرلکشیار رہنا چاہیے۔

آکاس (ک 3، ص ۱۱۶): ہ: خلا، کرہ، زمین سے آسمان تک (ف آ)۔ جوانی میں ہم بھی آکاس پر دیا جلاتے تھے۔

آکاشی (ک 17، ص ۱۱۲): آکاسی: ہ: ethereal;atmospherical,aerial,celestial (پلیٹس)، آسمانی یا عارضی

آکاشی معاش پر گزارا آسان نہیں۔

آکانکشا (ک 10، ص ۵۰۴): ہ: خواہش، تمنا، آرزو، مقصد۔ ان کی وہ آکانکشا پوری ہو گئی تھی۔

آکرشت (ک 16، ص ۴۷): ہ: پرکشش، دل کا مچلنا (م گ)، کھینچا گیا، کشش کیا گیا، جذب کیا گیا (ہ ال)

آکرشن (ک 13، ص ۳۸۵): س: pulling,attraction,absorption (پلیٹس)، جاذبیت، کشش

اس میں وہ بھولا پن اور آکرشن نہیں رہا جو پہلے تھا۔

آکرمن (ک 19، ص ۴۳۴): ہ: حملہ، چڑھائی، حملہ کرنا (ہ ال)۔ پہلے ہی آکرمن میں کئی آدمی گھائل ہو گئے۔

آکشیپ (ک 13، ص ۱۲۹): س: blame,abuse,censure,reproach (پلیٹس)، الزام

میں اسے آکشیپ سے بچانے کے لیے پران دینے کو تیار ہوں۔

آگ بولا ہونا (ک 19، ص ۴۵۹): محاورہ: آگ بگولا ہونا: غصے میں آنا (ف آ)۔ وہ کرودھ سے آگ بولا ہو گیا۔

آگرہ (ک 16، ص ۷۵): اصرار (م گ)۔ میرے ساتھ چلنے کی آگرہ مت کرو۔

آگن (ک 9، ص ۲۲۱): ہ: آنگن (ال)، صحن۔ وہ چھپر سے آگن میں کود گیا۔

آگھات (ک 11، ص ۱۳۰): ہ: قتل کرنا، مار ڈالنا، ضرب (ہ ال)۔ یہ دہشت کا سب سے بڑا آگھات تھا۔

آگیا (ک 22، ص ۳۹۸): ہ: اجازت، اجازت دینا (ہ ال)

آگیانوسار (ک 16، ص ۱۸): حکم کے مطابق (م گ)، بموجب حکم، حسب احکام (ہ ال)

آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا (ک 4، ص ۲۱۸): مثل: ناتھ: نکیل، پگھا: جوتی کا تسمہ۔ پوری مثل یہ ہے: آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا، سب سے

بھلا کمھار کا گدھا (عو)، لاوارث، لاولد کی نسبت بولتی ہیں جس کا کوئی پوچھنے والا نہ ہو (ن ل)

اس کا کون ہے، آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا۔ ہمارے بچوں کا کیا ہوگا۔

آلس (ک 4، ص ۵۶۳): ہ: inactivity,lack of energy,laziness (پلیٹس)، کاہلی ہے، سستی ہے۔

سرمائی پارچے موجود نہ تھے، آلس میں ہو کر ہیٹر کے پاس آئے اور مانچی پر بیٹھ گئے۔

آلسی (ک 3، ص ۱): ہ: سست، کاہل، سستی، کاہلی (ف آ)، سست، کاہل، سویا ہوا (ہ ال)۔ دن بھر پڑے پڑے آلسی ہو جاتے ہیں۔

آلکس (ک 1، ص ۲۰۹): ہ: inactivity,sluggishness,sloth (پلیٹس)، سست، کاہل، مجہول (ہ ال)

اس کی کم عمر دیکھ کر آلکس آ جاتا ہے۔

آلوچک (ک 23، ص ۲۶۶): ہ: ناقد

آلوچنا (ک 8، ص ۴۷۱): ہ: غور کرنا، سوچنا، تنقید کرنا (ہ ال)

آلوچنا سمراٹ (ک 17، ص ۵۵۳): غور کرنے والا حکمران

آلوکت (ک 23، ص ۲۸۳): ہ: عالم گیر

آلھا (ک 3، ص ۴۵۸): ہ: آلھا راجا کے گن گانا مجازاً بات کو حد سے زیادہ طول دینا، اپنی ہی کہے جانا (ال)، تہ چا کرنا

وہ زمینداروں کی فتنہ پردازیوں کا آلھا گاتا ہی رہتا ہے۔

آلے (ک 11، ص ۵۱۸): آلا: ہ: طاق (ف ت)۔ باورچی خانے کے آلے پر خربوزہ کٹا ہوا رکھا تھا۔

آم (ک 8، ص ۵۰۳): مقامی: عام۔ آم آدمی جو بیوہار کرتے ہوں اس کے الٹ ویوہار کرنا بھی پاگل پن ہے۔

آماس (ک 6، ص ۲۳۵): ہ: سوجن، ورم (ال)۔ ڈاکٹروں نے اسے پھیپھڑوں کا آماس بتایا ہے۔

آمود ونود (ک 13، ص ۴۴۵): ہ: مرکب: دل لگی، جی بھلانا (ہ ال)۔ پتی اپنی داسی کے ساتھ آمود ونود کر رہا تھا۔

آنٹی بتانا (ک 18، ص ۲۵): م: گرہ دینا، رکاوٹ ڈالنا، ٹانگ رکھ کر کسی کو گرا دینا

آدمی نے ٹانگ پکڑ کر آنٹی بتائی اور میاں زمین پر۔

آنجنے (گئودان، ۲۱): ہ: کاجل، سرمہ، سیاہی (ہ ال)۔ آنکھیں آنجنے بھر کو تو دودھ بھیجا نہیں۔

آنچھ (گئودان، ۲۷۷): ہ: آنچ: warmth,passion,lust,difficulty,burden (پلیٹس)، محبت سے

اس نے ساس کے پیروں کو آنچھ سے چھوا۔

آندھی آئے بیٹھ گنوائے (ک 4، ص ۵۵۱): پوری مثل ہے آندھی آئے بیٹھ جائے، مینہ آئے بھاگ جائے۔ تھوڑی سی مصیبت جس کو جھیل سکے جھیل لے اور زیادہ ہو الگ ہو جائے (ن ل)، تھوڑی سی مصیبت کو برداشت کر لینا چاہیے۔

آنکھ پھوٹی پیڑ گئی (ک 6،ص ۲۳۱): محاورہ: درد کا صدمہ اٹھانے سے اندھا ہو جانا بہتر ہے، بلا سے ایک دفعہ نقصان ہوا تو ہوا آئے دن کا جھگڑا تو مٹ گیا (ال)

آنکھ ہونا (گئو دان، ۲۷۵): بصیرت ہونا، سوجھ بوجھ ہونا، پرکھ ہونا، سمجھ بوجھ ہونا (ن ل)۔ پیسے دیکھتے آنکھ ہو گئی۔

آنکھیں تریرنا (ک 8، ص ۳۷۳): محاورہ: غصّے کی نظر سے دیکھنا یا نگاہ ڈالنا (ف ام)۔ پنجی نے آنکھیں تریر کر پتی کو کہا کہ تم کھالو۔

آنند (ک 1، ص ۲۸۸): س: happiness,comfort,delight;enjoyment (پلیٹس)، خوشی، سکون، آرام

سدا آنند رہے اس دوار ے۔

آنند پروک (ک 19، ص ۱۰۵): آنند: س: happiness,joy,pleasure,enjoyment,gratification (پلیٹس)، خوشی کے ساتھ، نفسی خوشی (ہ ال)۔ وہ اپنی دھرتی کے ساتھ آنند پروک دن کاٹ رہا ہے۔

آنند بھون (ک 10، ص ۵۷): سکھ محل، خوشی اور نشاط کی جگہ (ہ ال)۔ اس کے لیے آنند بھون سجایا گیا تھا۔

آنول (گئو دان، ۲۰۸): م: داغ بننا، داغ پڑنا۔ کئی گرمی دانے مل کر آنول سے ہو گئے تھے۔

آوشیہ (ک 22، ص ۸۱): ہ: ضروری

آویش پرواہ (ک 11، ص ۳): ہ: مرکب: آویش: تکبر، غرور (ہ ال)، پرواہ: لہر، ترنگ، بہاؤ (ہ ال)، تکبر کے ترنگ میں

وہ آویش پرواہ میں آ گئی۔

آہار (ک 22، ص ۳): م: خوراک۔ ہتر نوالے نربل جاتیوں کو آہار نہیں بننے دیا جائے گا۔

آہوتی (ک 19، ص ۵۸۵): ہ: ہوم کرنے کا سامان، منتر پڑھتے ہوئے دیوتاؤں کے لیے ہوم کا سامان آگ میں ڈالنا (ہ ال)، [وید کے منتر پڑھتے ہوئے آگ میں قربانی دینا یعنی دیوتاؤں کو بھل دیتے ہوئے گھی وغیرہ آگ میں ڈالنا یعنی جلانا]

اس نے کل مریادہ پر پرانوں کی آہوتی دے دی۔

آہوتی پڑنا (ک 9، ص ۴۲): ہ: ہوم کرنے کا سامان کرنا، منتر پڑھتے ہوئے دیوتاؤں کے لیے ہوم کا سامان آگ میں ڈالنا (ہ ال)

شادی میں آگ میں آہوتی پڑی۔ ہون ہونے لگا۔

آیوجنا (ک 17، ص ۸۷۵): آیوجن: ہ: لینا، تیاری، کوشش (ہ ال)

آیوروید ک (ک 9، ص ۱۸۹): ہ: طب ہندی سے متعلق، صحت و سلامتی سے تعلق رکھنے والا علم (ف ت)

میرا آیوروید ک ادویات پر زیادہ اعتقاد ہے۔

امنگل (ک 23، ص ۲۰۴): ہ: بدشگون، بدفال، منحوس (ہ ال)

الوان (ک 14، ص ۳۵۶): پشمینہ، پوستین (ف ت)

بادھیہ (ک16، ص۴۴): بے روک ٹوک (م گ)۔ سوادھین اور بادھیہ وچار (افکار، سوچیں) معاشرے کو تباہ کر دیتے ہیں۔

ابر جانا (گٹو دان، ۸): م: پرسکون ہو جانا، سکون مل جانا، آرام میں ہونا، مراد پا جانا۔ گھر بس جائے تو ابر جاؤں گا۔

البلفرتی (ک10، ص۸): ف: دغا، مکر (ن ل)۔ وہ البلفرتی تھی، محبت نہ تھی۔

البہانہ (ک14، ص۱۲۵): نادانی، احمق پن (ف ع)۔ اب اپنی البہانہ ضد کا خمیازہ اٹھاؤ۔

ابودھ (ک16، ص۳۲): س: بے عقل، احمق (ہ ال)۔ ignorance,stupidity (پلیٹس)، جہالت، بیوقوفی

ابودھ بالک (لڑکا) ہی ضد کرتا ہے

ابھاگ (ک3، ص۳): ہ: بدقسمتی، بدنصیبی (ہ ال)۔ یہ دیس کا ابھاگ ہے، بدیا کا دوش نہیں۔

ابھاگا (ک3، ص۱۹۲): ہ: بدقسمت، بدنصیب، بدبخت (ہ ال)۔ اب اس ابھاگے کی کہی سنی ماپھ کرنا۔

ابھاؤ (ک3، ص۴۱۸): ہ: تباہ و برباد، فنا، موت (ہ ال)

ابھلاکھا (ک1، ص۳۴۰): س: ابھلاشا: desire,wish,passion (پلیٹس)، محبت، جذبہ، آرزو، ارمان، شوق، الفت (ہ ال)

ان کی ابھلاکھا آخر پوری ہو گئی۔

ابھمن (ک4، ص۱۱۵): س: م: ہندو لیجنڈ جو رام کا بھائی تھا۔

ابھیاس (ک19، ص۷): عادت، شغل، کسی چیز کو بار بار رکھنا تاکہ ذہن نشین ہو جائے (ہ ال)۔ اسے سویرے جاگ اٹھنے کا ابھیاس ہے۔

ابھیشٹ (ک16، ص۴۸): س: مطلوب، مدعا، مرغوب (م گ)۔ desired,beloved,cherished (پلیٹس)

ابھیمان (ک12، ص۵۰): ہ: گھمنڈ، غرور، مستی، شیخی (ہ ال)۔ آپ کا دل ابھیمان اور کرودھ سے بھرا ہوا ہے۔

ابھیوکت (ک16، ص۲۳۲): ملزم (م گ)، ابھیکت، ابھیوگیہ: ہ: جس پر دعویٰ کیا گیا ہو، مدعیٰ علیہ، ملازم (ہ ال)

ابھیوگ (ک16، ص۱۵۴): مقدمہ (م گ)، نالش، کیس (ہ ال)

ابیر (ک3، ص۱۴۷): ہ: ابرک کا برادہ (ن ل)

اپ کیرتی (ک16، ص۱۱۰): بدنامی (م گ)

اپ گرہ (ک19، ص۲۲۵): اپ: س: towards ,near to,down,under,by the side of گرہ the power that seizes and obscures the sun and moon,a planet (پلیٹس)، قریبی سیارہ۔ چاند زمین کا اپ گرہ کہلاتا ہے۔

اپ نام (ک19، ص۲۵۰): س: title,surname,family name (پلیٹس)، لقب، خاندانی نام، چھوٹا نام (ہ ال)

اسے بہادری کی وجہ سے اندرجیت کا اپ نام ملا تھا۔

اپادھی (ک22، ص۶۸): ہ: خطاب۔ علامہ اقبال کو سر کی اپادھی دی گئی ہے۔

اپار (ک 1، ص ۳۱۹): س: shoreless, infinite, unsurpassed (پلیٹس)، پرسکون۔ گنگا گیان کی طرح اپار اور اتھاہ تھی۔

اپاڑھ (ک 10، ص ۳۱۰): م: تباہ و برباد، ویران۔ میری زندگی اپاڑھ ہو جائے گی۔

اپاس (ک 1، ص ۲۵۹): ہ: بے غذا رہنا، فاقہ کرنا (ہ ال)۔ سوتے میں تم اپاس کرتے ہو اور دوسروں کو بھی کراتے ہو

اپاسک (ک 6، ص ۲۷۳): ہ: پرستش کرنے والا، پجاری (ہ ال)۔ اپاسک کو پھول چڑھانے کے لیے مورتی کی ضرورت تو ہوتی ہے۔

اپاسنا (ک 5، ص ۲۹۰): ہ: خدمت کرنا، پوجا کرنا (ف ت)، تعظیم کرنا، احترام کرنا (ہ ال)۔ میں ساری عمر تمھاری اپاسنا کرتی رہی۔

اپاسیہ (ک 14، ص ۲۷۵): ہ: قابل پرستش، لائق احترام یا محبت (ہ ال)۔ روپ کی دیوی اپاسیہ ہے۔

اپان (ک 20، ص ۲۳۳): س: the anus, ventris crepitus (پلیٹس)، ایڑی چوٹی کا

آپ اپان رعب جما سکتے ہیں تو شوق سے جمایے۔

اپائے (ک 4، ص ۲۸۲): ہ: علاج، ترکیب، اصلاح، تجویز (ہ ال)۔ میری آپ سے اتنی بنتی ہے کہ اس غریب کو دنڈ دینے کا اپائے نہ سوچیں۔

اپج (ک 11، ص ۱۰): ہ: produce, crop, product (پلیٹس)۔ اچھی تدبیر سے دونی اپج ہو سکتی ہے۔

اپج ہونا (گئو دان، ص ۳۲۴): ہ: پیداوار، اگنا، پیدا ہونا، پیداوار (ن ل)۔ اگر اپج ہی کوڑی مول جائے تو کسان کیا کرے۔

اپجاؤ (ک 19، ص ۲۲۵): زرخیز، سرسبز (ہ ال)۔ ندیوں کے پاس زمین بہت اپجاؤ اور کھیتی کے لیے اچھی ہوتی ہے۔

اپج (ک 3، ص ۴): ہ: without assistance or protection (پلیٹس)، پیداوار، تحریک، ایجاد۔ اس اپج میں روٹیاں بھی نہ چلتیں۔

اپجس (ک 7، ص ۲۸۲): ہ: آپجس: س: disgrace, dishonour, infamy (پلیٹس)، بدنامی، بے عزتی، بے غیرتی

نیک نامی اس کے اور اپجس میری قسمت میں لکھی ہے۔

اپدر (ک 4، ص ۳۲۵): بگاڑ، آفت، مصیبت، بلوہ، زیادتی (ہ ال)۔ بدمعاش رات کو آ کر اپدر مچاتا ہے۔

اپدریو (ک 19، ص ۵۳۶): اُپدرو: ہ: آفت، مصیبت، بگاڑ (ہ ال)۔ چوہوں کے اُپدریو سے گھر والوں کا ناکوں دم ہے۔

اپدور (ک 3، ص ۲۲): رک: اپدر

اپدیش (ک 4، ص ۶۷): وعظ، نصیحت، تلقین، ہدایت (ہ ال)۔ غریبوں پر اپدیش کا داؤ چلتا ہے۔

اپدیشک (ک 23، ص ۷): ہ: پیغام بر، پیغام دینے والا (ف آ)

اپرادھ (ک 3، ص ۲۹۶): س: fault, crime, offence, wrong (پلیٹس)، جرم۔ غریب تو بنا اپرادھ کیے ہی پھانسی پاتے ہیں۔

اپرادھی (ک 22، ص ۱۵۱): س: مجرم، قانون توڑنے والا، گناہ کرنے والا

اپرم پار (ک 1، ص ۳۰۰): س: اپرمپار: Boundless, limitless, infinite (پلیٹس)، غیر متناہی۔ ایشور کی مہما اپرم پار ہے۔

اپر ییستیہ (ک 22، ص ۳۲): ہ: مرکب: کڑوا تیل

اپکار (ک 3، ص ۲۳۶): س:favour,kindness,benifit,protection(پلیٹس)، سیوا، خدمت، فلاح

وہ اپکار کے کاموں میں میری مدد کرتا ہے

اپما (ک 22، ص ۳۸۱): تشبیہ (م گ)

اپمان (ک 3، ص ۲۳۲): س:to show disrespect,disgrace(پلیٹس) توہین، بے عزتی، بے توقیری (ہ ال)

یہ دیوتا اس سے خوش ہوتے ہیں جو ان کا اپمان کرے۔

اپنا پانی آپ کھونا (ک 14، ص ۱۳۹): م: اپنی بے عزتی کروانا، بے عزت ہونا۔

ایشور کے لیے چپ ہو جاؤ، کیوں اپنا پانی آپ کھو رہی ہو۔

اپنا سونا کھوٹا تو سنار کا کیا دوش (گئودان، ۲۹۵): اپنا پیسا کھوٹا پرکھنے والے کا کیا دوش: اپنے میں عیب ہے تو لوگ کیوں نہ نام رکھیں (ف ام)

اپناو اجتانا (گئودان، ۳۳۱): م: محبت کا اظہار کرنا، قربت دکھانا، تعلق داری ظاہر کرنا۔ اس نے اپناو اجتایا۔

اینچنا (ک 8، ص ۴۸۸): ہ: اینچنا:to draw,pull,drag,hang,to string up,to take,draw a line(پلیٹس)، کسے ہوئے باندھے ہوئے۔ اس کے بڑے بڑے بال کنگھی سے پیچھے کو اینچے ہوئے تھے۔

اپنگ (ک 4، ص ۴۷): ایک قسم کا باجا (ہ ال)، a kind of musical instrument(پلیٹس)، بچوں کا ایک کھلونا

اپنگ نہ ہوتا تو بچے کو مارنے کی کوئی جرات کرتا۔

اپنیاس (ک 17، ص ۲۱۶): د: کتھا، کہانی، افسانہ (ف ت)، س:prologue,tale(پلیٹس)۔ میرے دو اپنیاس چھپ چکے ہیں۔

اپواد (ک 8، ص ۴۹۶): اپباد: ہ: بدنامی، ملامت، الزام، شکایت، دشنام، برائی (ہ ال)

اپواس (ک 19، ص ۲۳): اپُو اس: س:fasting,a fast,hunger,starvation(پلیٹس)، روزہ، برت، عبادت کے طور پر ایک خاص عرصہ تک بھوکا رہنا، فاقہ (ہ ال)۔ تین دن اپواس کرنے کے بعد باہر چلے آئے۔

اپون (ک 19، ص ۴۱۴): س:artificially planted wood(پلیٹس)، بن، خانہ باغ (ہ ال)، نخلستان

کنیا کے ساتھ تو بن بھی اپون بن جاتا ہے۔

اپہار (ک 19، ص ۵۸۱): س:interview,complementary deity,adoration,religious exultation(پلیٹس)، بھینٹ، نذر، ملاقات، تحفہ، پوجا، مذہبی احترام، عزت کرنا (ہ ال)۔ ایودھیا کے فاتح کو یہ اپہار دیا گیا۔

اپہاس (ک 14، ص ۴۳۲): ہ: دل لگی، تماشا (ہ ال)۔ یہ اپہاس نہیں سہا جاتا۔

اپھر (ک 4، ص ۴۸): ہ:to move or walk with a swaggering gait(پلیٹس) اکڑ کی یا پھولا ہونے کی کیفیت (ف ت)

شکر کوئی نعمت نہیں کہ اپھر کر کھائی جائے۔

اپھر (ک 16، ص ۲۵): ہ: پیٹ کا پھولنا، سیر ہونا، اتنا کھانا کہ سانس لینا دشوار ہو جائے (ن ل)۔ کھا کھا کر اس کا پیٹ اپھر رہا ہے۔

اپیکت (ک 13، ص ۱۷۲): س: proper,right,suitable,appropriate (پلیٹس)، موزوں، مناسب

استری کو اس کام کے لیے اپیکت سمجھا جاتا ہے۔

اپیکشا (ک 22، ص ۱): م: نظر انداز کرنا

اپیوگتا (ک 17، ص ۴۹۸): اپیوگ: س: application,employment,service,use (پلیٹس)، روزگار، طلب

دعا ہے کہ کام کی اپیوگتا بڑھے اور وہ ایک سنستھا بن جائے۔

ات اپو (ک 17، ص ۱۹۳): س: صرف، ہی۔ ات: used chiefly as first member of compounds;very much (پلیٹس)، صرف اس معاملے میں۔ ات اپو میں آپ سے کسی بندھن میں نہیں پڑوں گا۔

اتاپ (گنگودان، ۱۰۸): م: ایک بیماری کا نام، گرمی، حرارت (ہ ال)

اتار کرنا (ک 10، ص ۳۱۵): علاج، حل۔ اس سنکٹ کا میں اتار کر سکتا ہوں۔

اتاولا (ک 19، ص ۲۰۵): ہ: swift,quick,hasty,rashy,restless,a hasty person (پلیٹس)، سیماب صفت

اتپات (ک 19، ص ۵۲۸): ہ: بگاڑ، ضرر، گڑبڑ، آفت (ہ ال)۔ سوروں کے اتپات سے گاؤں میں ہاہا کار مچ گئی۔

اتپاتی (ک 19، ص ۷۰): س: violent,destructive,aggressive (پلیٹس)، نقصان کرنے والا، لڑاکا

یہ بالک بڑا اتپاتی ہے۔

اتپن (ک 24، ص ۲۱۲): ہ: پیدا کرنا (ہ ال)۔ جب میں دوسرا آدم اتپن کر لوں تو تم مر جانا۔

اتھ ستکار (ک 9، ص ۱۱۷): اتھ ستکار: ہ: مہمان نوازی، مہمان کی سیوا کرنا (ہ ال)

تو پردیسی ہے اور ہمارے یہاں اتھ ستکار فرض بتایا گیا ہے۔

اتجوگ (ک 16، ص ۲۹): ہ: کرشمہ (م گ)، very worthy (پلیٹس)

اتجیت (ک 13، ص ۳۸۳): بھڑکنا، اشتعال دیا ہوا (ہ ال)۔ استری کا بدن اتجیت ہو اٹھا۔

اتر (ک 19، ص ۱۱): س: جواب، پتر، خط، نامہ (ہ ال)، answer,answering (پلیٹس)۔ اس نے پرنتو اتر نہیں دیا۔

اتساہ (ک 16، ص ۲۸): جوش و خروش (م گ)، خوشی، شادمانی، جشن، ایام مہینہ میں کوئی جلسہ یا کار خیر کرنا (ہ ال)

اتسک (ک 16، ص ۲۲): مشتاق، مضطرب (م گ)، نہایت خواہش مند (ہ ال)۔ میں اس کی سیوا کو اتسک ہو رہا ہوں۔

اتکنٹھا (ک 11، ص ۱۲۶): س: regretting;uneasiness (پلیٹس)، اضطراب، اشتیاق (م گ)، بے چینی، بے صبری

مجھے اس عجیب ویکتی سے ملنے کی اتکنٹھا ہوئی۔

اتم (ک 4، ص ۲۲): ہ: افضل، برتر (ہ ال)۔یقینی سب سے اُتم ہے۔

اتم پدارتھ (ک 1، ص ۱۹۲): اتم: ہ: افضل، سب سے اچھا، بھلا، بہتر۔ پدارتھ: ہ: شے، نایاب، کمیابی (ہ ال)

اتم شکشت (ک 17، ص ۳۰۹): م: سب سے زیادہ دانا، عالم، فاضل، عقل مند۔ میری کٹیا کسی بھی سو شکشت مہیلا سے اتم شکشت ہے۔

اتہاس (ک 19، ص ۲۲): س: اتہا س: fable,story,history,tradition,narrative (پلیٹس)، کہانی، قصہ، داستان (ہ ال)

اتہاس کی کتابیں پڑھو۔

اتھاہ ساگر (گئو دان، ۵): اتھاہ: بے پایاں، انتہائی گہرا، جس کی تھاہ نہ ہو۔ ساگر: سمندر (ہ ال)، انتہائی گہرا سمندر، جس کی گہرائی معلوم نہ ہو، کسی شے کی انتہائی کیفیت۔ مایوسی کے اتھاہ ساگر میں سہاگ اس کا سہارا تھا۔

اتھک (ک 10، ص ۲۲۳): م: بے تکان، بے آرام، بے سکون۔ انسان تھک جاتا لیکن گئیں اتھک تھیں۔

اتھلے (ک 3، ص ۸۰): اتھلا: کم گہرا، سطحی، جس کی گہرائی کم ہو (ف ت)۔ جذبات پر اتھلے تالاب کی طرح ابلنا جائز ہے۔

اتھوا (ک 19، ص ۱۰): س: or,or even,or else;like wise (پلیٹس)، علاوہ ازیں (م گ)، یا، اور بھی، علاوہ، کہ، ورنہ، نہیں تو، اسی طرح (ہ ال)۔ وہ بانس لائی گی، اتھوا نہیں۔

اتی (ک 19، ص ۲۷): ہ: for compounds beginning with (پلیٹس)، کثرت کے معنوں میں بولا جاتا ہے، نہایت حد سے باہر (ہ ال)۔ گڑھے میں اندھیرا اور اتی درگندھ تھی۔

اتیتھی (ک 19، ص ۱۸): ہ: آتیتھی: مسافر، مہمان، سیاح (ہ ال)۔ ایک پروش اور اتیتھی بھوجن کر رہے ہیں۔

اتیجت (ک 16، ص ۳۲): مشتعل (م گ)، آمادہ کیا ہوا، دھمکایا ہوا، خوف دلایا ہوا، بد دعا دیا ہوا (ہ ال)

بالک او پیلا سے بتوتساہ نہیں، ورن اور بھی اتیجت ہو جاتا ہے۔

اتیجنا (ک 16، ص ۱۱۲): جوش، غصہ (م گ) تحریک دینا، اکسانا، پریشان کرنا، اشتعال دلانا (ہ ال)، ورغلانا، حد سے باہر لانا

چتروں کے ذریعے ناریوں کو اتیجنا نیا نہیں۔

اتیوت (ک 17، ص ۱۹۳): ہ: بہت زیادہ، نہایت، بے حد (ہ ال)۔ آپ سے نہ ملنے پر اتیوت لجت ہوں۔

اتیوت بھیشن (ک 16، ص ۱۰۲): انتہا درجے کا خوفناک (م گ)

اتیوت سکھد (ک 17، ص ۳۳۸): م: بہت زیادہ آرام اور خوشیاں دینے والا۔ آپ کے اتیوت سکھد پتر کے لیے دھنیواد۔

اتیو (ک 19، ص ۳۸): ہ: زیادہ، بے حد، اتنا زیادہ (ہ ال)۔ شریر وستر اور پیٹ روٹی مانگتا ہے، اتیو کام کرنا آوشیک ہے۔

اتیہاس (ک 17، ص ۳۱۷): ہ: کہانی، داستان، قصہ (ہ ال)۔ میرے پریس کا اتیہاس تم سن چکے ہو۔

اتیہاسک کال (ک 19، ص ۲۷۹): ہ: فسانہ، کہانی، حکایت، داستان کا دور (ہ ال)۔ اتیہاسک کال کا دور زیادہ پرانا نہیں۔

اٹپٹی (ک 19، ص ۵۸۲): ہ: ترچھی، ٹیڑھی میڑھی (ہ ال)۔ اندھیری اٹپٹی راہ پر گھوڑا اٹک اٹک کر چلتا رہا۔

اٹکا اٹھوا (ک 19، ص ۲۲): اٹکا: ہ: the earthen vessel in which victuals are dressed for the public at the door of the temple of Jagannath اٹھوانا، اوڑھی، کہ وہ نہیں تو اسی طرح (ہ ال)، چڑھاوے کا طور طریقہ
یاتریوں کو اٹکا اٹھوا چڑھاوا اتارا دیا گیا۔

اٹکرلیس (ک 1، ص ۸۷): ہ: random,a thoughtless or inconsiderate person,thoughtless (پلیٹس)، بے مقصد، بنا سوچے سمجھے۔ مفلسی نے اسے اٹکرلیس گھومنے پر مجبور کر دیا ہے۔

اٹواٹی کھٹواٹی (ک 1، ص ۳۶): اٹواٹی کھٹواٹی: ٹوٹی پھوٹی چارپائی، اسٹر بستر۔ اٹواٹی کھٹواٹی لے کر پڑ رہنا: عو: غم یا غصے کی حالت میں سب سے الگ تنہائی میں پڑ رہنا، علیحدہ پلنگ پر سو رہنا (ن ل)۔ وہ بخار کا بہانہ کر کے اٹواٹی کھٹواٹی لے کر پڑی ہوئی ہے۔

اٹنگی (گلوُدان، ۱۴۰): ہ: اٹنگی: high up the leg,too short as trousers,badly made or shaped (پلیٹس)، پوری نہ ہونا، ٹانگوں سے اوپر تک۔ اس کی ساڑھی میلی، پھٹی اور اٹنگی ہے۔

اثاث البیت (ک 9، ص ۱۴۳): ع: م: مرکب: گھر کا ساز و سامان، گھر کا مال و متاع۔ نوکروں نے اثاث البیت لوٹ لیا۔

اجاگر (گلوُدان، ۱۸۱): ہ: نامور، مشہور، نامی، جان پہچان والے (ہ ال)۔ برادری میں اجاگر کیسے ہوتے۔

اجر (ک 17، ص ۲۶): مقامی: عذر: اعتراض۔ اس کے جانے پر مجھے کوئی اجر نہیں۔

اجس (ک 10، ص ۱۴۴): ہ: بدنامی، رسوائی (ہ ال)۔ یہ کلنک کا ٹیکہ اپنے ماتھے نہ لگاؤ یہ اجس مت لو۔

اجگر (گلوُدان، ۱۰۵): ہ: very heavy,unwieldy;monster (پلیٹس)، سست، اژدھا (ہ ال)، بد حرام
ان سب عیاش اجگروں کو خوراک دینا میرے ذمے ہے۔

اجنتا (ک 20، ص ۳۳۰): AJANTA CAVES:the Buddhist caves of Ajanta predate those of Ellora in Northern Maharashtra (ل پ)۔ ہندو اجنتا کی زیارت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اجودھیا (ک 10، ص ۲۱): six km from Faizabad and is a sacred place for Hindus who think it as a birth of their Ram (ل پ)، فیض آباد سے چھ کلومیٹر دور ایک مقام جہاں رام چندر پیدا ہوئے۔

اجھے (ک 4، ص ۱۴۷): اوجھا: ہ: ایک قسم کے برہمن، ہندوؤں میں جو لوگ جھاڑ پھونک کرتے ہیں ان کو بھی اوجھا کہتے ہیں (ن ل)
میرے سر میں بھی کبھی درد ہو تو میرا ابا اجھے سیانے بلا لاتا ہے۔

اجیت (ک 9، ص ۲۵۷): ہ: جو جیتا نہ جائے، غیر مغلوب، غیر مفتوح، ناممکن التسخیر (ہ ال)
آپ کو ایشور نے اجیت بنایا ہے، مجھے اپنے ہاتھوں سے وجے کا بیڑا دیں۔

اجیر (ک 5، ص ۲۵۵): ہضم نہ ہونا (ہ ال) ۔ ثروت اسے اجیر ہو رہی ہے ۔

اچ کل (ک 16، ص ۲۷): اعلیٰ گھرانہ (م گ) معزز گھرانہ

اچ کوٹی (ک 17، ص ۲۳۲): م: اعلیٰ درجے کی، اونچے درجے کی، بڑھیا ۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ رچنا اچ کوٹی کی ہے ۔

اچاریہ (ک 9، ص ۳۶۸): آچاریہ: س: Guide or instructor in religious matters,priest,a learned pandit (پلیٹس)، ہندو عالم یا پنڈت ۔ اچاریہ نے اس کی رسم نکاح ادا کی ۔

اچّم پد (ک 16، ص ۱۲۵): اعلیٰ ترین حقیقت (م گ)

اچھوک (ک 8، ص ۴۷۰): م: بضد، اصرار کرنا ۔ مہاراجا اچھوک تھا کہ وہ ان کے دربار میں آئے ۔

اچرج (ک 3، ص ۱۱۵): ہ: اچنبھا، حیرت (ف ت) ۔ اچرج تو یہ ہے کہ اس سے جبط (ضبط) کیسے ہوا ۔

اچل (ک 9، ص ۵۸۱): س: firm,fixed,stationary,immovable (پلیٹس)، ثابت قدم، جو ڈگمگائے نہیں

وہ طوفانوں میں بھی اچل اور اٹل رہا ۔

اچوک (ک 1، ص ۲۶): ہ: صفت: نہ چوکنے والا نشانہ خطا نہ کرنے کے موقع پر بولتے ہیں (ن ل)

اس کے مژگاں کے تیر اچوک چبھتے ہیں ۔

اچھر (ک 3، ص ۳۰۷): ہ: لفظ، الفاظ، حرف (ہ ال) ۔ چار اچھر پڑھ کر اپنی اصلیت بھول گئے ۔

اچیت دشا (ک 16، ص ۳۰): بے ہوشی کی حالت، مسمرائز حالت، کھوئی ہوئی حالت، نشے کی کیفیت (م گ)

میرا من پریم کی اچیت دشا میں جانے کیا کر بیٹھے ۔

احتظاظ (ک 10، ص ۲۵۲): ع: لطف اندوزی، مزا لینا (ف ت) ۔ اس کی مادرانہ محبت میں روحانی احتظاظ کے سوا کوئی اور غرض نہ تھی ۔

اختر اپردازیاں (ک 3، ص ۴۳۶): م: رنگ ڈھنگ، طور طریقے ۔

مجھے آپ کی اختر اپردازیوں کا حال معلوم ہو گیا اس لیے آپ کے حق میں گواہی نہیں دی ۔

ادار (ک 11، ص ۱): ہ: سخی، فیاض، کشادہ دل (ہ ال) ۔ استری اُدار اور پتی کنجوس تھا ۔

ادارتا (ک 22، ص ۲۳۳): وسیع القلبی، دریا دلی

اداسین (ک 12، ص ۴۳۰): س: sitting apart,free from affection,in different (پلیٹس)، علیحدہ، دور، ناراض

وہ اپنی بچی سے اداسین رہتا ہے ۔

اداسینتا (ک 22، ص ۱۳۸): ہ: لاتعلقی، اجنبیت

ادبدا (ک 10، ص ۲۱۲): شدت کے ساتھ، تیزی سے (ف ت) ۔ میں نے اسے ادبدا کے ٹال دیا ۔

ادر (ک 16، ص۱۲۱): پیٹ (م گ)

ادم (ک 10، ص۳۳۹): پیشہ، دھندا، نوکری، کام (و ال)۔ اس سے اور کوئی ادم تو ہوگا نہیں۔

ادن (ک 19، ص۵۵۲): س: act of eating,food,nourishment (پلیٹس)، کھانا کھانا، غذا، غذائیت

ادوک شیل (ک 16، ص۳۸): کوشش کرنے والے (م گ)۔ پورش ہین ادوک شیل کے برابر نہیں ہو سکتے۔

ادھار (ک 16، ص۲۳): بہتری (م گ)

ادھرم (ک 4، ص۱۰۲): س: irreligion,wickedness,guilt,sin,crime,wrong-doing (پلیٹس)، گناہ، غلط کام

مجھے اس کوکرم اور ادھرم سے بچائیں۔

ادھک (ک 11، ص۱۲۱): پ: extra,exceeding,surpassing,more,much,most (پلیٹس)، زیادہ

بڑے بیٹے کی عمر دس ورش سے ادھک نہ تھی۔

ادھمی (ک 19، ص۱۱۱): س: ہنگامہ کرنے والا، فساد پھیلانے والا (و ال)، mean,contemptible,inferior (پلیٹس)، کمینہ، رذیل، شریر۔ بڑا ادھمی ہے، اتنی زمین پر ادھکار جما لیا۔

ادھیاپن کاریہ (ک 17، ص۴۲۷): م: پڑھانے کا کام، تعلیم دینے کا دھندا، سکھانے کا دھندا

ادھیک مانیہ (ک 14، ص۵۰): م: قیمتی، بہتر، بڑھ کر۔ ماتا پتا کی اچھا میرے لیے سب چیزوں سے ادھیک مانیہ ہے۔

ادھیکار (ک 8، ص۲۸۲): ہ: اختیار، حکومت (و ال)۔ میرا ادھیکار تو اسی چھن ہو گیا جب میری گانٹھ تم سے بندھی۔

ادھیکانش (ک 16، ص۲۷): زیادہ تر (م گ)

ادیپت (ک 16، ص۱۷): س: ادیپن: exciting,flaming as passion (پلیٹس)، شہوت یا غصہ کو ابھارنا (و ال)

ادیشیہ (ک 18، ص۵۸۷): ہ: ہر وہ چیز جو پیش نظر رہے، مرکوز خاطر (و ال)۔ اس نے استریوں کی سیوا کو اپنے جیون کا ادیشیہ بنا لیا۔

ادیوگ (ک 22، ص۵۰۶): کارہائے نمایاں

ادے (ک 19، ص۲۳): س: rising,dawn,sunrise,ascent,the east,the eastern mountain from where the sun is supposed to rise (پلیٹس)، روشن ہونے والا، آفتاب کا طلوع ہونا، مشرق، فرضی پہاڑ جس کے عقب سے آفتاب کا طلوع ہونا مانا جاتا ہے (و ال)۔ سورج کہاں ادے ہوتا ہے؟

ارپن (ک 4، ص۵۰۴): س: offering,sacrifice (پلیٹس) قربان۔ میں اس کے لیے اپنا سب کچھ ارپن کرنے کو تیار ہوں۔

ارتھ (ک 16، ص۱۵۲): ہ: مال و دولت (م گ)، زر، جائداد، حکومت، دنیاوی لذائذ (و ال)

ارتھ سمیلن (ک 22، ص۲۲۲): اقتصادی کانفرنس (م گ)

ارتھ لولپتا (ک 16، ص ۱۷۶): مادی خواہش (م گ)

ارتھ نیتی (ک 22، ص ۳۳۷): ہ: مرکب: اقتصادی تدابیر (م گ)

ارتھات (ک 8، ص ۴۷۸): س: In fact,that is to say (پلیٹس)۔ ارتھات ان کے سماج میں پروش شریشٹ ہے۔

ارتھی (ک 4، ص ۲۲۰): ہ: جنازہ، جنازہ اٹھانے کا پلنگ (ہ ال)۔ بیٹے کی ارتھی کے ساتھ ماں اور باپ دونوں تھے۔

ارجن (ک 4، ص ۵۱۷): س: راجا پانڈو کا تیسرا بیٹا، جدھشٹر کا بھائی (ہ ال)، name of a hero in Maha-bharat (پلیٹس)، بہت بہادری، شجاعت۔ ارجن کی بہادری اسے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔

ارد (ک 18، ص ۵۹۴): اردھ: اڑد: ہ: ایک مشہور غلے کا نام (ہ ال)۔ اس نے ارد پر کچھ پڑھ کر پھونک دیا۔

اردب (ک 12، ص ۱۸): آڑ، روک، بندھ جانا، گھل جانا، بیر شطرنج میں کسی مہرے کا شہ بچانے کے لیے بادشاہ کے سامنے سے ہل نہ سکنا (ف ت)۔ اس نے اردب دے کر کہا کہ اب سنبھلو۔

اردب میں ڈالنا (گئودان، ۲۹۲): اردب: ف: مذکر: اصطلاح شطرنج میں اس مہرے کو کہتے ہیں جو شاہ کو کشت سے بچانے کے لیے بیچ میں لایا جاتا ہے (ن ل)، مشکل میں ڈال دینا، امتحان میں ڈالنا

ارراہٹ (ک 14، ص ۴۶۴): اراہٹ: جانور کا درد سے کراہنا یا کسی کا اس سے مماثل آواز نکالنا (ف ت)

اس ارراہٹ میں بھی جھن جھن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

ارکشت (ک 16، ص ۱۲۱): بے حفاظت (م گ)

ارن (ک 11، ص ۳۸۵): ہ: out of debt,free from debt (پلیٹس)، قرض سے آزاد۔ میری رقم چکا کر ہی تم ارن ہو گے۔

اروپ (گئودان، ۱۴۳): آروپ: س: disguise,transformation (پلیٹس)۔ کسی اروپ میں ڈال کر گائے اڑا ہی لی۔

ارہر (ک 7، ص ۲۲): ہ: ایک مشہور اناج کا نام، ایک قسم کا غلہ جس کی دال ہندوستان میں کھائی جاتی ہے (ال)

اڑچی (ک 16، ص ۹۴): عدم دلچسپی (م گ)

اڑن گھائیاں (ک 4، ص ۳۱۴): اُڑن گھائی: شعبدہ بازی، چالاکی، فریب، جھوٹی تچی فقرے بازی (ن ل)

مجھ سے اڑن گھائیاں نہ بتایئے۔

اڑنگا لگانا (گئودان، ۱۱۴): س: ہوتے کام میں رخنہ ڈالنا، مخل ہونا، اڑی کرنا (ن ل)

اڑوس (ک 6، ص ۳۴۴): م: دھوکا دینا، جال میں پھنسانا۔ اڑوس اسے جو تمھیں جانتا نہ ہو۔

ازھری (ک 14، ص ۳۸۸): ہ: مونث: عو: غیر کفو کی جورو اس سے کہ منکوحہ ہو یا مدخولہ (ن ل)، غیر منکوحہ، رکھیل۔ بیاہتا ہوں، ازھری نہیں۔

اس خوار (ک 10، ص ۲۰۳): م: معتقد، کلمے پڑھنے والے۔ پروہت اور چوکیدار اس کے اس خوار تھے۔

اساتذہ ابل (ک 20، ص ۱۵۳): م: مصور۔ اساتذہ ابل نے حسن وشباب کے نمونے قلم سے بنا کر رکھ دیے ہیں۔

اسادھیہ (ک 16، ص ۹۸): ناقابل عمل، دشوار (م گ)، س: اسادھی: ہ: unable,incapable,weak,confine to bed,incurable (ہلیٹس)، ناقابل علاج (ہ ال)

اسانا (گنگو دان، ۲۹۷): جوش دینا (ہ ال)، رول کرا گک کرنا۔ کہیں اناج اسایا جا رہا تھا، کہیں ماغز اجا رہا تھا اور کہیں تل رہا تھا۔

اسبھ (گنگو دان، ۵): اسبھیہ: ہ: جو نا قابل مجلس ہو، غیر مہذب، اجڈ (ہ ال)۔ مت اسبھ منہ سے نکالو۔

اسپ بازیں زریں (ک 20، ص ۷۷): م: مرکب: خوب صورت برق رفتار گھوڑا

اسپ چوبیں (ک 4، ص ۳۴): اسپ: گھوڑا۔ چوبیں: لکڑی۔ اسپ چوبیں: لکڑی کا گھوڑا (ف ت)

اسپرش (ک 16، ص ۱۳): ہ: وہ حالت جو نہانے سے لے کر پوجا پاٹ کرنے اور کھانا کھانے تک ہوتی ہے اور اس وقت کسی کو چھونا جائز نہیں (ہ ال)

اسپیشل (ک 3، ص ۵۱۴): انگ: مخصوص گاڑی یا قافلہ یا وفد جس میں عام افراد نہیں ہوتے (ن ل)

گورنر کے اسپیشل کے آتے ہی ان پر پھولوں کی بارش کی گئی۔

است (ک 19، ص ۲۳): غروب آفتاب کا وقت، مغرب، سر شام (ہ ال)۔ سورج کہاں سے ادے اور کہاں سے است ہوتا ہے۔

است و یست (ک 16، ص ۲۳۵): پریشان (م گ)

استاد زریں دست (ک 20، ص ۲۷۲): م: ماہر فن، استاد فن۔ استاد زریں دست نے عمارت کو فن تعمیر کا شہکار بنا دیا۔

استا نک (ک 3، ص ۱۱۸): م: اشارے، رہنمائی۔ وہ بیٹھا آنکھوں سے استا نک دیتا رہا۔

استت (ک 14، ص ۲۲۷): ہ: حمد، ثنا، منقبت، مناجات (ہ ال)

استو (ک 8، ص ۲۸۲): اس تو: ہ: موجود (ہ ال)۔ اسے اپنے ویکتو کو ان کے استو میں ملا دینا پڑے گا۔

استحکامات (ک 10، ص ۲۶۵): م: مضبوط اور پختہ جگہیں یا مقامات۔ متعدد استحکامات کو چیر کر یہاں آنا ممکن نہیں۔

استر (ک 8، ص ۴۷۹): ہ: ہتھیار (ہ ال)۔ آج کے دور کی استری پروش پرشاسن کے سب استروں سے لیس ہے۔

استر شستر (ک 22، ص ۴): اسلحہ (م گ)

استر شستر ودھا (ک 19، ص ۸۹): ہ: چوک لگانا، مارنا، ہتھیار یا اوزار کے ساتھ لڑنا (ہ ال)۔ میں استر شستر ودھا میں اتی پٹو ہوں۔

استری پروش (ک 11، ص ۱): م: لڑکی لڑکا یا دلہن دولہا۔ شادی شدہ سکھ کے لیے استری پروش کے سبھاؤ میں میل ہونا ضروری ہے۔

استعا نک (ک 1، ص ۴۸۸): م: اشارہ۔ وہ دوسروں کے استعا نک پر ناچنے لگی۔

استن (ک 16، ص ۱۲۱): چھاتی (م گ)

استوتی (ک 19، ص۲۰): م: تعریف، اچھے الفاظ۔ وہ اپنی استوتی سن کر گھر سے نکل گیا۔

استھاپنا (ک 3، ص۱۳۰): م: استھاپن: act of establishing,appointment,to fix,to dedicate (پلیٹس)، قائم رکھنا، نصب کرنا، پوجا کرنا۔ اب اسی پہ مورت کی استھاپنا ہوگی۔

استھان (ک 8، ص ۴۷۹): س: مذکر: مقام، جگہ (ہ ال)، place,position,spot,seat (پلیٹس)، ہندو یوگیوں کا مسکن یا ان کے پیتا ؤں کا مسکن جیسے کالی جی کا استھان (ن ل)، مندر، ہندوؤں کی عبادت کی جگہ، ہندو فقرا کا مسکن، یوگیوں کا مستقر (ہ ال)

دکن میں استریوں کو پروشوں کے برابر استھان دیا گیا ہے۔

استھر جل (ک 11، ص۱): م: متحرک پانی

استھل (ک 14، ص۲۴۲): ہ: مقام، جگہ، جائے (ہ ال)۔ دونوں اس استھل پر پہنچ کر رک جاتے ہیں۔

اسٹیٹسمین (ک 10، ص۱۰۰): statesman انگریزی کا ایک اخبار جو پریم چند کے دور میں چھپتا تھا۔

اسفنکس (ک 19، ص۲۶۹): عورت کے سر والی شیر کی مورتی کو کہتے ہیں (پ ق)۔ مصر میں آج بھی اسفنکس موجود ہیں۔

اسمبھو (ک 8، ص۴۷۰): ہ: ناممکن، نا مناسب، انوکھا، نہ ہو سکنے والا، (ہ ال): س: uncommon,impossible (پلیٹس)

یہ اسمبھو تھا کہ کوئی ان سے مدد مانگے اور نراش ہو۔

اسمرتھ (ک 22، ص۲۵): ہ: نا اہل

اسمرتی (ک 17، ص۲۳۷): م: تصویر۔ بچے کی اسمرتی کیا اس سے کم پیاری ہے۔

اسمرتی چہنہ (ک 11، ص۴): ہ: مرکب: بے دینی کی علامت۔ اس اپوتر اسمرتی چہنہ کو میں گھر پر نہیں رکھ سکتا۔

اسمنجس (ک 11، ص۴): ہ: شک، شبہ، پس و پیش، الجھن، جیص بیص (ہ ال)۔ اس معاملے میں وہ اسمنجس میں پڑا ہوا ہے۔

اسمنجن (ک 16، ص۱۲): تذبذب (م گ)۔ میں اس معاملے میں اسمنجن میں ہوں۔

اسمنگل (ک 11، ص۴): ہ: م: بدشگون، بری بات۔ ایسی ساڑھی کو گھر میں رکھنا اشگن اور اسمنگل ہے۔

اسوجھ (ک 16، ص۱۰۳): نا قابل فہم (م گ)، اسوق: سمجھ سے باہر، بعید الفہم (ہ ال)

اسومیدھ (ک 24، ص۲۳): ہ: اسومیدھ یگیہ: گھوڑے کی قربانی (ہ ال)۔ یہاں کسی زمانے میں دس اسومیدھ یگ کیے گئے تھے۔

اسہائے (ک 16، ص۲۵۳): نا قابل برداشت (م گ)، اسہیہ: جو برداشت نہ ہو، سخت، مشکل، کڑوا (ہ ال)

اسہے (ک 16، ص۱۱۹): نا قابل برداشت (م گ)، اسہیہ: س: unbearable,insufferable (پلیٹس)، جو برداشت نہ ہو سکے (ہ ال)

اسہیوگ (ک 22، ص۶): ہ: عدم تعاون

آسیس (گئودان، ص۵۳): آسیس: ہ: prayer;blessing,reward,prize (پلیٹس)۔ آسیسوں سے تو کسی کا پیٹ نہیں بھرتا۔

اسیس دینا (گئودان، ۱۸۰): دعائے خیر و برکت دینا (ہ ال)

اسے دار (ک 14، ص ۵۴۷): م: مزیدار۔ کھانے میں ایک اسے دار ترکاری اور چٹنی تھی۔

اشانتی (ک 22، ص ۳۰۱): ہ: م: افراتفری

اشٹ (ک 4، ص ۳۱۶): ہ: منظورِ نظر ہونا، محبوب ہونا (ہ ال)۔ اسے کسی دیوتا کا اشٹ ضرور ہے۔

اشمی (ک 9، ص ۳۸۲): س: The eighth day night in a lunar half month (پلیٹس)، ہر ماہ کے پکش کی آٹھویں تاریخ، آٹھویں (ہ ال)

اشسکتا (ک 16، ص ۱۵): ناشائستگی (م گ)۔ اشسکتا ناریوں کو زیب نہیں۔

اشگن (ک 11، ص ۴): اسگن: ہ: A bad omen, bad words (پلیٹس)، برے الفاظ۔ کیا اشگن منہ سے نکالتے ہو۔

اشگون (ک 2، ص ۲۳۵): ہ: فالِ بد، برے الفاظ (ہ ال)۔ برے اشگون منہ سے نہ نکالو۔

اشوک (ک 15، ص ۲۱۲): ہ: ایک درخت کا نام (ہ ال)۔ وہ سامنے کے اشوک کے سامنے کھڑا ہو کر رو دیا۔

اشوکوں کا کنج (ک 9، ص ۳۴۱): م: ویران گوشہ، ویران کوچہ۔ ایک عورت اشوکوں کے کنج میں میری منتظر تھی۔

اطالی لوذیات (ک 10، ص ۱۹۱): م: خوشبودار مٹھائیاں۔ اطالی لوذیات پر فوج ٹوٹ کر گری۔

اغوائے نفس (ک 3، ص ۸۵): م: نفس کا بہکانا، ورغلانا، دھوکے سے۔ کسی نے اغوائے نفس سے اسے زہر دلوا دیا۔

افتاں وخیزاں (ک 9، ص ۲): ف: بمشکل چلتا ہوا، گرتا پڑتا ہوا (ف ت)۔ وہ دیوانہ وار افتاں وخیزاں پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا۔

افراق (ک 5، ص ۱۲۲): جدا کرنے والا، فیصلہ کرنے والا (ف ع)۔ افراق کا بھوت دو جانیں لے کر خاموش ہو گیا تھا۔

اکارن (ک 16، ص ۳۳): کارن (وجہ) کا متضاد، بے وجہ (م گ)، بے سبب، فضول، بے بنیاد (ہ ال)۔ اس کی آتما بتیا اکارن نہ تھی۔

اکاگرتا (ک 17، ص ۵۳): م: پرزور طریقے سے، شدومد سے، یکسوئی سے۔ اس کو تو زیادہ اکاگرتا سے کرمچاریوں کی وکالت کرنا چاہیے۔

اکبال (ک 3، ص ۱): مقامی: اقبال۔ حضور کا اکبال بلند ہو۔

اکبر (ک 10، ص ۷۷): اکبر الٰہ آبادی: اردو زبان کے نامور شاعر جنھوں نے مزاحیہ انداز میں شاعری کو اپنا شعار بنایا۔

اکچھا (ک 17، ص ۱۹۱): م: مرضی، اجازت۔ یدی آپ کی اکچھا ہو تو پرتی بدھوار کو آکر لیکھ اور مپیاں بھیج دوں۔

اکسنٹرک (ک 10، ص ۱۱۶): انگ: not oriented around a middle point (پلیٹس)، یکسو نہ ہونا، ادھر ادھر کی ہانکنا

وہ اسے کم عقل، بدھو اور اکسنٹرک جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

اکشر (ک 16، ص ۱۵۵): اچھر: ہ: حروفِ تہجی، حروف، لفظ یا الفاظ (ہ ال)، س: letter of the alphabet, syllable (پلیٹس)

اکشمیہ (ک 16، ص ۱۱۹): ناقابلِ معافی (م گ)

اکشواک کے بنس اور پرتھی راج کے کل (ک 20، ص۱۴۰): م: اکشواک راجا یعنی اجودھیا کے راجا کے خاندان اور پرتھوی راج کے خاندان سے۔

اکمال (ک 11، ص۱۳): ع: کامل، مکمل، پورا، ساری صلاحیتوں کا (ن ل)۔ ایسا اکمال کون ہے جو اس قتل کا سراغ لگائے۔

اکھراج (ک 3، ص۲): مقامی: اخراج۔ موجودہ جمہوری دور میں رات دن جاپچا (اضافہ)، بے دخلی (بے دخلی)، اکھراج کی دھوم مچی ہے۔

اکھرنا (ک 2، ص۵۸): نامناسب لگنا، برا لگنا، شان کے خلاف لگنا (ہ ال)، ناگوار گزرنا، چبھنا (ف ت)

اس پر فیشن کا بوجھ اکھرتا تھا لیکن کندھا نہ ڈالتا تھا۔

اکھرنا (ک 10، ص۳): نامناسب، اچھا نہ لگنا، برا لگنا (دل)، displeasing (پلیٹس)۔ سودیشی کپڑوں کا نکالا جانا اسے اکھر رہا تھا۔

اکھنڈ (ک 22، ص۳۲۹): غیر منقسم، پورا، سالم، کامل (ہ ال)

اکھوے (ک 10، ص۱۳۶): بیج، بنیاد (ف ت)۔ دنیا کے اکھوے نظر آہی جاتے ہیں۔

اکی بکی بچانا (ک 1، ص۱۶): م: ہوش ٹھکانے لگا دینا، سبق سکھانا۔ کنواری کنیا نے اس کی اکی بکی بچادی۔

اگادھ (ک 16، ص۶۷): جس کی تھاہ اور انتہا نہ ہو (م گ)، بے کنارہ، بے پایاں، بہت ہی گہرا، اتھاہ، عمیق (ہ ال)

اگاہ (ک 19، ص۳۴): ہ: collect, accumulate, raise (پلیٹس)، جمع کرنا، مہیا کرنا (ہ ال)

اس نے روپے اگاہ کر وستر لے ہی لیا۔

اگر (ک 15، ص۲۱۲): ہ: ایک خوشبودار لکڑی، خوشبو (ہ ال)۔ میری ساری میں اگر مل دینا۔

اگست رشی (ک 11، ص۲۹۹): م: ہنود کے ایک رشی کا نام جس کے ذمہ بحر و سمندر کے معاملات ہیں۔

شہرت وہ پیاس ہے جو اگست رشی کی طرح سمندر کو پی کر بھی آسودہ نہیں ہوتی۔

اگن (ک 5، ص۱۸۳): اگھن: س: eighth month of the luni-solar year of the Hindus(nov-dec) (پلیٹس)، فصلی سال کا آٹھواں مہینہ (ہ ال)۔ اگن کے مہینے میں سخت سردی پڑتی ہے۔

اگن بوٹ (ک 19، ص۴۷۲): انگ: آگ + بوٹ: رودکش، دھواں کش، دخانی جہاز، دخانی کشتی (ف آ)

پرانے دور میں اچھے قسم کے اگن بوٹ نہ تھے۔

اگن دیوی (ک 9، ص۱۷۶): م: بے وقوف، نالائق، احمق۔ اگن دیوی کی ساری فوج گرجتی چلی آرہی ہے۔

اگن راج (ک 9، ص۵۲۵): م: آگ کا دیوتا۔ شعلوں سے یوں معلوم ہوتا ہے گویا اگن راج نے تاروں پر حملہ کیا ہے۔

اگن کنڈ (ک 9، ص۱۰۲): ہ: a hollow for kindling fire in,fire-pit (پلیٹس)، آگ کی پرستش کرنے کا حوض (ہ ال)

گناہ کا اگن کنڈ کیسے بند ہوگا۔

اگنی (ک 1، ص۳۶۱): ہ: آتش، فرشتۂ آتش، ایک پران کا نام (ہ ال)

اگنی پریکشا (ک5، ص۱۲۲):م: آگ پر چل کر اپنی پوتّرتا کو ثابت کرنا۔ آگ سے امتحان، جھوک کا امتحان
شبہ کی صورت میں میری اگنی پریکشا لے لیں کہ میں پوتّر ہوں۔

اگنی سنسکار (ک19، ص۵۸۸):ہ:funeral ceremonies such as burning a dead body(پلیٹس):
اگنی سنسکار: جلانا، مردے کو نذرِ آتش کرنا (ہ ال)۔ اس نے ماتا کا اگنی سنسکار کر دیا۔

اگنی کنڈ (ک10، ص۱۱۰): رک: اگن کنڈ

اگوا (ک19، ص۲۶۰):ہ:guide,leader,conductor,forerunner(پلیٹس)، رہنما۔ کسی اگوا کے بغیر لڑنا ممکن نہیں۔

اگوانی (ک19، ص۵۸۱):س:reception,welcome(پلیٹس)، استقبال، خوش آمدید، استقبال، پیشوائی کرنا (ہ ال)
انھوں نے میری اگوانی کی عطر اور الائچی سے خاطر کی۔

اگہن (ک12، ص۳۵۲): رک: اگھن

اگھالینا (ک11، ص۴۷): اگھانا:ہ: سیر ہونا، اپھرنا، بھاکھا کی زبان ہے (ن ل)۔ وہ دل میں کڑھیں گے اگھالیں گے۔

اگھاڑی (ک19، ص۵۸۴): اگھاڑنا:ہ: کھولنا، ننگا کرنا، کشادہ کرنا (ہ ال)، to uncover,unveil,expose,open,lay
bare,to pull off,to disclose(پلیٹس)۔ وہ کرمچاریوں کے درمیان اگھاڑی کھڑی تھی۔

اگھرا (ک14، ص۵۲۵):م: عریاں، کھلا ہوا۔ اس کا اگھرا ہوا بدن دیکھتے لاج آتی ہے۔

اگھن (ک9، ص۱۰۸):ہ: the name of the eighth month of the luni-solar year of Hindus- Nov.
to Dec.(پلیٹس)، فصلی سال کا آٹھواں مہینہ (ہ ال)۔ اگھن کا مہینہ تھا۔

اگھوری (ک3، ص۱۰۸):س: اگھور: خوفناک: ہندو فقیروں کا ایک فرقہ جو نجس اور ناپاک چیزوں سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔ مجازاً
ناپاک، پلید (ن ل)۔ وہ پہلے ملحد اور بعد ازاں اگھوری مشہور ہوا۔

اگیان (ک2، ص۱۲۲):ہ: لاعلمی، جہالت، بےوقوفی، نادانی، کم علمی، انجان، حماقت (ہ ال)
اگیان کی موتو، اس ریت کو ناؤ۔

البرٹ (ک3، ص۳۴۷):م: جدید یورپین، جدید انداز کی۔ وہ البرٹ فیشن کی داڑھی اور ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔

الپ آیو (ک23، ص۵۰۲):ہ:م: مختصر عمر

الپاکے کا چغہ (ک5، ص۱۰): ایک قسم کا اونی کپڑا (ہرن کی طرح کا جانور جس کی اون سے کپڑا بنتے ہیں)، alpaka (ف آ)
اس نے اپنے عارضی عروج کے زمانے کا الپاکے کا چغہ نکال کر پہن لیا۔

السانا (گئودان، ۴۰):ہ:to be slack,sluggish,lazy,be sleep;to rest(پلیٹس)، سونا، سست ہونا

وہ ایسا السایا کہ کوڑنے نہ جا سکا۔

السی (ک 3، ص ۳۷۱): ہ: اَتسی: ایک درخت جو آدھ گز اونچا ہوتا ہے جس میں پتلی پتلی شاخیں نازک نازک پتیاں اور چھوٹے چھوٹے لاجوردی پھول ہوتے ہیں اور غلوں کی طرح بکثرت اس کی زراعت ہوتی ہے۔اس کا تیل جلانے وغیرہ کے کام آتا ہے (ال)، کنڑ کا پھول جس سے شہاب نکلتا اور کپڑے رنگے جاتے ہیں (ف آ)، linseed oil (پلیٹس)

السی کے پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے۔

الف ب نگاڑ اعلم کو چنے کے کھیت میں پچھاڑا (ک 18، ص ۴۱): م: محاورہ: ایسے فرد کی نسبت بولتے ہیں جس کی تعلیم میں محنت سے جان نکلتی ہو یا محنت کرنے سے کتراتا ہو۔

الف لیلی (ک 20، ص ۱۲۱): ع: الف: ہزار لیلی: رات: قصے کی ایک مشہور کتاب۔اس کتاب کی کل داستانیں شہرزاد وزیر زادی نے اپنی بہن سے جس کا نام دنیا زاد تھا، ہزار راتوں میں بیان کی ہیں (ن ل)۔عربی ادب کا نام الف لیلی سے روشن ہے۔

القت (ک 17، ص ۸): القط: ع: القط کرنا: ترک کرنا، چھوڑ دینا، الگ کر دینا (ن ل)۔زمانہ کے دونوں نمبر القت نہ کریں۔

الکسا (ک 14، ص ۲): سستی، کاہلی (ف ت)۔کبھی الکسا جاتے تو بجی گھر سے باہر نکال دیتی۔

الگاوا (گئو دان، ۳۲۰): ہ: الگنا: to be separated (پلیٹس)، جدائی، بٹوارہ (ف ت)

جھگڑا اتنا بڑھا کہ الگاوا کی نوبت آ گئی۔

المضاف (ک 17، ص ۱۰): المضاعف: ع: دونا، کئی گنا، دوچند (ن ل)

الم (ک 3، ص ۳): مقامی: علم

الوان (ک 5، ص ۱۸۴): ع: لغوی معنی رنگین پشمینہ، اصطلاحی معنی پشمینہ، اونی چادر جس کا دوشالہ بناتے ہیں (ف آ)

ان روپوں میں ایک الوان آ جائے گا۔

الوٹ (ک 14، ص ۱۳۸): م: ایک زیور جو ہندو عورتیں پہنتی ہیں۔

الوکک (ک 16، ص ۲۷): سماوی، غیر دنیاوی (م گ)، انوکھا، جو کبھی دیکھا نہ گیا ہو، ماورا، مافوق الفطرت، دوسری دنیا کا (وال)

الہنے دینا (ک 2، ص ۱۴۶): طعنے دینا، برا بھلا کہنا، کوسنے دینا، الزام دینا (ف آ)۔بیٹے کے کرتوتوں کے الہنے ماں کو دیے جاتے۔

اماوٹ (ک 2، ص ۲۷۶): ہ: inspissated mango juice (پلیٹس)، آم رس۔اسے اماوٹ کی چٹنی پسند ہے۔

اماوس (ک 3، ص ۲۴۹): س: اماوشیا ہندی کی پندرھویں تاریخ قمری مہینے کا آخیر دن جس میں چاند چھپا رہتا ہے (ن ل)

اماوس کی سیاہ رات تھی۔

امایوں (ک 14، ص ۲۶۳): م: گھوڑے کی گردن کے لمبے بال۔میں گھوڑے کی گردن سے چمٹ گیا اور اس کے امایوں میں منہ چھپا لیا۔

امر (ک6،ص۸): س: dea th,immortal,everlasting,longlivedundying,exempt from (پلیٹس)، ہمیشہ کے لیے، لا فانی۔ مرنا ایک دن سب کو ہے، امر ہونے کو تو کوئی نہیں آیا۔

امرت بانی (ک3،ص۳۲۸): ہ: شیریں بیانی، خوش بیانی (ن ل)۔ میں اس کی امرت بانی غور سے سن رہا تھا۔

امرت بندو (ک9،ص۳۹): م: آبِ حیات کا قطرہ، آبِ بقا کا یا شیریں سیال شے۔

حکیم اپنی تازہ ترین دوا امرت بندو کا اشتہار لکھنے میں محو تھا۔

امرت دھارا (ک6،ص۱۰): م: میٹھے پانی کا چشمہ، منعاس

امرستیہ (ک22،ص۳۴): ہ: م: مرکب: کلی صداقت

امریادا (ک16،ص۱۴۴): س: کردار کشی، عزت کشی (م ک)، disrespect,dishonour,indignity (پلیٹس)

امضائے کار مفوضہ (ک1،ص۲۹): سپرد کیے گئے کاموں یا احکامات کی بجا آوری یا تعمیل (ف ت)

خاکسار بصدق دل امضائے کار مفوضہ میں سرگرم رہے گا۔

املک (ک19،ص۲۰): س: such a one,a certain person,such-and-such(fulan) (پلیٹس)، وہ، یہ، اس قسم کا (ہ ال)۔ املک کسان سے سبتے مل گئے۔

امنا (ک15،ص۳۳): متولیان (ف ت)۔ امنا قوم کی کوئی مجلس نہیں ہوتی۔

امنگل (ک11،ص۱): س: unlucky,an evil omen;calamity,disaster (پلیٹس)، تباہ کاری

امنگل کے بھئے سے اس کی آتما کا پان نہیں کرنا چاہتی۔

امیشور تھیٹر (ک10،ص۵۳): انگ: Amateour theatre۔ تو کیا آپ کے گاؤں میں امیشور تھیٹر نہیں ہے؟

امیلی زولا (ک10،ص۲۴۴): Emilie Zola:(2 April 1840 – 29 September 1902) was a French writer, the most important exemplar of the literary school of naturalism and an important contributor to the development of theatrical naturalism (وپ)

ان جھل (ک13،ص۱۱): ہ: کم نصیبی، کم بختی، بدبختی (ہ ال)۔ تمھارا ان جھل میرے من میں نہیں آتا۔

ان جل (ک6،ص۲۵): ہ: کھانا پینا، آب و دانہ (ہ ال)۔ کس کے لیے ان جل چھوڑوں۔

ان شن (ک22،ص۲۲۶): ہ: م: بھوک ہڑتال

ان گڑھ (ک18،ص۵۰): ان گھڑ: بے ڈول، بے سلیقہ، بے ڈھنگا، بیہودہ (ن ل)۔ ایسی ان گڑھ بوڑھی دیکھی نہ تھی۔

ان میل ویواہ (ک8،ص۲۸۸): ہ: بے جوڑ شادی (ہ ال)

ان ندرا (ک 16، ص ۱۱۸): بے خوابی (م گ)

اناپ شناپ (ک 6، ص ۲۷۰): اوٹ پٹانگ، بے تکا، لایعنی، بے سوچے سمجھے، الل ٹپ (ف ت)

اناپ شناپ خرچ نے ہی اسے ان حالوں تک پہنچایا ہے۔

اناتھ (ک 3، ص ۲۹۶): س: husbandless,protectorless,widow,orphan (پلیٹس)، یتیم، بیوہ

اناتھ عورتوں اور لڑکوں کی کون سدھ لینے والا ہے۔

اناتھ آلے (ک 1، ص ۱۷۷): اناتھالیہ: ہ: یتیم خانہ محتاج خانہ (ہ ال)۔ اس نے گنگا کنارے اناتھ آلے تیار کروادیا۔

انادر (ک 19، ص ۳۷۸): ہ: بے عزتی، تضحیک، تذلیل، دل دکھانا (ہ ال)۔ کلتو ماتا کے وشے میں انادر کی بات مت کرو۔

انادی (ک 20، ص ۳۲۵): ہ: جس کی کوئی ابتدا نہ ہو۔ ازلی، قدیمی، پرانی۔ واضح ہو کہ یہ تین ہیں: خداوند تعالیٰ، روح، فطرت یا نیچر (ہ ال)۔ پرماتما کے آدی یا انادی ہونے کی بحث جاری ہے۔

انباءوطن (ک 20، ص ۲۱۸): ابناءوطن: ع: اہل ملک، ہم وطن (ف ت)

انت (ک 11، ص ۷): ہ: اختتام، خاتمہ، انتہا (ہ ال)۔ دوسرے مہینے کے انت میں اس کا پتی اسے لے آیا۔

انتر (ک 22، ص ۸۴): ہ: فرق، فاصلہ، تفاوت، دوری (ہ ال)۔ ہنسا (آزار) اور اہنسا (بے آزاری) میں انتر ختم ہوگیا۔

انتر جگت (ک 16، ص ۲۹): داخلی دنیا (م گ)

انتر دھیان (ک 16، ص ۷۰): س: معدوم، غائب (م گ)، انتر دھان: چھپا ہوا، پوشیدہ، مخفی، نظر سے غائب، فنافی اللہ، محویت (ہ ال)، invisibility,out of sight,concealed (پلیٹس)

انتم بھینٹ (ک 19، ص ۵۳): انتم: س: آخری، ultimate,posterior,final (پلیٹس)، ملاقات، ملاپ، ملنا (ہ ال)، انتم بھینٹ: آخری ملاقات، آخری بار ملنا۔ وہ پتا کے مرتیو سے پہلے ان سے انتم بھینٹ نہ کرسکا۔

انتم کریا (ک 24، ص ۷): ہ: مرنے کے بعد کی رسومات (ہ ال)۔ اس کے مرنے کے بعد بڑی آن بان سے اس کی انتم کریا کی گئی۔

انتہ کرن (ک 19، ص ۵۱): ہ: دل، ضمیر، مافی الضمیر، بڑھی، قلب، ارادہ (ہ ال)۔ ستیہ سے تمھارا انتہ کرن شدھ ہوکر آنند پراپت ہوگا۔

انجلی (کتھوڈان، ص ۳۳): انجلی: انجلا: ہ: وہ جوف جو دونوں ہاتھوں کے ملانے سے پیدا ہو یعنی چلو (ہ ال)۔ وہ انجلیوں روپے گنتا ہے۔

انجن (ک 9، ص ۳۷۷): س: ointment,lamp-black,antimony (پلیٹس)، کاجل، سرمہ (ہ ال)، بالکل نہ ہونا

اہیروں کے یہاں انجن کے لیے بھی دودھ نہ تھا۔

اندارہ (ک 18، ص ۳۳): ہ: اندارا: a large well of solid masonary,protected by a kothi or nod (پلیٹس)، کنواں (ہ ال)۔ اندارے پر ایک عورت پانی بھر رہی ہے۔

اندر(ک 13، ص ۳۸۵):ف:within,in the inside(پلیٹس)، نفس

وہ اپنی اندریوں کا اتنا غلام ہے کہ فرض کو کبھی کبھی محسوس کرتا ہے۔

اندر(ک 1، ص ۱۳): ہ: بارش کا دیوتا اور دیوتاؤں کا راجا (ہ ال)، (م گ)، (پلیٹس)۔ اندر، کبیر اور نا ردہندوؤں کے دیوتا ہیں۔

اندردھنش(ک 5، ص ۱۵۴): قوس قزح، سات رنگوں کا مجموعہ (ہ ال)۔ آج جیتے جاگتے اندردھنش بنے ہوئے تھے۔

اندرکا بجر(ک 1، ص ۱۴۸): م: دیوتاؤں کا قہر، دیوتا کا عذاب۔ ایسے مندروں پر اندرکا بجر بھی نہیں گرتا۔

اندرکا بل(ک 1، ص ۱۹۴): ہ: دیوتا کی طاقت یا دیوتاؤں کی طاقت، دیوتاؤں کا راجا، بارش کا دیوتا (ہ ال)

اندرکی پری(گئودان، ۳۶۴): م: خوب صورت لڑکی، حسینہ۔ ایسی اندرکی پری پاکر بھی بھاگ نہیں سراہتے۔

اندرجال(ک 3، ص ۱۷۴): ہ: علم طلسمات، بازی گری، مکروفریب، دھوکہ (ہ ال)

اس نے کتاب خانے سے منتروں پر اندرجال کی کتاب تلاش کرلی۔

اندھ شردھا(ک 23، ص ۱۷۴): ہ: اندھی عقیدت

اندھ کوپ(ک 19، ص ۱۰۶): اندھ: س: اندھا، گھپ اندھیرا۔ کوپ: س: کنواں، سوراخ (پلیٹس)، اندھا کنواں، قید

وہ اندھ کوپ میں مرنا چاہتا ہے، میں نہیں۔

اندھر(ک 10، ص ۱۰۵): م: اندھیر، ظلم، جبر۔ یہ سب اندھر سہہ کر جیتی ہوں۔

اندھر(ک 19، ص ۵۶۷): ہ: ستر، اوزار، ہتھیار (ہ ال)۔ جلد ہی اندھر شانت ہوگیا اور ستر چلنے لگا۔

انڈ امرتی(گئودان، ۴۲۸): مقامی: انڈ امرتی

انرتھکاری(ک 22، ص ۵۵): ہ: انرتھ کاری: نقصان دہ، مضرت رساں (ہ ال)۔ میں اس انرتھکاری پروپیگنڈا میں شریک نہیں۔

انسا پھ(ک 3، ص ۱): مقامی: انصاف۔ انساپھ کرنا تو آپ جانتے ہیں۔

اُنشٹھان(ک 4، ص ۱۷۷): انشٹھان: ہ: احکامِ شاستر کے مطابق کوئی کام کرنا، کسی خاص امید پر عبادت کرنا (ہ ال)

انشٹھان کا کرشنا نوں پر کوئی بس نہیں چلتا۔

انش(ک 20، ص ۳۱۹): ہ: ہمیشہ، دائم، لگاتار (ہ ال)

انشٹ(ک 11، ص ۷): برا، برائی، نحوست (ہ ال)۔ کسی انشٹ کی چھایا چاروں طرف پرتیت ہوتی تھی۔

افعوان(ک 14، ص ۹۷): م: سانپوں کی ایک قسم

انقباض(ک 14، ص ۵۶۸): ع: سکڑنا، رکنا (ف ع)۔ طبیعت میں کچھ انقباض سا ہو رہا تھا۔

انقضائے میعاد(ک 10، ص ۳۰۱): مدت کا گزر جانا یا ختم ہو جانا (ف ت)

اس نے انقضائے میعاد کی قید سے فائدہ اٹھانے میں مطلق تامل نہ کیا۔

انقطاعی (ک 3،ص ۱۵): انقطاع: بند یا موقوف کرنا، کاٹنا (ف ت)۔ یہ انقطاعی باتیں کر کے وہ گاڑی پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔

انک (ک 16،ص ۲۱۲): عدد، حصہ (م گ)، شمار، تعداد، نمبر، دفعہ، مرتبہ (ہ ال)

انکت (ک 14،ص ۲۷۵): ہ: نظیر، مثال، کنایہ، استعارہ (ہ ال)۔ یہ روپ اب جیون پر ہنت کے لیے انکت ہو گیا۔

انکھوا (گنودان، ۳۴۵): ہ: offspring,issue,child (پلیٹس)، وہ شے جو پہلے پہل بیج میں قوت نمو سے پیدا ہوتی ہے (د ال)

بیج اندر پڑا تو انکھوا نکلے بنا نہیں رہتا۔

انگ بھنگ (ک 19،ص ۲۵۰): س: to have a limb cut off,to be mutilated,to be crippled (پلیٹس)، کام آنا، گھائل ہونا، اعضاء سے ہاتھ دھو بیٹھنا۔ لڑائی میں کئی آدمی انگ بھنگ ہو گئے۔

انگ ونیاس (ک 16،ص ۲۳): معصوم سراپا (م گ)

انگوٹھا رونا (ک 14،ص ۴۸۲): م: میری بلا سے، پروا نہ کرنا۔ تم خود رؤو، میرا انگوٹھا روئے۔

انگیر (ک 18،ص ۵۱۸): انگیز: برداشت، اٹھانے والا (ف ع)

انگیکار (ک 19،ص ۱۳): ہ: اقرار، قبول، منظور، رضامندی دینا (ہ ال)۔ میں اپنا اپرادھ انگیکار کر لوں گا۔

انماد (ک 12،ص ۴۳۰): س: madness,extravagance,mania (پلیٹس)، پاگل پن

املاپن (ک 10،ص ۱۱۶): م: بے ڈھنگا، بے موقع، بے تکا۔ کم نگاہی کی وجہ سے اسے اپنا املاپن مطلق نظر نہیں آتا۔

انمول رتن (ک 10،ص ۱): م: قیمتی موتی، بیش قیمت چیز۔ شوہر کی محبت کا انمول رتن اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔

انت (ک 22،ص ۳۸): ہ: م: لامحدود

انوبھو (ک 8،ص ۱۷۴): ہ: تجربہ، شوق، ادراک، احساس (ہ ال)۔ انوبھو اور کلا کی ساری پروڑھتا اس نے اپنی رچنا میں بھر دی تھی۔

انوپم (ک 16،ص ۲۹): بے مثل، بے نظیر (م گ)، ہ: انوکھا، بے مثال، لاثانی، بہترین، خداوند تعالیٰ (ہ ال)

انوپم روپ چھٹا (ک 16،ص ۲۳): ہ: مرکب: بے نظیر حسن کی دمک (م گ)۔ میں اس کے انوپم روپ چھٹا کا آسکت (عاشق) ہوں۔

انوراگ (ک 10،ص ۵۷): دوستی، جذبہ، عشق حقیقی (ہ ال)۔ اس کی محبت میں سچا انوراگ بھرا ہوا تھا۔

انوسار (ک 8،ص ۴۷۲): ہ: بموجب، موافق، دستور یا رواج سے مطابقت رکھنا (ہ ال)

انوسٹرس ریویو (ک 10،ص ۲۷۸): م: معیشت سے متعلق ایک انگریزی جریدہ۔ وہ انوسٹرس ریویو کا مطالعہ کر رہا تھا۔

انوشٹھان (ک 8،ص ۴۷۰): انوستھان: ہ: نفس پرستی، بے اعتدالی (ہ ال)۔ اس نے مال ساہتیہ کے انوشٹھان میں اڑا دی۔

انوکول (ک 19،ص ۲۳۲): ہ: موافق بنانا، مدد دینا، مدد دینے والا، مفید، قابل محبت (د ال)۔ اس نے اپنے آپ کو ماحول کا انوکول بنایا۔

انُگرہ (ک 16،ص۱۰۳): احسان، مہربانی (م گ)، عنایت، محبت، رنج دور کرنے کی خواہش (ہ ال)

انُگرہت (ک 17،ص۲۸۶): ہ: احسان کیا ہوا، مطمئن ہونا (ہ ال)۔ آپ کا کرپا پتر پا کر انُگرہت ہوا۔

انُومتی (ک 17،ص۵۸۴): ہ: اجازت، منشا، صلاح (ہ ال)۔ خبر چھاپنے کی مدیر سے انُومتی لینی پڑے گی۔

انُومودن (ک 12،ص۵۱۹): ہ: منظور کرنا، رضامند ہونا (ہ ال)۔ وہ دعوت کے پرستاؤ کا بڑی خوشی سے انُومودن کرتی۔

انیائے (ک 16،ص۱۳): ظلم (م گ)، ظلم و تعدی (ہ ال)

انیس (ک 10،ص۷۷): م: میر ببر علی انیس: اردو کے سب سے بڑے مرثیہ گو شاعر تھے۔

Mir Babbar Ali Anees was a reknowned Urdu poet. He was born in Faizabad in the northern Indian state of Uttar Pradesh in 1803 and died in 1874. (وپ)

انیک (ک 17،ص۵۸۷): س: not one,many,much,abundant (پلیٹس)۔ پرپیدیوی جی، انیک دھنیہ واد

انیک پرکار (ک 19،ص۱۱): س: انیک: not one,many,various,several,much,abundant: پرکار: س: kind,sort,way,mode (پلیٹس)، انیک: مختلف طرح طرح، ایک سے زیادہ، کئی، پرکار: قسم، نوع، طرح (ہ ال): انیک پرکار: قسم قسم کی، طرح طرح کی، مختلف قسم کی۔ اسے انیک پرکار کی باتیں یاد آنے لگیں۔

انیلی (ک 1،ص۲۲۳): ہ: مونث: ناواقف، ناتجربہ کار، سیدھی سادی (ن ل)۔ میں انیلی مردوں کے داؤ کیا جانوں۔

انے گنے (ک 2،ص۲۰۹): بہت کم، گنتی کے (ف ام)۔ انے گنے آدمیوں نے ہی تحریمت کی۔

اوپاسنا (ک 3،ص۲۱۶): ہ: to serve,worship,adore (پلیٹس)، پوجا کرنا، خدمت کرنا

ایک طرف اوپاسنا کرنا اور پھر یہ غیر اخلاقی حرکت۔ لاحول ولاقوۃ۔

اوپائے (ک 3،ص۲۷۰): ہ: تدبیر، علاج، کوشش، حیلہ، ترکیب، حکمت، فکر (ہ ال)۔ چپ نہ رہو، اس کا کچھ اوپائے کرو۔

اوتار (ک 5،ص۳۰۳): ہ: او (اوپر) تری (اترنا) اوپر سے نیچے اترنا، حلول کرنا، جنم لینا، خدا کا کسی امر عظیم کے انجام دہی کے لیے انسان یا کسی اور صورت یا جسم ظاہری میں آنا (ہ ال)، incarnation of Vishnu (پلیٹس)۔ وہ اپنی بہن کا اوتار لے کر آئی ہے۔

اوتم کل (ک 4،ص۳۹۱): م: سکون، سب سے بڑا، سب سے بہترین، سب سے اچھا۔

ایسی کنیا آپ کو نہ ملے گی اور نہ ایسا اوتم کل ہی پائے گا۔

اوجھا (ک 1،ص۵۸): رک: اوجھے

اوجھے (ک 7،ص۱۱۴): ہ: ایک قسم کے برہمن، ہندوؤں میں جو لوگ جھاڑ پھونک کرتے ہیں ان کو بھی اوجھا کہتے ہیں (ال)

وہ بچے کو اوجھے اور سیانے ویدوں کے پاس لے کر گیا۔

اوجھے کے گھر تیتر باہر رکھوں کہ بھیتر (ک 18،ص۱۸۱): اوجھے کے پاس تیتر باہر باندھوں یا بھیتر: محاورہ: کم ظرف کے پاس اگر کچھ

ہوتا ہے تو نام ونمود کے لیے ہر طرح ظاہر کرتا ہے (ف ام)

اودھار (ک 6، ص ۵۷): ہ: سوچنا، تقرر کرنا، طے کرنا (ہ ال)، accurate determination,starting or holding positively (پلیٹس)، مثبت انداز فکر۔ مایا موہ سے چھوٹ کر میرا اودھار سا ہو گیا ہے۔

اودھارک (ک 4، ص ۳۸۹): م: قرار کرنے والا، تسلیم کرنے والا۔ ہندو دھرم کے اودھارک ہو کر آپ کاشی کو بھلا کیسے نہ مانیں گے۔

اودھوکا لینا نہ مادھوکا دینا (ک 19، ص ۹۹): الگ تھلگ رہنا، کسی سے کوئی رابطہ نہ رکھنا (ف ام)

سوامی کا کام کیا اور چھٹی ہوئی، اودھوکا لینا نہ مادھوکا دینا۔

اورن (ک 1، ص ۱۴۰): م: حق ادا کرسکنا، عہدہ برآ ہونا۔ ان کے احسانات سے میں کبھی اورن نہیں ہو سکتی۔

اوڑن گھائیاں بتانا (ک 5، ص ۱۳۳): ہ: اُڑان گھائی بتانا: دغا دینا، بہکانا، فریب دینا، دھوکا دینا (ف آ)

آنکھیں مارنے اور اوڑن گھائیاں بتانے میں وہ استاد ہے۔

اوساد (ک 8، ص ۱۴۷): ہ: کمزوری، ضعف (ہ ال)۔ اس کا آتم گورو جاگ اٹھتا اور سارا اوساد اور وشاد شانت ہو جاتا تھا۔

اوسر (ک 10، ص ۲۵۸): ہ: شور زمین، بنجر زمین (ہ ال)۔ جہالت اور جمود کی اوسر زمین ان کے لیے موافق نہ تھی۔

اوسر (ک 13، ص ۵۵۵): س: favourable opportunity (پلیٹس)، بنجر زمین، بانجھ گائے (ف ت)

اوسر کے درخت پر پانی ڈالو بھی تو ہری پتیوں کے درشن نہیں ہوتے۔

اوشدھالے (ک 19، ص ۴۵۴): اوکھد ھالیہ: س: dispensary,drug-shop (پلیٹس)، دوا خانہ، دارالشفا، مطب، ہسپتال (ہ ال)

اسے اوشدھالے میں داخل کرا دیا گیا۔

اوشیہ (ک 12، ص ۴۲۹): س: certainly,surely,it is true (پلیٹس)، لازماً، یقیناً۔ شام کی میل سے میں اوشیہ پہنچوں گا۔

اوشیہ (ک 19، ص ۴۱۶): س: اوشیہ: necessary,certainly,surely,indespensably (پلیٹس)، یقینی طور پر، ناگزیر

میں نے وچار کیا کہ وہ اوشیہ اسے ڈھونڈتے اوشیہ ادھر آئے گا۔

اوکاش (ک 17، ص ۱۹۱): س: leisure,opportunity,space,room,way (پلیٹس)، فرصت، موقع، وقت (ہ ل)

آپ کے پاس دوبارہ آنے کا مجھے اوکاش ہی نہ ملا۔

اوکھد (ک 3، ص ۲): اوشد: ہ: دوا دارو، علاج معالجہ (ہ ال)

اوگن (ک 3، ص ۲): بے وقوفی، نادانی، نااہلیت (ہ ال)، اثر انداز نہ ہونا۔

جب بیمار کے مرنے کے دن آتے ہیں تو اوکھد بھی اوگن کرنے لگتی ہے۔

اوگھٹ (ک 10، ص ۲۳): ہ: ناہموار راستہ، جہاں آمد و رفت مشکل ہو (ہ ال)

وہ دن بھر اوگھٹ راستوں سے چلتی اور رات سنسانے میں گزارتی۔

اول جلول بکنا (ک6، ص۳۳۶): محاورہ: لایعنی باتیں، بے تکی باتیں (ف ام)۔ بخار میں وہ اول جلول بک رہا تھا۔

اولا پالا (ک7، ص۱۳۷): س: ابتدائی سردی، سردی کی ابتدا (پلیٹس)

اولمب (ک11، ص۷): ہ: عجلت، تیزی، جھٹ پٹ (ہ ال)۔ چھتا گرست پرانیوں کا ایک ماتر یہی اولمب ہے۔

اولمبت (ک8، ص۴۷۷): ہ: آسرا لینا، سہارا لینا، انحصار کرنا (ہ ال)

اولہنے (ک4، ص۳۱۷): م: طعنے، برا بھلا۔ نافرمان بیٹے کی وجہ سے اسے روز اولہنے ملتے۔

اوم شانتی (ک14، ص۳۰۴): م: ایشور امن وسکون دے، مکمل سکون

اونگی (ک16، ص۲): اونگی: لمبی رسی جس سے سدھائے جانے والے گھوڑے یا بیل کے پیچھے پھٹکارتے ہیں (ف ت)
سب لوگ اونگی سے بیلوں کو ہانکتے ہیں۔

اوواہت (ک19، ص۳۱۱): ں: unmarried,yet not married (پلیٹس)، غیر شادی شدہ، ناکتخدا، غیر متاہل (وال)
کنیا ابھی تک اوواہت ہے۔

اوویت (ک20، ص۳۲۲): اوویت: ہ: یکتا، لاثانی، وحدانیت، شنکر اچارج کا دھرم جس میں اس نے جیو اور ایشور کو ایک مانا ہے اور کائنات کو جھوٹا ثابت کیا ہے (ہ ال)۔ اوویت مت کا پیرو اپنشد کی اپنی تشریح کرتا ہے۔

اوہیلنا (ک16، ص۳۲): ناقدری، بے اعتنائی (م گ)

اہار (ک9، ص۴۷۸): س: food,eating,taking food (پلیٹس)، کھانے کے لیے۔ ایشور نے منہ دیا ہے تو اہار بھی دے گا۔

اہت (ک3، ص۲۲۳): س: wanting in affection,enemy,acting adversely (پلیٹس)، محبت چاہنے، اچھا سوچنے
اتنی بڑی زندگانی بھائیوں کا اہت کرنے میں کٹ گئی۔

اہرنش (ک16، ص۱۲): شب و روز، ہمہ وقت (م گ)، دن اور رات، لیل ونہار، آٹھ پہر (ہ ال)

اہلمد (ک3، ص۳۲): اجلاسوں میں پیشکار کے ماتحت محرر ہوا کرتے ہیں جن کے ذمہ مسلوں کی ترتیب اور معمولی کاغذات کی تکمیل ہوتی ہے (ن ل)۔ یہ حاضرت اہم اجلاس کے اہلمد تھے۔

اہلوان (ک17، ص۱۷۶): رک: الوان

اہلیابائی (ک20، ص۴۷۸): س: name of the wife of Gautama,name of an Apsara (پلیٹس)

اہنسا (ک5، ص۱۵۵): اہنسا: عدم تشدد، بے آزاری (ہ ال)، harmlessness,security,safeness (پلیٹس)
اہنسا کے ماننے والے کشمیریوں کے قائل ہیں۔

اہنسا تمک (ک22، ص۲۲۳):م:غیر تشدد

اہنکار(ک23، ص۳):وجود

اہیولیس (ک10، ص۳۸۴):م:تعلیم یافن تعلیم۔اہیولیس کا علم ابھی تک کوئی ایسا نسخہ ایجاد نہیں کر سکا جو تخم کی تاثیر کو نابود ۔

ایرشیا(ک16، ص۷۰):حسد، جلن (م گ)، ایرشا، ایرشیا:ہ:دشمنی، عداوت، رقابت، بدبختی (ہ ال)، ایرشا:س:ایرکھا:

spite,envy,jealousy,rivalry,impatience of another success (پلیٹس)

ایشت (ک3، ص۳۷۳):س:little,a little,slightly,somewhat (پلیٹس)،سہارا، آسرا، اشیر واد

انھیں تو وروں سے تو ورد یوتا کا ایشت ہے۔

ایشٹ (ک2، ص۱۲۷):رک:ایشت

ایشور چندر ودیا ساگر(ک20، ص۳۳): Ishwar Chandra Vidyasagar(26 September 1820 – 29 July 1890),was an Indian Bengali polymath and a key figure of the Bengal renaissance.Vidyasagar championed the uplift of the status of women in India, particularly in his native Bengal.(وپ)۔ایشور چندر ودیا ساگر نے بھارت میں عقد بیوگان کا مسئلہ حل کر دیا۔

ایشوریہ(ک16، ص۱۵۱):عیش وآرام (م گ)،س: glory,wealth,prosperity,majesty,superhuman power;the divine faculties of omnipresence (پلیٹس)،عظمت، وقار۔آپ کی ایشوریہ کو دھنیہ ہے۔

ایشوریہ شکتی (ک17، ص۳۳۵):ہ:م: قادر مطلق کی جانب سے دی گئی قابلیت

لکھنا تو ایشوریہ شکتی ہے اور اسے ابھیاس سے چمکایا جا سکتا ہے۔

ایک لوٹا جل چڑھا دینے سے مرادیں مل جائے تو کیا برا ہے(گئودان، ۱۰۵):م:تھوڑا خرچ کرنے سے دل کی تمنا پوری ہو جائے تو کیا برا ہے۔

ایک ہی تھیلی ایک ہی اباڑ یے(ک3، ص۳۲): سب کے سب عیار اور مکار (ف ت)

ایکاگرتا (ک8، ص۴۷۶):س: Intentness in the pursuit of one subject (پلیٹس)،یکسوئی سے

وہ گھر کے کام تمیز اور ایکاگرتا سے کرتی ہے۔

ایکانت (ک16، ص۱۱۷):خلوت، تنہائی (م گ)تخلیہ، علیحدہ، جدا، ایک طرف (ہ ال)،س:seclusion,privacy (پلیٹس)

ایکتر (ک19، ص۲۲):ہ: اکٹھے، ایک ہی جگہ پر یک جا جمع ہونا (ہ ال)۔سب یاتری ایکتر ہو گئے۔

ایکیہ (ک22، ص۱۲۰):ہ:اتحاد

ایمرسن(ک 10، ص۲۲۳): Ralph Waldo Emerson (May 25, 1803 – April 27, 1882) was an

American lecturer, philosopher, essayist, and poet, best remembered for leading the Transcendentalist movement of the mid-19th century. He was seen as a champion of individualism (وپ)

اینٹھ (ک 10،ص۳): اکڑن، بل، پیچ (ف ت)۔اینٹھ کر اس سے بولی ایسی زبان جل کیوں نہیں جاتی۔

اینٹھی (ک 10،ص۲۳): بل دے کر لپیٹی ہوئی، بل کھائی ہوئی (ف ت)۔اس کی اینٹھی ہوئی داڑھی تھی۔

اینک (ک 8،ص۴۸۸): مقامی: عینک

اینکور (ک 2،ص۲۳): ہ: سندور، شنگرف (ف ت)، بجلی، پارہ۔اس کے مضبوط بدن میں اینکور بھری ہوئی ہے۔

ایوار (ک 5،ص۴۸۲): س: ایوارا: A shed in a jungle for goats,sheep or cattle (پلیٹس)، کسی جنگل میں بکریوں، بھیڑوں یا مویشی پالنے کا شیڈ۔وہ ایواروں کے لیے چندہ مانگ رہا تھا۔

باٹ (ک 19،ص۲۱): ہ: راہ، راستہ (ہ ال)۔وہ بیٹھ کر ساتھی کی باٹ دیکھنے لگا۔

باٹ جوہنا (ک 1،ص۲۲۳): ہ: راستہ دیکھنا، انتظار کرنا (ال)۔وہ تو اب تک میری باٹ جوہ رہی ہے۔

باٹی (ک 6،ص۱۷۹): ہ: cake of bread baked upon cinders (پلیٹس)، روٹی۔آدمیوں نے اپلوں پر باٹیاں پکائیں۔

باجی مرنا (ک 8،ص۵۰۰): مقامی: بازی مارنا: جیتنا، فتح پانا

بادل پردرد (ک 9،ص۳۰۶): م: مایوس، دکھی ہونا، یاس کی کیفیت میں ہونا۔میں بادل پردرد اس نالے کے کنارے جا بیٹھا۔

بادل دردمند (ک 7،ص۱۰۹): م: دلی ہمدردی۔میں نے بادل دردمند اس کی اصلاح کی بات کی۔

بادۂ گلگوں (ک 10،ص۳۵۴): سرخ شراب (ال)۔بادۂ گلگوں کے دور چلنے لگے۔

بادھا (ک 16،ص۴): س: obstruction,distress,anguish (پلیٹس)، رکاوٹ

نیکی کے کام میں بادھا برداشت نہیں کی جا سکتی۔

باڈلیں (ک 10،ص۱۴۳): انگ: انگیا، چولی، محرم (ال)۔وہ ساڑھی کے نیچے باڈلیں پہنتی تھی۔

بار (ک 17،ص۲۲۰): ہ: دن، روز (ہ ال)

بارجہ (ک 6،ص۱۰۴): ف: small door,postern;verandah,portico;sun-shade (پلیٹس)، دروازہ، چوبارہ

بارجے میں کھڑی ہو کر اس نے گلی کا جائزہ لیا۔

بارہ پاٹ (ک 4،ص۲۸۰): بارہ باٹ: ہ: صفت: لغوی معنی بارہ راستے۔جدا جدا، منتشر، پریشان، برباد، تباہ (ن ل)

سارا کنبہ بارہ پاٹ ہو گیا۔

بارھوں ماس (ک 1،ص ۹۵): م: سارا سال، بارہ مہینے، ہر وقت ۔بارھوں ماس اس کے یہاں بھا گوت کی کتھا ہوتی ہے۔

بارھویں دن (گئودان، ۳۳۸): م: ہندوؤں میں بچے کی پیدائش کے بعد بارھویں دن بچے کی دایہ کو تحائف دینے کی رسم

پیدائش کے بارھویں دن اس نے دایہ کو ساڑھی دی۔

بارھویں ماس (ک 5،ص ۷۱): بارہ مہینے (ہ ال)۔اپنا کام بارہ ماس کرتے ہیں، مالک کی خدمت بھی تو ضروری ہے۔

باڑھ (ک 10،ص ۳۳۰): ہ: rise,flood,promotion (پلیٹس)، طغیانی پیدا ہونا، سیلاب آنا (ال)

ندیوں میں باڑھ آئی ہوئی تھی۔

باڑھ (گئودان، ۳۳۰): بڑھنے کا عمل، نمو، افزائش (ف ت)۔لڑکی کی باڑھ تو ریڈ (آرغڈ) کی باڑھ ہے۔

باڑھیں (ک 10،ص ۳۲۱): کئی ایک بندوقوں کو ایک ساتھ چھوڑنا، توپوں کو قطار باندھ کر داغنا (ال)

روشنی کی باڑھیں چھوٹ رہی ہیں۔

بازار ہاٹ (ک 6،ص ۱۵۱): ہاٹ بازار: ہاٹ: س: دکانیں، منڈی (ل)۔بازار ہاٹ کے سبب اسے کتابیں پڑھنے کا وقت ہی نہ ملا تھا۔

بازکش (ک 10،ص ۲۸۶): واپس لینے والا (ال)۔ بینک میں بازکش معاملہ داروں کا تانتا لگا رہا۔

باسی (ک 1،ص ۳۴۹): ہ: بسنے والے، رہنے والے، بود و باش رکھنے والے (ال)۔باسی ٹھاکر دوار ے بنائیں گے۔

باکی (ک 10،ص ۱۲۵): بقایا، واجب الادا رقم (ال)۔وہ اسامیوں سے باکی وصول کر رہا تھا۔

باکی نکالنا (گئودان، ۱۷۲): باقی نکالنا: حساب میں باقی رقم نکالنا (ن ل)۔اس کے ذمے دو سال کی باکی نکالی گئی ہے۔

باگ بگیچہ (گئودان، ۱۵۴): م: باغ باغیچہ (م گ)

بال (گئودان، ۲۴۴): بالی: والی: اندر کا بیٹا اور سگریو کا بھائی اور انگد کا باپ جسے رام نے مارا (د ال)۔رام نے بال کو چھپ کر مارا تھا۔

بال بھوری (ک 10،ص ۳۴): گھوڑے کے جسم پر گرداب کی طرح گھومے ہوئے بال جو ایک عیب ہے (ال)

نیل کو اس نے دیکھا، گاڑی میں دوڑ لیا، بال بھوری کی پہچان کرائی۔

بال سبھا (ک 13،ص ۲۰۸): ہ: م: کونسل، پنچایت ۔گاؤں کی بال سبھا نے دونوں کو انعام دینے کا فیصلہ کیا۔

بال ودھوا (ک 17،ص ۵۸۲): ہ: نوعمر بیوہ، جوان بیوہ (ہ ال)۔پریم چند نے ایک بال ودھوا سے شادی کر لی۔

بالکرام (ک 1،ص ۳۲۶): م: چھوٹا رام چندر۔سوامی نے بالکرام کو ویدوں کی تلقین کرنی شروع کی۔

بالکوں کی بھانتی (ک 11،ص ۵): م: بچوں کی طرح۔کبھی کبھی وہ بالکوں کی بھانتی ضد کرنے لگتا ہے۔

بالو (ک 3،ص ۲۱۷): ہ: ریت، ریگ (ن ل)۔خواہشات پر زندگی بسر کرنا بالو کی دیوار کھڑی کرنا ہے۔

بالو کی دیوار (ک 1،ص ۳۵۲): م: ہوائی قلعے تعمیر کرنا، ہوائی باتیں کرنا، حقیقت سے دور ہونا ۔یہ پگلی بالو کی دیوار کھڑی کر رہی ہے۔

بالوں کی منڈ (ک5،ص١٨٠):م:بالوں کا گچھا،بالوں کی لٹ،قابو نہ پاسکنا،عارضی چیز
اس کے سامنے آ کر میرا ضبط بالوں کی منڈ کی طرح کھسکتا محسوس ہوتا ہے۔

بام ثروت (ک10،ص٣٨١):امیری،امارت،بہت زیادہ دولت پیدا کرنا (ال)۔علم و فضیلت کو ہم نے بام ثروت کا زینہ بنادیا۔

بان (ک4،ص٥٨٥):ہ:مونث:مزاج،عادت (ن ل)۔اس میں چوری کی بان کبھی نہ تھی۔

بان (ک4،ص١٥١):ہ:تیر،وار (ن ل) دیوتا لوگ بھی کام دیو (جنسی خواہش) کے بان سے نہیں بچے۔

بانا سجانا (ک9،ص٢٧):م:پوشاک یا لباس۔اس نے گیروے رنگ کا بانا سجایا اور ہاتھ میں تلوار کے بجائے قدح فقیری لیا۔

بانات (ک1،ص٢٠٠):ف:مونث:ایک قسم کا اونی کپڑا جو اونی اور گرم ہوتا ہے (ن ل)۔استاد کی میز پر بانات بچھی ہے۔

بانبی (ک3،ص٣٠٩):سانپ کا بل (ف ت)۔سانپ کی بانبی کو پیٹنا بے سود تھا۔

بانچ (ک19،ص٢٠٦):ہ:بانچنا:to read,to study,to decipher,make out(پلیٹس)،پڑھنا،مطالعہ کرنا

بانسر بانز گئے چار ہاتھ کی پکیا بھی لے گئے (ک2،ص٣٣):خود تو ڈوبے تھے ہم کو بھی ڈبو گئے،رہی سہی عزت بھی خاک میں ملا گئے

بانک (ک1،ص٢٢٥):س:م:انداز،طور۔اس کا بانک پسند آیا۔

بانگی (ک7،ص٣١٣):ہ:model,specimen,sample,example,pattern(پلیٹس)،تمثال،ماڈل
تمھارے ضبط کی بانگی دیکھ چکا۔

باوا کے مول (ک17،ص٦١٧):م:بہت مہنگی۔الایچی تو باوا کے مول بک رہی ہے۔

باؤ گولے (ک9،ص٣٢٩):ہ:colic;flatulency with impaired function of the bowels;acute gout (پلیٹس)،قولنج کا درد،شدید درد۔پوریاں کھاتے کھاتے آنتوں میں باؤ گولے پڑ گئے۔

باؤلیلا (ک12،ص٩٣):معروف ہندی اور سنسکرت کے عالم تھاؤ کی تحریر یا تصنیف (پ ق)

باؤنا (گئو دان،٣٠):ہ:dwarf(پلیٹس)،بونا،ٹھگنا،پست قد (ہ ال)۔حقیر گرہستی نے اس کے شباب کو دبا کر باؤنا بنا دیا۔

بائن (گئو دان،٢٢٨):باین:بایناہ:presents of sweetmeat prepared on festive occasions,such as marriages and sent to friends and acquaintances (پلیٹس)۔سب کے گھر مٹھائی بائن میں بھیجی تھی۔

بائن بٹوانا (گئو دان،٢٥١):ہ:شیرنی وغیرہ جو مقصد برآری کے بعد تقسیم کی جائے (ہ ال)
اس نے بیٹے کے آنے کی خوشی میں گاؤں بھر میں بائن بٹوائی۔

بائی (ک7،ص١٣٢):ہ:بادی،گٹھیا،ریح (ہ ال)۔چاہے درد ہو،چاہے بائی،اب نہ پیوں گا۔

بائین (ک9،ص٢٠٩):م:تمیز یا فرق یا فرق کرنا،باتیں کرنا۔وہ راگ اور راگنیوں میں بائین کرتے ہیں۔

باین (ک 11، ص۲۲۹): ہ: شیرنی جو مقصد بر آری کے بعد تقسیم کی جائے (ہ ال)

بپت (ک 6، ص۲۳۹): بپت: مصیبت، آفت (ال)۔ چائے تو پیتا تھا لیکن چینی کی بپت کی قید تھی۔

بپت: ہ: calamity, adversity, suffering (پلیٹس)، آفت، مصیبت۔ سمپت میں بپت میں، میں اس کا ساتھ نبھاؤں گی

بپت سمپت (ک 4، ص۱۷۸): بپت: آفت، مصیبت، دکھ، تکلیف، آفتِ ناگہانی، سمپت: اقبال مندی، کامیابی (ہ ال)

بپت سمپت میں محلے والے ہی کام آتے ہیں۔

بپت لیلا (ک 3، ص۳۷۴): م: دکھ بھری کہانی، مصیبت بھری داستان، فساد۔ میں ہی اس ساری بپت لیلا کی جڑ ہوں۔

بت بڑھاؤ (ک 3، ص۱۱۸): بات بڑھانا، بات کو طول دینا، معمولی سی بات پر جھگڑا کر لینا (ال)۔ جھوٹ موٹ بت بڑھاؤ سے کیا فائدہ۔

بتان نوخیز (ک 6، ص۴): م: نوجوان لڑکیاں، خوب صورت لڑکیاں۔ اس کے دل میں اب بتانِ نوخیز کی طرح کی امنگیں نہیں رہیں۔

بتھا (ک 19، ص۵۹): وتھا: ہ: بپتا، دکھڑا، مصیبت کی کہانی، دکھ بھری، مصیبت (ہ ال)۔ اس کی بتھا بہت دردناک ہے۔

بتھوے (ک 3، ص۱۰): ہ: ایک قسم کا ساگ جو گیہوں کے کھیت میں پیدا ہوتا ہے (ن ل)

بیوی نے بتھوے کا ساگ اور جو کی روٹیاں پروس دیں۔

بتے بتے (ک 16، ص۳۶): م: مکئی کی وہ بالی جو بعد میں بٹے کا روپ دھار لیتی ہے۔ مکئی کی بتے بتے کی بالیں لہرا رہی ہیں۔

بٹکھرے (گئودان، ۲۴۶): بٹکھرا: ہ: standard weight, weight used in weighing goods (پلیٹس)، پتھر یا باٹ

وہ شیو کی مورتیوں کو بٹکھرے کہہ کر مذاق اڑاتا۔

بٹلی (ک 1، ص۲۱۱): ہ: بٹلوئی، بٹلوی: مونث: وہ پیتل کا ظرف جس میں اہلِ ہنود پانی رکھتے اور کھانا پکاتے ہیں (ن ل)

بٹلی خشک ہو رہی تھی۔

بٹوریں (ک 10، ص۲۳۰): سمیٹنا، چننا، جمع کرنا (ال)۔ اس نے مدار کی روٹیاں بٹوریں۔

بٹوہی (ک 19، ص۵۳۲): وٹوہی: ہ: راہ رو، مسافر (ہ ال)۔ بٹوہی گاؤں میں ٹھہرا ہوا تھا۔

بٹھاتی (ک 10، ص۲۵): بٹوانا، بل دلوانا (ال)۔ کسانوں کی عورتیں دھان بٹھاتی اور سہانے گیت گاتیں۔

بٹی (ک 9، ص۲۹۲): صابن وغیرہ کی گول چوکور ٹکیا (ال)۔ ایک بٹی میں درجنوں کپڑے صاف ہو جاتے ہیں۔

بجاج (ک 10، ص۸۰): بزاز، کپڑا بیچنے والا (ال)۔ بجاج کے تقاضے کے دن دروازے کو بند کر دیا جاتا ہے۔

بجانی (ک 14، ص۲۸۹): بجانا: ہ: تعمیل کرنا، ادا کرنا، انجام دینا (ن ل)۔ مجھے نوکری بجانی تھی اور اسے کالج جانا تھا۔

بچار (ک 3، ص۲): د: سوچ، فکر، غور (ف ت)۔ یہ جاکم اور عملے تو سب پڑھے لکھے بدوان ہوتے ہیں لیکن کسی کو دیا دھرم کا بچار نہیں ہوتا۔

بچارنا (ک 13، ص۳۲۶): وچارنا: ہ: سوچنا، تحقیق کرنا (ہ ال)، to think, deem, conceive, to consider (پلیٹس)

پنڈت ٹھیک ساعت نہ بچاریں تو ستیاناس ہو جائے۔

بچرنا (ک 20، ص ۳۲۱): رک: بچارنا

بچکاری (ک 6، ص ۹۱): پچکاری: ہ: وہ آلہ جس میں کسی رقیق چیز کو دستہ کھینچ کر بھرتے ہیں (ن ل)

ڈاکٹر نے بچکاری سے دوا مریض کے خون میں دی۔

بچھرن (ک 10، ص ۴۷): بچھڑن: جدا ہونے کا عمل، بچھڑنے کی کیفیت، ویراگ (ال)۔ کہاں وہ پریت، کہاں یہ بچھرن۔

بچھرے (ک 19، ص ۲۰۵): م: بچھڑے۔ اس نے سال بھر سے بچھرے ہوئے بالک کو گلے لگا لیا۔

بچھوے (ک 14، ص ۱۳۸): بچھوا: ہ: ایک قسم کا زیور جس کو ہندو عورتیں پاؤں کے انگوٹھے میں پہنتی ہیں (ن ل)

وہ مہندی رچائے، الوٹ، بچھوے پہنے مٹکتی پھرتی

بچھیا کے تاوؤں (ک 2، ص ۱۸۶): مورکھ، نتل (ف ام)۔ یہ ملک پورا بچھیا کے تاوؤں سے بھرا ہوا ہے۔

بچھیا کے تاؤ (ک 10، ص ۱۱۹): احمق، نادان، گھامڑ (ال)

بحر بسالت (ک 9، ص ۲۳): م: بہادری کا سمندر۔ وہ تو بحر بسالت کا نہنگ ہے۔

بحر سکوت (ک 10، ص ۳۵۶): م: خاموشی کا سمندر، مکمل خاموشی۔ بحر سکوت میں ایک موج بھی نہ اٹھی۔

بخت نارسا (ک 6، ص ۱۹۱): م: بدنصیبی، بدقسمتی، ادبار۔ بخت نارسا اسے تباہ کرنے کا سامان کر رہا ہے۔

بخورات (ک 20، ص ۳۲۴): دھونی، دھونی دینے کی خوشبودار شے، جیسے لوبان اور کالے دانے وغیرہ (ف ت)

گھر گھر بخورات جلائے جاتے تھے۔

بخیا پونجیا (ک 1، ص ۷۰): م: کل سرمایہ یا ساری پونجی، کل جمع شدہ۔ اس نے ساری زندگی کی بخیا پونجیا لا کر میرے سامنے رکھ دی۔

بدا (ک 4، ص ۳۹۹): ہ: destiny,fate,that which is ordained or decreed (پلیٹس)، قسمت، مقدر

آپ کو بھاگ میں دیکھنا بدا نہیں ہے۔

بدا (ک 1، ص ۲۵۱): ف: بہت برا ہے، کتنا خراب ہے، خوشا کی ضد (ال)۔ آج تو بیٹیروں میں بدا ہوا جوڑ ہے۔

بداع (ک 19، ص ۷): وداع: ہ: جدائی، اجازت، رخصت (ہ ال)۔ وہ استری سے بداع مانگنے آیا۔

بدان (ک 1، ص ۲۵۱): ف: By that,there by,there from,thence (پلیٹس)، اس لحاظ سے، اس سبب سے، اس وجہ سے (ال)۔ وہ لڑائی دیکھنے بدان کے موقع پر تھا۔

بدائی (ک 6، ص ۲۶۴): م: دلہن کی رخصتی، وداع۔ اسے کچھ رقم بدائی میں ملی اور کچھ منہ دکھائی میں۔

بدتے (ک 10، ص ۳۱): م: طے کرنا، بنانا، اتفاق رائے سے کسی کو منصف بنانا۔ پنچ کسے بدتے ہو، طے کر لو۔

بدرو(ک 2،ص۱۵۵): گندا پانی باہر نکالنے کی موری، گندی (ف ت)۔طوائف کو معاشرے کا بدرو سمجھنا درست ہے۔

بدری ناتھ(ک 14،ص۲۲۸):ہ:ایک تیرتھ کا مقام(ہ ال)

بدری ناتھ بھٹ(ک 23،ص۴۹۲):س:بدری ناتھ: the badri nath of modern travellers;a town and temple on the west bank of the Alaka Nanda river in the province of Sri Nagar

بھٹ:ہ cave,den (پلیٹس)،ایک گپھا جو بدری ناتھ کے مقام پر ہے۔

بدری نارائن(ک 19،ص۲۳):ہ:وشنو جی کا ایک تیرتھ(ہ ال)۔بدری نارائن میں نو اس(رات گزارنا) کر کے وہ گھر لوٹ پڑا۔

بدسگال(ک 10،ص۳۱۰):بداندیش، برا چاہنے والا(ف ع)۔میرا دل کچھ عجیب بدسگال واقع ہوا ہے۔

بدوان(ک 3،ص۲):ہ:ودوان: صاحب علم، عالم(ہ ال)۔ان بدوانوں سے تو ہم مورکھ ہی اچھے۔

بدوو(ک 14،ص۳۷۵):م: بیوقوف، کم عقل، نالائق۔بدوو کہیں کپڑے سے خراب کر دینا۔

بدھ(ک 3،ص۲):ہ:عقل، دانش، سمجھ، تمیز(ہ ال)۔بدیا سے آدمی کی بدھ سدھر جاتی ہے۔

بدھ(ک 24،ص۲۳):م: گوتم بدھ

بدھاتا(ک 1،ص۲۶۳):ہ:fate,destiny (پلیٹس)،قسمت، مقدر۔بدھاتا نے دکھیا کا سہاگ ہر لیا ہے۔

بدھاوا(ک 7،ص۸۲):ہ:congragulations on the birth of a child,merry-making (پلیٹس)،شادمانی، تہنیت

اس نے اس کے بیٹے کو بدھاوے میں ریشمی کپڑے دیے۔

بدھائی(ک 8،ص۱۷۲):ہ:propagation,increase,offspring (پلیٹس)،مبارکباد(م گ)

بدھی(ک 1،ص۱۹۲):ہ:عقل، سوچ، دانش، وچار(ہ ال)

بدھی متا(ک 22،ص۵۰۷):ہ:مرکب:م: ذہانت، ذہین

بدھی متی(ک 19،ص۳۹۷):ہ:عقل مند، دانش مند، شعور والی(ہ ال)۔ان کی بچی بدھی متی استری ہے۔

بدھیمان(ک 4،ص۴۴۰): سمجھدار، زیرک، دانا، عقل مند(ہ ال)۔تم آپ بدھیمان ہو جو اپنا دھرم سمجھو وہ کرو۔

بدھے(گئودان،۳۳۳):ہ:A bullock,a castrated animal (پلیٹس)،وہ بیل جو مادہ کے کام کا نہ ہو(ا ل)

بیل بدھے نیلام کر دیے۔

بدیا(ک 3،ص۲۷۲):ہ:علم، دانش، فلسفہ، کمال، ہنر(ف ت)، knowledge,intellect (پلیٹس)۔بدیا پڑھ کر بدیا آ جاتی ہے۔

بدیہہ پرست(ک 10،ص۲۱۴):م:بدیہہ پرست: حقیقت پرست، ظاہر پرست۔مادی تعلیم نے اسے بدیہہ پرست بنا دیا تھا۔

بدے بدے(ک 11،ص۱۳۳):م:وقت وقت کی، مقدر یا تقدیر کی۔کبھی خوشی کبھی غم، یہ تو بدے بدے کی بات ہے۔

براج (ک 11، ص۱۷۸): زیب دینا، اچھا لگنا (ہ ال)۔ استری کے گلے میں ہار براج رہا ہے۔

براجنا (ک 9، ص۵۲۵): ہ: sit majestically,to sit in state,to appear (پلیٹس)، تشریف رکھنا، قیام کرنا۔ (ف ت)

وہ آج دھج کر دربار میں آ براجے۔

برادر شغال (ک 20، ص۱۷۰): م: گیدڑ کا بھائی، مکار، چالاک۔ وہ سک زر اور برادر شغال سے کم نہیں۔

برالنا (ک 13، ص۴۶): برانا: حفاظت کرنا، بچائی کرنا، صاف کرنا، چھانٹنا (ف ت)۔ سبزی کی کیاری برالنے والی عورت خاموش بیٹھی تھی۔

براؤننگ (ک 10، ص۴۳): Robert Browning (7 May 1812 – 12 December 1889) was an English poet and playwrite whose mastery of dramatic verse, especially dramatic monologues, made him one of the foremost Victorian poets. (وپ)

بربرتا (ک 22، ص۲۳۰): وحشت، درندگی

برچھا چڑھانی (ک 3، ص۲۲۲): ال: ہنود کی بارش کے لیے کی جانے والی ایک رسم

برت ٹھانی (ک 9، ص۱۰۲): عہد کا پکا، دھن کا پکا۔ میں برت ٹھانی ہوں اور برت کا پورا کرنا میری زندگی کا مقصد ہے۔

برتاوات (ک 14، ص۳۲۸): ہ: use,application,practice,custom (پلیٹس)، عملی زندگی

برتاوات میں نہ ہی تخیل میں ہی: محبت ہی ہماری زندگی کی حقیقت ہے۔

برچھے (ک 17، ص۳۳۳): رک: برچھا

برچھا (ک 11، ص۳۲۹): ورشا: س: an epithet of Indra (پلیٹس)، برسات (د ال)۔ برچھا اور تلک کی رسمیں ادا کر دی گئیں۔

بردا (ک 1، ص۲۹۶): بروا: بندھیا انسان یا بچہ۔ یہ ہونہار بردا آگے چل کر کیا رنگ روپ نکالے گا۔

بردان (ک 3، ص۳۷۳): ہ: دعا کی قبولیت، عہد (ہ ال)۔ چیپوں کی بھینٹ چڑھا کر یہ بردان پایا۔

برس پھل (ک 11، ص۱۸۱): جنم پتر جس سے نجومی یا جوتشی کسی کی زندگی کے سال بہ سال حالات پر حکم لگاتا ہے (ال)

رات گئے تک وہ زائچے اور برس پھل بنایا کرتا۔

برش (ک 2، ص۱۲۷): م: موٹی پھل تحفے میں دینا۔ کمشنر کے لیے وہ برش پھل بناتے۔

برش (ک 9، ص۱۴۹): م: شرم، حیا۔ اس کا چہرہ برش سے تمتما اٹھا۔

برشا (ک 6، ص۶۵): ورشا: ہ: بارش، برکھا، برسات، باران (ہ ال)۔ اس کے ہونٹوں سے امرت کی برشا ہو رہی تھی۔

برشھتا (ک 16، ص۴۸): بے رحمی (م گ)

برقنداز (ک 9، ص۲): ع: guard,peon of a police station,constable,messenger of court

(پلیٹس)، محافظ۔ کئی معتقد از ایک بے دست و پا قیدی کو پابزنجیر کیے لا رہے تھے۔

برکش (ک 24، ص ۱۹۹): ہ: درخت (ہ ال)، tree (پلیٹس)۔ چنار اور برکش دونوں ہریالی کے کنارے پر ہیں۔

برک (ک 20، ص ۲۴۰): Edmund Burke PC (12 January 1729 – 9 July 1797) was an Anglo-Irish statesman, author, orator, political theorist, and philosopher who, after moving to England, served for many years in the House of Commons of Great Britain as a member of the Whig party. (وپ)

برلی (ک 4، ص ۵۵۳): ہ: مونث: few,uncommon,little,scarce (پلیٹس)، شاذ و نادر، بہت کم (م گ)

تم جیسی دھیرج والی برلی ہی کوئی ہوئی۔

برلے (ک 17، ص ۲۵۸): ہ: کوئی کوئی، خال خال، شاذ و نادر، الاثانی، انوکھا، عجیب (ہ ال)

برمہ (گئودان، ۲۰۵): برہما: ہ: قادر مطلق، خدا، واجب الوجود کی ذات (ال)۔ برمہ بن کر گھر مٹا دوں گا۔

برمھ بھوج (ک 1، ص ۱۹۵): م: برہمنوں کا کھانا، برہمنوں کی ضیافت۔ برمھ بھوج میں ہی ساری رقم اٹھ گئی۔

برمھ چریہ (ک 6، ص ۵۴): د: مجردی نفسانی آلائشوں سے دور (دل)۔ چہرے پہ برمھ چریہ کی جلا تھی لیکن بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔

برن (ک 2، ص ۱۳۹): ورن: ہ: رنگ، قوم، ذات، مذہب (ہ ال)۔ ذات اور برن کو مٹا کر سکون لایا جا سکتا ہے۔

برنا (ک 24، ص ۴۳): م: ایک ندی کا نام جو بنارس کے قریب ہے۔ قدیم کاشی برنا ندی کے پاس تھا۔

برناتھا (گئودان، ۳۱۹): کیاریوں میں پانی تقسیم کرنا (م گ)

بروٹھے (ک 7، ص ۷۷): ہ: veranda,porch (پلیٹس)، پورچ، ورانڈہ

اس نے اسے پان کھلائے اور بروٹھے تک رخصت کرنے آئی۔

بروگ (ک 2، ص ۲۶۳): جدائی، ہجر (ہ ال)۔ اب مجھے ساتھ رکھو کہ یہ بروگ نہیں سہا جاتا۔

برہسپتی (ک 16، ص ۷۵): جمعرات (م گ)، علم کے دیوتا جو دیوتاؤں کے مرشد ہیں: برہسپت بار: جمعرات، پنجشنبہ (دال)

برہم بھوج (ک 9، ص ۲۷۵): ہ: برہمنوں کی دعوت یا ضیافت (ہ ال)۔ عزیزوں نے برہم بھوج کروانے کا کہا۔

برہم چریہ (ک 16، ص ۱۱۸): س: مرکب: تجرد، نفس کشی (م گ)، religious self-restraint,pious austerity (پلیٹس)، زمانہ مجردی (دال)

برہما (ک 3، ص ۲۲۰): ہ: قادر مطلق، برہمن (ہ ال)۔ برہما کے پجاری اس رکاوٹ کو عبور کر لیں گے۔

برہما کی کالی پلٹن (ک 9، ص ۲۸۲): م: برما آرمی کی ایک پلٹن کا نام۔ اس کا شوہر برہما کی کالی پلٹن میں حوالدار تھا۔

برہمچریہ (ک 12، ص ۱۵۶): ہ: زمانہ طالب علمی، زمانہ مجردی (ہ ال)، غیر شادی شدہ (م گ)

برہمی (ک 13، ص۳۹۵): ہ: برہمن ہونے کی یا بنانے کی رسم (ال)۔ نومولود کی برہمی کے روز برادری کا کھانا ہوا۔

برہن (ک 9، ص۱۴۴): دکھیا، دکھوں کی ماری۔ اس برہن نے بہت دکھ جھیلا۔

برہوں ماس (ک 24، ص۴۵): بارہوں مہینے۔ کاشی میں بارہوں ماس جاتریوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔

برہی (ک 24، ص۱۳۴): م: بچے کو پاک صاف کرنے کی ایک رسم۔ بچے کی برہی میں ڈومنیاں گا رہی تھیں۔

برہی (ک 13، ص۴۷): بری: ہ: شادی سے پہلے دولہا کے ہاں سے دلہن کے لیے بھیجا جانے والا سامان (ف ت)

بچی کی برہی کے دن دعوت کی تاریخ تھی۔

برہے (ک 12، ص۷۲): برہا: ہ: فراق کے مضمون کا گیت، وہ گانا جس میں عاشق و معشوق کی مفارقت کا بیان ہو (ہ ال)

اس نے کئی برہے گا کر سنائے۔

برھامنڈ (ک 22، ص۳۲۹): کائنات

برھمانڈ (ک 11، ص۲۲۱): ہ: کرۂ ارض، کاسۂ سر، عالم (ہ ال)۔ پر ان بدن میں نہیں، برھمانڈ میں رہتا ہے۔

برھمہ تیج (گئو دان، ۲۲۵): ہ: برہمن کا جاہ و جلال، قادرِ مطلق کا جاہ و جلال (ہ ال)

ان میں برھمہ تیج ہوتا تو دشمنوں کو بھسم کر دیتے۔

بڑبھس (ک 13، ص۴۶۷): ہ: مونث: بڑھاپے میں جوانی کی امنگ۔ بڑ: بوڑھا، بھس: شہوت (ن ل)

بڑھ بھس لگنا (ک 18، ص۳۱): بڑبھس: بڑھاپے میں جنسی شہوت (ف ت)۔ بڈھوں کو بڑھ بھس لگا ہے، جوانی کے دم بھرتے ہیں۔

بڑھتی (گئو دان، ۴۹): ترقی، اضافہ، عروج، خوش حالی، برکت (ال)، ترقی دے، برکت دے، اقبال مند کرے (ن ل)

ہماری بڑھتی دیکھ کر اس کو تکلیف ہوتی ہے۔

بس کی گانٹھ (ک 4، ص۱۶۷): شریر، فسادی، جھگڑالو، کینہ ور (ن ل)۔ میری زندگی کو برباد کرنے والی تم ہی بس کی گانٹھ ہو۔

بست (ک 17، ص۱۱۵): م: نقش، نشان، فریم۔ یادگار کے لیے اس کی تصویر کا بست بنالیں۔

بسرانا (ک 19، ص۵۶): بسرانا: ہ: بھلا دینا، فراموش کر دینا (ہ ال)۔ آتما کو بسرانا برا ہے۔

بسفالا (ک 20، ص۱۳۲): سکندرِ اعظم کے گھوڑے کا نام (پ چ)

بسنت مالتی کا سیون کرنا (ک 13، ص۱۸): م: نئی رتوں کا استقبال کرنا، کام کاج کرنا۔ وہ بسنت مالتی کا سیون کر سکتا ہے اور نہ عیش کا ملِ آرام

بسواس (ک 3، ص۵۹): ہ: بدعہدی (ف ت)، یقین۔ مجھے اس کے ایماندار ہونے کا بسواس نہیں آتا۔

بسواس گھات (ک 4، ص۱۷۸): ہ: دوستی میں دغا دینا، محسن کشی (ہ ال)۔ کبھی کسی کے ساتھ بسواس گھات کیا ہے۔

بسوہ (ک 11، ص۴۸۸): ایک بیگھے زرعی زمین کا بیسواں حصہ، ایک سو اسی مربع گز کا قطعۂ اراضی (ال)

اس کے پاس چھ بسوہ زمین ہے۔

بسی کرن (ک 4، ص ۵۲۲): ہ: وشی کرن: منتر یا دواؤں وغیرہ کے ذریعے کسی کو اپنے قابو میں لانا (ہ ال)

ان سب نے بسی کرن دیا ہوگا۔

بقرنا (ک 19، ص ۳۶۳): ہ: شیخی مارنا۔ وہ بہادر نہیں صرف بقر رہا ہے۔

بکواد (ک 19، ص ۹۲): ہ: idle or nonsensical talk (پلیٹس)، بکواس۔ اس کی بکواد میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

بکوری (ک 1، ص ۱۸): ہ: شور شرابہ، آوازیں۔ بکوری مت لگاؤ، سامنے تو کھڑی ہوں۔

بکھار میں پانی ڈال دینا (گئودان، ۲۱۸): ہ: اناج میں پانی ڈالنا (ن ل)

بکھاریں (ک 7، ص ۲۱): ہ: stores, storehouses (پلیٹس)، ستور۔ اناج کی بکھاریں بھری پڑی ہیں۔

بکھان (ک 9، ص ۳۶۸): ہ: praise, define (پلیٹس)، تعریف کرنا۔ اس کی بہنیں اس کا بکھان کرتیں۔

بکھانت (ک 14، ص ۱۴۰): ہ: ذکر، بیان یا وعظ کرنا (ف ت)

بگڑیل (گئودان، ۵۰): بگڑا دل (ال)، بے قابو، ناراض، بگڑا ہوا (ف ت)۔ وہ تو بگڑیل ہے، لڑنا اس کا کام۔

بگھار (ک 10، ص ۳۱۹): ہ: تڑکا لگانا، ہنڈیا کو پیاز وغیرہ پڑے ہوئے کڑکڑاتے گھی یا تیل سے داغنا (ف ت)

بگھار کی خوشبو نے کھانے کی رغبت پیدا کر دی ہے۔

بلا ہڑ پھٹکری (ک 6، ص ۴۲): بغیر کوفت اٹھائے، بغیر مصیبت جھیلے۔ کوئی فقیری جڑی بوٹی دو کہ بلا ہڑ پھٹکری کے رنگ چوکھا ہو جائے۔

بلاپ (ک 20، ص ۱۱۷): weeping, lamentation, cry aloud (پلیٹس)، آہ و زاری، نوحہ (ہ ال)

اسے رقت آمیز بلاپ کرتے دیکھ کر میں بھی رو پڑا۔

بلات وواہ (ک 19، ص ۳۰۵): ہ: بلات: مرضی کے خلاف (د ال): وواہ: ہ: taking a wife, a wedding (پلیٹس)، بلات وواہ: زبردستی کی شادی۔ وشث مجھ سے بلات وواہ کرنا چاہتا تھا۔

بلار (گئودان، ۱۱۶): ہ: چالاکی (ہ ال)، بلاّ (ال)۔ اس نے بلار کے جواب دیا۔

بلا عیانت ایزدی (ک 1، ص ۲۹): اللہ کی مدد کے بغیر۔ احقر بلا عیانت ایزدی یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔

بلائے مہیب (ک 14، ص ۲۰۳): م: خوفناک مصیبت یا آفت۔

تقدیر اور مشیت اس بلائے مہیب کے سامنے بے کار سے معلوم ہوتے تھے۔

بلٹ (ک 3، ص ۲۲۱): تباہ برباد ہونا، لٹ جانا (ف ت)۔ میرے بھی روپے اس کام میں بلٹ گئے۔

بلرام (ک 10، ص ۱۳): س: بلدیو، شیش جی کا اوتار اور سری کرشن کے بڑے بھائی (ہ ال)

بلم (ک 12 ،ص۷۰): ہ:برچھا، بھالا، نیزہ، عصا (ن ل)

بلوان (ک 1 ،ص۱۹۲): ہ: طاقت ور، زورآور (ہ ال)۔ بیٹا وہ جو ودیاوان (عالم و فاضل: ہ ال) اور بلوان ہو۔

بلہاری (ک 12 ،ص۹۷): ہ: صدقے قربان (ن ل)۔ اجرت چھوڑ دوں، بلہاری آپ کی سمجھ کی۔

بلی بخشے مرغا باز ہی اچھا (ک 4 ،ص۳۱۸): بخشو بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا: بڑے خطرے کے ڈر سے چھوٹا نقصان اٹھالینا (ف ام)

بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا (ک 4 ،ص۴۵۸): محاورہ: قسمت سے اچانک پھل جانا (ف ال)

بلیونسکی (ک 2 ،ص۲۱۶): بیلیونسکی: یورپ میں اپنشد کے مفسر (پ چ)۔ بیلیونسکی کی وجہ سے ہماری عزت یورپ میں ہے۔

بلے (ک 20 ،ص۱۴۳): ہ: سوراخ، سوراخ مار (ہ ال)۔ بچوں کو بلوں اور زنجیروں سے درندوں سے محفوظ کیا جاتا تھا۔

بم چیخ (ک 5 ،ص۴): ہ: لڑائی جھگڑا، شوروغل۔ میاں بیوی میں بم چیخ مچی رہتی تھی۔

بمان (ک 7 ،ص۱۸۴): ہ: car or vehicle(generally) (پلیٹس)، کار یا گاڑی

بموق (ک 1 ،ص۹۷): ہوتق، پھبتی جو بیوقوف آدمی پر کسی جاتی ہے (ف ت)۔ یار تم تو نرے بموق ہی نکلے۔

بن باس (ک 6 ،ص۶۷): ہ: جلاوطنی، دیس نکالا دے دینا (ہ ال)

بن بلاؤ (ک 10 ،ص۱۱۲): جنگلی بلا (ف ت)

بن گھرنی گھر بھوت کا ڈیرا (گئودان، ۸): محاورہ: م: بیوی کے بغیر گھر ویران ہوتا ہے، گھر والی کے بغیر گھر اجاڑ ہوتا ہے۔

بن گھرنی گھر بھوت کا ڈیرا ہوتا ہے، کہیں سگائی کیوں ٹھیک نہیں کر لیتے۔

بن ویے (ک 18 ،ص۸): ہ: م: نمائشی، بناوٹی، ظاہر دار ہونا یا ظاہر داری دکھانا

رئیسوں کو مسخروں، پہلوانوں اور بن ویوں کو ساتھ رکھنے کی عادت ہوتی ہے۔

بنارس (ک 24 ،ص۲۲): ہندوستان کا قدیم شہر، ہندوؤں کا قدیم تہذیبی مرکز (ہ ال)

بنت عنب (ک 1 ،ص۲۸۸): ع: مذکر: بنت: بیٹی۔ عنب: انگور (ف ت) م: شراب۔ وہ عمر ساری بنت عنب کا شکار رہا۔

بنتی (ک 1 ،ص۱۹۱): ہ: ونتی: التجا، عرض، درخواست، التماس۔ درخواست کرنا (ہ ال)۔ وہ دیر تک دیوی کی بنتی کرتی رہی۔

بندرابن (ک 20 ،ص۳۱۹): ہنود کے مشہور دیوتا کرشن جی کی پرورش گاہ (ال)

بندرابن اور لب جمنا کے کنجوں اور درختوں کے جھگمٹے سمجھ سے بالاتر ہیں۔

بندر کی گھڑکی (ک 14 ،ص۷): بندر کی مانند تیز، بندر جیسا، پھرتیلا۔ وہ اور چستی، تیزی اور بشاشت: لگتا ہے بندر کی گھڑکی لگوالی ہے۔

بندن (ک 10 ،ص۲۷): گرہ، پٹی، گانٹھ (ہ ال)۔ اس کے بندن پر گیروے رنگ کی کفنی تھی۔

بندن وار (ک 14 ،ص۲۰۷): بندروال: رنگ برنگی کاغذوں کی بنی لڑیاں (ال)۔ دولہا کو بندن وار باندھ دی گئی۔

بندنا کرنا (ک9،ص۲۰۸): م: منت کرنا، پرارتھنا کرنا، دعا کرنا۔ وہ شیام کے روبرو ہاتھ باندھے اس کی بندنا کر رہی تھی۔

بندھن واریں (ک9،ص۳۲۵): بندھنوار: ہ: آم کے پتوں اور پھولوں کا ہار جس کو کسی خوشی کے موقع پر ہندو دروازوں پر باندھ دیتے ہیں (ن ل)۔ دروازے پر بندھن واریں لٹک رہی تھیں۔

بندھو بھاؤ (ک22،ص۳۱۶): ہ: م: بھائی چارہ

بندھور (ک17،ص۲۰۰): ہ: خوب صورت، حسین (ہ ال)

بندی خانہ (ک1،ص۴۵): ف: مذکر: قید خانہ، جیل (ن ل)۔ اسے جرم کی سزا کے طور پر بندی خانے میں بند کر دیا گیا۔

بندے (ک17،ص۳۴۴): وندے: تعریف کرنا، سلام کرنا (ہ ال)۔ میں نے پریم سے اس کو بندے کہا۔

بنس (ک13،ص۲۱): ونس: ہ: حسب، خاندان، نسل، گھر (ہ ال)، (ن ل)۔ بیاہ کے بغیر اس کا بنس کیسے چلے گا۔

بنسی (ک3،ص۲۹۴): بانسری، مرلی، منسوب بہ بنس (ہ ال)

بنکٹ کی ٹٹیاں (ک7،ص۱۴۸): curtains made by spoiled crop (پلیٹس)، چھوٹے قد کا ایک پودا جس کی جڑیں دوا بنانے کے کام آتی ہیں، اس کے تنوں سے آرائش کا کام لیا جاتا ہے (ال)۔ گھر کی دیواروں پر بنکٹ کی ٹٹیاں ہیں۔

بنکم (ک23،ص۱): بنگلہ زبان کا ادیب۔ poet,novelist,essayist(1838–1894) (وپ)، وندے ماترم ترانے کا خالق۔

بنولے بچے (گئودان،۳۱۹): ہ: مذکر: چھوٹے چھوٹے اولے (ہ ال)۔ بنولے بچے کھانے سے بچہ بیمار پڑ گیا۔

بنی (ک17،ص۲۳۶): دلہن (ف ت)۔ بنے اور بنی کو خانہ آبادی کی مبارک۔

بنیلا (ک15،ص۲۰۴): ہ: جنگلی (ال)۔ یہ آپ کا ناچ ایسا ہے جیسے بنیلا سور قلابازیاں کھائے۔

بنے (ک17،ص۲۳۶): دولہا (ف ت)

بوان (ک12،ص۹۳): ہ: تخت رواں مجازاً تابوت (ہ ال)۔ تیاریوں کے بعد رام کا بوان نکلتا ہے۔

بوائی (گئودان،۱۶۱): ہ: Kibe or chap on the heel;chilblain (پلیٹس)، ایڑیوں کا پھٹ جانا

بوائی پھٹے پیر نظر آ رہے تھے

بوتا (ک10،ص۱۹۹): م: طاقت، توانائی۔ اس کے بدن میں اب بوتا کہاں۔

بوتہ (ک4،ص۴۴۴): ہ: بل، طاقت، زور، بس، قدرت (ہ ال)۔ لات کھانے کا بوتہ مجھ میں نہیں۔

بوچڑ (ک9،ص۴۸۵): انگ: مذکر: قصائی، گوشت بیچنے والا (ن ل)۔ ہم کلوار اور بوچڑ کے تقاضے سہیں اور تنخواہ وہی پرانی۔

بور (ک1،ص۲۹۴): ہ: مذکر: صحیح لفظ مور ہے: آم کا پھول (ن ل)، م: انتہائی تیزی سے تمہارے لڑکے ایسے پھلیں پھولیں جیسے آم کی بور۔

بورا جانا (گئودان،۱۴۳): بورانا: ہ: to go or turn mad,to be or become mad (پلیٹس)، پاگل ہو جانا

کیا کہتی ہے؟ بورا تو نہیں گئی ہے۔

بوریا بندھنا (ک 5، ص۱۸۲): محاورہ: بوریا بستر، روانگی کا سامان (ف ام)۔ آپ کا بوریا بندھنا میں اپنے ہاتھ سے گھر رکھوا دوں گی۔

بوریا بدھنا (ک 10، ص۱۲۷): سامان، بوریا بستر۔ اس نے میرا بوریا بندھنا اٹھا کر پھینک دیا۔

بوزو (ک 20، ص۳۸۴): م: فرانس اور انگلینڈ کے قریب ایک مقام سارمنڈی کی فتح کے بعد چارلس ہشتم گائن اور بوزو کا مالک بن گیا۔

بولا (ک 14، ص۵۳۵): بولانا: حواس باختہ ہونا (ن ل)۔ کوئی بولا ہوگیا تھا اور کوئی لنگڑا۔

بوند (ک 18، ص۱۸): اڑنے والے پرندوں کے سر کی بیماری (ال)۔ بٹیر کو پھڑ پھڑاتا دیکھ کر میں سمجھا بوند ہو گیا۔

بوند پتہ (ک 17، ص۳۷۸): عہدنامے کا خط، اقرارنامے کا خط۔ پریاگ سے تمھارا باغد پتہ ملا۔

بہ اصابت (ک 14، ص۲۱۳): اس کے ساتھ رکھنا (ف ع)۔ مقرر بہ اصابت عقل اقرار کرتا ہے کہ اسے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بہ یک چشم و دو گوش (ک 15، ص۹۰): ف: ایک آنکھ اور دو کان۔ پوری توجہ سے

بہاری لال کی ست سئی (ک 9، ص۱۰۷): سنسکرت زبان میں لکھی گئی عظیم شاعر بہاری کا مجموعہ کلام (پ ق)

بہاری لال کی ست سئی سننے کا اپنا مزا ہے۔

بہاری (ک 10، ص ۷۷): Bihari was a Hindi poet, who is famous for writing the Satasai (Seven Hundred Verses) in Brajbhasha, a collection of approximately seven hundred distichs, which is perhaps the most celebrated Hindi work of poetic art, as distinguished from narrative and simpler styles.Today it is considered the most well known book of the Ritikavya Kaal or 'Riti Kaal' of Hindi literature.(وپ)

بہاگ (ک 18، ص۴۵۷): ہ: تقدیر، قسمت (ہ ال)

بہاگ (ک 9، ص۲۱۳): ہ: بلاول ٹھاٹھ کے ایک راگ کا نام جو رات کے دوسرے پہر میں گایا جاتا ہے (ال)

محفل میں پیلو، پرج، ولیں اور بہاگ کے طربناک جھونکے چلتے رہے۔

بہانم (ک 10، ص۲۶۷): ج: جج: چوپائے، چرندے اور درندے (ف ت)، واحد بہیمہ۔ خون آشام بہانم میری روح کو تڑپاتی ہیں۔

بہر جگت (ک 16، ص۲۹): خارجی دنیا (م گ)

بہریا (ک 12، ص۲۳۷): ہ: بہو، جوان کنیا (ہ ال)۔ سوت بنے تو کیا، بنے تو ابھی بہریا۔

بہشکار (ک 11، ص۱): ہ: مقاطعہ، بائیکاٹ، برادری سے خارج کر دینے کا عمل (ہ ال)

بہلی (ک 10، ص۱۱۸): دو پہیوں کی پردہ دار بیل گاڑی (ف ت)۔ وہ بہلی پر بیٹھ کر میرٹھ کو چلا گیا۔

بھنی (ک 12، ص۳۲۱): ہ: وہ سودا جو سب سے پہلے دوکان دار دوکان کھول کر نقد داموں فروخت کرتا ہے، بکری کی ابتدا، پہلے نقد بیچنے کا شگون کرنا (ن ل)

بہودھا (ک 16، ص۶۲): اکثر (م گ)، ہ: کئی طرح، کئی طریقوں سے، بار بار، اکثر، اکثر اوقات، ہمیشہ (ہ ال)

بہومت (ک 22، ص۹۶): ہ: م: کثیر الرائے

بھات لگنا (ک 12، ص۳۸۳): ہ: س: ایک رسم کا نام جو شادی بیاہ کی تقریب میں نانا ماموں کی طرف سے ادا کی جاتی ہے۔شادی میں نانہال کے لوگ جو نقد و جنس لاتے ہیں وہ اس میں شامل ہے (ال)

بھاجی (ک 5، ص۲۷۰): ہ: ابلی ہوئی یا پکی ہوئی سبزی، سبزی (پلیٹس)۔وہ سوکھی روٹیاں اور بھاجی کھا کر گزارا کرتا ہے۔

بھاڑ پھوڑنا (ک 10، ص۴۹۹): بھاڑ جھوکنا۔کوڑا کرکٹ، گھاس پھوس، لکڑی، ایندھن ڈال کر چولھا یا بھٹی کو گرم کرنا (ال)

بھاڑ لیپ کر ہاتھ کالا کرنا (ک 10، ص۱۴۳): محاورہ: بے فائدہ محنت کرنا، محنت مشقت کا بے ثمر رہنا (ال)

بھاشن (ک 17، ص۱۲۲): س: speaking,talking,speech,talk;language (پلیٹس)، زبان، کلام، بولنا (د ل)

بھاگ (ک 19، ص۲۷): ہ: حصہ، جز، تقسیم (ہ ال)۔وہ کاروبار میں تیسرے بھاگ کا حصہ دار ہے۔

بھاگ (ک 6، ص۳۰): قسمت، تقدیر۔ان حالات میں وہ اپنے بھاگوں کو رو رہی ہے۔

بھاگڑ (ک 6، ص۱۸۳): بھگدڑ، افراتفری (ف ت)۔شادی میں بھاگڑ مچی ہوئی تھی۔

بھاگیہ سوتر (ک 22، ص۳۲۳): قسمت کی لکیر

بھاگیہ ہین (ک 16، ص۱۱۷): بدقسمت (م گ)، بد بخت، کمبخت، غریب، مفلس (ہ ال)

بھالا ودیا (ک 19، ص۳۵۵): ہ: بھالا: a large spear,lance (پلیٹس)، ودیا: فن، گیان (ہ ال)، بھالا ودیا: اچاریہ نے کاش وہ بھالا ودیا میں ہوشیار تھے۔

بھانتی (ک 14، ص۳۳۲): ہ: way,manner,mode,method (پلیٹس)، کی طرح، کی ادا جیسی

وہ نویلی بہو کی بھانتی پگ اٹھاتی ہوئی چلی

بھانجی مارنا (ک 5، ص۱۰۳): دخل دینا، put a stop,tale bearer (پلیٹس)، کام میں رکاوٹ ڈالنا (ف ام)

اگر تم نے بھانجی ماری تو ساری آفت تمھارے سر آئے گی۔

بھانسی (ک 10، ص۱۵): م: پھندا، آفت، مصیبت۔غریب کی گردن میں بھانسی پڑی۔

بھانور (ک 12، ص۲۸۶): ہ: گردش، ہندوؤں کی رسم جس سے بیاہ مکمل ہوتا ہے: عروس و نوشہ کا ساتھ ساتھ آگ کے گرد طواف کرنا (ن ل)۔دروازہ چار کے بعد بھانوروں کی رسم ادا کی گئی۔

بھاوک(ک11،ص۵):ہ: چالاک، پرکھنے والا(ہ ال)۔بڑی بھاوک ہے اور اس کے بھاوؤں کا آدر کرنا میرا کرتویہ ہے۔

بھاوکتا(ک8،ص۱۷۴):ہ: چالاکی(ہ ال)

بھاوؤں(ک11،ص۳): حالت، کیفیت۔میں اس کے بھاوؤں کو تاڑ رہا ہوں۔

بھاؤ بھاوکتا پورن(ک8،ص۱۷۴):ہ: انداز، مزاج، خیال، طریقہ، منشائے دلی(ہ ل)۔ان کے بھاؤ انھیں بھاوکتا سے پورن لگتے تھے۔

بھبھکتی(ک19،ص۵۸۵):ہ: بھبکنا:.catch fire,blaze up suddenly(پلیٹس)، بھڑکتی ہوئی آگ

اپنے کرودھ کی بھبھکتی ہوئی آگ کس کے رکت سے بجھاؤں۔

بھبھیکن(ک4،ص۱۷۸):ہ: وبھیشن: راون کا چھوٹا بھائی جس نے رام کا ساتھ دیا(ہ ال)

اتنا کمینہ نہیں کہ بھبھیکن کی طرح اپنے بھائی کے گھر میں آگ لگادوں۔

بھبکی(ک4،ص۱۷۳):ہ: مونث: دھمکی، غصے کی آواز(ن ل) بھبکی سے دبنے والے اور ہوں گے۔

بھتار(گئودان،۳۵):ہ:husband,to take a husband(پلیٹس)، خاوند، بیاہ کرلینا(کسی عورت کا)۔

بھٹ جی کا درگا وتی ناٹک(ک4،ص۱۰۲):م: اہل ہنود کا ایک مذہبی ناٹک یا کھیل جو درگا دیوی اور سورماؤں کے لیے کھیلا جاتا ہے۔

بھٹھو(ک10،ص۲۹۴): بھٹی، چولھا، تنور(ال)۔بھٹھوں پر کڑاہ چڑھے ہوئے تھے۔

بھجالی(ک9،ص۵۵۲):ہ: ایک قسم کی بڑی اور کسی قدر ٹیڑھی چھری، چھوٹا برچھا(ال)۔وہ ایک بھجالی لیے تیز کر رہا تھا۔

بھجن بھاؤ کی پیاسا(ک3،ص۲۵): دل کی آواز، من کی پکار۔میں کہیں نہیں جاتا۔یہ میرے بھجن بھاؤ کی پیاسا ہے۔

بھد(ک5،ص۱۴۲):ہ:in falling,with a thud,with a crash(پلیٹس)، بےعزتی، بےشرمی۔

جلوس کی تیاری تو ہے لیکن ڈر ہے کہ کہیں بھد نہ ہو جائے۔

بھدرا کرنا(ک20،ص۲۲): ہندو کریا کرم کے واسطے یا یونہی کسی تیرتھ پر سر ڈاڑھی اور مونچھوں کو منڈوا دیتے ہیں، چار ابرو کا صفایا کرانا(ن ل)۔اکبر نے غم کے موقعوں پر بھدرا کرنے کی اجازت دے دی۔

بھدلیس(ک1،ص۱۵):ہ: گنوار اور جاہل(ن ل)۔تم جیسی ادھیڑ، بھدلیس عورت کے لیے کون گلفام آئے گا۔

بھدیسل(ک1،ص۱۲۹):ہ: صفت: گنوار، جاہل(ن ل)۔وہ ایک موٹی، بھدیسل اور بوڑھی عورت ہے۔

بھر(ک1،ص۲۸۳):ہ: مونث: ہندوؤں کی ایک قدیم قوم(ن ل)۔وہ ذات کا بھر ہے۔

بھراتر(ک19،ص۲۰۹):ہ:brother,brotherly(پلیٹس)، بھائیوں جیسا(ہ ال)۔اسے رام سے سچا بھراتر پریم تھا۔

بھرانت(ک16،ص۲۳): دھوکہ(م گ)، غلطی، غلطی میں پڑا ہوا، غلط فہمی، بھٹکا ہوا(ہ ال)

اس کے ادھار کا وچار تو بھرانت ہے۔

بھر بھنڈ (ک 7،ص ۱۸۳): تباہ و برباد، ضائع (ال)۔ ان پاجیوں کی وجہ سے سب بھر بھنڈ ہو گیا۔

بھرتری (ک 10،ص ۷۷): بھرتری ہری: سنسکرت کا ایک مشہور شاعر جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ راجا بکرما جیت کا بھائی تھا (ال)

بھرتسنا (ک 8،ص ۴۷۴): س: cursing,curse,abuse,threat,menace (پلیٹس)، برا بھلا کہنا، کوسنے دینا

وہ توپتی کی بھرتسنا ہی کرتی ہے۔

بھر چنا (ک 14،ص ۳۳۱): ہ:م: بھونے، پکانے یا تلنے کا عمل۔ اسے تنی ہنا اور بھر چنا والی زندگی مطلق پسند نہ تھی۔

بھر دو (ک 10،ص ۱۳۰): م: لگا دو، لگا دینا۔ ان سب کو گرفتار کر لو اور ہتھکڑیاں بھر دو۔

بھر سک (ک 4،ص ۱۸۲): م: انتہائی کوشش، ایڑی چوٹی کا زور لگانا، جس قدر ممکن ہوا۔ آپ نے مجھے نیچا دکھانے کے لیے بھر سک زور لگایا۔

بھرم ماتر (ک 19،ص ۱۲): ہ: مغالطہ، شبہ، شک، تھوڑا شبہ، تھوڑا شک، تھوڑا مغالطہ (ہ ال)۔ شاید یہ میرا بھرم ماتر ہو۔

بھرن پوشن (ک 11،ص ۱۲۲): پرورش، تربیت، سہارا۔ وہ جوانے مشکل سے سال تک بچوں کا بھرن پوشن کیا۔

بھڑ بھڑا کر (ک 18،ص ۱۲۱): ہڑبڑا کر۔ وہ بھڑ بھڑا کر کمرے سے باہر گیا۔

بھڑ بھوجا (ک 18،ص ۲۱۰): بھڑ بھونجا: ہ: بدشکل، بدصورت، سیہ فام (ن ل)۔ ہم خاندانی رئیس ہیں، بھڑ بھوجا نہیں۔

بھڑ بھونجا (گنگو دان، ۲۳): ہ: اناج بھونے والا، بھاڑ جھونکنے والا (ن ل)۔ اتنا بڑا کھانچا، کسی بھڑ بھونجے سے مانگ لائے ہو گیا۔

بھس (ک 10،ص ۱۴۰): بھوسا یا چوکر (ف ت)۔ چاروں طرف بھس کا طوفان اٹھ رہا تھا۔

بھس میں چنگی ڈال جمالو الگ کھڑی (ک 18،ص ۱۳): مثل: اس شخص کی نسبت کہتے ہیں جو لڑوا کر الگ ہو جائے یا لگا بجھا کر آپ

الگ ہو جائے اور تماشا دیکھے (ن ل)

بھکشن (ک 16،ص ۲۴): ہضم (م گ)، بھکشن: eating,devouring,feeding,food,meal (پلیٹس)، خوراک، کھانا

بھکشک (ک 22،ص ۳۰۰): ہ: بھکاری

بھکوے (ک 3،ص ۱۱۲): ہ: foolish,stupid,fool,blockhead (پلیٹس)، عقل بند، بے وقوف

میرے لیے کسی بھکوے کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔

بھگت (ک 1،ص ۲۳): ہ: طنزاً بے غیرتی، وضع قطع (ن ل)، اوقات۔ بیچارے کی کیا بھگت کہ آنکھ سیدھی کرے۔

بھگت مال (ک 11،ص ۴۴۷): ہندوؤں کی ایک مقدس کتاب (ال)

بھگت مالا (ک 2،ص ۲۷۷): religious play in Hindi myth (پلیٹس)، ہندو دیومالا کا ایک مذہبی کردار

بھگوا (ک 20،ص ۲۴۰): بھگوا: ہ: نادان، احمق، بیوقوف، مسخرا، بیہودہ (ن ل)

فاضلانہ صحبتوں میں نیم تعلیم یافتہ آدمی بھگوا بنا کر نکال دیا جاتا ہے۔

بھگوان کا بھوگ (ک6،ص۳۰۸): دیوتا کا کھانا، مقدس کھانا

بھگوت گیتا (ک1،ص۲۴۳): ہندوؤں کی مقدس کتاب جو رزمیہ نظم مہا بھارت کا ایک باب ہے اور سری کرشن کے اقوال پر مشتمل ہے (ف ت)

بھلی بھانتی (ک19،ص۱۰): ہ: اچھی طرح، اچھے طریقے سے، قریب سے (ہ ال)۔ میں انھیں بھلی بھانتی جانتا ہوں۔

بھن بھن (ک22،ص۹۲): مختلف طرح طرح کے

بھن کھانا (ک14،ص۴۸۳): چھوڑ دینا، ترک کر دینا۔ جب تم نے شرم ہی بھن کھائی تو جو چاہو، اختیار کرو۔

بھنڈارا (ک6،ص۳۴۹): سٹور، گودام، دوکان، چکن۔ بھنڈارے میں کھانے کا سامان تک نہ تھا۔

بھنڈارہ (ک1،ص۹۵): ہ: ہندو فقیروں کی دعوت، خیرات خانہ (ن ل)، خیرات خانہ

ہر روز بھنڈارے میں سو پچاس مسکینوں کا کھانا پکتا ہے۔

بھنڈرہ (ک9،ص۵۵۲): بھنڈارا: ہ: باورچی خانہ (ال)۔ وہ چراغ لے کر بھنڈارے کی کوٹھڑی میں گیا۔

بھنگیڑی (ک1،ص۳۱): ہ: بھنگ پینے والا (ن ل)۔ شیو جی بھنگیڑیوں کے حامد تھے۔

بھوانی (ک12،ص۲۴۱): ہ: چیچک کا مرض، چیچک (ن ل)۔ تجھے بھوانی کھائیں، تیری لاش نکلے۔

بھوج (ک3،ص۴۲۰): ہ: کھانا، دعوت (ن ل)۔ وہ ہون کے بعد بھوج میں شریک ہو گیا۔

بھوجن (ک6،ص۳۰۸): م: کھانا، کھانا کھانا، معمول کا کھانا۔ وہ دوپہر کا بھوجن کر چکا تھا۔

بھوجن وستر (ک11،ص۱۲۱): م: پیٹ پوجا اور کپڑا لتا۔ بھوجن وستر میں ساری آمدنی اڑ گئی۔

بھوچک (ک1،ص۳۰۹): ہ: متحیر، حیران ہونا۔ حیران ہو کر (ن ل)۔ اس کی اس حرکت پر میں نے اسے بھوچک ہو کر دیکھا۔

بھور (گنگودان، ۳۱): ہ: مذکر، مونث، لفظی معنی صبح۔ تڑکا۔ خاتمہ: اس معنی میں تذکیر کو ترجیح ہے۔ مونث: صبح (ن ل)

ارے یہ تو بھور ہو گیا، میں اتنا سو گیا۔

بھوشیہ (ک22،ص۴۴۳): مستقبل۔ سنسار کا بھوشیہ جمہوریت کے ہاتھ میں ہے۔

بھوشیہ وانی (ک22،ص۲۲۰): ہ: مرکب: پیش گوئی (ہ ال)

بھوکمپ (ک22،ص۳۱۱): ہ: زلزلہ (ہ ال)

بھوگ (ک14،ص۲۳۲): ہ: پرشاد، وہ کھانا جو دیوتاؤں کو چڑھایا جائے (ہ ال)۔ وہ ٹھاکر جی کا بھوگ لگا کر خود کھاتی ہے۔

بھوگ ولاس (ک8،ص۴۷۰): بھوگ بلاس: ہ: عیش و عشرت، رنگ رلیاں (ہ ال)۔ اس پر جائداد بھوگ ولاس میں اڑا دینے کا الزام ہے۔

بھوگنا (ک6،ص۲۰۲): لطف اٹھانا، مزے لینا، سکون لینا، آرام لینا (ف ت) مخلوں کا سکھ بھوگنے کے بعد جھونپڑا کسی کو اچھا نہیں لگتا۔

بھوگنا بدا (ک 6، ص ۳۴): م: برداشت کرنا لکھا ہے یا اٹھانا طے ہے۔

اگر لڑکی کے نصیب میں سکھ بھوگنا بدا ہے تو جہاں جائے گی سکھی رہے گی۔

بھوگی (ک 4، ص ۱۱۶): ہ: عیاش، آرام طلب (ہ ال)۔تیاگی لڑکے کا بھوگی باپ، بے نا مضحکہ خیز بات۔

بھومکا (ک 22، ص ۲۲۵): رک: بھومیکا

بھوم ہار (ک 1، ص ۱۷۵): بھوم ہارا: ہ: کسی زمین پر مشترک قبضہ یا سکونت رکھنے والا (ال)۔اس کے موکلوں میں راجپوت اور بھوم ہار ہیں۔

بھومی (ک 19، ص ۳۸): س: the earth,ground,land,region,place,site (پلیٹس)، زمین، جگہ (ہ ال)

وہ بھومی پر بیٹھا آکاش کی اور دیکھ رہا تھا۔

بھومیکا (ک 23، ص ۲۲): ہ: مقدمہ، پیش لفظ، حرف اول، پیش گفتار (ہ ال)

بھونج (ک 3، ص ۲۲۵): جل جانا، راکھ ہو جانا۔لگا دے آگ کہ وہیں بھونج جائے۔

بھوندوں بھاؤنہ جانے اپنے تین پہر سے کام (ک 1، ص ۷): بھوندو بھاؤنہ جانے پیٹ بھرن سے کام: کہاوت: بیوقوفوں کو صرف روٹی کھا لینے سے کام ہوتا ہے (ال)

بھونرے (ک 14، ص ۱۵۵): م: لٹو، ایک کھلونے کا نام۔اس نے دوکان سے گیند اور بھونرے خریدے۔

بھونی بھانگ (ک 4، ص ۷۱): ہ: مفلسی ہے، تہی دستی ہے کچھ پاس نہیں (ن ل)۔گھر میں بھونی بھانگ نہیں۔

بھیا دوج (ک 9، ص ۲۶۳): ہندوؤں کا ایک تہوار، اس میں بہنیں اپنے بھائیوں کے واسطے ٹیکا اور شیرینی وغیرہ لے کر جاتی ہیں (ال)

بھیا دوج کی تقریب میں اس نے برت رکھا۔

بھیاونا (ک 19، ص ۴۵۵): ہ: ہیبت ناک، خوف ناک (ہ ال)۔شیر گھائل ہو کر بھیاونا ہو جاتا ہے۔

بھیچھت (ک 19، ص ۲۳): بھیت بھیت: ہ: خوف زدہ، ڈرے گھبرایا ہوا (ہ ال)

بھیتر (ک 1، ص ۵۷): س: اندر، اندرون خانہ، چاردیواری کے اندر، مکان میں (ال)۔تمھارے بنا کبھی بھیتر، کبھی باہر چکر کاٹتی ہوں۔

بھید بھاؤ (ک 22، ص ۵۱۱): ہ: مرکب: اختلاف، مختلف ہونا

بھیروں کی مورت (ک 9، ص ۴۴۳): موسیقی کا شیدا یا رسیا۔وہ تو بھیروں کی مورت سے مشورہ کرتا ہے۔

بھیڑا (ک 14، ص ۱۷۵): ہ: pressed,packed close,tight (پلیٹس)، دبا لینا، مرعوب کر لینا

اس نے کام روپ کے جادوطرازوں کی طرح مجھے بھیڑ اپنا لیا۔

بھیڑیا دھسان (ک 1، ص ۱۸): بھیڑیا دھسان: ہ: اندھی تقلید، دیکھا دیکھی کا کام یا طرز (ال)۔وہ بھیڑیا دھسان لوگوں میں گھر گئی۔

بھیشن (ک 16، ص ۳۱): س: ڈراؤنا، شیوجی کا لقب (ہ ال)، horrible,terrific (پلیٹس)

بھیم تال (ک 14،ص۸۶): ہ: خوفناک تالاب (ہ ال)۔ کوسوں تک مغرب کی طرف بھیم تال پھیلا ہوا تھا۔

بھیم کائے (ک 19،ص۵۲۶): ہ: خوف ناک، ڈراونی صورت والی (ہ ال)۔ میں نے ابھی تک اتنی بھیم کائے تڑیا نہ دیکھی تھی۔

بھینٹ (ک 3،ص۲۲۲): ہ: سامنا، ملاقات، (قربانی، نذر نیاز جو کسی دیوتا کے نام پر دی جائے، رشوت) (ن ل)

ممکن ہے ہماری تمھاری بھینٹ پھر نہ ہو۔

بھینٹ چکنا (ک 6،ص۱۱۲): م: ملاقات ہونا، ملنا۔ عرصے بعد دونوں دوست مل بھینٹے۔

بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگورائے (ک 18،ص۴۳): بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگرائے: مثل: بیوقوف کے سامنے ہنر دکھانا فضول ہے، نا سمجھ کے سامنے دانائی کی باتیں (ن ل)

بھیمر (ک 20،ص۲۸۷): بھیر: ایک قسم کا بڑا نقارہ (ہ ال)

بھے (ک 16،ص۲۵۳): خوف (م گ)، س: fear,terror,danger,dread,alarm (پلیٹس)

بھے بھیت (ک 22،ص۳۱۸): خوف زدہ

بھے وش (ک 16،ص۴۲): خوف کے سبب (م گ)

بیا پکتا (ک 8،ص۳۸۱): ہ: محیط کل، جس کی ابتدا اور انتہا نہ ہو اور ہر جگہ ہو (ہ ال)۔ دھرم اور مکتی کی بیا پکتا پر بیاکھیان سن چکا ہوں۔

بیاج (ک 16،ص۱۸): سود (م گ)

بیاس رشی (ک 20،ص۳۲۰): ہنود کے ایک رشی کا نام (ہ ال)

بیاکھیا (ک 17،ص۵۴۲): ہ: explanation,commentay,gloss,exposition (پلیٹس) تعریف، شرح (ہ ال)

وہ مہمان کوئی تھے، ان کی بیاکھیا کرو۔

بیاکھیان (ک 8،ص۳۸۱): ہ: Explanation,exposition,commentary (پلیٹس)، شرح، کمنٹری

دھرم اور مکتی کی بیا پکتا پر بیاکھیان سن چکا ہوں۔

بیان (گئودان، ۷ے): ہ: to bring forth,at a birth usually with ek,birth,act of parrurition (پلیٹس)، پیدائش

بیبھچاری (ک 16،ص۱۲۳): زانی (م گ)، ویبھچاری: زنا کار (ہ ال)، س: an adulterer,unchaste (پلیٹس)

بیٹھان (گئودان،۳۶۰): ہ: بیٹھنا، ہمت ہار جانا، بوڑھا ہو جانا، قویٰ مضمحل ہو جانا۔ دہنا بیل بھی بیٹھان لینے کو تھا۔

بیٹھاؤں (ک 3،ص۴): بیٹھاؤ: ہ: allocation,situation,position (پلیٹس)، صورت حال، حالت

بیجک (ک 17،ص۳۹۱): ہ: list,invoice,inventory (پلیٹس)، سامان کی فہرست۔ اس کے پاس گھر کی ہر چیز کا بیجک ہے۔

بیچار لینا (ک 3،ص۱۲۶): وچارنا: بچارنا: ہ: سوچ لینا، غور کرنا، تحقیق کرنا (ہ ال)

دھرم شالا کے نیور کھنے کی شبھ مہورت میں نے نپچار لی ہے۔

بیدھا(ک 13،ص۱۸۴):ہ:بوتق،سحر زدہ، چکرایا ہوا،پاگل (ف ت)۔اس سردی میں کون بیدھا ہے جوان کے پیچھے بھاگے۔

بیدھے(ک 18،ص۱):بیدھا:صفت:اس شخص کی نسبت کہتے ہیں جس پر جادو کا اثر ہو یا جو کسی آفت میں مبتلا ہو (ن ل)

میاں بیدھے آئے ہو کیا۔مجھ سے اڑتے ہو،شیخی کرکری کردوں گا۔

بیدی(ک 12،ص۱۵۱):ہ:place or ground prepared for sacrifice,altar(پلیٹس)،قربان گاہ

مندر میں مورت نہیں،صرف ایک چھوٹی سی بیدی بنی ہے۔

بیرا(گنگودان،۱۸۰):وقت،دیر(م گ)۔روٹی بناؤ اب تو بیرا ہوگئی ہے۔

بیراگ(ک 4،ص۷۶):ہ:to withdraw from the world;freedom from worldly desires

(پلیٹس)،یکسوئی،دنیا چھوڑ دینا۔بھگوان کی دیا کے بغیر بھگتی اور بیراگ پر من نہ جمے گا۔

بیراگن(ک 1،ص۳۳۹):ہ:تارک الدنیا عورت،جوگن(ال)۔وہ سنیاسی ہیں اور میں بیراگن۔

بیر آتما(ک 3،ص۳۰۱):بہادر کی روح،شجاع کی روح

بیرتھ(ک 16،ص۶۴):ہ:بے کار،فضول،بے فائدہ(ہ ال)،س:meaningless,unprofitable(پلیٹس)

بیر چھترانی(ک 5،ص۱۶۱):بیر(بہادر)،چھترانی(چھتری یا کھتری کی مونث،ہندوؤں کے چار فرقوں میں سے دوسرا)۔بہادر کشترن(ہ ال)

تم نے اس پاپی کو مار کر بیر چھترانیوں کی یاد تازہ کردی۔

بیر رس(ک 9،ص۱۲۲):م:بہادری،جواں مردی اور دلیری کے احساسات سے لبریز۔ہر سپاہی بیر رس سے جھوم رہا تھا۔

بیرقیں(ک 1،ص۳۵۰):ہ:جھنڈے،علم،جھنڈے کے پھریرے(ن ل)۔بچے بیرقیں لیے اشارہ کے منتظر تھے۔

بیرگت(ک 3،ص۳۰۱):ویرکت:ترک کردینا،چھوڑ دینا(ہ ال)۔اس نے گاؤں کو بیرگت دے دی۔

بیرمورت(ک 3،ص۳۰۱):بہادر کی صورت یا شکل،سورما

بیرن(ک 7،ص۱۳۶):ہ:Brother(پلیٹس)،بھائی۔آپ میرے بھائی ہیں،بیرن ہیں۔

بیری کی سنتان(ک 11،ص۱۴۳):م:دشمن کی اولاد۔بیری کی سنتان کبھی اپنی نہیں ہوتی۔

بیڑن(ک 2،ص۱۸۷):ہ:بیڑنی:وہ ہندو عورت جو گانے کا پیشہ کرے(ن ل)۔اس نے ایک بیڑن گھر میں رکھیل پال رکھی ہے۔

بیڑی(ک 12،ص۵):ہ:ring worn round the ankle(پلیٹس)۔وہ فالج کے حملے کے بعد بیڑی کی مدد سے کھڑا ہوتا ہے۔

بیڑے لگانا(ک 14،ص۱۳۰):م:پان کی گلوری دینا،خدمت کرنا،ادائیں اور نخرے اٹھانا

کیسے مجھے بیڑے لگاتی ہے کہ جی خوش ہو جاتا ہے۔

بیسا کو سدھ کرلو (ک 3، ص ۲۸۰): م: جو ملتا ہے لے لو یا کم پر اکتفا کرلو

بیس (ک 3، ص ۵۷): ہ: بیس: عورتیں عدد ظاہر کرنے کے واسطے بیس کہتی ہیں، زیادہ (ن ل)

اضافہ لگان کی صورت میں ایک کوڑی بھی بیس نہ دیں گے۔

بیس (گئودان، ۲۵۲): ہ: A score;a certain measure of grain;a land measure equivalent to twenty nalis (پلیٹس)، زیادہ۔ کام چمک گیا تو چار مل گئے، اس سے بیس نہیں۔

بیضہ مرغ (ک 10، ص ۲۷۹): م: پرندے کا انڈا، مرغی کا انڈا، ایک دوائی کا نام مراد ہے۔

بیعانی (ک 10، ص ۱۳۲): م: فصل لگانا، بیج بونا یا ڈالنا۔ بیعانی میں پچاس روپے مل گئے۔

بیکس نوازی (ک 10، ص ۲۸): م: غریب نوازی، غریب پروری۔ اسے ہماری عالی نوازی اور بیکس نوازی پر پورا بھروسہ تھا۔

بیل موڑھے چڑھنا (ک 1، ص ۸۵): بیل منڈھے چڑھنا: کنایتاً کسی کام کا درست ہونا (ن ل)

بیلے (ک 10، ص ۱۸۸): خیرات یا نچھاور (ا ل)۔ ان کے ہاتھوں میں شمشیر و سناں کے بدلے بیلے اور بربط و طنبور تھے۔

بیمان (ک 9، ص ۸۸): ہ: بمان: ومان: ہوائی جہاز، مجازاً تابوت کے لیے بھی بولتے ہیں (ہ ال)، جہاز

میری دعا ہے کہ تو بیمان پر چڑھ کر جنت جائے۔

بیناے (ک 8، ص ۲۸۸): مقامی: بیعنامہ

بینا (ک 16، ص ۸): sweetmeat,cakes,distributed at marriage (پلیٹس)، سوغات، مٹھائی

نیا کونا لائے ہو لیکن بینا نہیں بھیجا۔

بینتی (ک 6، ص ۹۲): بنتی: ونتی: ہ: عرض، التجا، التماس، درخواست (ہ ال)۔ میں نے ایشور سے اولاد کے لیے کبھی بینتی نہیں کی۔

بینڈا (ک 1، ۲۳): ہ: مشکل، ٹیڑھے، بے ڈھب (ن ل)۔ تمھارے بینڈے سوالوں کا میرے پاس جواب نہیں۔

بینی (ک 14، ص ۳۹۲): بینا: ہ: ماتھے کا گول زیور، ٹیکا (ف ت)، ونی: چوٹی (ہ ال)۔ اس نے جوڑے میں پھولوں کی بینی لگا رکھی تھی۔

بیو چھانی (ک 14، ص ۵۲۳): مقامی: بے وفائی۔ میں اس سے بیو چھانی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

بیوستھائیں (ک 16، ص ۱۲): آئین، نظام (م گ)

بیوہار (ک 9، ص ۲۲۹): ہ: custom,practical life,practice (پلیٹس)۔ وہ شادیوں میں رواج کے مطابق بیوہار لے جاتے۔

بیہڑ (ک 3، ص ۱۵۳): ہ: جنگل، چراگاہ، ویرانہ، ناہموار زمین جو اونچی نیچی ہو (ن ل)۔ اس بیہڑ مقام پر ایک منٹ بھی نہیں رہا جا سکتا۔

بیہڑا (ک 4، ص ۲۲۳): بیہڑ: uneven land,rough,jungle,forest,barren land,uncultivated (پلیٹس)، غیر ہموار، بنجر، ویران۔ راستہ بیہڑا اور ناہموار ہوتا جاتا تھا۔

بے اچیت (ک 3،ص ۱۲۱): نا مناسب، نا معقول (ہ ال)۔ بے اچیت بات پر یقین نہ کرو۔

بے خرخشہ (ک 10،ص ۱۲۵): بغیر پریشانی، بغیر فکر، تردد یا الجھن (ف ت)۔ اسے لگان بے خرخشہ وصول ہو رہا ہے۔

بے نیو (ک 9،ص ۳۲۵): بے بنیاد یا بغیر کسی بنیاد کے۔ بے نیو کی دیوار ہوا کا ایک جھونکا نہیں سہار سکتی۔

بے وقوف کی شہنائی بجانا (ک 10،ص ۳۳۴): م: محاورہ: بے وقوفوں کی سی باتیں کرنا۔

پاپ سے (ک 16،ص ۴۷): گناہ آلودہ (م گ)

پاتنجلی (ک 20،ص ۲۲۷): ہ: علم مجاہدہ، ایک شاستر (یوگ فلسفہ) کا نام جس کا بانی پتنجل رشی ہے (ہ ال)

وہ پہروں پاتنجلی اور گوتم کے فلسفے پڑھتا۔

پاتھنا (گنگو دان، ۴۷): ہ: اپلے بنانا، سانچے میں ڈھالنا، پیٹر سے بنانا (ن ل)۔ وہ آٹا پاتھ لیتی ہے لیکن گھر بستی کیا جانے۔

پاٹھ شالا (ک 6،ص ۱۵۰): مکتب، درسگاہ، سکول، ہندوؤں کا مدرسہ (ہ ال)

پاٹھک (ک 23،ص ۲۰۵): قاری، پڑھنے والا (ال)

پاٹھیہ سامگری (ک 22،ص ۲۳): ہ: پڑھنے کے قابل مواد (ہ ال)

پاٹھیہ کرم (ک 10،ص ۴۰۵): نصاب تعلیم (پ ق)

پادر افتادہ (ک 9،ص ۳۸۷): ف: عاجز، تباہ حال، بے بس، بے چارے (ال)۔ پادر افتادہ مضامین سے میری روح بھاگتی ہے۔

پادر افتادگی (ک 10،ص ۲۳۹): م: بے چارگی، گری ہوئی حالت، عاجزی۔

پادر افتادگی کا حق پورا ہو جائے تو کون ایسا بشر ہے جو اس زندگی کی آرزو کرے گا۔

پاراوار (ک 10،ص ۳۷۱): حد، انتہا (ہ ال)۔ آپ کی بدھی کا پاراوار نہیں۔

پارتھو (ک 16،ص ۱۲۸): خاکی، مادی (م گ)، خاک، مٹی، ریت، زمین کا یا زمین سے متعلق، راجا، بادشاہ، شیو، سیتا (ہ ال)

پارشو (ک 24،ص ۲۱۲): نزدیک، قریب، پاس (ہ ال)

پارکھو (ک 11،ص ۲۱۹): م: جانچنے یا پرکھنے والا یا والے۔ سنسار میں گن کے پارکھوں کی کمی ہے۔

پاڑپڑ (ک 12،ص ۲۱۸): ہ: چبوترہ، مچان (ہ ال)۔ پاڑپڑ سے گرنے کا نشان اب تک باقی ہے۔

پاسن (ک 4،ص ۲۷۵): ہ: مونث: اہل ہنود کی ایک قوم جو تاڑی بیچنے کا پیشہ کرتی ہے (ن ل)

پاسی (ک 4،ص ۱۸): ہ: a member of a caste whose occupation is to extract the juice of the tar palm (پلیٹس)، اس قوم کا نام جو شراب بیچنے کا کاروبار کرتی ہے (ن ل)۔ پاسی سے کوئی گھڑے تک نہیں چھوتا۔

پاش (ک 14،ص ۲۷۵): پھنسانا، چوگا ڈالنا۔ اس نے پریمیکا (محبوبہ) کو پاش ڈال ہی دیا۔

پاشانڑ (ک 19،ص۲۳۸): پاشان، پاکھان: ہ: پتھر، سنگ (ہ ال)

پاکر (ک 9،ص۵۲۲): س: گولر کا درخت (ال)۔ چٹان سے ذرا دور پاکر کا گھنا درخت تھا۔

پاکشک روپ (ک 17،ص۵۸۶): ہ: مدد دینے والے کی شکل میں حمایتی (دال)۔ اس نے چڑیا کو پاکشک روپ میں نکالا۔

پاکھ (ک 3،ص۱۶۶): ہ: پکش، حصہ، پندرہواڑا، پندرہ دن کی مدت (ایک مہینے کے دو پاکھ ہوتے ہیں اجالا پاکھ اور اندھیرا پاکھ) (ف آ)

پاکھنڈ (ک 1،ص۹۸): ہ: مذکر: ہندو: بدذاتی، شرارت، جھگڑا (ن ل)۔ یہ سفید جھوٹ ہے اور کسی بدبخت نے یہ پاکھنڈ پھیلایا ہے۔

پاکھنڈی (ک 1،ص۳۸): ہ: صفت: جھگڑالو، شریر (ن ل)، ظالم۔ پاکھنڈی مہنتوں نے لوگوں کے ناک میں دم کر رکھا ہے۔

پاکھنڈی اور پوپ (ک 2،ص۲۲۰): ملحد، وید کے احکامات کے خلاف چلنے والا (ہ ال)

آپ کو گانے کا شوق ہے تو آپ پاکھنڈی اور پوپ ہیں۔

پاگ (ک 1،ص۲۱۹): م: اعلیٰ، بہترین۔ کچے دھاگے کا کنگن پاگ فرائض کی ہتکڑی ہے۔

پاگیں (ک 10،ص۸۴): پگیں: پگڑی، دستار، صافہ (ف ت)۔ مردوں نے ڈاڑھیاں باندھیں اور پاگیں سنواریں۔

پال (ک 6،ص۵): ہ: a raised bank,embankment,dike,causeway (پلیٹس)، بادبان، پتوار (ف ل)

کشتی میں نہ پال ہے اور نہ پتوار اور نہ مستول۔

پالاگن (ک 1،ص۳۰۷): ہ: respect,reverence,veneration (پلیٹس)، نیک تمنائیں

پتاجی کو پرنام اور پالاگن پہنچے۔

پالٹ (ک 18،ص۲): ہ: مونث: لکڑی پھینکنے والوں کی اصطلاح، وہ ضرب جو حریف کے پاؤں پر ماریں (ن ل)

پالک (ک 9،ص۳۷۶): پالا ہوا لڑکا (ال)۔ اس کے پالک لڑکے سے اس کا بیاہ ہو گیا۔

پالن پوشن (ک 19،ص۱۹): ہ: پرورش کرنا، پالنا، دیکھ بھال کرنا (ہ ال)۔ اس کا پالن پوشن بھلی بھانتی کیا جا رہا ہے۔

پالی (ک 4،ص۶۸۲): س: boundary,edge,line,row,range (پلیٹس)، جماعت، اکھٹ، ٹولی

ہم اور آپ آمنے سامنے کی پالیوں میں کھیلے۔

پالے (گئودان، ۱۶۹): ہ: م: لڑنے والے، حفاظت کرنے والے۔ جھٹ پٹ بوڑھے پالے بن گئے۔

پان کی طرح پھیرنا (گئودان، ۳۰): جس طرح پان کو الٹ پھیر کر دیکھا جاتا ہے اور گلے ہوئے حصوں کو الگ کیا جاتا ہے اسی طرح رکھوالی کرنا (ال)۔ وہ ماں کو پان کی طرح پھیرتی ہے۔

پانچ میں بلبل (ک 10،ص۱۲۸): م: خوش ہونا، راضی ہو جانا۔ جہاں آسانی سے سول سکتے ہیں وہاں پانچ میں بلبل ہو جاتے ہیں۔

پانچوں ہتھیار لگانا (ک 9،ص۳۷): وہ سازوسامان جس سے آراستہ ہو کر سپاہی میدان میں اترتا ہے یعنی تلوار، ڈھال، برچھی،

تیر اور کمان (ال)۔ وہ پانچوں ہتھیار لگا کر میدان میں اترا۔

پانچویں سوار (ک 18، ص ۲۱۴): پانچویں سواروں میں ہونا: خواہ مخواہ نامی لوگوں میں شامل ہونا (ن ل)۔

الف ب نہیں آتی اور سمجھتے ہیں اپنے کو پانچواں سوار۔

پانس (ک 10، ص ۴۰۰): ہ: کھاد جو زمین کی تقویت کے لیے ڈالی جاتی ہے، کچرا (ف ت)، کھاد، گوبر کا ڈھیر (ہ ال)

زمین کو تر کر دو، اس میں پانس ڈال دو۔

پانسے (ک 10، ص ۳۱۹): پاسا: کھیل میں استعمال ہونے والی کوڑیاں (ف ت)۔ حوض بلوریں کے کنارے ہم محبت کے پانسے کھیلتے۔

پانِنی (ک 20، ص ۲۱۵): PANINI: Panini composes Ashtadhyayi, systematizing Sanskrit. His holy book,Zend Avesta,contains many verses from the Rig and Atharva Veda. (و ب)

وہ شاگردوں کو پانِنی کے سبق دے رہا تھا۔

پانی اتار لینا (گئو دان، ۱۳۱): م: بے عزت کرنا۔ داری جار نے سب کے سامنے میرا پانی اتار لیا۔

پانی پاندے (ک 10، ص ۴۳۶): م: پانی کا محافظ، پانی پلانے والا۔ اس کے پتی قریب کے ریلوے اسٹیشن پر پانی پاندے تھا۔

پانی کا چھینٹا مارنا (گئو دان، ۱۲۶): م: ہندوؤں میں ایک رسم جس کے مطابق عورت کسی مرد کو اپنا دیور بنانا تسلیم کرتی ہے۔

اس نے پانی کا چھینٹا مار کر دیور سے معافی مانگ لی۔

پانی وار (گئو دان، ۱۴۴): عو: بہت محبت ظاہر کرنے کے لیے بولتی ہیں (ن ل)۔ وہ انا ڑی ہے، پانی وار ہے، نادانی کر بیٹھا۔

پاؤ گھنٹہ (ک 10، ص ۲۴۷): م: تھوڑی دیر، ذرا سی دیر۔ پاؤ گھنٹہ کے دیر پر وہ کیوں جھلا رہی ہے۔

پایونیر (ک 10، ص ۱۰۰): pioneer: ایک انگریزی جریدے کا نام

پایہ بہ پایہ (ک 10، ص ۲۵): م: ترتیب سے، صف بہ صف۔ اراکین دربار پایہ بہ پایہ بیٹھے ہوئے تھے۔

*بھرانتی کارک (ک 16، ص ۴۳): غلط فہمی پیدا کرنے والا (م گ)، گمراہی پھیلانے والا، شک ڈالنے والا، مغالطہ پیدا کرنے والا

پت (ک 10، ص ۷۷): نیک نامی، عزت، آبرو (ہ ال)۔ پانا رائن میری پت تیرے ہاتھ ہے۔

پت دینا (ک 13، ص ۵۴۱): م: مل دینا، لگا دینا، لیپ دینا۔ اس نے والدین کے منہ پر کالکھ پت دی۔

پتاکے (ک 10، ص ۲۹): ہ: پرچم، نشان، پھریرا، چھوٹی جھنڈی (ہ ال)۔ فوجیں پتاکے لہراتی گزر گئیں۔

پتت (ک 12، ص ۵۰): س: guilty,degraded,wicked,sinner,outcast (پلیٹس)، مجرم، گناہ گار

ہم پتت ہیں، رام کی تعلیمات بھول گئے ہیں۔

پترپکش (ک 9، ص ۵۹۷): ہ: بھادوں کے مہینے کا اندھیرا (ہ ال)۔ پتر پکش کے دنوں میں وہ روز برہمنوں کو سیدھے بانٹتے۔

پتر بھگتی (ک 23، ص ۳۷۸): م: باپ کی محبت، اسلاف کی محبت، آبا و اجداد کی محبت

پتر ودھو (ک 19، ص ۲۱۰): ہ۔ پتر ودھو: بہو، بیٹے کی بیوی (ہ ال)۔ وہ راجا جنک کی پتر ودھو تھی۔

پترے (ک 10، ص ۳۱۴): زائچہ، جنتری (ہ ال)۔ جوتشی نے پترے کے ورق الٹے۔

تپلی گھر (ک 4، ص ۴۹۲): کپڑوں کی بنائی کا کارخانہ یا فیکٹری (ف ت)

پتنی ورت (ک 22، ص ۵۵۶): م: ازدواجی زندگی

پتونی (ک 7، ص ۱۸): م: سب کچھ تیاگنا، چھوڑ دینا، الگ ہو بیٹھنا۔ میں پتونی بن کر نہیں رہ سکتی۔

پتھ (ک 16، ص ۳۱): راستہ (م گ)، راہ، طریقہ، طور (ہ ال)، س: course,road,way (پلیٹس)

اس نے پریم کے پتھ پر پگ رکھا ہے۔

پتھر پر دوب اگانا (گنگو دان، ۱۱۲): پتھر پر دوب جمنا: انہونی بات یا ناممکن کام کا ہونا (ف ام)

پتھے جانا (ک 18، ص ۲۱): پٹنا، بے عزت ہونا۔ اجازت بغیر گھر میں داخل ہونے پر پتھے جاؤ گے۔

پتی برتا (ک 3، ص ۲۳۷): پتبرتا، پتیورتا: ہ: وفادار عورت یا بیوی، پاک باز عورت (ہ ال)۔ وہ عورت بڑی پتی برتا استری ہے۔

پتی بیوگ (ک 9، ص ۱۳۰): شوہر سے جدائی یا دوری (ہ ال)۔ پتی بیوگ کی حالت میں عورت تپسونی ہو جاتی ہے۔

پتی تی (گنگو دان، ۱۰): ہ: چھوٹا پتا، بوٹی، پتے وغیرہ (ن ل)۔ گائے کو پتی تی کھلا کر جلا لوں گا۔

پتی ورتا (ک 16، ص ۱۴۷): شوہر پرست (م گ)، پاک دامن عورت، وفادار بیوی، وہ عورت جو اپنے شوہر سے وفادار اور اس کی عزت کی رکھوالی ہو (ہ ال)۔ پتی ورتا ہندو عورت کا دھرم ہے۔

پٹ پڑنا (ک 9، ص ۴۲۷): تدبیر وغیرہ کا کارگر اور موثر نہ ہونا، ناکام ہونا (ال)۔ اس کی چال پٹ نہیں پڑتی۔

پٹارے (ک 14، ص ۳۵۷): گول ڈھکنے دار، بانس یا دھات کی بنی ہوئی پٹی (ف ت)

اس نے گھر سے سارے صندوق اور پٹارے نکال لیے۔

پٹا ہوا (ک 10، ص ۴۳۸): صاف ستھرا۔ کچا مکان تھا مگر پٹا ہوا

پٹرا (ک 14، ص ۱۶۱): لکڑی کا تختہ (ف ت)۔ دیوار پر چیڑ ھ کا ایک پٹرا رکھا گیا۔

پٹم (ک 14، ص ۴۸۴): محاورہ: آنکھیں پھوٹ جانا، اندھا ہو جانا (ف ام)۔ اگر میں تم سے جلتی ہوں تو میری آنکھیں پٹم ہو جائیں۔

پٹو (ک 20، ص ۱۳۸): ہ: پاٹ دینا، اکھیڑ دینا۔ کنویں تک پٹو دیے گئے۔

پٹی (ک 10، ص ۱۳۲): زمین کا حصہ ٹکڑا یا قطعہ (ال)۔ تمھاری پٹی میں ایک ہزار کا گڑ ہو جائے گا۔

پٹی دار (ک 13، ص ۲۵۴): گاؤں کی کسی پٹی کا مالک، شراکت دار، ساجھی (ال)، گاؤں کا شریک دار، گاؤں میں تھوڑی سی زمین

کا مالک، زمینداری کا حصہ دار (ن ل)۔ پٹی دار برادری میں کب کسی کو سر اٹھانے دیتے ہیں۔

پیراکیں (ک 10، ص ۳۹۴): سموسے کی طرح کا ایک انگریزی کھانا۔ سموسے اور پیراکیں بن رہی تھیں۔

پٹے (ک 9، ص ۲۲۰): ایک فن سپہ گری جس کو پھری گدکے سے کھیلتے ہیں (ال)۔ وہ کشتی اور پٹے میں مشاق ہے۔

پج (ک 13، ص ۵۴۶): م: دیکھ بھال، دھیان، خیال۔ پہلے بدن کا پج تھا اور اب آ تماہی سب ہے۔

پچ (ک 3، ص ۱): پچانا: ہ: ہضم کرنا (ف ت)۔ وہ مسکت (مشقت) کرتے ہیں اور اسی سے گھی دودھ پچ جاتا ہے۔

پچاڑ ادینا (گنٹودان، ۲۲): پچار ادینا: لکھنو: خوشامد کرنا، دھوکا دینا (ن ل)

پچانا (ک 8، ص ۴۸۶): ہ: ہضم کرنا۔ کنایتاً کسی کا مال مار لینا (ن ل)۔ بھوجن کو اس جیسا بیار نہ پچا سکے گا۔

پچتاتی (ک 10، ص ۴۲۵): ہ: پچتانا: اپنے کسی فعل پر ندامت یا حسرت یا پچھتاوے کا احساس ہونا (ف ت)

پچتاتی اور بار بار پوچھتی کیوں اتنا مہنگا ہو گیا۔

پچرنگا (ک 19، ص ۲۰۱): پانچ رنگوں والا۔ گڑھی پر پچرنگا را جپوتی جھنڈ الہرا دیا گیا۔

پچڑا (ک 16، ص ۱۱۸): بکھیڑا، جھنجھٹ (م گ)، رونا رونا۔ میں نے اپنی افلاس کا پچڑا لگایا لیکن اس پر اثر نہ ہوا۔

پچگوس (ک 18، ص ۴۲): ہر طرف یا ہر جگہ۔ پچگوس دورہ کرو اور اسے ڈھونڈ ھ لاؤ۔

پچگنی (ک 10، ص ۴۲۲): پانچ گنی، پانچ گنا۔ اس کی آمدنی پچگنی ہو گئی ہے۔

پچنا (گنٹودان، ۲۱): ہ: ہضم کرنا، کنایۃً کسی کا مال مار لینا (ن ل)۔ باپ کا دھن پچے کیسے۔

پچورا (ک 7، ص ۲۶۲): صفائی ستھرائی۔ میں کوڑا صاف کرنے لگ جاتا تو سارا دن پچورا میں لگ جاتا۔

پچھ کرنا (ک 3، ص ۵۶): پیچھا کرنا، تعاقب کرنا، کیفر کردار تک پہنچانا۔ وہ بے ایمانوں کا پچھ کرتا ہے۔

پچھائی (ک 11، ص ۹۷): ہ: پیچھے کی طرف، دیر سے۔ اس نے گاہکوں کو کپڑے پچھائی دینے شروع کر دیے۔

پچھائیں (ک 13، ص ۴۰۷): ہ: پچھاں: پچھم، مغرب (ال)۔ دونوں بیل پچھائیں نسل کے تھے۔

پچھڑ (ک 17، ص ۴۴): م: رل جانا، معیار سے گر جانا۔ اس کا اخبار اس کی نالائقی کی وجہ سے پچھڑ گیا ہے۔

پچھلا (ک 17، ص ۲۱): ساتھ نہ چھوڑنے والا، وہ چیز جو ذات کا لازمی حصہ بن جائے اور جس کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو (ال)

اس کے ہر مضمون کے ساتھ ایڈیٹر کا پچھلا موجود ہے۔

پچھوا (ک 9، ص ۵۰۸): مغرب کی طرف سے چلنے والی ہوا (ال)۔ پچھوا ہوا آگ برسا رہی تھی۔

پچھوڑنا (گنٹودان، ۳۲۱): ہ: to winnow with a basket used for the purpose (پلیٹس)، چھاننا

وہ کمھاروں سے اناج نکال کر پچھوڑنے اور پھٹکنے کا کام کرتی ہے۔

پد (ک 3، ص ۸۲): س: اشلوک، نظم، اشعار، کبت تعریف کے گیت، گیت، نغتیہ نظم، حمد و نعت جیسے بشن پد یعنی بشن کی نعت (ف آ)

اسے ہزاروں کبت اور پد حفظ تھے۔

پد (ک 22، ص ۲۴۰): ہ: عہدہ، منصب، مقام (ہ ال)

پدارتھ (ک 12، ص ۵۹): س: meaning of a word or sentence;substance or material form of being;blessing, (پلیٹس)، رحمت، کسی شے کی مادی حالت

پدانا (ک 14، ص ۸۱): ہ: تھکانا، ہرانا، بھگانا (ن ل)۔ گلی ڈنڈے میں اسے پدنے کی نسبت پدانا زیادہ پسند ہے۔

پدکوئی (ک 14، ص ۲۳۹): م: برا کہنا، برا کلمہ یا لفظ کہنا۔ پدکوئیوں کا اس پر مطلق اثر نہیں ہوتا۔

پدنا (ک 14، ص ۸۱): ہ: ہارنا، پدوڑا (ن ل)

پدوی (ک 16، ص ۱۰۲): خطاب (م گ)، س: title,titular name,surname,rank,status (پلیٹس)، عہدہ

پدی اور بٹیر (ک 10، ص ۱۲۸): م: معمولی چیزیں یا شکار، معمولی رقم۔

میں بڑے شکار پر نظر رکھتا ہوں اور پدی اور بٹیر چھوٹوں کے لیے چھوڑ دیتا ہوں۔

پر (گئودان، ۲۱۹): ہ: مذکر: چمڑے کا بڑا ڈول جس سے آبپاشی کرتے ہیں (ن ل)۔ باپ بیلوں کو ہانک رہا تھا اور بیٹا پر لے رہا تھا۔

پراجمانا (ک 20، ص ۱۴۱): ہ: صفیں جما کر کھڑا ہونا، سلسلہ وار کھڑا ہونا، صف باندھنا (ن ل)

وہ اپنے جانبازوں کے ساتھ میدان جنگ میں پراجمائے کھڑا تھا۔

پراپکار (ک 3، ص ۴۹۱): ہ: بھلائی کرنا، نیکی کرنا، دوسروں کو فائدہ پہنچانا (ہ ال)۔ پراپکار کی اہمیت پرانچت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

پراتم (ک 20، ص ۱۸۰): کہن سال، قدیم، پرانے (ف ت)۔ گھر کے آس پاس پراتم چھتنار درخت لگے تھے۔

پراتھ (ک 4، ص ۱۹): ہ: جھور: خیرات، بخشش، بھیک (ہ ال)۔ پراتھ کی تاڑی کو لوگ دوا کی طرح پیتے ہیں۔

پراچین (ک 16، ص ۱۲): قدیم (م گ)، کہنہ، پہلے زمانے کا (ہ ال)

پراچینتا (ک 22، ص ۱۲۷): قدامت، کہنگی

پراست (ک 8، ص ۴۷۷): س: Thrown;defeated;vanquished (پلیٹس)، شکست دینا، زیر کر لینا

اس نے اپنے استر سے پٹی کو پراست کر دیا تھا۔

پراشکراہ (ک 10، ص ۱۱۲): کراہت اور بے رغبتی سے بھرا ہوا (ف ت)۔ قیامت سے زیادہ پراشکراہ سین میری آنکھوں کے سامنے تھا۔

پراکاشٹھا (ک 16، ص ۱۳۳): ہ: عروج (م گ)

پراگ (ک 10، ص ۳۹۱): م: ہنود کا ایک مقدس تیرتھ یا استھان۔

پراگ راج (ک 4،ص ۳۹۰): پراگ: الہ آباد کا قدیم نام، الہ آباد کی زیارت۔ استھان تو پراگ راج ہے پرآیا بڑی دور سے ہوں۔

پرامرش (ک 19،ص ۳۰۶): ہ: تجویز، صلاح، سوچ بچار (ہ ال)۔ بہتر پرامرش تو تم بہت اچھے دیتے ہو۔

پران (ک 19،ص ۴۲): ہ: جان، زندگی، حیات (ہ ال)۔ میرے کارن پران کیوں کھوتے ہو۔

پران ادھار (ک 9،ص ۱۴۰): م: محبوب، عاشق، پیارا۔ تجھی نے اپنے پران ادھار سے کپٹ کی۔

پران گھاتکا (ک 16،ص ۱۹۱): جان لینے والی عورت (م گ)

پران ہرن (ک 16،ص ۱۴۹): جان لینا (م گ)، پران ہر: پران ہاری: مہلک، جانگسل (ہ ال)

پرانانت (ک 16،ص ۱۵۶): جان کا خاتمہ (م گ)، موت، مرگ، مرن (ہ ال)

پرانت (ک 22،ص ۱۰۴): علاقہ، صوبہ (م گ)۔ کراچی پاکستان کا سب سے خوش حال پرانت ہے۔

پرانتیا (ک 22،ص ۱۴۲): علاقیت، صوبائیت

پرانی (ک 22،ص ۳۰۰): لوگ، انسان

پرانیدن (ک 10،ص ۲۶۴): بے حد تعریف کرنا (ف ع)۔ پریدن اور پرانیدن کی گھاتیں چلیں ہتزویری کی چوٹیں پڑیں۔

پرانیشور (ک 16،ص ۱۱۷): میری جان کے مالک (م گ)، جانوں کا مالک یعنی خداوند تعالیٰ، مجازاً شوہر، مالک (ہ ال)

پرب نہان (گنگودان، ۱۳۲): ہ: نہانے کا تیوہار، نہانے کی تقریب (ہ ال)۔ پرب: تیوہار، تقریب (ہ ال)

آج کل کوئی پرب نہان بھی تو نہیں ہے۔

پربل اتکنٹھا (ک 16،ص ۴۷): زبردست اشتیاق (م گ)

پربندھ (ک 19،ص ۴۳): ہ: بندوبست، انتظام (ہ ال)۔ میں نے بھوجن کا پربندھ بھی کر لیا۔

پربھو (ک 1،ص ۳۲): س: superior,ruler,master,lord,owner,commander (پلیٹس)، دیوتا، مالک

پربھو تم میرے آقا۔

پربھو تیری لیلا ادبھت ہے (ک 19،ص ۵۸۶): پربھو: س: master,lord,commander,superior (پلیٹس)

لیلا: ہ: کھیل، تماشا، بازی، دل لگی (ہ ال)، ادبھت: ہ: انوکھی، عجیب، نادر، حیرت انگیز (ہ ال)، مالک تیری دل لگی حیرت انگیز اور انوکھی ہے، ایسے مواقع پر بولتے ہیں جب قانون قدرت کی سمجھ نہ آئے۔

پرتاب (ک 9،ص ۴۰۴): س: splendour,glory,majesty,the possession of rank and power (پلیٹس)، شکوہ، عظمت، شان و شوکت۔ اس کے پرتاب کو دھنیہ ہے۔

پرتاپ (ک 4،ص ۱۱۵): س: ایک ہندو دیومالائی سورما

پرتاپی (ک 22، ص۴۷۲): پرجلال

پرتبھا (ک 16، ص۱۲۸): صلاحیت، ذہانت (م گ)، سمجھ، عقل، دانش، لیاقت (ہ ال)

پرتکشا (ک 10، ص۲۰): ہ: انتظار (م گ)۔ وہ پوجا کی پرتکشا کر رہے تھے۔

پرتگیا (ک 1، ص۳۳۴): س: promise,statementbond,written contract (پلیٹس)، عہد، قسم

میری پرتگیا مت توڑو۔

پرتہ (ک 3، ص۲۷۱): ہ: طریقہ، چلن (ہ ال)۔ جتنی زمین ہے اسی پرتہ سے مزدوری لی جائے گی۔

پرتہ نہ پڑنا (گئودان، ۳۰۲): پرتا: ہ: پرتا پڑنا: قیمت خرید پر نفع کا اوسط، جو ہر شخص کے حصے میں آئے (ال)، قیمت خرید پر نفع کا اوسط

پورا نہ ہونا۔ اگر تجھے یہاں پرتہ نہ پڑتا ہو تو کہیں اور جا کر مزدوری کر۔

پرتھوی (ک 22، ص۴۵۶): ہ: زمین، ارض، دنیا (ہ ال)

پرتی (گئودان، ۱۲۸): افتادہ، غیر کاشتہ زمین (ف ت)۔ زمین کا زیادہ حصہ پرتی پڑا تھا۔

پرتی شت (ک 22، ص۱۲۵): ہ: فی صد (ہ ال)

پرتی گھات (ک 16، ص۱۲۱): بے رحمی (م گ)

پرتی ندھی (ک 22، ص۲۲۲): ہ: نمائندہ (ہ ال)

پرتیاگ (ک 19، ص۱۷۴): ہ: ترک کر دینا، چھوڑ دینا، علیحدہ کر دینا، الگ کر دینا (ہ ال)۔ سیتا کا پرتیاگ کر دیا گیا۔

پرتیک (ک 16، ص۴): ہر ایک (م گ)۔ اپنا پریم میں پرتیک سندری کے بھینٹ نہیں کر سکتا۔

پرتیکار (ک 16، ص۱۴): س: پرتکار: انتقام، تدبیر (م گ)، علاج، ترود، دور کرنا (ہ ال)، remedy,reward (پلیٹس)

پرتیکش وادی (ک 14، ص۱۵): م: حقیقت پسند، ادراک رکھنے والا

پرجا (ک 3، ص۲۳۷): ہ: خلقت، رعیت یا رعایا (ف ت)۔ پرجا ان کو کبھی نہ بھولے گی۔

پرچ جانا (گئودان، ۳۱۱): to make familiar,to introduce (پلیٹس)، واقف ہونا، عادی ہونا

چڑیا ایک بار پرچ جاتی ہے تب ہی دوسری بار آنگن میں آتی ہے۔

پرچیت پرانی (ک 16، ص۱۲۶): جان پہچان کا آدمی (م گ)

پرچنڈ (ک 19، ص۵۳): ہ: نہایت گرم، ناقابل برداشت، سخت، تند (ہ ال)۔ جوالا پرچنڈ ہونے کی وجہ سے لپٹیں نکل رہی ہیں۔

پرچنڈتا (ک 12، ص۳۳۰): ہ: غصہ، تندی، جوش (ہ ال)۔ اس کے چہرے پر پرچنڈتا جھلک رہی ہے۔

پردان (ک 15، ص۵۳): س: giving,offering,granting,surrendering,giving up (پلیٹس)، دینا، عطا کرنا

دیانند نمیں عقل پردان کیجیے۔

پردرشت (ک 11، ص۱۲۵): پردرشن: دکھانا، نمائش (ہ ال)۔ مجھے اپنی قابلیت کے پردرش کرنے کا موقع نہیں ملتا۔

پردیسی بالم کی ابلا (ک 1، ص۲۸۹): م: اجنبی عاشق کی بددعا پائے۔ جو رنج کرے تو پردیسی بالم کی ابلا۔

پرساد (ک 10، ص۹۱): تبرک، لنگر، مقدس کھانا، دیوتاؤں کے نام کا کھانا (ہ ال)۔ کیرتن کے بعد سادھوؤں کو پرساد پیش کیا گیا۔

پرساد کا اجات شاستر (ک 4، ص۲۰۲): م: ایک شاستر کا نام جو پرساد کا لکھا ہوا ہے۔ مجھے پرساد کا اجات شاستر بہت پسند ہے۔

پرستاؤ (ک 22، ص۱۱۸): تجویز

پرستت (ک 19، ص۱۵): ہ: تیار ہونا، تیار (ہ ال)۔ وہ چلنے کو پرستت ہو گیا۔

پرتھتیوں پروچار (ک 16، ص۲۳۳): حالات پر غور و خوض (م گ)

پرستھتی (ک 16، ص۲۳): پرستھت: س: set forth,set out,departed,gone (پلیٹس)، مضبوط، قائم (ہ ال)

پرستھ (ک 17، ص۱۹۳): ہ: کشادہ، طویل، زیادہ۔ پرستھ لکھنے کے لیے محنت کی ضرورت ہے۔

پرسدھ (ک 8، ص۴۷۸): ہ: مشہور، نامی، نامور (ہ ال)۔ وہ شہر کی پرسدھ ڈاکٹر تھی۔

پرسدھ (ک 5، ص۴۲): نیز سدھ۔ ظاہر، مزین، سنوارا گیا (ہ ال)، محبت بھری۔ اس نے پرسدھ آنکھوں سے محبوب کو دیکھا۔

پرسکار (ک 16، ص۱۵۱): انعام (م گ)، عزت، توقیر، پھل، بدلا، معاوضہ، عوض (ہ ال)، س: preference,showing respect,treating with honour,worshipping (پلیٹس)

پرسن (ک 6، ص۳۰۸): شاد و خرم، مسرور، خوش (ف ت)۔ آپ کے درشنوں سے میں بہت پرسن ہوں۔

پرسن چت (ک 16، ص۲۰): خوش مزاج (م گ)

پرسنگ (ک 8، ص۳۸۸): س: connected reasoning or argument,mention,topic, case as stated (پلیٹس)، دلیل یا معقولیت۔ اس کے پرسنگ تک بڑے بڑے جج بھی نہیں پہنچ سکتے۔

پرسنیہ (ک 12، ص۵۱۷): خوش، محظوظ، مطمئن۔ وہ کوشش کرتی کہ پتی کو پرسنیہ رکھے۔

پرسو (ک 23، ص۳۹۹): ہ: م: دردزہ، وہ درد جو حاملہ عورت کو بچہ جننے وقت یا اس سے پہلے ہوتے ہیں۔

پرسوتی جور (ک 17، ص۲۲۵): ہ: زچگی کا درد (ہ ال)، دردزہ، پیدائش کی تکلیف۔ پرسوتی جور مشکل سے ہی جاتا ہے۔

پرسہن سمرات (ک 17، ص۵۵۳): م: خوش باش حاکم، رحم دل حکمران، خدا ترس حکمران

پرش (ک 24، ص۲۱۲): ہ: مرد (ف ت)، آدمی، انسان، شوہر، بشر (ہ ال)۔ ہم کو سدیوں نہیں رہنا لیکن پرش کی یہی دشا ہے۔

پرشاد (ک 7، ص۱۸۳): ہ: وہ کھانا جو مرشد یا بزرگ لوگ خوش ہو کر اپنے معتقدین کو دیں، دیوتاؤں کو چڑھایا ہوا کھانا، بخشش، عنایت (ہ ال)

پرشرم (ک17،ص۵۰۱): س: distress,fatigue;labour,effort,pains,trouble (پلیٹس)، محنت، پریشانی، کشٹ
میرے پرشرم اور کھانے کا کچھ بدل تو دو۔

پرشکرت (ک22،ص۱۲): ہ: احتساب (ہ ال)

پرشن (ک11،ص۱): ہ: پوچھنا، سوال کرنا، دریافت، تذکرہ (ہ ال)۔ اسے اچھوتوں کے پرشن سے ورودھ ہے۔

پرشن (ک17،ص۵۰۱): س: inquiry,question,demand;a problem for calculation (پلیٹس)، کرایہ
مکان کا پرشن طے کر ڈالنا چاہیے۔

پرشنسا (ک16،ص۱۴): تعریف (م گ)

پرشنسی (ک16،ص۲۳۷): س: قابل تعریف (م گ)، praiseworthy,laudable,commendable (پلیٹس)

پرکار (ک19،ص۴۶۰): ہ: طرح طرح کے، طور طور کے، قسم قسم کے، مختلف نوع کے (ہ ال)۔ پرکار پرکار کے باجے بج رہے تھے۔

پرکار ڈالنا (ک19،ص۵۷): ہ: ڈھنگ، طور، طریقہ، وضع، مطابق (ہ ال)۔ مکان پر چھت اس پرکار ڈالنا۔

پرکاش (ک19،ص۱۰): ہ: چمک، روشنی، حدت، منور، چاندنی (ہ ال)۔ جب تک سورج کا پرکاش رہتا وہ پتنگ پڑھتا۔

پرکاشت (ک19،ص۴۳): ہ: منور، روشن، چمکدار (ہ ال)۔ سارا گھر پرکاشت ہوگیا۔

پرکاشت (ک22،ص۵۶): ہ: شائع۔ نہرو رپورٹ پرکاشت ہوگئی ہے۔

پرکانڈ (ک23،ص۳۴۶): س: happiness,excelence,anything excelent of its kind (پلیٹس)، بڑا، عظیم
اقبال اردو اور فارسی کے پرکانڈ کوی ہیں۔

پرکرتی (ک3،ص۱۲۸): س: origin,source,nature,rule (پلیٹس)، قدرت، بنیاد، فطرت
وہ فلسفہ کا ماہر ہے، پرش اور پرکرتی پر تقریریں کرتا ہے۔

پرگٹ (ک10،ص۳۷۰): ظاہر (پ ق)، مشہور، نمودار (ہ ال)۔ پہلا روپ پرگٹ اور دوسرا ظاہر ہے۔

پرلوک (ک6،ص۲۱): دوسری دنیا، آخرت، عقبیٰ (ہ ال)۔ پتا جی کے پرلوک سدھارنے کے بعد کچھ بھی اچھا نہیں رہا۔

پرلوک یاترا (ک12،ص۲۸۱): ہ: دوسری دنیا یا عالم بالا کی سیر کرنا (ہ ال)۔ پرلوک یاترا کے بعد کون لوک یاترا کو آتا ہے۔

پرلے (ک1،ص۱۹۷): پرلا: ہ: of the other side or end;next in order (پلیٹس)، دوسری طرف

پرم بھگت (ک6،ص۳۰۸): بہت زیادہ اعتقاد رکھنے والا، معتقد، عقیدت مند۔ وہ برہمنوں کا بڑا پرم بھگت ہے۔

پرم پتا (ک20،ص۲۸۲): م: عظیم والد، پیارے والد۔ وہ ایک سچے سنیاسی کی طرح درخت کے نیچے پرم پتا کی گود میں بیٹھ گئی۔

پرماکانچھا (ک16،ص۲۹): انتہائی خواہش (م گ)۔ میری پرماکانچھا ہے کہ تم مجھے اپنا پریمی سمجھو۔

پرن (ک16،ص۱۱۴):ہ:promise,agreement,contract,stipulation,vow (پلیٹس)، وعدہ، عزم (ہ ال)

پرنام (ک1،ص۲۰۷):ہ:آداب، تسلیم، نمشکار، سلام، خدا حافظ کہنا (ہ ال)

پرنتو (ک16،ص۲۱۷):لیکن (م گ)،ہ: but,yet,still,however,moreover,also,afterwards,on the,other hand,nevertheless (پلیٹس)، لیکن، ابھی تک، تاہم، بھی، اس کے بدلے۔ پرنتو وہ آشرم میں ہے۔

پرنی پاتری (ک23،ص۳۷۷):م: چیچک، بیماری

پرنے (ک16،ص۹۳):س: محبت (م گ):love,affection,trust,friendship (پلیٹس)، پیار، محبت (ہ ال)

پرنے (گئودان،۵۰):ہ: نجات عقبیٰ، قیامت (ہ ال)۔ اس کا پتی کہیں ہاتھ چلا بیٹھے تو پرنے ہی ہو جائے۔

پروا (گئودان،۱۰):ہ: پور یا پورہ کی تصغیر، چھوٹی بستی (ف ت)۔a village,town (پلیٹس)۔ وہ قریب کے پروے کا رہنے والا تھا۔

پرواہ (ک8،ص۴۷۷):س: stream,current,flow,flux,course;running water;continuous flow (پلیٹس)، ترنگ، لہر، روانی آب (ہ ال)

پروپکار (ک4،ص۴۳۱):س: doing good to others,kindness,humanity (پلیٹس)، دوسروں کو فیض، فائدہ یا نیکی پہنچانا (ہ ال)۔ اس نے پروپکار کے لیے راج کو چھوڑ دیا۔

پروپکاری (ک4،ص۴۰۸):س: assisting others,supporting others;kind to others,benificent,a kind-hearted person (پلیٹس)، دوسروں کو مدد دینے والا، مہربان (ہ ال)

پروتم (ک20،ص۸۴):م: سیانے، عاقل، باشعور۔ کتنے ہی پروتم اور جہاں دیدہ حضرات اس خدمت کے داعی تھے۔

پرورتک (ک22،ص۳۳۵):ہ: آغاز کرنے والا، بانی، ترغیب دینے والا (ہ ال)۔ جناح کو مسلم لیگ کا پرورتک کہا جا سکتا ہے۔

پرورتی (ک22،ص۱۰۸):ہ: میلان طبیعت، خواہش، عادت (ہ ال)

پروڑھاوستھا (ک16،ص۱۳):پختہ عمر (م گ)۔ میری پروڑھاوستھا ہے، چالیسویں ورش میں ہوں۔

پروڑھتا (ک8،ص۴۷۱):ہ: strength,confidence;arrogance (پلیٹس)، اعتماد، رس

انوبھو اور کلا کی ساری پروڑھتا اس نے اپنی رچنا (تصنیف) میں بھر دی تھی۔

پروش (ک8،ص۴۷۷):مرد (ال)۔ جو استری پروش پر اولمبت ہے اس کو پروش کی حکومت ماننا پڑے گی۔

پروشارتھ (ک8،ص۴۷۳):پرشارتھ:ہ: طاقت، زور، ہمت (ہ ال)۔ جب پروشارتھ نہ تھا تو اولاد کو پڑھایا کیوں۔

پروشارتھ (ک17،ص۵۹۸):ہ: اندازہ، حساب (ہ ال)۔ میرے پروشارتھ کے مطابق اس نے لاکھوں کمایا۔

پروشیا (ک20،ص۱۷۸):انگ: جرمنی کی ایک سابقہ ریاست (ال)

پروفیسر سلون لیوی (ک 23، ص۲۰۸): فرانسیسی ادیب جس نے سنسکرت کو فرنچ بھاشا میں پرودیا (پ ق)

پرول (ک 7، ص ۴۷۳): ہ: پلول: پلولی: a species of cucumber (پلیٹس)، مقامی: ایک قسم کی ترکاری جسے پرل کہتے ہیں (ال)۔ کئی چھاوے تو پرول کے رکھے تھے مندر میں۔

پرونوٹ (ک 10، ص ۳۰۱): انگ: promissory Note: رقعہ، روپے کے لین دین کی یادداشت یا اقرارنامہ جو مدیون دائن کو دیتا ہے (ال)۔ کتنے ہی پرونوٹ کا اسے علم ہی نہ تھا۔

پری پتر (ک 17، ص ۵۹۵): زیادہ تر، اکثر۔ سادھارن پری پتر وں کا جواب نہیں آیا۔

پری شرم (ک 22، ص ۱۱۸): ہ: محنت

پری ورتن (ک 22، ص ۵۰۲): ہ: تبدیلی

پریاپت (ک 16، ص ۱۸): کافی، زیادہ (م گ)، پورا، کامل، تمام، کافی (ہ ال)

پریاس (ک 12، ص ۳۳۰): ہ: کوشش، جستجو، محنت، ریاضت (ہ ال)

پریاگ (ک 5، ص ۳): تربینی، گنگا جمنا سرسوتی کا ملاپ، سنگم (ہ ال)۔ دن بھر دوڑے اور سارا پریاگ چھان مارا۔

پریاگ (ک 6، ص ۳۱۶): ہ: قربانی، بلدان، بلی چڑھنا، قربانی دینا (ہ ال)۔ وہ پریاگ کے بدلے جیل چلا گیا۔

پریاگ راج (ک 1، ص ۱۹۴): س: name of a celebration place commonly known as Allahabad at the confluence of Ganges and Jamna with the supposed subterranean Sarasvati (پلیٹس)، گنگا جمنا سرسوتی کے سنگم پر واقع ہندو کا ایک متبرک استھان۔ بوڑھے منزلیں طے کر کے پریاگ راج کو جا رہے تھے۔

پریائے (ک 16، ص ۱۲۶): مترادف (م گ)

پریتن (ک 17، ص ۵۱۵): س: continued exertion or endeavour;activity,action,attempt,active effort: (پلیٹس)، کوشش۔ آپ اپنے لیے مارگ نکالنے کا پریتن کریں۔

پریتی بھوج (ک 8، ص ۵۱۲): ہ: خوشی کا کھانا، شوق کا کھانا (ہ ال)

پریچھت (ک 17، ص ۵۴۰): پریچھت: ہ: امتحان کیا ہوا، جانچا ہوا، پرکھا ہوا (پلیٹس)۔ مسلمان اردو ساہتیہ سے پریچھت ہوتا ہے۔

پریچھا (ک 4، ص ۵۷): پریکشا: س: judgement,proof,examination,test,trial (پلیٹس)، امتحان، آزمائش
سنکٹ میں ہی دھیرج اور دھرم کی پریچھا ہوتی ہے۔

پریچے (ک 14، ص ۵۷۴): پریچھا، پریکشا: ہ: امتحان، آزمائش، جانچ (ہ ال)، تعارف، جان پہچان
پریچے کے بغیر آپ کسی کو جگا سکتی ہیں کیا۔

پریدن (ک 10، ص۳۶۴): گھمنڈ یا فخر کرنا (ف ع)۔ پریدن اور پرائیدن کی گھاتیں چلیں، بزدویری کی چوٹیں پڑیں۔

پریت (ک 22، ص۱۱): اکسایا، اکسانا

پریرک (ک 22، ص۵۴): ہ: محرک

پریرنا (ک 19، ص۳۹۴): رک: پریڑنا۔ ایشور دوسری استریوں کو آپ کے مارگ پر چلنے کی پریرنا دے۔

پریڑنا (ک 8، ص۱۷۴): س: پریرنا: urging, inciting, ordering, passion (پلیٹس)، ہ: ابھارنا، ہمت دینا (ہ ال)

پریس سنگھ (ک 17، ص۵۴۰): group of printing press (پلیٹس)، پرنٹنگ پریس والوں کا گروہ یا جماعت

اس نے پریس سنگھ میں ہڑتال کروادی۔

پریشد (ک 17، ص۱۳۴): باسی یا رہنے والا یا رہائشی، عوام۔ پریشد کی زبان اردو ہونی چاہیے۔

پریشرم (ک 8، ص۱۷۴): چاؤ، محبت، احتیاط۔ اس نے دو پتنگیں بڑے پریشرم سے رکھی ہیں۔

پریکرما (ک 19، ص۲۰۳): تیاری، نکلنے کی تیاری۔ پرتھوی کی پریکرما کرتے ہوئے سوریہ است ہوئے اور چندرما اُدت ہوئے۔

پریکشا (ک 14، ص۴۲۹): ہ: امتحان (ہ ال) جانچنا

پریم ایشا (ک 16، ص۱۲۶): حسد (م گ)

پریم بدا (ک 9، ص۱۲۸): م: محبت میں جدائی یا فراق، عشق میں دوری

پریم پاش (ک 16، ص۹۶): پریم بندھن، زنجیر محبت (م گ)

پریم سروور (ک 16، ص۱۷۵): محبت کا تالاب (م گ)۔ محبت کا اتھاہ ساگر

پریماگنی (ک 16، ص۱۲۱): محبت کی آگ (م گ)

پریمیکا (ک 8، ص۲۸۹): ہ: محبوبہ، معشوق

پرینام (ک 24، ص۲۰۰): ہ: ارتقاء، Revolution (پلیٹس، ہ ال)۔ انت میں میرا بھی وہی پرینام ہوگا۔

پریوجن (ک 16، ص۱۹): س: use of, need of, necessity for, cause, aim (پلیٹس)، مقصد، وجہ، ضرورت

بنا کسی پریوجن کے تم نہیں آتے۔

پریورتن (ک 16، ص۳۱۱): تبدیلی (م گ)

پریوی کونسل (ک 10، ص۲۹۱): انگ: بادشاہ کی کونسل جو انتظامی امور میں مشورہ دیتی ہے، سب سے بڑی عدالت اپیل (ف ل)

مقدمے بازی میں وہ پریوی کونسل تک گئے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

پرشارتھ (ک 9، ص۳۰۶): ہ: طاقت، زور، جواں مردی، ہمت (ہ ال)۔ تم اب بھی وہی ہو لیکن تم میں اب وہ پرشارتھ نہیں ہے۔

پرپیہ (ک 16،ص۱۷۸): محبوب، مرغوب (م گ)، مالک، شوہر، پیارا، دوست، داماد، بھلائی، بہتری، محبت، پیار، حسن (ہ ال)

پڑی (ک 13،ص۱۰۹): پیڑی: زینہ، سیڑھی، نشست (ال)۔ وہ اپنی دوکان کی پڑی پر کھڑا تھا۔

پڑیاں (ک 2،ص۹۸): لڑکیاں، چھوکریاں۔ پڑوس کی پڑیاں بھی بن ٹھن کر آ جاتی تھیں۔

پڑاوے (ک 2،ص۲۵۷): ف:brick kiln (پلیٹس)، بھٹا، تنور، بھاڑ (ال)۔ اینٹ کے پڑاووں کے لیے اسے جگہ نہ ملی۔

پپاتر (ک 12،ص۵۲۰): م: روٹی، پیٹ پوجا۔ کپاتر اور پپاتر کا بندوبست کر لینا چاہیے۔

پپاچن (کنٹو دان،۵۱): پشاچن: مونث: ہ: بھتنی، شیطانی (ہ ال)، goblin,female demon (پلیٹس)

تجھ پپاچن نے زندگی حرام کر دی۔

پپار (ک 3،ص۳): مال و اسباب، سرمایہ۔ گھر میں پونجی پپار بھی تو ہو۔

پستکا (ک 22،ص۱۵۷): ہ: کتابچہ

پسنگا (ک 12،ص۵۱۶): ف:make-weight,something placed in one scale to balance the other (پلیٹس)، پاسنگ کا بگڑا ہوا (ن ل)، کمی، خامی، کوتاہی۔ دونوں پلڑے برابر نہ تھے، ایک میں پسنگا تھا۔

پسوئی (ک 14،ص۴۷۹): م: پیسنے والا، ریاضت کرنے والا۔ پسوئی کو ہم جیسے غرض کے بندے کیا سمجھ سکتے ہیں۔

پشپ (ک 16،ص۱۵۸): پھول (م گ)، س:a flower,bossom (پلیٹس)

پشت دوتا (ک 10،ص۳۵۱): م: ٹیڑھی کمر، پست ہمتی۔ پشت دوتا اور سرعت گامی میں کوئی نفاق نہیں۔

پشٹ (ک 8،ص۷۷۴): س:strong,full,fatten,loud,to fatten (پلیٹس)

پشٹی کرن (ک 16،ص۴۳): ہ: پشٹی کر: طاقت دینے والا، مقوی (ہ ال): nourishing,causing to grow or thrive,causing prosperity (پلیٹس)

پشچا تاپ (ک 19،ص۱۲): س:after pain,sorrow,regret,repentance,remorse (پلیٹس)، پچھتاوا، دکھ (ہ ال)

اسے پشچا تاپ ہوا کہ ایسی کلپنا مہا پاپ ہے۔

پشچمی (ک 22،ص۴۷۹): ہ: پچھمی: مغربی

پشوپکشی (ک 24،ص۲۰۰): ہ: مرکب: جانور، پرندے (ہ ال)۔ ہم نہ ہوں گے تو کیول پشوپکشی ہوں گے۔

پشوشالا (ک 19،ص۴۷): ہ: مویشیوں کا باڑہ، مویشیوں کو باندھنے کی جگہ، مویشی خانہ (ہ ال)۔ مرغی نہیہ پشوشالا میں جا کر انڈا دیا کرتی۔

پشوبل (ک 22،ص۷۱): ہ: مرکب: حیوانی قوت (ہ ال)

پشوتا (ک 22،ص۲۳۱): ہ: حیوانیت

پچنگ (ک 14،ص۱۹۶):م:دھرنا دینا۔کیا پچنگ سے آزادی حاصل ہو سکے گی۔

پچھی (ک 19،ص۱۵):س:پکشی:winged,a bird,an arrow(پلیٹس)،پرندے کی طرح،تیر کی طرح،پرندہ

گھوڑا اسے پچھی کی بھانتی لے اڑا۔

پکش (ک 17،ص۴۹۸):س:side,party,follower,side of an argument,opinion(پلیٹس)،حمایت

مفت کے کرانے دینے کے پکش میں میں نہیں ہوں۔

پکھاوج (ک 3،ص۲۱۴):ہ:ایک قسم کی ڈھولک،طبلہ۔(ن ل)

پکھیرو واڑ (ک 19،ص۲۰۵):پرندے یا پنچھی کی طرح (ف ت)۔اس کے پران پکھیرو واڑ ہی گئے۔

پکی جگت (ک 12،ص۲۶۳):کنویں کے اطراف کا پکا چبوترہ (ہ ال)۔کنواں تیار ہو گیا اور اس کی پکی جگت بھی تیار ہو گئی۔

پگ (ک 14،ص۴۳۲):ہ:to give over running(پلیٹس)،قدم،پاؤں (د ال)

وہ نویلی بہو کی بھانتی پگ اٹھاتی ہوئی چلی۔

پگ پگ (ک 19،ص۳۸۰):ہ:قدم قدم پر (ہ ال)۔پگ پگ پر راستہ کانٹوں اور کنکروں سے بھرا ہوا تھا۔

پگہا (ک 4،ص۲۵۱):ہ:A rope fastened round the neck or foot of a bullock(پلیٹس)،وہ لمبی رسی جو جانور کے پچھلے پیروں میں باندھ کر چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیتے ہیں (ال)

گائے کی پگہا نہ رہے تو وہ دوسروں کے کھیت میں (ضرور) تر ور جائے گی۔

پگھیا (ک 16،ص۴۵):رسی (م گ)،پگا:پگھا:ہ:وہ رسی جو بیل کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے،پچھاڑی (ن ل)

بیل کی پگھیا کاٹ کر بیل بھگا لے گیا۔

پلائی (ک 20،ص۳۵۳):قدیم یونان کا ایک فلاسفر اور سائنسدان (پ ق)۔یونان میں پلائی نے پارہ کو زہر بتایا ہے۔

پلٹن (ک 4،ص۱۹۸):ہ:battalion,regiment(پلیٹس)،بٹالین،رجمنٹ۔پلٹن والے بلوائیوں کو پکڑ کر لے گئے۔

پلکت (ک 16،ص۳۰):س:،thrilled with joy,delighted,having the hair standing erect with delight(پلیٹس)،خوش (م گ)،بشاش،جس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہوں (ہ ال)

پلے دار (ک 14،ص۳۴):ف:پلہ دار:بوجھ اٹھانے والا (ف ع)۔پلے دار بوروں میں آٹا لا کر رکھ رہے ہیں۔

پمپ شو (گئودان،۲۴۳):انگ:بڑے بڑے جوتے۔وہ بھاری دھوتی اور پمپ شو پہنتا ہے۔

پن (ک 3،ص۳۰۸):ہ:virtue(پلیٹس)ثواب کا کام،کار خیر،نیکی (ہ ال)

پن ڈبیاں (ک 9،ص۵۱۱):پن ڈبی:ایک قسم کی مرغابی جو پانی میں مچھلی کا شکار کرتی ہے (ال)۔بیچ آب پر پن ڈبیاں اور مرغابیاں تیر رہی تھیں۔

پنا (ک 12، ص ۵۱۲): ہ: a leaf,page of a book (پلیٹس)، صفحہ۔ اتنی دیر میں تو تم نے تین پنے پڑھے ہوتے۔

پنت (ک 16، ص ۴۳): غائب، معدوم (م گ)

پنج ہزاری (ک 20، ص ۷۷): شاہی زمانے کا ایک اعلیٰ درجے کا منصب (ن ل)۔ مان سنگھ کو اکبر نے منصب پنج ہزاری عطا کیا۔

پنجہ ومنقار (ک 10، ص ۱۱۲): پنجہ اور چونچ (ف ت)

پنجۂ گرگ (ک 10، ص ۲۶۴): م: بھیڑیے کا پنجہ، غیر کی دسترس میں۔ کشمیر پنجۂ گرگ میں پھنسا ہوا ہے۔

پنج ہتھا (ک 18، ص ۴۷۵): م: پانچ ہاتھوں والا، مضبوط ہاتھوں والا۔ وہ ایک گرانڈیل پنج ہتھا جوان ہے۔

پنچامرت (ک 11، ص ۲۹): س: a mixture of milk,ghee,sugar,curds,honey (پلیٹس)، پنچ امرت: نذر و نیاز کی پانچ پاک اور متبرک چیزیں یعنی دودھ، گھی، چینی، شہد وغیرہ (ال)

یہ پنچامرت لیتے جاؤ تمھارا کلیان ہوگا۔

پنڈا (ک 19، ص ۲۴): ہ: تیرتھ کا پجاری، وہ شخص جو کسی ہردوار یا تیرتھ کا پجاری ہو، خدمت گار (ہ ال)

سب نے پنڈوں کو گھروں میں جا کر وشرام کیا۔

پنڈا اور جل (ک 4، ص ۲۷۹): پنڈا: ہ: a lump or ball of food، جل: س: water (پلیٹس)، خوراک اور پانی

تم کچھ نہ کرنا، چاہے میں پنڈا اور جل کے بنا رہوں۔

پنڈتی چالیں (ک 4، ص ۳۱۹): ہ: م: پجاریوں کے داؤ، مذہبی پیشواؤں کے داؤ پیچ۔ مجھ سے یہ پنڈتی چالیں مت چلو۔

پنڈی (ک 14، ص ۵۳۸): پنڈا: ہ: ڈھیلا (ہ ال)۔ طے کیا کہ پانچ پنڈیوں سے زیادہ گڑ نہ کھاؤں گا۔

پنڈیاں (گئودان، ۱۲۴): س: A round mass,lump (پلیٹس)، پیڑا۔ اس نے گڑ کی کئی پنڈیاں لا کر دیں۔

پنڈے (ک 3، ص ۱۲۷): ہ: پانڈا کی تخفیف۔ مندر میں پوجا کرانے والا پجاری (ف ت)

اس نے پنڈوں کو بیٹھ جانے اور طوائفوں کو ناچنے کا اشارہ کیا۔

پنڈے پانی (ک 10، ص ۲۰۴): پنڈا: چاول یا تل کے لڈو جو ہندوؤں میں مرے ہوئے عزیزوں کے نام پر چڑھائے اور بانٹے جاتے ہیں (ف ت)، پنڈا پانی: (ہندو) شرادھ میں پتروں کو بھینٹ دیا جانے والا پنڈا اور پانی (ال)

کیا مرنے کے بعد ان کو پنڈے پانی کو ترساتا۔

پنرجنم (ک 14، ص ۲۰۳): ہ: مرنے کے بعد دوسرے جنم میں پیدا ہونا، تناسخ، دوسرا جنم (ہ ال)

پنسون (ک 9، ص ۷۳): س: a kind of boat (پلیٹس)، کشتی کی ایک قسم۔ زنانی سواریاں پنسون اور رتھوں میں تھیں۔

پنکتی (ک 11، ص ۱): پنکت: ہ: قطار، صف، لائن (ہ ال)۔ وہ راجیک سبھا کی پہلی پنکتی میں بیٹھنے والوں میں شامل تھا۔

پنگھٹ (ک 8، ص ۳۷۴): پنگھٹ: ہ: پانی بھرنے کا مقام، کنواں یا گھاٹ، بہتے پانی کا کنارا (ف ت: ہ ال)

کوئی پنگھٹ تھوڑی ہے کہ سب ایک ساتھ بیٹھیں۔

پنہارن (ک 5، ص ۲۰۱): پنہارن۔ پانی بھرنے والی (ہ ال)۔ وہ کسی پنہارن کی طرح راگ گا رہی تھی۔

پنہیں (گئودان، ۳۱۷): جوتے (م گ)

پنیال (ک 9، ص ۳۳۶): ہ: پنیالا: ایک قسم کا عنابی رنگ (ن ل)۔ یا پنیال کی آنچ میں مستقل روشنی ہو سکتی ہے۔

پنیہ آتما (ک 16، ص ۱۸۰): نیک دل (م گ)

پنیہ امرتی (ک 22، ص ۵۵۴): یوم پیدائش (م گ)۔ پریم چند نے حضور کی پنیہ امرتی پر ایک مضمون لکھا۔

پوبارہ (ک 3، ص ۱۲۵): ہ: جیت ہونا، مال ہاتھ لگنا، فائدہ ہونا (ن ل)۔ یہ چال سیدھی پڑی تو پوبارہ ہیں۔

پوبارہ اور تین کانے (ک 18، ص ۱۱۴): م: فائدہ ہی فائدہ ہونا، ہر طرح کی ناکامی اور نامرادی سے دور، وقتی فائدہ، اپنا کام نکالنا، دغابازی۔ جناب ہم یہ پوبارہ اور تین کانے تو جانتے نہیں۔

پوال (ک 12، ص ۱۹۳): ہ: coarse straw (پلیٹس)، سخت گھاس۔ پوال پر بچہ پڑا کراہ رہا تھا۔

پوپ (ک 20، ص ۲۴۴): عوام پسند جلسہ، محفل سرود، گانے کا جلسہ (ال)

پوپ لیو (ک 20، ص ۱۵۴): Pope Leo X (11 December 1475 – 1 December 1521), was the Pope from 1513 to his death in 1521. He was the last non-priest to be elected Pope. He is known primarily for the sale of indulgences to reconstruct St. Peter's Basilica and his challenging of Martin Luther's 95 Theses. (وک)۔ نگار خانہ ویٹیکن کی بنیاد پوپ لیو کے عہد میں پڑی۔

پوت کا چھلا نہیں ہے (گئودان، ۱۴۳): عو: ایسے موقع پر بولتی ہیں جہاں یہ کہنا ہوتا ہے کہ زیور کی قسم کی کوئی چیز باقی نہیں ہے یا سرے سے نہیں ہے (ن ل)۔ کیوں کسی کی دھونس سہوں، میں تیرا ایک پوت کا چھلا بھی نہیں جانتی۔

پوترتا (ک 23، ۴۴۰): ہ: پاکیزگی۔ عورت کی پوترتا کو ہر کوئی پسند کرتا ہے مرد کی نہیں۔

پوتر سنکلپ (ک 22، ص ۵۱۸): ہ: پاک ارادہ، پاک یا متبرک مقصد، نیک ارادہ (ہ ال)۔ پوتر سنکلپ ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

پوتھی (ک 4، ص ۲۴۹): ہ: کتاب، بہی، پستک (ہ ال)۔ جا کر پوتھی پڑھو اور چپکے بیٹھو۔

پوتھی پترا (گئودان، ۱۳۹): ہ: زائچہ بنانا (ہ ال)، ہندو کی کوئی مقدس کتاب پڑھنا (ہ ال)

پوتھی کے بینگن (ک 10، ص ۱۴۴): کتابی باتیں، فضول قصے۔ یہ سب باتیں پوتھی کے بینگن ہیں۔

پوتھے کا پوتھا (ک 1، ص ۳۸): س: بڑے حجم کی قلمی کتاب (ن ل)۔ بھلوں کی کارستانیاں لکھوں تو پوتھے کا پوتھا ہو جائے۔

پوٹ (ک 14، ص ۵۳۵): ہ: پوٹھ: گانٹھ یا گٹھڑی (ہ ال)

پوچھ (ک 5، ص ۱۱۱): دُم، دم چھلا (ہ ال)۔ بڑی لشکر کی پوچھ بنے ہو۔

پوچھلا (ک 14، ص ۴۳۰): پچھلا: ہ: دم گز یا دم چھلا (ن ل)۔ کام کرنے چلتی ہے تو ایک پوچھلا ساتھ لے لیتی ہے۔

پورنج (ک 1، ص ۵۸): پوروج: پوروجنما: ہ: وہ جو پہلے پیدا ہو، بڑا بھائی (ہ ال)۔ پورنج کے پاپ کی سزا بھوگ رہا ہوں۔

پورتی (ک 8، ص ۴۷۰): س: fulfilling;completion;satisfaction (پلیٹس)، انجام، تکمیل کی حالت و کیفیت، اطمینان (ا ل)

جیون بھر وہ اس چھتی کی پورتی کرتے رہے۔

پورش ہین (ک 16، ص ۴۷): کم حوصلہ (م گ)

پورشچرن (ک 4، ص ۵۰۹): س: manhood,vigour,power,human action (پلیٹس)، انسان یا انسانی عمل

پورشچرن کا پاٹ کر رہا ہوں۔

پورن (ک 19، ص ۱۳): ہ: پورا، سارے کا سارا، کُل (ہ ال) پورن پرم آتما تم پر دیا کریں۔

پوروجنم (ک 19، ص ۵۲۸): س: former birth,former state of existence of life (پلیٹس)، پچھلا جنم (ہ ال)

یہ کتا میرے پوروجنم کی سنتان ہے۔

پوروکال (ک 22، ص ۲۸): س: earlier time,former time (پلیٹس)، پہلے وقت

پوروکال میں اونچی جاتیوں نے نیچی جاتیوں سے اچھا سلوک نہیں کیا۔

پوری (ک 9، ص ۳۳۱): ہ: دروازہ، پھاٹک، ڈیوڑھی (ہ ال)، a gate,door (پلیٹس)۔ یہ جگہ دیوتاؤں کی پوری ہے۔

پوڑھا (ک 3، ص ۲۰۵): ہ: مضبوط، مستحکم (ن ل)، strong,firm,stiff (پلیٹس)

گواہی کے معاملے میں اس نے سارے گاؤں کو پکا پوڑھا کر دیا۔

پوس (ک 6، ص ۳۰۱): ہ: the 9th solar month of Hindus from december to january (پلیٹس)، ہندوؤں کا نواں شمسی مہینہ جو دسمبر سے جنوری کے درمیان ہوتا ہے۔ پوس کا مہینہ آ پہنچا۔

پوسرے (ک 18، ص ۳۳): ہ: پوسیر: پاؤ بھر کی چیز مراد تھوڑا سا یا تھوڑی دیر (ن ل)۔ بھادوں کی دھوپ میں اس نے مجھے پوسرے بٹھایا۔

پوشاخہ (ک 14، ص ۲۱۸): بے حقیقت، بے وقعت۔ سفید پوشاخہ خودداری نے زبان بند کر دی۔

پوشک (ک 16، ص ۱۳): حامی، مربی، پالنے والا، پرورش کرنے والا (ہ ال)۔ عدالتیں مجلوں کے انیائے کی پوشک ہیں۔

پوکھ (ک 4، ص ۴۴۳): ہ: Nourishing (پلیٹس)۔ جب پوکھنہ چلے گا تب دیکھی جائے گی۔

پولٹس (ک 10، ص ۲۵۵): دلیہ، کھچڑی۔ دایہ بیٹھی پولٹس پکا رہی تھی۔

پونجی (گنگو دان، ۴۷): ہ: wealth,property,heap,stock-in-trade (پلیٹس)، دولت، پیسہ

اس کا دل پونجی پا کر بڑا ہو گیا تھا۔

پونجی پتی (ک 22، ص ۳۵۹): ہ: مرکب: دولت مند

پونجی تنتر (ک 22، ص ۴۵۵): سرمایہ داری نظام

پونگا (گنگو دان، ۸۱): ہ: an empty-pated fellow,blockhead,empty,hollow (پلیٹس)، پونگا: مجازاً بیوقوف، احمق (ال)۔ وہ تو بالکل پونگا پنڈت ہے۔

پھاگ (ک 3، ص ۱۴۷): ہ: پھاگن کے مہینے میں ہونے والا ایک تیوہار۔ ہولی جس میں لوگ ایک دوسرے پر رنگ یا گلال ڈالتے ہیں اور بسنت رُتو کا گیت گاتے ہیں (ہ ال)، گیت جو ہولی کے موقع پر بولتے ہیں، بسنت کا گیت (ال)

اس گیت میں سارے ہندوستان کے ایپر اور پھاگ کا عطر ہے۔

پھبنا (گنگو دان، ۲۱): ہ: زیب دینا، موزوں ہونا، ٹھیک ہونا (ن ل)۔ اس پر سرخ رنگ پھب رہا تھا۔

پھٹکا بتلانا (ک 7، ص ۳۲۰): ڈانٹنا، برا بھلا کہنا۔ باپ نے بیٹے کو پھٹکا بتلائی۔

پھٹکل (ک 20، ص ۲۹۰): پھٹکر: ہ: arrogant,over-bearing (پلیٹس)، متفرق، مختلف، خوردہ، تھوڑا تھوڑا (ال)

پھٹکل گالیوں سے اس کی طبیعت آسودہ ہو گئی ہے۔

پھچیتا (ک 14، ص ۲۱۶): مقامی: مسئلہ، سمسیا۔ آجکل گھر کے کام دھندے میں بڑا پھچیتا ہے۔

پھر سے (ک 19، ص ۴۰۱): ہ: an axe,a hatchet (پلیٹس)، کلہاڑا

پھر یا پھڑ کانا (ک 18، ص ۵۴): م: دوپٹا لہرانا، لباس کی نمائش کرنا، ادائیں دکھانا

وہ مہندی لگائے، پھر یا پھڑ کائے، لگاؤ کی باتیں کر رہی تھی۔

پھڑ (ک 4، ص ۸۱): ہ: A place of public gathering ;a mart,exchange (پلیٹس)، جوا کھیلنے کی جگہ، جوا (ن ل)۔ میرے دروازے پر پھڑ جمتی تھی۔

پھلا ہار (ک 19، ص ۵۹): ہ: ماکولات ثمر یہ، پھل کھا کر روزہ رکھنا (ہ ال)

اکادشی میں سب کے ساتھ بیٹھ کر پھلا ہار کر کے وہ پراتہ کال چلا گیا۔

پھلا ہار کرنا (گنگو دان، ۳۰۷): ہ: پھل کھا کر روزہ رکھنا، ماکولات ثمر یہ (ہ ال)۔ وہ اپنے کمرے میں پھلا ہار کرنے چلا گیا۔

پھلواڑی (ک 6، ص ۹۷۱): ہ: مونث: چھوٹا باغ جس میں پھول کے پودے لگاتے ہیں (ن ل)

شادی میں لوگ پھلواڑیوں کے تختے دیکھ کر لوٹے جاتے تھے۔

پھلوریاں (ک 20، ص۳۶): ہ: بیسن کی چھوٹی پھلکی جو روغن میں تلی جاتی ہے (ن ل)، بے محنت کسی چیز کا حصول۔
اگر مفت کی پھلوریاں مل جائیں تو محنت کی کیا ضرورت۔

پھلوڑی (ک 1، ص۳۸): پھلوری: ہ: مونث: بیسن کی چھوٹی پھلکی جو روغن میں تلی جاتی ہے (ن ل)
دوسروں کے سر پر پھلوڑیاں مت کھاؤ۔

پھنگی (ک 10، ص۳۵۲): پھننگ: کنارا، آخری سرا (ال)۔ طوطا پھنگی سے اتر کر نیچے کی ایک شاخ پر آ بیٹھا۔

پھنگ پر چڑھانا (ک 3، ص۳۲): م: تعریفیں کرنا، جال میں پھنسانا۔ جج کو پھنگ پر چڑھا کر اس نے ضمانت کروا ہی لی۔

پھنگیاں (ک 14، ص۴۹): ہ: مونث: سر شاخ، شاخ کا سرا۔ درختوں کی صرف پھنگیاں پانی کے اوپر نظر آتی تھیں۔

پھوس کی باندھ بہہ جانا (ک 9، ص۳۳۴): م: عارضی یا کمزور رکاوٹیں راستہ نہیں روک سکتیں، وقتی رکاوٹ دور کی جا سکتی ہے۔

پھووں (ک 14، ص۴۷۲): م: کپاس کے پھولوں کے گولے۔ وہ سیمل کے پھووں کے گیند جا کر کھیلتے تھے۔

پھیر پھند ے (ک 1، ص۵۷): م: چکر، دھوکا فریب۔ اس کے پھیر پھندوں میں سارا گھر آ گیا۔

پھیری منہ پر لوئی تو کیا کرے گا کوئی (ک 18، ص۸۰): م: اگر کوئی قطع تعلق کر لے تو اس کا کیا علاج کیا جا سکتا ہے، اس وقت بولتے ہیں جب کوئی تعلقات توڑ لے۔

پھیلٹ (ک 8، ص۴۸۸): مقامی: فیلٹ ہیٹ۔ انگریزی ٹوپی

پھین (ک 19، ص۵۵۱): س: foaming,frothy,foamy (پلیٹس)، کف دریا، جھاگ (ہ ال)
اس کا بدن دودھ کے پھین کی طرح ہے۔

پھینکیت (ک 4، ص۴۱۱): ہ: thrower,flinger,a fencer,a cudgel-player (پلیٹس)، سیف باز، گتکا چلانے کے فن کا ماہر (ال)۔ پکا پھینکیت ہے، میری ساری لاٹھیاں روک گیا۔

پیال (ک 20، ص۱۳۸): ہ: straw,long grass used for thatching (پلیٹس)، پرال، کاہ، تنکا، کھر (ہ ال)، لمبی گھاس
مخملی بستر چھوڑ کر وہ پیال پر سوتا ہے۔

پیتامبر (ک 11، ص۳۸۱): س: dressed in yellow clothes;a religious mendicant wearing yellow garments;silk cloth of yellow colour (پلیٹس)، زرد رنگ کا ریشمی کپڑا (ال)۔ سادھو کے گلے میں پیتامبر تھا۔

پیتانا (ک 9، ص۴۷۶): م: پالنا، سنبھالنا، پرورش کرنا۔ بڑھاپے کی اولاد کون پیتائے گا۔

پیتر ے بدلنا (ک 10، ص۳۶۰): حریف پر وار کرنے کے لیے خاص انداز سے آگے بڑھنا، فن سپہ گری دکھانا (ال)

پیٹ بھک ہو جانا (ک 6، ص۳۳۶): م: پیٹ بھر جانا۔ کچھ کھائے بغیر ہی وہ میرا پیٹ بھک ہو گیا کی رٹ لگا دیتا ہے۔

پیٹ پوچھنی (گئودان، ۳۳۹): ہ: آخری (م گ)۔ وہی لڑکی پیٹ پوچھنی تھی۔

پیٹ جلانا (ک 10، ص ۱): م: بھوکا رہنا عذاب سہنا، تکالیف برداشت کرنا۔ وہ لونڈی کی طرح گھر میں پڑی پیٹ جلاتی ہے۔

پیٹ لینا (گئودان، ۷): م: کمالینا، مارلینا، اڑالینا۔ سو روپے اسی بیان میں پیٹ لوں گا۔

پیٹ میں پانی نہ پچنا (ک 6، ص ۳۱۲): پیٹ کا پانی نہ پچنا: راز دوسروں کو بتانا (ف ام)

اسے یہ بات نہ بتانا، اس کے پیٹ میں پانی نہ پچے گا۔

پیچوان (ک 5، ص ۱۳۳): A huqqa-snake (پلیٹس)، ف: ایک قسم کا حقہ (ف آ)۔ مسند پر بیٹھا وہ پیچوان پی رہا تھا۔

پیر پکھارنا (ک 12، ص ۲۸۲): م: پیر دھونا، پیر صاف کرنا۔ استری ماں کے پیر پکھار رہی تھی۔

پیر خود ماندہ درگاہ (ک 1، ص ۴۹): ف: م: ایسا بزرگ جو خود تھکا ہارا کسی آستانے پر پڑا ہو، جو خود ٹھوکریں کھا رہا ہو۔

پیرا (گئودان، ۳۰۰): اناج ماندنے کی جگہ (م گ)

پیر دبا تا (ک 10، ص ۹۶): م: دبے پاؤں، آہستہ سے، خاموشی سے۔ وہ پیر دباتا گھر میں داخل ہو گیا۔

پیڑا (ک 9، ص ۳۳۶): ہ: pain,suffering,anguish;sorrow,distress (پلیٹس)، درد، دکھ

بیٹے کی پیڑ اباپ کو ہی ہو سکتی ہے۔

پیڑت (ک 19، ص ۴۷): ہ: دکھیا، بیمار (ہ ال)۔ وہ دمے کے روگ سے پیڑت ہونے کے کارن کچھ کام کاج نہیں کرتا۔

پیسکار (ک 3، ص ۲): مقامی: پیشکار

پیشا چک (ک 16، ص ۱۴۴): ہ: شیطانی (م گ)، س: relating to a demon,infernal,demonical (پلیٹس)

پیشانی کا ٹیکہ (ک 15، ص ۱۹۵): ماتھے کا تلک، شادی کی ایک رسم، ہندو لڑکیاں شادی کے موقع پر تلک لگاتی ہیں (ہ ال)

مانگ کا سیندور اور پیشانی کا ٹیکہ بتلا رہا ہے کہ اس کی شادی ہو چکی ہے۔

پیکان جگر (ک 10، ص ۳۱۴): جگر میں چبھنے والے تیر کی طرح (ف ت)۔ یہ خبر اس کے لیے سوہان روح اور پیکان جگر ہے۔

پیکر تالیف (ک 10، ص ۲۸۱): محبت، دل جوئی اور ملاپ کا مثالی نمونہ (ف ت)

وہ ایک پیکر تالیف تھا جس پر حزن و یاس کی تاثیر منقوش تھی۔

پیکڑ (ک 1، ص ۲۹۳): بہت پینے والا، پرانا شرابی، نشہ باز (ال)۔ یہ ذات بڑی بلانوش ہے، انتہا درجے کی پیکڑ۔

پیل پا (ک 12، ص ۱۰۲): ف: elephantiasis;afflicted with elephantiasis (پلیٹس)، ف: فیلپا یا فیل پا: پاؤں سوجنے کی بیماری (ف ع)۔ اسے پیل پا کا روگ ہے، اس لیے پاؤں پر کپڑے لپیٹتا ہے۔

پیلو (ک 9، ص ۲۱۳): س: the tree Careya arborea by which tooth brushes are made (پلیٹس)، ایک

درخت جس سے ٹوتھ برش بنائے جاتے ہیں۔

پیم (ک14، ص۵۲۹): م: شراب، بھنگ، چرس۔کئی کجیاں پیم پینے کے بعد وہ سرور میں آ گئے۔

پینک (ک18، ص۲۰): افیون کی اونگ، نیند یا غفلت (ف، ف آ)۔افیم پیتے ہی اسے پینک نے آ دبوچا اور لگا اونگھنے۔

پیورٹن (ک24، ص۱۰): انگ: Puritan: پروٹسٹنٹ عیسائی فرقے کا ایک طبقہ جو سولھویں صدی عیسوی میں انگلستان کے کلیسا کے اندر ابھرا اور جس نے عقیدے اور عبادات میں مزید اصلاحات کے ساتھ ساتھ شدید مذہبی ضبط و طاعت کا مطالبہ کیا۔کٹر مسیحی (ق ال)

وہ پیورٹن دھرم کا ماننے والا تھا۔

پیورے (ک1، ص۵۵): م: من، جی۔ہر وقت میرے پیورے کو اگھٹ رہی ہیں، کیسے گزاروں ان کے ساتھ۔

پے پچی (ک14، ص۵۰۲): م: پاؤں چھونا یا پابوسی کرنا، پوجا کرنا۔ابھی تو کئی سو آدمی پے پچی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

پے شاچک (ک22، ص۳۸۱): ہ: شیطانی

تاپ تلی (ک5، ص۱۱۷): splenitis (پلیٹس) تلی کی سوزش یا سوجن، ورم طحال (ال)۔کپڑوں میں لپٹے تم تو تاپ تلی کے مریض لگتے ہو۔

تات پریہ (ک16، ص۲۳۷): مطلب (م گ): رک: تاتپریہ

تاتپریہ (ک19، ص۱۷): س: purpose,meaning,explanation,intent,design (پلیٹس)، ہ: تات پَرج: خلاصہ، نتیجہ، مدعا مختصر یہ کہ (ہ ال)۔تاتپریہ یہ کہ اس کا جیون سپھل ہو گیا۔

تاخیر الہ اد (ک10، ص۳۱۴): م: تمنا یا خواہش کا دیر سے پورا ہونا۔ساس اپنی تاخیر الہ اد بہو کو لے کر سادھو کے پاس گئی۔

تارتھ (ک10، ص۲۰۷): م: مسحور کرنا، وجد میں لانا۔ہم کو کوئی پد سنا کر تارتھ کیجیے جوگی جی۔

تاریک نزع (ک14، ص۴۵۹): م: انتہائی یا بدترین کمزوری، بہت بڑی مصیبت۔اس پر تاریک نزع کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

تاڑ (ک1، ص۲۰۰): ہ: مذکر: ایک معروف درخت کا نام جو کھجور کی مانند ہوتا ہے اور جس سے تاڑی نکالتے ہیں (ن ل)

دیواریں اتنی اونچی ہیں جیسے تاڑ۔

تاڑنا (ک14، ص۳۲۹): م: سزا، مار۔بچی اس کے ہاتھوں برابر تاڑنا پاتی رہتی ہے۔

تال (ک3، ص۱۳۶): س: تالاب، جھیل، ساگر (ال)، جھیل۔ان کا مکان ایک پرفضا تال کے کنارے واقع ہے۔

تال تلیوں (ک10، ص۳۲۷): م: ڈوبنا۔جو شخص سمندر میں غوطہ کھا چکا ہو اسے تال تلیوں کا کیا خوف۔

تال ٹھونکنا (ک14، ص۸۹): م: لڑائی، تلخی، الجھاؤ۔کھیل کے دوران دونوں میں تال ٹھونکنے کی نوبت آ گئی۔

تام زاں (ک10، ص۳۶۲): رتھ (پ چ)۔ایک لمحے میں تام زاں حاضر ہوا۔

تامجان (ک4، ص۲۷): ہ: تھامجان: a tonjon,a kind of sedan chair (پلیٹس)، تانگا۔تامجان کو ایک آدمی کھینچتا تھا۔

تان سین (ک9،ص۲۰۹): ہندوستان کے ایک مشہور استادفن موسیقی کا نام (ن ل)

تاناشاہ (ک6،ص۷): مجازاً بہت نازک طبع ، بڑا نازک مزاج (ال) ۔ جسے گھر کھانے کے لیے نہیں ملتا وہ بارات میں آ کر تاناشاہ بن جاتا ہے ۔

تانت (ک5،ص۱۱۶): تھکا ہوا، کمزور، مجہول (ہ ال) ۔ تر مال نہ ملے تو بندہ تانت ہو جاتا ہے ۔

تاہل (ک9،ص۳۷۸): ع: مذکر: صاحب عیال واطفال ہونا، شادی کرنا (ن ل) ۔ میں اب تک تاہل کے قیود سے آزاد تھا۔

تبھوون (ک2،ص۱۵۹): ایک انگریزی موسیقار، نامور موسیقار جس کو یورپ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے (پ ق)

تپ وبل (ک16،ص۱۱۳): ریاضت کی قوت (م گ)

تپا (ک16،ص۱۷۵): کمینی اور ذلیل (م گ)

تپیدک (ک8،ص۳۸۹): مقامی: تپ دق، ایک بیاری کا نام، ٹی بی

تت توم اسی (ک20،ص۳۱۵): م: برہما یا خداوند اور اس سے متعلقہ ۔ ویدوں نے مسئلہ تت توم اسی پر روشنی ڈالی ہے ۔

تتکال (ک19،ص۷۶): ہ: اسی وقت، فوراً، ایک دم (ہ ال) ۔ اس کے دکھ تتکال دور ہو گئے ۔

تتھمبو (ک13،ص۲): ہ: یہ لفظ 'تو تو' بمعنی زبان اور تھامنا سے بنایا گیا ہے: مونث (عو): روک تھام، دم دلاسہ، بیچ بچاؤ (ن ل)
بہت تتھمبو کیا تو سال چھ مہینے کام چلے گا۔

تتو گیانی (ک16،ص۴۳): ہ: حقیقت اشیاء کا ماہر (م گ)، مرتاض، عارف، جو خدا کو پہچانتا ہو (ہ ال)

تحابل (ک22،ص۲۲۹): م: قوت، جبر

تثبیت (ک3،ص۳۱۸): تثبیت: ثبت کرنا یا نقش کرنا (ف ت) ۔ اتحاد کی اشاعت میں یہ تثبیت زہر قاتل تھی ۔

تچھ (ک19،ص۲۳۰): ہ: بے حقیقت، فرومایہ، تہی، ناقص، ہلکا (ہ ال) ۔ جاندار چیزوں کا کتنا تچھ روپ تھا۔

تچھ سیوک (ک16،ص۱۵۵): ادنیٰ خادم (م گ)

تخم دھتور (گئودان، ۱۰۸): ہ: seed of thorn-apple(a powerful narcotic) (پلیٹس)، ایک پودا جس کا بیج نشہ آور ہوتا ہے (ف ل)

تراہی تراہی (ک18،ص۳۵۴): الامان الامان، بچاؤ بچاؤ (ہ ال) ۔ جہاز کی سمندر میں حالت پر لوگ تراہی تراہی کرنے لگے ۔

ترپت (ک16،ص۲۹): س: سیر کرنا (م گ)، satisfaction,pleasure,gratification,to render content (پلیٹس)، اطمینان کرنا، سکون پانا ۔ میں اس کے درشن سے اپنی آنکھوں کو ترپت کرنا چاہتا ہوں ۔

ترتیا (ک2،ص۲۹۹): ہ: تاریخ، تیسری تتھی (ہ ال) ۔ ترتیا میں انسان کی مکتی ستیہ سے ہوتی ہے ۔

ترست سور (ک8،ص۴۷۴): ہ: ڈری ہوئی آواز، سہمی ہوئی آواز (ہ ال) ۔ وہ ترست سور میں بات کرتا ہے ۔

ترسکار (ک 16، ص ۱۲۲): س: disrespect,abuse,disgrace,contempt (پلیٹس)، بے عزتی کرنا

ترشنا (ک 16، ص ۷۴): س: thirst,strong desire,ambition,cupidity,avarice (پلیٹس)، پیاس، شدید خواہش یا ہوس

ترک شکتی (ک 14، ص ۲۲): م: تیاگ یا چھوڑ دینے کی طاقت ۔ ان کی ترک شکتی اونچے درجے کی ہے ۔

ترکال سندھیا (ک 6، ص ۳۰۸): م: دن میں ایک بار کھانا ۔ برہمنوں کے پرم بھگت ہونے کی وجہ سے وہ ترکال سندھیا کرتا ہے ۔

ترن (ک 16، ص ۱۵۹): س: young,juvenile,adult;a young man,the virile age (پلیٹس)، بالغ، نوجوان

ترنت (ک 16، ص ۲۳): فوراً (م گ)، ہ: ہندو: جلد، ایک دم، ایک لمحے میں، ایک ساعت میں (ن ل)

تروٹی (ک 23، ص ۳): ہ: غلطی، خطا (م گ)

تریا چَرتر (ک 6، ص ۵۱): یا ہر یا چلتر: عورتوں کی چال، عورتوں کا مکروفریب، عورتوں کی دغابازی (ال)

سادہ سی عورت ہے، تریا چرتر کیا جانے ۔

تریا ہٹ (ک 6، ص ۱۷۶): ہ: مونث: عورتوں کی ازعورت کی ضد (ن ل)۔ ماں کی تریا ہٹ کے سامنے بیٹے نے ہتھیار ڈال دیے ۔

تڑاق تڑاق (ک 10، ص ۱۹۳): پے درپے، چٹاخ چٹاخ، کسی چیز کی ٹوٹنے کی آواز (ال)۔ اس نے مصر کی شیشیاں تڑاق تڑاق پٹک دیں ۔

تڑپھڑانا (ک 3، ص ۳۵۸): م: تڑپنا، ہاتھ پاؤں مارنا ۔ بے چارے بہت تڑپھڑائے لیکن اس جال سے نہ نکل سکے ۔

تزویر (ک 10، ص ۲۶۲): مکروفریب کرنا (ف ع)۔ تزویر کی چوٹیں پڑیں ۔

تسلا (ک 6، ص ۲۳۹): ہ: مذکر: تانبے یا پیتل وغیرہ کا طشت، پرات جو آٹا گوندھنے یا ہاتھ پاؤں دھونے کے کام آتا ہے (ن ل)

تشنہ کامانِ معرفت (ک 10، ص ۸۲): شعور کے خوگر، پہچان کی محرومی، سمجھ کی کمی (ال)، اپنی پہچان اور اپنے نفس کی پہچان، حق کے متلاشی

میراں بابائی تشنہ کامانِ معرفت کو پریم کے پیالے پلاتی ۔

تصدیع دہی (ک 1، ص ۲۸): ع: دکھ دینا، تکلیف دینا، دردسر دینا (ن ل)۔ امید ہے کہ میری یہ تصدیع دہی معاف فرمائی جائے گی ۔

تعشق خیز (ک 1، ص ۱۰۷): رومانوی، محبت بھرے ۔ ایسے تعشق خیز منظر کو دیکھ کر محبوب کی یاد آ ہی جاتی ہے ۔

تعہد و تکفل (ک 1، ص ۲۹): ع: ذمہ دار ہونا، ضامن ہونا، کفالت کرنا (ن ل)، ذمہ داری ۔ نشو ونما کے لیے تعہد و تکفل کا ہونا امر لابدی ہے ۔

تفتہ دلی (ک 4، ص ۳۴): جلن، سوختگی (ف ت)۔ میں اس کی تفتہ دلی کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا ۔

تقاوی (ک 4، ص ۵۸۲): ع: قوت دینا، مدد دینا، وہ امدادی رقم جو زراعت کی ترقی کے لیے حکومت کی طرف سے بطور قرض دی جاتی ہے، امدادی قرضہ (ال)، money in advance (پلیٹس)، پیشگی

کسانوں میں گورنر نے گندم کی کاشت کے لیے تقاوی تقسیم کی ۔

تقلیل کرنا (ک 3، ص ۱۳۳): ع: کم کر دینا، گھٹا دینا، قلت، کمی (ال)

تکرم (ک5،ص۱۰۹):م: دیدہ دلیری، بغیر روک ٹوک۔ ہر قسم کا نشہ تکرم سے حوالات میں پہنچ جاتا تھا۔

تکس شلا (ک20،ص۲۵۲): ٹیکسلا۔ پاکستان میں واقع ایک قدیم شہر جو گندھارا تہذیب کا مرکز تھا۔

تکا پنو پرخم (ک10،ص۳۵۱):ف: عجیب اچھل کود، انوکھی دوڑ یا جولانی (ال)۔ اس کی تکا پنو پرخم کا نظارہ فرحت انگیز تھا۔

تکادے (گئودان،۲۵۹): مقامی: تقاضے

تل (ک9،ص۴۷۵):س: the sesamum plant;oil seed (پلیٹس)، ایک قسم کا بیج جس سے تیل نکالا جاتا ہے۔ یہ سفید اور سیاہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ اسے لوگ کھانے کے کام میں لاتے ہیں اور اس کے تیل کو بھی مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں، کنجد (ال)

تل اور سن کی بہار کھیتوں میں آ چکی۔

تل تل (ک11،ص۵۱۸):م: ذرا ذرا، کم کم۔ اسے تل تل پر تے اور دست ہونے لگے۔

ترانے (ک10،ص۱۹۴):م: کلاسیکی گانے کا ایک طور

تلسی (ک10،ص۷۷):م: ہندی زبان کا شاعر

تلسی جینتی (ک17،ص۵۷۰):م: محبت یا رومانس، خوشی، بھینٹ، قربانی۔ تلسی جینتی کے لیے میں غیر موزوں ہوں۔

تلسی دل (ک7،ص۱۹۵):س:the leaf of tulsi plant (پلیٹس)، تلسی درخت کے پتے

مندر سے تلسی دل لا کر ان لاشوں پر رکھ دیا گیا۔

تلک (ک6،ص۱۱۱):ہ: شادی کی ایک رسم، قشقہ، ٹیکا (ال)۔ شادی میں تلک کے روز مجھے اپنے بیاہ کی یاد آئی۔

تلک چھاپے کا جال (گئودان،۵۲):م: مذہب کا سوانگ بھرنا، مذہب کا ڈھونگ رچانا

دوسروں کی بیٹیوں کو اپوتر کرنے کے لیے تلک چھاپے کا جال بچھائے بیٹھے ہو۔

تلک دھاری (ک6،ص۳۲۶):ہ: تلک لگانے والا، مجازاً ہندو، کسی گروہ کا سربرآوردہ اور ممتاز شخص (ال)

بڑے بڑے تلک دھاری حرام اور رشوت سے نہ بچ پائے۔

تلمہ (ک17،ص۵۰۹):م: گھن چکر، ایک جال۔ اس کا مکان ایک تلمہ ہے، جانے کب خالی ہو۔

تلی (گئودان،۳۳):ہ: کسی چیز کی نیچے کی سطح، جوتی (ہ ال)، جولاہے کی کوچی (ن ل)

اس نے پاؤں سے تلی نکال کر لڑکے کے سر پر تڑاتڑ رسید کرنا شروع کر دیں۔

تلیا (گئودان،۱۸۰):ہ: چھوٹا تالاب، تلاؤ کی تصغیر (ن ل)، a small tank or pond (پلیٹس)۔ تلیا سے ہم نے مٹی کھودی۔

تلیاں (ک7،ص۱۳۷):رک: تلیا

تمبولی (ک3،ص۲۳۸): تامبولی: س: پان بیچنے والا، ایک قوم جس کا پیشہ پان بیچنا ہے (ہ ال)

تمرد (ک3،ص۱۳۰): ع:wicked,stubbornness,disobedience,insolence,rebellion(پلیٹس)،خودسری

دولت نے اس کے مزاج میں تمرد کی شان پیدا کردی۔

تملق سازی (ک5،ص۲۰۹): خوشامد، چاپلوسی کرنا۔چکردھرکو ان کی تملق سازیوں میں لطف نہ آیا۔

تملق آمیز (ک10،ص۳۲۹): چاپلوس،خوش آمدی(ال)۔اس کے سلام تملق آمیز انکسار سے پاک ہوتے تھے۔

تملق سازی (ک3،ص۴۱): ع:flattery,caressing,to make a show of love,cajole(پلیٹس)،چاپلوسی،

مدح سرائی،کاسہ لیسی،(ال)۔تملق سازیوں کی وجہ سے اس نے لوگوں کو الو بنایا ہوا ہے۔

تناتنی (گئودان،۱۴۰):ف:مونث:کشیدگی،ان بن،لڑائی پر آمادہ ہونا(ن ل)۔تناتنی مرد سے کی جاتی ہے عورت سے نہیں۔

تناسخ (ک1،ص۱۳): ع:مذکر:ایک صورت سے دوسری صورت میں ہونا،روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسرے قالب میں آنا(ن ل)

تنک (گئودان،۴۴): ہ:تھوڑا،قلیل،ذرا(ہ ال)۔تنک ہم نے بھی اس کی گائے دیکھ ہی لی۔

تمہیا (ک8،ص۴۷۶): تنمیہ:بالیدگی،نشوونما(ال)

توا (ک13،ص۵۵۷): ہ:توا۔لوہے کی بنی ایک چادر جس کو روٹیاں پکانے کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔

چولہے پر روٹیوں کے لیے توا رکھا ہوا تھا۔

تو تھگر جانا (گئودان،۲۱۵): مار دینا،لڑ پڑنا لڑائی ہونا۔دوارے سے گوئیں (بیلوں کی جوڑی) کھول کر لے جاتا تو ہیں تو تھگر جاتی۔

توحش (ک10،ص۳۸۲): وحشی یا غیر مہذب ہونے کی حالت،جنگلی پن (ال)۔انسان اسی دور توحش کی طرف واپس آجاتا ہے۔

تودۂ ملامت (ک10،ص۲۶۲): محاورہ:ملامت کا نشانہ بننا (ال)، بے عزتی،جھڑکی کھانا۔وہ ساری قوم کا تودۂ ملامت بن گیا۔

تودہ استخواں (ک9،ص۴): م:ہڈیوں کا ڈھانچہ،ہڈیوں کا پنجر۔طویل فکر کی وجہ سے اس کا جسم تودہ استخواں ہوگیا۔

تورن باندھنا (ک9،ص۴۶): تورن:س:پھولوں کے ہار جو شادی وغیرہ کے موقع پر دروازوں پر لٹکائے جاتے ہیں،بندن وار

تورہ بندی:تقریبات کے موقع پر گھر گھر کھانا یا تورہ تقسیم کرنے کی رسم،وہ تقریب جس میں تورہ تقسیم ہو(ال)

شادی کے دوسرے دن تورن باندھنے کی رسم ادا کی گئی۔

تولاتے (ک10،ص۱۲۱): م:وزن کروانا،تولنا۔وہ اناج تولا رہے تھے۔

توم کر دھر دینا (ک1،ص۴۷): م:بے دردی سے مارنا۔اس کا نام آتے ہی اس نے اسے روئی کی طرح توم کر دھر دیا۔

تو ندیل (ک5،ص۱۱۶):pot-bellied,gorbellied,corpulent(پلیٹس)،بڑھی ہوئی توند والا (ال)

توندیل آدمی کی تو شان ہی اور ہوتی ہے۔

تہواری (ک1،ص۲۹۹): تیوہار یا تہوار سے متعلق۔رسم،رواج یا تہوار سے منسوب،تحفہ انعام وغیرہ (ال)

ملازم کو تہوار پر تہواری دینا لازم ہے۔

تھاتی (ک19، ص۵۸۱): ہ: anything given in charge,a charge,trust (پلیٹس)، چارج دینا، اعتماد کرنا

مہاراج نے تھاتی راج کمار کو سونپ دی۔

تھالی پروسنا (ک6، ص۳۳۵): م: کھانا نکالنا، کھانا ڈال کر دینا، کھانا برتن میں ڈال کر پیش کرنا۔ کھانا تیار ہے مہاراج، کیا تھالی پروس دوں۔

تھاہ لینا (ک5، ص۱۰۱): تہ تک جانا، گہرائی معلوم کرنا، پایاب (ہ ال)۔ اس عورت کی تھاہ لینا مشکل کام ہے۔

تھڑی (گنگودان، ۱۳۱): مونث: کلمہ نفرین، لعنت (ن ل)۔ تھڑی ہے تیری جھمائی پر۔

تھڑی تھڑی (ک14، ص۴۰۲): ع: بدنامی، کلمہ تضحیک، انگشت نمائی (ف ت)۔ اس پر سب تھڑی تھڑی کرتی ہیں۔

تھنوں (ک10، ص۲۹۸): تھن: پالا، کہرا (ہ ال)۔ پھل ڈالیوں اور تھنوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔

تھوتھا پن (ک14، ص۳۴۱): نالائقی، کم ظرفی (ن ل)۔ شکایت صرف مالک کے تھوتھے پن کی تھی۔

تھوک سے چوہیا جانا (ک4، ص۵۴۳): م: کم خرچ سے زیادہ کام لینا۔ اتنے پیسوں میں کام نہیں بن سکتا تھوک سے چوہیا نہیں پل سکتی۔

تھونی (ک3، ص۶): ہ: تھم، وہ لکڑی جو چھپر کے نیچے بطور ستون لگاتے ہیں (ن ل)۔ کڑی ٹوٹنے کی وجہ سے اسے تھونیوں سے روکا گیا تھا۔

تیاجیہ (ک22، ص۵۶): قابل نجات

تیاگ (ک6، ص۳۰۷): ہ: ترک، کنارہ کشی، نفس کشی، علائق کا ترک کرنا (ہ ال)

تیاگ پتر (ک22، ص۱۲۸): ہ: استعفیٰ (ہ ال)

تیاگی (ک4، ص۴۰۸): ہ: تارکِ دنیا، وہ شخص جس نے علائق دنیوی سے قطع تعلق کر لیا ہو (ہ ال)

تیج (ک9، ص۴۰۴): س: sharpness,strength,power,glory (پلیٹس)، چمک، رونق، تنویر، اقبال، جاہ و جلال (ہ ال)

زمانہ گزرنے پر بھی اس کی تلوار کا تیج کم نہیں ہوا۔

تیجومے (ک19، ص۴۳): ہ: چمکیلا، پر رونق (ہ ال)۔ اس کا شریر تیجومے ہو گیا۔

تیرتھ (ک5، ص۲۳۷): مقدس مقام جہاں لوگ ثواب کی غرض سے جاتے ہیں، زیارت گاہ (ہ ال)۔ کتابوں میں تیرتھوں کا حال لکھا ہے۔

تیرتھ استھان (ک4، ص۲۸۵): م: زیارت کرنے کی جگہ، پرستش کی جگہ

تیرھویں (ک6، ص۳۴۴): م: اہلِ ہنود میں بعد مرگ کی ایک رسم جو سورگ باشی کے تیرھویں دن ادا کی جاتی ہے۔ اس دن بڑا کھانا دیا جاتا ہے۔ تیلی کے پتی کے تیرھویں کے بعد اس نے آنا چھوڑ دیا۔

تیغ اصفہانی (ک10، ص۲۴۱): اصفہان کی بنی تلوار جو تیزی اور صفائی کے لیے مشہور تھی (ال)

تیغ اصفہانی بھی تو پہاڑ سے ٹکرا کر ٹوٹ جائے گی۔

تیلہن (ک 3، ص۱۲۱): تیلہن: تل جس سے تیل نکالا جائے، روغنی اجناس (ال) تیلہن میں کنکر ملا کر بیچنا ہی بے ایمانی ہے۔

تاپنا (ک 6، ص۳۵۱): حیران پریشان پھرنا، مجبوری اور بے کسی کی حالت میں گرفتار ہونا (ف ت)

فلم کا ٹکٹ نہ ملا تو رات کو تاپتے رہ جائیں گے۔

تات الٹ دینا (ک 11، ص۱۸۰): تات الٹنا: دیوالہ نکلنا، دیوالیہ ہونا، دیوالیہ ہونے کی علامت ظاہر کرنا (ن ل)

یوں تات الٹ دینا شریفوں کا وطیرہ نہیں۔

تاتے (ک 13، ص۱۸۰): م: گرم ہونا، سکون محسوس کرنا۔ آگ تاپ کر تاتے ہو جائیں تو سوئیں گے۔

تاکی (ک 7، ص۱۴): انگ: talky,talkies: بولتی ہوئی فلم، سینما کی ناطق یا بولتی تصاویر (ال)۔ اسے تاکی دیکھنے کا خبط ہے۔

تال ٹھونکنا (ک 6، ص۳۴۶): م: کمر کس کر، تیاری کے ساتھ۔ میں تال ٹھونک کر اس کافر کا مقابلہ کروں گا۔

تانگ کی راہ نکل جانا (ک 6، ص۶): م: ہار مان لینا۔ مطیع ہو جانا۔ اگر اس گلی سے بہتر مل جائے تو میں تمہاری تانگ کی راہ نکل جاؤں گا۔

تانگھن (ک 18، ص۱۲۶): ہ: مذکر: پہاڑی ٹٹو، پستہ قد ٹٹو (ن ل)۔ تم تانگھن کسواؤ اور سفر پر روانہ ہو جاؤ۔

تپڑ سے چلنا (گئو دان، ۱۵۲): تپڑ: ہ: غرور، پاکھنڈ (ال)۔ تیج جات جہاں پیٹ بھر روٹی کھائی اور تپڑ سے چلے۔

ٹپکا (گئو دان، ۴۰): ہ: continuous dropping,fruit falling from tree when ripe esp. mangoes (پلیٹس)، وہ پھل جو پختہ ہو کر درخت سے خود ٹپک جائے جیسے آم (ال)۔ آم گدرا گئے تھے، بچے ٹپکا سمجھ کر باغ میں منڈلایا کرتے تھے۔

ٹپنی (ک 5، ص۸۲): Annotation,commentary (پلیٹس)، شرح، تفسیر، نوٹ، ٹیکا (ہ ال)

کہانی بھیج رہا ہوں، ٹپیاں بعد میں بھیج دوں گا۔

تجروٹوں (ک 1، ص۵۶): ہ: اکیلی، تنہا (ف ت)۔ گھر میں دو ہی اور مرغیاں تجروٹوں ہیں۔

ٹکلے (ک 3، ص۱۷۴): ٹوٹکا: ٹوٹکا: ہ: an amulet,a superstitious remedy (پلیٹس)، گنڈا، ٹونا، جنتر منتر، تعویذ (ال)

دو ایک ٹکلوں کی مشق عملیات کے ذریعے ممکن تھی۔

ٹٹھری (ک 9، ص۵۱۲): ہ: the sand-piper who sleep with its legs upwards as if to prop the firmament (پلیٹس)، ٹٹیری: چھوٹے سے بگلے کے برابر ایک پرندہ جس کے پاؤں کچھ دراز ہوتے ہیں۔ اس کی پیٹھ سیاہ اور شکم سفید ہے۔ چونچ دراز جس کا اول کا آدھا حصہ گلابی اور آخر کا آدھا سیاہ ہوتا ہے۔ رات کو آوازے کرا رتا ہے۔ کٹری (ال)

ٹٹھریاں ندی کے اوپر منڈلاتی تھیں۔

ٹچن (ک 17، ص۴۸): م: اچھی، بہتر۔ امید ہے آپ کی طبیعت ٹچن ہوگی۔

ٹھسین (ک 20، ص۲۳۲): م: بننا سنورنا

ٹکاؤ (ک 24، ص۱۵): ہ: stationary,fixed,firm,stable,durable,lasting (پلیٹس)، دیرپا، مضبوط

پکا اور ٹکاؤ ذہنک پارلیمنٹ کی منظوری تھی۔

ٹکاونا (ک 13، ص ۳۵۲): ہ: سہارا، روک (ال) ۔مضبوط دیوار کو ٹکاونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ٹکر (ک 10، ص ۱۲۱): م: کم تھوڑا یا تخفیف۔ کسان سرکاری رقم کا ٹکرا اسامی کو دیتے ہیں۔

ٹکڑ گدے (ک 3، ص ۲۶۰): ٹکڑ گدا: ہ: ٹکڑے مانگنے والا فقیر، بھکاری مجازاً ادنی درجے یا مرتبے کا، غریب، کنگال (ال)

ٹکڑا خور (گئو دان، ۵۱): م: حرام خور، حرام کھانے والا، محنت کے بغیر روٹیاں توڑنے والا، مانگ کر کھانے والا

تو ہے کس پھیر میں: موٹری کا لے ٹکڑا خور، نمک حرام۔

ٹکلیاں (ک 14، ص ۱۰۲): م: ٹکور کرنا۔ میں نے کسی کو ماں کے بدن پر ٹکلیاں لگاتے نہیں دیکھا۔

ٹل (ک 14، ص ۸۷): ہ: گلی ڈنڈے کے کھیل کا ایک حصہ۔ گلی اٹھا کر میں نے دوبارہ ٹل لگایا۔

ٹنٹ (ک 20، ص ۳۵۷): سری لنکا کا مشہور تاریخ دان (پ چ)

ٹمن (ک 20، ص ۵۰): م: ہندو راجپوتوں کی ایک گوت ۔ راجا ٹوڈرمل ذات کا کھتری اور گوت کا ٹمن تھا۔

ٹوٹا (ک 19، ص ۸۱): س: ٹوٹا پڑنا: to suffer or incur loss (پلیٹس) نقصان اٹھانا۔ ٹوٹا پڑ جانے پر اس نے مزید گندم اگا دی۔

ٹوٹی ناٹی (ک 14، ص ۵۱۱): م: ٹوٹی پھوٹی

ٹونٹھ (ک 9، ص ۲۰۶): ٹھونٹھ: ہ: branch of a tree broken off at the end and leafless;a stunted tree (پلیٹس)، سوکھا ہوا درخت یا ڈالا جس کے پتے اور ڈالیاں گر پڑی ہوں (ال)۔ وہ ایک ٹونٹھ پکڑے درخت سے چمٹا بیٹھا ہے۔

ٹونک مارنا (ک 3، ص ۱۷۲): محاورہ: دخل دینا، نظر مارنا (ال)۔ سامنے سے ہٹ جاؤ، ٹونک مت مارو۔

ٹونگنا (ک 14، ص ۵۳۵): دانہ دانہ منہ میں ڈالنا، کوئی چیز تھوڑی تھوڑی شغل کے انداز میں کھانا (ف ت)

کھیت میں گھس کر اس نے پودے اکھاڑ لیے اور ٹونگتا ہوا چلا گیا۔

ٹوہی (ک 16، ص ۱۰۲): دوسروں کی تاک میں رہنے والا (م گ)

ٹہلنی (ک 19، ص ۹۹): ہ: a woman servant,a maid-servant (پلیٹس) نوکرانی، خادمہ، گھر کا کام کاج کرنے والی

اسے کوئی ٹہلنی رکھنے کو تیار نہیں۔

ٹہلوے (ک 10، ص ۲۲): خادم (م گ)، ملازم۔ اسے دفتر میں ٹہلوے کی ضرورت ہے۔

ٹھاکر دوارا (ک 10، ص ۲۰): ہ: پوجا کی جگہ، دیوتا کا مندر، دیوستھان (ہ ال)

ٹھٹھری (ک 3، ص ۲۴۲): ہ: ٹھٹھر: ٹھنڈ، کپکپی (ن ل)

ٹھٹھولی (ک 3، ص ۳۷۸): ہ: humour,fun,to make fun (پلیٹس)، مذاق اڑانا، دل لگی کرنا

وہ کرشن کے ساتھ ٹھٹھولی یا راس کو سمجھ نہ سکی۔

ٹھکر سوہاتی (ک 4،ص ۲۶۷): ٹھکر سہاتی: خوشامد کرنا (ف ام)۔امیر کے پاس جا کر ٹھکر سوہاتی کرنے لگتے ہیں۔

ٹھگ بدیا (ک 14،ص ۵۰۸): م: لوٹنا، دھوکا کرنا، دھوکا دہی۔ یہ پیشہ تو ٹھگ بدیا ہے۔

ٹھنٹھ (گئودان، ۱۱۷): ٹھونٹھ: سوکھا ہوا درخت، گدا یا ڈالا جس کی پتیاں اور ڈالیاں گر پڑی ہوں (ال)

اس نے ہرن کو اتار کر ٹھنٹھ پر رکھ دیا۔

ٹھنڈائی (ک 10،ص ۳۹۵): جوش دیے صرف اجزا کو پانی میں کچھ دیر بھگو کر ٹھنڈا ٹھنڈا پلایا جانے والا طبی نسخہ، گھٹی ہوئی بھنگ (ف ت)

مہراج ٹھنڈائی مانگ رہے تھے۔

ٹھنکانا (ک 14،ص ۱۰): م: دھمکی آمیز لہجے میں، دھمکا کر۔کنجڑے نے اسے ٹھنکا کر کہا دوسرا روپیا دو۔

ٹھور (گئودان، ۱۲۷): ہ: fix spot,place,spot,room,locality,residence (پلیس)، ٹھکانہ، جگہ

تمھارے سوائے مجھے دوسرا کوئی ٹھور نہیں ہے۔

ٹھیا گرڑھ (ک 17،ص ۱۲۱): م: اچھے معیار کا، معیاری، بہتر۔کتاب کے لیے ٹھیا گرڑھ کاغذ لگا دیں اور پیسے مجھ سے وصول کر لیں۔

ٹیٹوا (ک 18،ص ۳): ٹیٹوا: ہ: گلا، حلق، حلقوم: گلا گھونٹنا، گردن دبانا (ن ل)۔اس کا تو ٹیٹوا الٹرائی میں میں خود لوں گا۔

ٹیریر (ک 3،ص ۸۳): انگ: terrier: ایک قسم کا چھوٹا کتا جو پنجوں سے مٹی کھود کر شکار کو اندر سے نکال لاتا ہے (ال)

ٹیسو (ک 20،ص ۲۴۷): ہ: مذکر: ڈھاک کا پھول جس سے زرد رنگ نکلتا ہے۔ڈھاک کا درخت (ن ل)

پھول کھلتے ہیں ٹیسو کے بیابانوں میں

ٹیک (ک 6،ص ۱۸۴): م: ضد، اڑ۔بنی کی ٹیک چندن بار ہے۔

ٹیکا (ک 6،ص ۳۴): م: شادی کی ایک رسم، بات ٹھہرانا، بات طے کرنا لڑکی کا رشتہ طے کرنا۔جہاں کہیں گے وہاں بچی کا ٹیکا کرا دوں گا۔

ٹیم ٹام (ک 6،ص ۱۷۸): ہ: نمود و نمائش، زینت و آرائش، ٹیپ ٹاپ (ال)۔وہ سارے ٹیم ٹام لغو سمجھتا ہے۔

ٹینڈم (ک 10،ص ۲۱۵): انگ: دو نشستی بائیسکل (ال)۔وہ ٹینڈم میں سوار تھی۔

ٹینی (ک 4،ص ۱۶۴): دو نمبری کرنا، دھوکا کرنا، بے ایمانی کرنا۔دمڑی، چھدام اور کوڑیوں کے لیے ٹینی مارتا ہوں۔

ثقل سماعت (ک 10،ص ۳۰): بہرا پن، گراں گوشی (ف ت)

جاپچا (ک 3،ص ۳): مقامی: اضافہ

جاتی (ک 22،ص ۳): ہ: ذات (ہ ال)

جاتی گت (ک 22،ص ۱۴۴): ہ: مرکب: نسلی

جاتیا (ک22،ص۲۵۷): ہ: طبقاتی

جاجم (ک12،ص۱۸): ف: A chequered or ornamented linen cloth spread over a carpet (پلیٹس)، موٹے کپڑے کی چھپی ہوئی چادر یا چاندنی (ف ت)۔ جاجم پر بیٹھے شطرنج کھیل رہے تھے۔

جازم (ک14،ص۲۲): رک: جاجم

جاکڑ (ک6،ص۱۸۶): س: تجارتی اشیا کا مشروط لین دین، اس شرط پر کوئی چیز خریدنا کہ اگر پسند نہ آئی تو واپس کر دی جائے گی (ال)

جاکڑ پر لائے ہوئے زیوروں کی وجہ سے شادی میں بدمغزی ہوئی۔

جاکو راکھیں سائیاں مارنہ سکی ہے کوئے (ک19،ص۵۴۰): محاورہ: جاکو راکھے سائیاں مار نہ سکے کوئے: جسے خدا بچائے اسے کوئی نہیں مار سکتا (ف ام)

جاکی (ک16،ص۳۵): انگ: jockey: گھڑ دوڑ کا گھڑ سوار (ال)۔ جاکی گھوڑے سے گر گیا۔

جاکے پیر نہ پھٹی بیوائی وہ کیا جانے پیر پرائی (ک1،ص۵۲): م: جس پر مشکل کبھی نہ پڑی ہو وہ دوسرے کی مصیبت کا اندازہ نہیں کر سکتا، جس نے دکھ بھوگا ہو وہی دوسرے کا احساس کر سکتا ہے۔

جاگرت (ک22،ص۷۰): ہ: بیدار (ہ ال)

جاگرتی (ک22،ص۴۹۹): ہ: بیداری (م گ)

جال ساجی (ک10،ص۱۴۹): مقامی: جعل سازی۔ اس نے جال ساجی سے پورا الاٹ لے لیا۔

جالیا (ک5،ص۱۱۷): پ: س: cheat, rogue juggler, vagabond (پلیٹس)، بدمعاش، شعبدہ باز، دھوکہ باز، جالیا کہیں کا۔

جالیے (ک18،ص۳۵): مقامی: جعلیے، جعل ساز

جان ضیق میں ڈالنا (ک3،ص۴۴۶): ضیق: دشواری، گھٹن، تنگی (ف ت): مشکل میں پڑنا

عورتوں سے زیور لینا اپنی جان ضیق میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

جانب چپ (ک10،ص۷۷): م: الٹے ہاتھ، بائیں ہاتھ، بائیں طرف

جانت (ک17،ص۴): س: knowing, understanding; wise (پلیٹس)

جانکاہی (ک10،ص۲۱۴): جاں کاہی: جان گھٹانا (ف غ)، جان سوزی یا تکالیف اٹھانا۔ مجروحوں کی جانکاہیاں کسی کام نہ آئیں۔

جانکی (ک19،ص۴۳۲): ہ: راجا جنک کی دختر اور سری رام چندر کی بیوی سیتا، مجازاً نیک اور پارسا عورت مراد لیتے ہیں (ہ ال)

جان گیا کہ تم ہی جانکی ہو۔

جانگھ (گلوان، ۱۴۹): ہ: the thigh (پلیٹس)، ران

جاں گزا (ک10،ص۳۲۶): جان کو خطرہ پہنچانے والا، تکلیف دینے والا (ف ع)۔دل کے آبلے اس سے کہیں جاں گزا تھے۔

جبر امارے اور رونے نہ دے (ک4،ص۲۳۰): کہاوت: زبردست شکایت بھی نہیں کرنے دیتا (ال)

جبر اسندھ (ک10،ص۴۴۶): رک: جرا سندھ

جبر اقبرا (ک10،ص۱۲۹): ہ: ہر حال میں، بادل نخواستہ۔کل شام کو آپ کو رو پے جبر اقبرا ال جائیں گے۔

جبط (ک3،ص۱۱۵): مقامی: ضبط

جپ تپ (ک3،ص۱۵۵): س: پوجا پاٹ، ذکر و فکر، دھیان گیان (ال)، پوجا پاٹھ، عبادت کرنا (ف ت)

دیوی کے جپ تپ کی بدولت تم یہاں تک آئے ہو۔

جپت (ک1،ص۵۳): جپت: س: muttering prayers in a low tone,repeating inaudibly the names of any deity(پلیٹس)، بڑبڑانے والی، اپنے آپ سے باتیں کرنے والی، پاگل، منہ ہی منہ میں دیوی یا دیوتا کو پکارنے والی

جتا (ک4،ص۸۴): م: دے دینا، بڑھا دینا، اور دے دینا۔دس روپے اور جتا دوں گا۔

جتائیں (ک9،ص۳۵): جتا: ہ: گیسو، بال مراد جڑیں جو گیسوؤں کی مانند طویل ہو جائیں۔برگد کی جتائیں بچوں کا جھولا تھیں۔

ججمان (ک6،ص۲۷): س: رسومات مذہبی ادا کرنے کے لیے پجاری کو مقرر کرنے والا، مالک، مخدوم، مربّی (ہ ال)

جرا سندھ (ک3،ص۱۴): ہ: مگدھ دیش کا راجا جو کنس کا سسر اور سری کرشن کا دشمن تھا (ہ ال)

جر جودھن (ک3،ص۱۴): یودھن: ہ: لڑائی کرنا لڑنا (ہ ال)

جرم (ک10،ص۳۸۶): انگ: Germ، جراثیم۔تپ دق کے جرم نظر آرہے ہیں۔

جڑ جانا (ک8،ص۳۷۳): جمع ہونا، اکٹھا ہونا (ن ل)۔جو کچھ جڑ جائے بھر پیٹ کھالیتا ہوں۔

جڑاور (ک5،ص۱۸۵): ہ: winter clothes,winter dress,warm clothing(پلیٹس)، سردیوں کے کپڑے، گرم کپڑے

تمھاری تقدیر میں امسال جڑاور نہیں۔

جڑ بھرت (ک13،ص۳۱۸): جڑ بھوت: ہ: ساکت، بے حس و حرکت۔جڑ بھرت کی طرح نہ مسکراہٹ نہ داد۔

جز رس (ک10،ص۱۳۵): جز ورس: کفایت شعار، معاملہ فہم (ف ع)۔وہ دوسری عورتوں کی طرح جز رس تھی۔

جز رسی (ک6،ص۲۶۲): ع: economy,sagacity,frugality(پلیٹس)، کفایت شعاری (ف ت)

اگر اس نے جز رسی کی ہوتی تو سارا قرض ادا ہو چکا ہوتا۔

جس (ک4،ص۸۴): م: تعریف کرنا، خوبی بیان کرنا، گن گانا۔یہ کام ہو گیا تو سارا محلہ آپ کا جس گائے گا۔

جس تھال میں کھاتا ہے اسی میں سوراخ کرتا ہے (ک14،ص۲۹۲): محاورہ: جس پتّلی میں کھائیں اسی میں چھید کریں،

احسان فراموشی۔(ف ام)

جسامت (ک9،ص۲۸۰):م:جسم،موٹاپا،جسیم ہونا۔جسامت مردانہ وصف ہے۔

جسودا(ک3،ص۲۹۴):ہ:یسودا:نند کی زوجہ،سری کرشن کی دوسری ماں (ہ ال)

جسی (ک16،ص۳۰):ہ:نیک نام(م گ):جسونت،جسی،possessing honour or glory,renowned

(پلیٹس)،مشہور(ہ ال)،عزت دار

جگ جھتا (ک9،ص۲۹۲):م:سازوسامان،اسباب۔جس نے اس کی جگ جھتا لی تھی،اسی کو جان بھی سونپ دی۔

جگ (ک14،ص۵۳۹): جُگ:ہ:زمانہ،دراز،لمبا عرصہ(ہ ال)۔مجھے ایک ایک دن جگ معلوم ہونے لگا۔

جگت (ک10،ص۲۳):ہ:دنیا،عالم،سنسار(ف ت)۔کیا اس جگت میں میرے لیے کوئی ٹھکانا نہیں۔

جگت (ک10،ص۵):کاریگری،تدبیر(ن ل)۔اس قلیل آمدنی میں وہ نہ جانے کون سا جگت کرتی تھی۔

جگت گرو (ک18،ص۵):ہ:مرشد،سب سے پوجے جانے کے قابل مرشد،زمانے کا استاد(ہ ال)۔اب تو وہ جگت گرو ہے

جگن ناتھ (ک19،ص۲۲):ہ:ایک دیول جو ہندوستان کے مشرقی ساحل پر واقع ہے(ہ ال)۔وہ جگن ناتھ کی یاترا کر کے آیا تھا۔

جگناتھ پوری (گنگو دان،۳۴۴):رک:جگن ناتھ

جگیاسا (ک16،ص۴۵):استفسار(م گ)،جگیا سا:ہ:desire of knowing,inquiring;curious(پلیٹس)،جگیا سا:

معلوم کرنے کی خواہش،سوال،تلاش،جستجو،تحقیقات(ہ ال)

جگیاسو (ک20،ص۳۴۰):جگیاسو،ہ:جاننے کی خواہش رکھنے والا،سالک،طالب ذات حق(ہ ال)

گیتا میں جگیاسو کو منزل مقصود تک پہنچنے کا راستہ بتایا گیا ہے۔

جگیاسہ (ک23،ص۳):ہ:جاننے کی خواہش

جل بہار (ک5،ص۲۱۰):م:نہانا،اٹھکیلیاں کرنا۔وہ ندی میں جل بہار کرتے۔

جل بہاؤ (ک6،ص۳۴۶):م:سیر کرنا۔وہ کشتی میں بیٹھ کر جل بہاؤ کرتا۔

جل ترنگ (ک2،ص۲۲۳):ہ:ایک قسم کا باجا جو پیالیوں میں پانی بھر کر تیلیوں سے بجایا جاتا ہے(ہ ال)

دونوں بیٹھے جل ترنگ سن رہے ہیں۔

جل ترنگیا (ک3،ص۱۹۶):س:جل ترنگ بجانے والا(ال)

جل چکتسا (ک17،ص۱۶۴):م:علاج معالجہ،ڈاکٹر کی دوائی۔میری صحت کو جل چکتسا سے کوئی فائدہ نہیں۔

جل وایو (ک16،ص۲۸):آب وہوا(م گ)

جلا لینا (ک3،ص۵۴): جلا دینا: ع:to brighten,polish(پلیٹس)، چمکا دینا، روشن کر دینا

تم نے مجھے جلا لیا اور خاندان کی آبرو رکھ لی۔ مجھے تم پر فخر ہے۔

جلا لینا (گنگودان،۱۰): م: گزارہ کرنا، پال لینا۔ سوکھی گایوں کو پتی کھلا کر جلا لوں گا۔

جلا ہے کا غصہ داڑھی پر اتارنا (گنگودان،۵۷۲): جلاہے کا غصہ داڑھی پر اترنا: کہاوت: غریب اور بے بس و بے کس کا غصہ اپنے پر یا اپنے سے کم زوروں پر اترتا ہے (ال)

جلایا جیا (ک10،ص۱۳۲)م: پالک، نئی زندگی دینا، روح پھونکنا، پالا پوسا۔ میں ان ہی کا جلایا جیا ہوں اور ان ہی کی چاکری میں مروں گا۔

جلمی (ک3،ص۲۳۶):ظلمی: ظالم (ف ت)

جلوایو (ک22،ص۱۱۰): رک: جل وایو

جلے پر نمک چھڑکنا (ک5،ص۱۷۸): جلے پر نمک چھڑکنا: محاورہ: ایک انسان کو تکلیف میں اور زیادہ دکھ دینا طنز کے تیر چلانا اور چڑانا (ف ام)۔ اسے گھر میں جلے پر نمک چھڑکنے کی عادت ہے۔

جم دوت (ک2،ص۱۹۳): م: موت کا پیغام لانے والے، مجازاً تباہی بربادی لانے والے، بد بخت، ظالم

تمھارے جم دوت دیور کی وجہ سے جوان بیٹیوں کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔

جم راج (ک16،ص۱۹۲): موت کا دیوتا۔ یم راج (م گ)۔ ہ:the king Jam,the king of Hell,or of Death(پلیٹس)

جمالی خربوزے (ک18،ص۷): مجازاً ایسی خوش نما چیز جو ظاہر میں دل فریب ہو مگر باطن میں اچھی نہ ہو، نمائشی اور بیکار شے، دکھاوے کا (ال)۔ دو چار جمالی خربوزے بھی ہوں اگر چہ لڑنے والے ہم کافی ہیں۔

جمانے (ک3،ص۳): مقامی: زمانے

جمود (ک14،ص۲۶۳): جمود: ٹھہراؤ، تعطل (ف ت)۔ قوم پر جمود طاری ہے۔

جمع مار (گنگودان،۲۲۳): م: دھوکہ باز، جعل ساز۔ تم ہو پرلے درجے کے بے ایمان جمع مار۔

جمعراتی (ک18،ص۴۵): م: جمعرات کے دن دی جانے والی بخشش یا صدقہ۔ بعض مسلمانوں کے نزدیک جمعرات کا دن بڑی برکت والا ہوتا ہے۔ مولوی کو تو اپنی تہواری اور جمعراتی سے مطلب ہے۔

جمیدار (ک3،ص۵): مقامی: زمیندار

جن روچی (ک17،ص۵۲۵): م: انسان، آدمی، بشر۔ ہر ایک جن روچی کے پیچھے دوڑتا ہے۔

جن ستا (ک22،ص۳۱۸): ہ: مرکب: عوامی اقتدار، جمہوری اقتدار

جن ستاتمک (ک16،ص۲۳): جمہوری (م گ)

جن مت (ک22،ص۸۶): رائے عامہ (م گ)

جن جین (ک19،ص۳۱۱): ہ: تباہ وبرباد (ہ ال)۔ لنکا جن جین ہو جائے گی۔

جنائی (ک14،ص۳۴۲): ہ: مونث: جنانے والی عورت، دائی (ن ل)۔ وہ جنائی بھی تھی اور دودھ پلائی بھی۔

جنت نصیب (ک14،ص۱۳۶): ع و: مرحوم شوہر کی جگہ استعمال کرتی ہیں (ن ل)۔ جب بہت جی جلتا تو اپنے جنت نصیب کو صلواتیں سناتی۔

جنتر (ک10،ص۳۱۵): جادو ٹونا، منتر (ف ت)۔ میں نے مریض کو جنتر دیا اور وہ اٹھ بیٹھا۔

جنتو (ک19،ص۲۸۲): ہ: جانور، چوپائے، حیوان (ہ ال)۔ ابتدا میں صرف جنتو ہی تھے۔

جنچا (ک14،ص۵۲۸): جچنا: اچھا لگنا، دل کو بھانا۔ مجھے تو آپ ہی کا کھیل جنچا۔

جنم اشٹمی (ک5،ص۵۰): بھادوں کی کرشنا اشٹمی جس دن آدھی رات کے وقت سری کرشن کی پیدائش ہوئی۔ اس کا تہوار (ہ ل)، the birthday of Krishna (پلیٹس)۔ وہ جنم اشٹمی کے دن جشن مناتی۔

جنم پتر (ک9،ص۴۲): نجوم (ہندو): وہ کاغذ جس میں بچے کی پیدائش کے وقت سے ستاروں کے حساب کے بموجب عمر بھر کے حالات درج کیے گئے ہوں، زائچہ (ال)

جنم سنگھنی (ک8،ص۴۷۰): م: زندگی کے کٹھن لمحات میں ساتھ دینے والی مراد بیوی

جنواسہ (ک6،ص۱۱۶): جنواسا: ہ: the place at the bride's house where the bridegroom and his train are received (پلیٹس)، دلہن کے گھر وہ مقام جہاں بارات کو ٹھہراتے ہیں۔ بارات جنواسہ چلی گئی تھی۔

جنواسی چال (ک7،ص۴۹۴): م: نخریلی چال، ناز و ادا، موج مستی۔ نجات کے لیے اپنی جنواسی چال سے قیامت کا انتظار نہیں کیا جا سکتا۔

جنے (ک19،ص۵۵۶): ہ: مرد (ہ ال)۔ اس نے جنوں کو لاد کر دریا پار کر لیا۔

جنیوا (ک18،ص۴): جنیو کا ہاتھ: پٹے یا تلوار کا آڑا ہاتھ (ال)۔ استاد کے پائنٹ، چالاکی اور جنیوا کا ہاتھ کوئی روک نہ سکا۔

جنیو (ک1،ص۹): س: زنار، سوت کا وہ دھاگا جسے تین برن کے لوگ گلے میں پہنتے ہیں (ہ ال)

دونوں نے جنیو کی قسم کھا کر وچن نبھانے کا عہد کیا۔

جدھ (ک20،ص۸۸): س: fighting, war, combat (پلیٹس)، مقابلہ کرنا۔ اخباروں نے اس خبر کا جدھ کیا۔

جو استری اپنے پرش کی چنتا کرتی ہے اسے لوک پرلوک کہیں شانتی نہیں مل سکتی (ک4،ص۹۰۷): م: جو عورت اپنے مرد کا احترام نہیں کرتی اسے دنیا اور آخرت ہر دو جگہ سکون میسر نہیں آتا۔

جو گڑ کھائے وہ کان چھدائے (ک10،ص۱۴۳): م: فائدہ اٹھانے والے کو کوئی کام بھی تو کرنا چاہیے، جو فائدہ اٹھائے وہ آزمائش کے لیے بھی تیار رہے، جو تکلیف اٹھاتا ہے اسی کو فائدہ پہنچنا چاہیے۔

جوار (ک 2، ص ۲): سمندر کی باڑھ، سمندر مجاز ادنیا (ہ ال، ن ل)۔ اسے ناراض کر کے اس جوار میں رہنا مشکل ہے۔

جوار کی بال (ک 3، ص ۲۲۶): ہ: غلے کی گتھی مکئی کی پوٹلی (ن ل)۔ چلتے چلتے ساس نے جوار کی بال بھر کر دے دی۔

جوالامکھی (ک 22، ص ۳۱۳): ہ: کوہِ آتش فشاں (ہ ال)

جوانا (ک 18، ص ۵۱۱): ضد، ہٹ دھرمی، رعونت، تکبر (ف ل)۔ جوانا دونوں کو لے ڈوبے گی۔

جوتشی (ک 5، ص ۱۱۶): نجومی، قسمت کا حال بتانے والا، ستاروں کا حال جاننے والا (ہ ل)۔ زائچہ جوتشی کو دکھا کر اس نے نسبت قبول کی۔

جوتی پیزار (ک 4، ص ۱۳۷): مونث (عو): مار پیٹ، مار کٹائی، لڑائی دنگا، دنگا فساد کرنا (ن ل)

لوگ پی پی کر آپس میں جوتی پیزار کر رہے تھے۔

جودھا (ک 20، ص ۴۷): ہ: a fighter,soldier,hero,warrior (پلیٹس)، شجاع، بہادر آدمی، سورما، جنگ جو (ل)، سورما، دلیر، بہادر (ہ ل)، سپاہی لڑاکا۔ پاکستان کے جودھا لڑائی میں بے جگری میں لڑے۔

جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا (ک 7، ص ۱۲۸): مثل: مجرد کی نسبت جس کی آل اولاد نہ ہو، کی بابت بولتے ہیں (ال)، مجرد کی نسبت بولتے ہیں جس کی آل اولاد نہ ہو (ن ل)

جوڑی (گئو دان، ۱۲۸): ہ: مونث: تپ، بخار، لرزہ (ن ل)۔ نہ گرمی لگی نہ جوڑی آئی۔

جوڑی آنا (گئو دان، ۵۹): ہ: بخار، تپ، لرزہ، میریا (ف ت)۔ ایسے بھی ہیں جن کو گھر کی روٹی دال دیکھ کر جوڑی آتی ہے۔

جوکھو (گئو دان، ۳۲۸): ہ: مشکل، مصیبت، نقصان، خسارہ (ن ل)، measurement,a weight (پلیٹس)

دو سو سے زیادہ دینا جوکھو ہے۔

جوگ سادھنا (ک 1، ص ۲۲۳): م: روپ دھارنا، بننا سنورنا۔ یہ جوگ تو مہاراج آپ کے لیے سادھا ہے۔

جوگ ودیا (ک 6، ص ۱۳۹): م: مراقبہ کے ذریعے یکسوئی کا گیان یا فن۔ جوگی سے میں نے جوگ ودیا سیکھی۔

جوگاڑ (ک 8، ص ۳۸۹): جوگار: س: جگار، جگالی: مقامی: بندوبست کرنا، انتظام کرنا، ہاتھ پیر مارنا، تگ و دو کرنا۔

روپے کے لیے تم جوگاڑ کرو باقی کام مجھ پر چھوڑ دو۔

جول (ک 5، ص ۲۸۶): جُول۔ آنچ، روشنی، آگ (ہ ال)۔ میں ماتا کے جول میں پھنس چکی۔

جولیو رومیو (ک 20، ص ۱۵۲): شیکسپیئر کا انگریزی ڈرامہ Romeo and Julet

جون (ک 7، ص ۳۰۷): ہ: time,period,age (پلیٹس)، مونث (ہندو): جنم، پیدائش، زمانہ، وضع، صورت، بھیس (ن ل)

سال میں چھ مہینے ایک جون کھا کر دن نہیں کاٹے جا سکتے۔

جون (ک 3، ص ۵۸): یون: ہ: پیدائش، جنم (ہ ال)۔ شاید اگلے جون میں پیٹ بھر کر روٹی ملے۔

جون آف آرک (ک20، ص۴۷۸): Jon of Arc is considered a national heroine of France and a Catholic saint. A peasant girl born in eastern France who claimed Divine guidance, she led the French army to several important victories during the Hundred Year's war which paved the way for the coronation of Charles VII. She was captured by the Burgundians, sold to the English, tried by an ecclesiastical court, and burned at the stake when she was nineteen years old.(وپ)

جوئے (ک10، ص۴۰۴): ہل کا وہ حصہ جو اس میں جتے ہوئے بیلوں وغیرہ کی گردن پر رہتا ہے (ال)

بڑھئی ہلوں کی مرمت کرتا اور جوئے بناتا۔

جوہار (ک11، ص۱۱۳): ہ: ہندی، تسلیم (ہ ال)۔نفس پرستی نے جوہار کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔

جئی (ک19، ص۱۵): ہ: a small species of barley,small shoots of barley(پلیٹس)، جو، شعیر (ال)

اس سال جئی نہیں آئی۔

جہل (کٹو دان،۱۳۳): مقامی: جیل (م ک)۔کٹوتیا میں اسے جیل جانا پڑے گا۔

جھاؤ (کٹو دان،۳۷۷): ہ: مذکر: ایک قسم کا درخت جو دریا کے کنارے ہوتا ہے اور اس سے ٹوکرے ٹوکریاں بناتے ہیں (ن ل)

دور دور تک جھاؤ کا جنگل کھڑا تھا۔

جھاؤں جھاؤں (ک14، ص۳۲۱): جھائیں جھائیں: ہ: تکرار، حجت، بحث (ن ل)۔بڑی جھاؤں جھاؤں کے بعد منظوری ملی۔

جھاوے (ک7، ص۳۷۴): جھانواں: ہ: مذکر: وہ کھردری اینٹ یا پتھر جس سے پاؤں یا بدن کا میل اتارتے ہیں (ن ل)

جھبرا (ک12، ص۹۷): ہ: having long hair(an animal),hairy,shaggy(پلیٹس)، بڑے بالوں والا جانور

اس کے پاس بڑا جھبرا کتا ہے۔

جھبرے (کٹو دان،۳۹): رک: جھبرا

جھکی اور بکی (ک3، ص۳۳۸): جھکی: بہت بکواس کرنے والا، تکرار کرنے والا، بنیایا (ال)، کم عقل، بے وقوف (ن ل)، بکی: جاہل، اجڈ، بیوقوف (ال)،

ان کی باتیں سن کر لوگ انھیں جھکی اور بکی کہتے۔

جھمکڑے (ک18، ص۵۲): جھمکڑا: ہ: ادا، جلوہ، تجلی، دیدار معشوق (ن ل)

میلے میں حسینوں کے جھمکڑے اور رنگیلے جوانوں کی ریل پیل ہے۔

جھمکڑا دکھانا (ک1، ص۱۳۲): ہ: جلوہ، تجلی، دیدار معشوق (ن ل)، ادائیں دکھانا

شوہر کے مرتے ہی اس نے سب کو جھکڑ ادکھانا شروع کر دیا۔

جھنجھوٹی (ک 18،ص۱۴): م: ایک قسم کے گھنگرو۔ جمراج کو جھنجھوٹی کی دھن سنا کر خوش کیا جا رہا ہے۔

جھنگلی (کٹودان، ۳۲۶): جھلنگا: ہ: مذکر: ٹوٹی ہوئی چارپائی، ایسی جھولا چارپائی جس کے بان ٹوٹ ٹوٹ کر لٹک گئے ہوں نیز وہ بان جو بنا کا بنا چارپائی میں سے نکال لیں (ن ل)۔ وہ گھر میں ایک جھنگلی چارپائی پر پڑا رہتا ہے۔

جھوا (ک 14،ص۷۰): ہ: large open basket(پلیٹس)۔ اس نے جھوا سر پر اٹھا لیا۔

جھوٹی گنگا پیرنا (ک 3،ص۲۹۶): م: محاورہ: ظاہر داری کرنا، نمائشی ہمدردی کرنا، مگرمچھ کے آنسو بہانا

جھوڑ (ک 7،ص۳۷۳): ہ: thrashing,beating,fight,violence(پلیٹس)، لڑائی، تلخی

اس موقعہ پر میری کورٹ سے اچھی خاصی جھوڑ ہوئی۔

جھومک (ک 10،ص۲۷۱): م: ایک زیور کا نام جو کانوں میں پہنا جاتا ہے۔ اس نے کانوں کے جھومک بیچ کر قرض ادا کیا۔

جھونٹرا (کٹودان، ۵۱): جھنڈ: بالوں کا گچھا، thickest,thick hair(پلیٹس)۔ جھونٹرا پکڑ کر اکھاڑ لوں گا۔

جھینکنا (ک 4،ص۲۴۰): پ: جھینکنا: ہ: عو: گریہ زاری کرنا، پچھتانا، رنج کرنا، ماتم کرنا، شکوہ (ن ل)، گریہ وزاری کرنا (ال)

ساری زندگی کی تپسیا رونا اور جھینکنا۔

جھینکنا (ک 11،ص۱۹): منت سماجت کرنا، عاجزی کے ساتھ اصرار کرنا (ف ت)۔ کنگنوں کے لیے برسوں سے جھینک رہی ہوں۔

جھینے پرونے (ک 5،ص۲۳): wasted,worn away,fine,subtle(پلیٹس)، اڑتی پھرنا، پہننا عمدگی سے

بہشتی تتلیاں ساری فضا میں اپنے جھینے پرونے ناچ رہی ہیں۔

جی اوب جانا (ک 6،ص۲۵۹): م: تنگ آ جانا، اکتا جانا۔ ایک گھنٹے کے بیگار کے بعد اس کا جی اوب گیا۔

جی کی تھاہ لینا (ک 9،ص۳۹): م: دل میں چھپی ہوئی بات، اندر کی بات، مدعا معلوم کرنا۔

وہ لڑکیوں کے اوصاف بیان کر کے میرے جی کا تھاہ لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

جیسا تیرا انا بانا ویسی میری بھرنی (ک 6،ص۴۳): جیسی تیری تانی ویسی میری بھرنی: کہاوت: جیسی ناقص چیز ہے ویسا ہی اس پر کام ہوا ہے (ال)

جیسے کنتا گھر رہے ویسے رہے بدیس (ک 1،ص۲۲۷): مثل: جیسے کنتھا گھر رہے ویسے رہے بدیس: نکما آدمی جس کا گھر میں اور باہر رہنا مساوی ہو (ن ل)

جیم (ک 10،ص۱۲۶): کھانا، کھانے کی چیز (ہ ال)۔ رسوئیں ٹھنڈی ہو رہی ہے چل کر جیم لیجیے۔

جیمال (ک 20،ص۵۲): جے مال، جئے مال: ہ: وہ مالا جو فاتح کو پہنائی جاتی ہے (ہ ال)

جانفشانی سرخروئی کا جنجال اس کے گلے ڈالتی ہے۔

جینودھاری (ک 4،ص ۱۸): جیودھاری: ہ: جاندار، ذی روح (ہ ال)، بڑے بڑے لوگ۔

بڑے بڑے جینودھاری میرے ہاتھ کا پان کھاتے ہیں۔

جیو (گئودان، ۱۵۰): ہ: جی، جان مخلوق، انسان (ہ ال)

جیوٹ (ک 5،ص ۲۸۶): س: spirited,brave,courgeous,bold,strong (پلیٹس)، بیکسو، مضبوط، بہادر

اس کی جیوٹ کا کیا کہنا کہ باپ کا سراغ لگا کر دم لیا۔

جیورکشا (ک 20،ص ۳۴۴): م: جیورکھشا: ہ: جان کی حفاظت، زندگی کی حفاظت مخلوق کی نگہداشت۔

بودھوں نے جیورکشا کے جوش میں ہون کنڈ کی بھی ممانعت کر دی۔

جیورے (گئودان،ص ۲۹۷): جیوڑ: ہ: وہ اناج جو کسان فصل پر کمینوں اور کمیوں کو دیا کرتے ہیں (ال)

نائی، بھاٹ، پروہت اپنے اپنے جیورے وصول کر رہے تھے۔

جیوکا (ک 22،ص ۲۷۶): م: روٹی روزی، روٹی ٹکر

جیون پریشت (ک 16،ص ۱۵۶): زندگی بھر (م گ)

جیون کال (ک 11،ص ۱۱۸): م: زندگی میں۔ وہ جیون کال میں بیٹی کا وواہ کر چکے تھے۔

جیونا دھار (ک 16،ص ۱۴۴): زندگی کی اساس (م گ)، مقصد حیات۔

اُپاسنا (عبادت) اور آرادھنا (پوجنا، پرستش) ہی اس کا ماتر جیونا دھار تھی۔

جیونار (ک 10،ص ۳۹۶): م: وہ گانا جو کسی دعوت میں مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لیے گایا جاتا ہے، استقبالی گانا

عورتوں نے جیونار گانا شروع کیا۔

جیونار (ک 1،ص ۹۵): ہ: banquet,feast,dinner,a treat,an entertainment (پلیٹس)، ضیافت، دعوت، دعوت کا کھانا یا سامان (ال)۔ بھنڈارے میں سادھوؤں کا جیونار بن چکا ہے۔

جیونودیشیہ (ک 22،ص ۷): زندگی کا مقصد

جے (ک 1،ص ۳۵۸): ہ: فتح، خوشی، کامرانی (ہ ال)۔ اس کے پتی کی جے آج منائی گئی۔

جے جے کار (ک 14،ص ۳۴۴): فتح کا نعرہ یا آواز (ہ ال)

جے کار (ک 5،ص ۲۲): بول بالا، فتح (ہ ال)۔ سری رام چندر کی جے کار ہوئی۔

جے گھوش (ک 19،ص ۲۰۷): ہ: فتح کی بلند آواز، بلند آواز سے فتح کا اعلان کرنا (ہ ال)۔ جے گھوش سے آکاش گونج اٹھا۔

چار بیت (ک 15، ص ۱۹۲): رزمیہ نظم جس میں بہادروں کے کارنامے بیان کیے جاتے ہیں (ال)

چار پسیری (گنگو دان، ۸۰): پنسیری: A measure or weight of five seers (پلیٹس)، چار پانچ سیر

چار پسیری روز دودھ ہو جاتا ہے۔

چار ٹکے (ک 7، ص ۲۱): ہ: چار پیسے، چار کوڑی، چار روپے، چار اشرفیاں (ن ل)

چوٹی کا پسینہ ایڑی تک آتا ہے، تب چار ٹکے پیسے ملتے ہیں۔

چارلس ریڈ (ک 20، ص ۱۴۰): Charles Reade (June 8, 1814 - April 11, 1884) was an English novelist and dramatist (وپ)

چاشنی (ک 14، ص ۲۵۷): ف: شیرا، ذائقہ، مزہ، قوام (ن ل)۔ بہن چکھ کر دیکھ لو کہ چاشنی ٹھیک ہوگئی ہے کہ نہیں۔

چاکی (ک 18، ص ۲): ہ: مونث: لکڑی چھینکنے والوں کی اصطلاح، وہ ہاتھ جس سے چوب کو سر حریف پر گردش دے کر جہاں خالی پائیں مار بیٹھیں (ن ل)

چالا (ک 18، ص ۲۱۲): ہ: مذکر: روانگی، رخصت، کوچ۔ نئی دلہن کا سسرال سے شادی کے بعد اول چار مرتبہ میکے جانا (ال)

شادی کے بعد چار چالے ہوتے ہیں۔

چاند (گنگو دان، ۳۷): کھوپڑی پر کی چھت، چندیا (ف ت)۔ اس کی چاند پر کے بال صفا چٹ تھے۔

چاند بی بی (ک 20، ص ۱۴۸): Chand Bibi (1550–1599), also known as Chand Khatun or Chand Sultana, was an Indian Muslim woman warrior. She acted as the Regent of Bijapur (1580–90) and Regent of Ahmednagar (1596–99). Chand Bibi is best known for defending Ahmednagar against the Mughal forces of Emperor Akbar. (وپ)

چبینا (ک 3، ص ۳۳۲): س: بھنا ہوا اناج، چبانے کے قابل غلہ، معمولی غذا، روکھی سوکھی کھانا (ال)

آپ ستو کھاتا ہوں اور بچے چبینا چباتے ہیں۔

چبینہ (ک 14، ص ۷۰): ہ: چبینا: بھنا ہوا غلہ جو مزدور دوپہر کے بعد کھاتے ہیں (ن ل)۔ چلو چبینہ کر لیں۔

چپ کی مٹھائی (ک 17، ص ۴): م: صبر کا پھل، خاموشی کا پھل

چپتیانا (ک 4، ص ۱۵۵): اردو: لگاتار چپت مارنا یا لگانا، سزا دینا (ال)۔ کہو تو اسپکٹر کو بلا کر چپتیاؤں۔

چپراس (ک 12، ص ۷۰): ہ: a badge, a buckle, a breast plate, a plate worn on a belt as a mark of office, a clasp (پلیٹس)، بیج، اعزاز۔ چپراسی کا بلم اور چپراس چھین لیا گیا۔

چپر گٹو (ک 1، ص ۲): س: چپڑ گٹو: بے سدھ، بے بس، حواس باختہ (ف ت)۔ اسیر کرنا، گرفتار کرنا (ال)

چھوکری سے جوتیاں کھا کھا کر وہ چپر گٹو بن گیا۔

چپیاں (ک 17، ص ۴۵): چپی: ہ: مونث: کاغذ کی دھجی جو چپکائی جائے (ن ل)۔خطوں پر چپیاں لگانا پڑیں گی۔

چپیٹ (ک 3، ص ۳۶۶): س: چوٹ، ضرب، تھپڑ، نقصان، بلائے ناگہانی۔چپیٹ لینا: محاورہ: دبوچ لینا، قابو میں کر لینا (ال)

وہ جس کو پاتا ہے اسی کو چپیٹ لیتا ہے۔

چت (ک 3، ص ۴۳۴): ہ: the mind,heart,understanding,sense,thought (پلیٹس)، سوچ، جی، دل، سوچنے کی صلاحیت۔کسی مہاتما کے اپدیش سے تمہارا چت شانت ہو سکتا ہے۔

چت پڑے یا پٹ (ک 6، ص ۲۰۱): چت بھی پٹ بھی: موافق اور مخالف ہر صورت یا ہر بازی (ال)

چت کاتر (ک 16، ص ۱۲۸): مضطرب (م گ)

چتانا (ک 4، ص ۲۸۳): م: جتانا، احسان کرنا یا دکھانا۔کمینہ آدمی ہی یوں چتاتا ہے۔

چتاونی (ک 7، ص ۳۵۵): ہ: sign,clue,timely notice,caution,warning,a reminder (پلیٹس)، خبردار کرنا

بورڈ کے ممبروں کو بھی چتاونی دیتی ہے۔

چتر (ک 19، ص ۲۰): ہ: چالاک، ہوشیار، تیز (ہ ال)۔وہ ہاتھوں کا چتر تھا۔

چتر کوٹ (ک 10، ص ۳۹۱): م: ہندوستان میں ایک مقام جہاں ہنود کا ایک تیرتھ واقع ہے۔

چتمیہ (ک 19، ص ۵۸۶): ہ: ہوش میں آنا، حواس بحال ہونا (ہ ال)۔وہ چتمیہ ہو گیا یہ چپی گھاؤ بہت گہرا تھا۔

چتورنگی (ک 19، ص ۸۸): ہ: چار قسم کی فوج یعنی رتھ، ہاتھی، گھوڑے اور پیادہ (ہ ال)۔بھوت نے چتورنگی سینا تیار کر دی۔

چتوڑ (ک 10، ص ۸۲): م: بھارت میں ہندو راجپوتوں کی ایک قدیم ریاست

چتون (ک 6، ص ۲): ہ: sight,look,glance,appearance,aspect (پلیٹس)، تاکنے یا دیکھنے کا ڈھنگ، نظر (ہ ال)

اس کی دلی امنگیں ترچھی چتون بن کر اس کے لبوں پر شیریں تبسم کی صورت میں نمایاں تھیں۔

چھتاڑ مچنا (ک 14، ص ۳۳۹): چھتاڑ: ہ: ذلت و خواری، چھتاڑ ہونا یا کرنا: ذلت ہونا (ن ل)

گھر سے نکلے اور چاروں طرف چھتاڑ مچ جاتی۔

چتیا (ک 4، ص ۲۱): س: a funeral pile (پلیٹس)، قربانی کی چتا

چٹھیاؤ (ک 1، ص ۹۶): م: خط یا چٹ تحریر کرنا۔طرفین چٹھیاؤ کے خلاف ہیں۔چٹھی سے پرہیز لازم ہے۔

چٹی (ک 19، ص ۲۲): ہ: ٹپیا، جھونپڑی (پلیٹس)۔رات ایک چٹی میں ٹھہرے۔

چنچل (ک 19، ص ۵۱۰): ہ: خوب صورت، چنچل (ہ ال)۔جگنو کی چمک چنچل ہوتی ہے۔

چہ اسند (ک 7، ص ۱۴۱): م: بہادر، دلیر، سورما۔ ان کو دریودھنوں اور چہ اسندھوں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑ گئے۔

چہ اور (ک 19، ص ۷۶): ہ: pasture,pasture ground,cattle feeding (پلیٹس)، چہ اگاہ

اس نے چہ اور میں پانی چھوڑ دیا۔

چہ ایو (ک 17، ص ۳۷۴): چہ آیو: بڑی عمر، بہت دنوں تک جینے والا (ہ ال)۔ چتر مبارک، لشور چہ ایو کرے۔

چہ بانک (ک 18، ص ۵۸۹): چالاک، عیار، زبان دراز (ن ل)۔ اس جیسی چہ بانک سالی خدا کسی کو نہ دے۔

چہ بن (ک 3، ص ۳۰۵): س: چبانا (ال)۔ اس نے چہ بن چبا کر تمبا کو چبا لی۔

چہتر بل (ک 22، ص ۲۳۳): ہ: مرکب: اخلاقی قوت، روحانی بالادستی

چہتر نرمان (ک 16، ص ۴۴): ہ: مرکب: کردار سازی (م گ)

چہتر چترن (ک 23، ص ۳۶۷): ہ: مرکب: کردار نگاری

چہ ٹ (ک 9، ص ۳۴): انگ: cheroot: تمباکو کے خشک پتے کو مقررہ طریقے سے لپیٹ کر بنائی ہوئی بتی جو سگریٹ کی طرح پی جاتی ہے، سگار (ال)۔ میری مڈبھیڑ چہ ٹ والے آدمیوں سے ہوئی۔

چہ رخ کج رفتار (ک 9، ص ۴۴): ف: مرکب: دشمنی کرنے والا آسمان مراد مرور ایام، حالات کی تنگی، بدقسمتی۔

چہ رخ کج رفتار نے اس کی خوبصورت جوانی کو چھین لیا۔

چہ رخ ہفتم (ک 20، ص ۲۷۲): م: مرکب: ساتواں آسمان

چہ سے (ک 7، ص ۱۳۷): ہ: hide of an ox or buffalo,a skin,dressed leather (پلیٹس)، چہ سا ہن: بھینس یا گائے بیل کا چمڑا، مشک کا زیراندازِ مشک کے تلے بچھانے کا چمڑے کا چوڑا ٹکڑا (ال)

تلیاں بناؤ چہ سے بناؤ محنت کرنے والا بھوکوں نہیں مرتا۔

چہک (ک 20، ص ۳۵۰): ہ: ہنود کے ایک طبیب کا نام، طب کی ایک کتاب کا نام (ہ ال)

چہک (ک 9، ص ۳۹۶): ف: dirt,filth;matter (پلیٹس)

چہ کال (ک 16، ص ۱۵۹): س: طویل مدت (م گ)، a long period;for a long time;always,long since (پلیٹس)

چہ کنا (ک 3، ص ۲۶۰): کنایۃً: کمینہ آدمی، رذیل آدمی (ال)۔ ان کھڑ گدے کسانوں سے دبنے والا چہ کنا زمینداری کہلا سکتا ہے۔

چہ ن چھونا (ک 6، ص ۳۱۷): تعظیم کرنا، عزت کرنا، توقیر کرنا یا دینا (ال)۔ وہ ہر صبح ماتا کے چہ ن چھو کر ان سے دعائیں لیتا ہے۔

چہ نامت (ک 5، ص ۲۳۰): وہ پانی جس سے کسی دیوتا یا خدا پرست کے پیر دھلائے گئے ہوں (ہ ال)

میں اس کے پیر دھوتا اور چہ نامت آنکھوں سے لگاتا۔

چرنجیو (ک 4،ص ۲۹۰): ہ: ایک قسم کی دعا۔ جیتے رہو، لمبی عمر پاؤ، عمر دراز باد (ہ ال)۔ یہ آپ کے چرنجیو پتر ہیں کیا، شکل پتا اور پتر کی کتنی ملتی ہے۔

چرنجیوی (ک 16،ص ۱۳۵): طویل العمر (م گ)، عرصہ دراز تک زندہ رہنے والا، ایک قسم کی دعا جیسے جیتے رہوں (ہ ال)

چرنی (گئودان،ص ۸): ہ: مونث: (ہندو) کپڑا یا ٹوکرا یا ٹوکری جس میں جانوروں کو دانہ کھلاتے ہیں (ن ل)

دروازہ پر بڑی سی چرنی تھی جس پر گائیں سانی کھا رہی تھیں۔

چروری (ک 16،ص ۱۹): ہ: begging,requesting (پلیٹس)، درخواست کرنا، منت کر کے مانگنا (ال)

رن کے لیے اس نے مہاجنوں کی چروری کی۔

چرنایو (ک 16،ص ۵۰): س: long lived (پلیٹس)، چرآیو: ہ: بڑی عمر والا، بہت دنوں تک جینے والا (ہ ال)

ایشور تم کو چرایو کریں۔

چڑٹ (ک 4،ص ۲۷۱): انگ: تمباکو (ف ت)۔ وہ چڑٹ بنانے کا کارخانہ کھول رہا ہے۔

چڑھ (ک 14،ص ۲۷۵): چڑ: ناگوار، ناپسندیدہ (ال)۔ کوئی یووتی ایسی باتیں سن کر چڑھ نہیں سکتی۔

چڑھا اوپری (ک 4،ص ۱۸۹): ہ: چڑھا اپری: عو: لاگ ڈانٹ (ن ل)

تاڑی کی دوکان کے لیے کوئی اور کھڑا ہو گیا تو ضرور چڑھا اوپری ہوگی۔

چڑیاں کھیت چن گئیں (ک 3،ص ۲۹۲): محاورہ: چڑیاں کھیت چگ گئیں: اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

(ف ام) نقصان ہونے کے بعد رونا بیکار ہے۔

چڑیل کا پھساد (ک 14،ص ۵۲۵): م: چڑیل کا فساد: مرنے سے پہلے کا سکرات، نزع کی حالت میں آہ و بکا

چشم ہائے پرفسوں (ک 10،ص ۱۰۵): م: جادوئی آنکھوں سے، گھائل کرنے والی نگاہیں

اس نے میری طرف چشم ہائے پرفسوں سے دیکھا۔

چکت (ک 22،ص ۳۷): ہ: م: حیران، پریشان

چکتسالے (ک 16،ص ۱۹۷): اسپتال (م گ)، چکتسا لے: ہ: دواخانہ، شفاخانہ، ہسپتال (ہ ال)

چکمک (ک 19،ص ۲۳۷): ہ: چقماق (پلیٹس)۔ چکمک پتھروں کو رگڑنے سے چنگاری نکلتی ہے۔

چکھوتی (ک 1،ص ۳۸): لذیذ کھانے، چٹورپن (ن ل)۔ مفت کی چکھوتیوں سے خالی پیٹ بہتر۔

چلیدہ (ک 20،ص ۱۴): ف: dropped,distilled,oozed oozed out (پلیٹس)، ٹپکا ہوا (ن ل)

چکیم (ک 4،ص ۳۸۲): م: قمیص یا لباس۔ داروغہ نے جلدی میں اپنی چکیم پہنی۔

چک (ک 3،ص ۱۷۴): چک: a piece of assigned land,a patch of rent-free land (پلیٹس)، ملکیتی زمین کا

ٹکڑا یا ملکیتی زمین۔ بندھ کی تعمیر کے دوران ساٹھ بیگھے کا چک نکل آیا۔

چَلھو(ک 10، ص۵۰۱): م: لڑاکا، جھگڑالو۔ کیسی چَلھو بڑھیا ہے۔

چل پوں(ک 14، ص۴۹۸): م: ہڑبونگ، افراتفری۔ بارات میں عجیب چل پوں مچی ہوئی تھی۔

چلتو(ک 10، ص۴۵۳): م: جلدی بکنے والا، مارکیٹ میں جلد نکلنے والا، جلدی فروخت ہونے والا۔ چلتو مال لیں ورنہ روپیہ پھنس جائے گا۔

چلو میں الو ہونا(ک 11، ص۴۳۹): محاورہ: تھوڑی سی تند و تیز شے پینے سے مدہوش ہو جانا (عام طور پر شراب وغیرہ کے لیے بولتے ہیں)(ال)

چمرودھا(ک 18، ص۲۳۱): بھاری جوتا، گنوارو، ادھوڑی استر کا جوتا (ف ت)

چناچنی(ک 18، ص۹۳): چناں چنیں: میں میکھ، حجت، اعتراض (ف ت)۔ شاعر نے بڑی چناچنی کے بعد کلام سنایا۔

چنت(ک 1، ص۱۴۳): کپڑے وغیرہ پر خوش نمائی کے لیے ڈالی ہوئی سلوٹ، کپڑے کی شکن (ال)

بدن پر آب رواں کا چنت پڑا ہوا کرتہ تھا۔

چنتا شیل(ک 11، ص۱): م: فکر اور سوچ میں ڈوبا ہوا، پریشان فکر۔ بجّی ہنس مکھ اور بتی چنتا شیل تھا۔

چنتت(ک 12، ص۴۲۹): ہ: thoughtful,anxious,care (پلیٹس)، پریشان

چنتن(ک 8، ص۴۷۰): س: غور و فکر، سوچ و فکر، دھیان گیان (ہ ال)، thinking,meditating;to meditate on,to ponder,to study (پلیٹس)

چنٹ(گئودان، ۲۵۷): ہ: A miser (پلیٹس)، کمینہ، ذلیل۔ شہر کی ہوا کھا کر وہ چنٹ ہو گیا ہے۔

چنٹ دار(ک 18، ص۲): شکن دار، سلوٹ والا یا شکن والا (ف ت)

چندر بیدھی(ک 18، ص۳۷۳): م: خوبصورتی سے سحر زدہ

چندرماں(ک 5، ص۴۱۲): ہ: چاند، ماہتاب (ہ ال)۔ ستارے چندرماں کی طرح نورانی ہو گئے تھے۔

چندن ہار(ک 6، ص۱۸۰): ایک قسم کا گلے کا زیور جس کی زنجیروں کی کڑیاں چاند کے حلقے کی مانند بنائی جاتی ہیں (ال)

شادی میں اسے چندن ہار ملے گا۔

چندوے(گئودان، ۱۴۴): چندوا: چندویا: ہ: A small canopy,an awning;the crown of a hat (پلیٹس)، چندوا: ٹوپی کے اوپر کا گول حصہ، گول ٹوپی کے اوپر کا گردہ (ال)

چندیل(ک 9، ص۲۹۹): م: ہندو راجپوتوں کی ایک گوت۔ وہ چندیل خاندان کا آخری راجا تھا۔

چنڈول(ک 3، ص۳۲۷): ہ: چنڈال: کمینی، بدذات، نیچ، بدکار (ہ ال)۔ وہ چنڈول کا گانا سننے گیا ہوا تھا۔

چنڈی(گئودان، ۳۴): ہ: چنڈیکا: غصہ ور عورت، غضب ناک عورت (ہ ال)۔ وہ تو چنڈی بنی ہے کسی کی سنتی ہی نہیں۔

چٹاخ (ک 1، ص ۷): ہ: چاہت، تیغ (ال) تھپڑ۔ اس مردود کے ایک چٹاخ رسید کرو۔

چنگ (ک 3، ص ۴۱۳): ف: محاورہ: بہکانا، اکسانا، بے وقوف بنانا، آسمان پر چڑھا دینا (ال)

کیسا چنگ پر چڑھایا کہ جائداد لے کر چھوڑی۔

چنگ پر چڑھنا (ک 1، ص ۴۴): چنگل، گرفت، پنجے یا قبضے میں آنا (ال)۔ ایک بار کھٹکنے کے بعد اس کا چنگ پر چڑھنا یقینی ہے۔

چنگل (گنگودان، ۱۰۰): ف: مٹھی یا ہاتھ (ن ل)۔ گھر میں چنگل بھر بھوسہ نہیں۔

چنوتی (ک 11، ص ۴۴۰): ہ: encouragement,provocation,incitement (پلیٹس)، چیلنج

چنوتی دیتا ہوں کہ ثبوت لاؤ۔

چنور (ک 9، ص ۴۷): پنکھا جھلنا، مکھیاں اڑانا (ال)۔ نازنینیں چنور ہلانے اور پنکھا جھلنے لگیں۔

چنہہ (ک 11، ص ۵): ہ: mark,spot,sign,symbol,token,symptom,feature (پلیٹس)، یادگار، نشانی

سہاگ کی ساڑھی سہاگ کا چنہہ ہے۔

چنی چوکر (گنگودان، ۴۳۱): چنی: اکھ کی ایک قسم جو چھوٹی اور پتلی ہوتی ہے۔ اضلاع اناوہ اور علی گڑھ کی پیداوار ہے (ال)، چوکر: گیہوں یا جو وغیرہ کے دانوں پر کا باریک پوست جو پیسائی کے بعد آٹا چھان کر علیحدہ کیا جاتا ہے، بھوسا، بھوسی: دانوں کا چورہ۔ گیہوں جو وغیرہ کے دانوں کا چورا جس میں بھوسا ملا ہوا ہو جو گائے بھینس اور گھوڑے کو کھلایا جاتا ہے (ال)

ان کے نیل چنی چوکر کے بغیر ناند میں منہ نہیں ڈالتے۔

چوبیسوں گھڑی (ک 1، ص ۵۳): م: ہر وقت۔ چوبیسوں گھڑی کی بے بے کھے کھے برداشت نہیں ہوتی۔

چوبے جو دوبے نہ بنے دردر ہو گئے (ک 11، ص ۱۴۰): م: جس نے اپنی حالت کو تبدیل نہ کیا یا کوشش نہ کی، اسے زمانے نے پیچھے چھوڑ دیا

چوپائی (ک 3، ص ۲۳۳): س: چار مصرعوں پر مشتمل ہندی بول، قطعہ، رباعی (ف ت)

ہندی نہ جاننے کی وجہ سے شاید ہی کوئی چوپائی اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

چوپڑ (ک 9، ص ۱۴۷): ہ: A game played with oblong dice like causar;the cloth or board on which the game is played having two transverse bars in the form of a cross (پلیٹس)، ایک دیسی گھریلو کھیل جس کی بساط چلیپے کی صورت ہوتی ہے۔ اس کے ہر حصے میں مربع شکل کے چوبیس خانے ہوتے ہیں اور اس کا درمیانی حصہ ملا کر پچیس ہو جاتے ہیں۔ اس کھیل کے لیے چھالیہ کی ڈلی کی شکل کے سولہ مہرے ہوتے ہیں جو نرد یا گوٹ کہلاتے ہیں، چوسر، پچیسی (ال)۔ وہ ساتھ ساتھ چوپڑ کھیلتیں۔

چوتالا (ک 10، ص ۴۵۱): طبلے کا ایک ٹھیکا (ف ت)

چورا (ک 5، ص ۳): ہ: کٹہرا، the place where the sati is performed (پلیٹس)، وہ جگہ جہاں ستی کیا جاتا ہے (ال)

بنارس میں مہاتما کبیر کے چورے کے قریب اس کا گھر ہے۔

چورستے (ک 14، ص ۲۲۱): م: چار راستے مراد چاروں طرف یا ہر طرف۔ چورستوں پر عالی شان پھاٹک بنائے گئے ہیں۔

چورہ (گنگو دان، ۱۳۲): چورا: وہ جگہ یا مرگھٹ جہاں کوئی عورت ستی ہوئی ہو، چبوترا (ال)

چورے پر چل کر قسم اٹھاؤ کہ گنگو تمہیا نہیں کی۔

چوکا (ک 4، ص ۴۴۴): ہ: to plaster the floor with mud and cowdung and prepare a space for cooking (پلیٹس)، رسوئی، وہ مقام جہاں کھانا پکاتے اور کھاتے ہیں (ہ ال)

اس نے گھر میں چوکا لگایا اور پانی لینے چلی گئی۔

چوکھٹ (ک 19، ص ۵۱): ہ: sill of a door-frame,frame of a picture or looking-glass (پلیٹس)، لکڑی کے دروازے کا ایک فریم۔ پڑوسی کچھ چوکھٹ آدی مول لینا چاہتا ہے۔

چوکھٹ نا گھنا (گنگو دان، ۲۹۹): نا گھنا: ہ: کودنا، پھاندنا، پار کرنا (ہ ال)، چوکھٹ: آستانہ، دہلیز (ف ت)، دہلیز پار کرنا

اسے چوکھٹ نا گھنے کی اجازت نہیں، بھاگنے سے چھونا تو دور کی بات ہے۔

چولا مست (ک 10، ص ۲۸۷): م: سیر رہنا، طبیعت کا بشاش رہنا، تن کا بشاش رہنا۔ یہاں چین تو نہ ملے گا لیکن چولا مست رہے گا۔

چوما (گنگو دان، ۱۸۲): ہ: برسات (ن ل): چوما سا: ہ: اساڑھ سے کنوار تک چار مہینے (ہ ال)۔ چوما آ گیا، ہریکھا نہ ہوئی۔

چونچال (ک 14، ص ۱۳۶): چست، چاک و چوبند (ف ت)۔ چونچال لڑکوں کو نجر (نظر) کا بڑا ڈر رہتا ہے۔

چوندھیا (ک 4، ص ۱۳۲): ہ: to be dazzled,be struck with astonishment,be confused,out of one's senses (پلیٹس)، پریشان ہو جانا، حواس باختہ ہو جانا۔ اکھاڑے میں وہ کچھ ہی دیر بعد چوندھیا گیا۔

چوکیں (ک 8، ص ۲۷۴): چوک: ہ: error,fault,blunder,mistake,failure,oversight (پلیٹس)، غلطی، لغزش

پتا کی چوکوں پر فقرے کسنا اولاد کو زیبا نہیں۔

چوں چپڑ کرنا (ک 6، ص ۳۷۰): م: دم مارنا، شور کرنا، بحث و تکرار کرنا۔ کسی نے چوں چپڑ کی تو ہڈی توڑ دوں گا۔

چووائی (ک 6، ص ۲۷۹): ٹپکانا، گرانا، جھڑ کرنا (ال)۔ چووائی میں آسمان سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔

چوہنا (ک 6، ص ۲۷): م: چوسنا، چاٹنا، نظر رکھنا، لاڈ کرنا۔ ہمارے ججمان ہیں جو ہمارا منہ چوہتے رہتے ہیں۔

چہارم (ک 3، ص ۵۵): چوتھائی، نصف کا نصف، پچیس فی صد (ال)۔ وہ آمتو ڑالا یا لیکن جاگیردار کو فقرہ چہارم نہ دیا۔

چھپنیا (گنگو دان، ۳۰۷): جس کے ہر دانے میں تین تین کلیاں ہوں، خاص کر انگرکھا (ال)

اس نے چھینٹ کا یا اچکن اور چوڑی دار پاجامہ پہنا ہوا تھا۔

چھاپنا پوتنا (ک9،ص۱۴۹): ہ م: چھت ڈالنا، دیواروں اور فرش کو لیپنا۔ گھر کو آدمی برکھارت سے بچاؤ کے لیے چھاپتا پوتتا ہے۔

چھاتر (ک 14،ص۴۲۹): ہ: شاگرد، طالب علم (ہ ال)۔ وہ پریکشا والے چھاتروں کی طرح بار بار رقم کا مطالبہ کرتی۔

چھاتر ورتی (ک 10،ص۲۱): طالب علم کا وظیفہ (م گ)۔ ودیالیہ میں غریب لڑکوں کو چھاتر ورتیاں بھی ملتی تھیں۔

چھاتر ورگ (ک 22،ص۴۰): ہ: مرکب: طالب علم (ہ ال)

چھاتی پہ کوروں دلنا (ک 1،ص۵۵): چھاتی پر کودوں دلنا: عو: کسی کے سامنے ایسا کوئی برا فعل کرنا جو اس کو بہت ناگوار ہو (ن ل)

چھاتے لگے چھ ماس اور چھن میں ہوئے اداس (ک 19،ص۶۳): م: کہاوت: دل کی دنیا سالوں میں بستی اور لمحوں میں اجڑتی ہے۔ کھیتی بہت محنت کے بعد فصل دیتی ہے اور ذرا سی لاپروائی اسے اجاڑ دیتی ہے۔

چھانٹا (ک 10،ص۲۰۴): ہ: چارا، جوار یا ترہ یا مکئی کا ہرا یا سوکھا پودا (ال)۔ کون بیلوں کے لیے چھانٹا کتائے گا۔

چھانٹی (ک 13،ص۲۷): ہ: تخفیف، کچھ کو کاٹنا اور کچھ کو چھوڑنے کا عمل (ف ت)۔ وہ چھانٹی کاٹ کر کھیت سے واپس آ گیا۔

چھاوت لاگت چھ برس اور چھن میں ہوت اجاڑ (ک 16،ص۳۶): رک: چھاتے لگے چھ ماس اور چھن میں ہوئے اداس

چھاہنہ (ک4،ص۱۶۸): چھانہہ: ہ: shade,shadow,shady,reflection (پلیٹس)، سہارا، سایہ

مجھے بنا چھاہنہ کے چھوڑے جاتے ہو۔

چھایا (گودان،۹۷): س: shade,shadow,a shady place (پلیٹس)، سایہ۔ میرے دوارے پہ پیپل کی چھایا ہے۔

چھپن ٹکے (ک 4،ص۵۴۸): م: زیادہ، بہت زیادہ۔ دال روٹی میں ایسا کیا چھپن ٹکے کا خرچ ہوتا ہے۔

چھپن ٹکے کا خرچ (ک 2،ص۲۶): م: زیادہ خرچ، برداشت سے زیادہ خرچ

چھتر (ک20،ص۱۰): ہ: a shed,protection (پلیٹس)، بادشاہ کے سر کی چھتری، شامیانہ، (کنایۃً) پناہ گاہ، مامن (ن ل)

اسے تیغی کا تمغہ اور سلطنت کا چھتر ملا۔

چھتری (ک20،ص۱۳۸): ہ: the second or military caste of Hindus (پلیٹس)، ہندوؤں کی ایک ذات جس کے ذمے لڑنے بھڑنے کا کام ہے۔ وہ ذات کا چھتری ہے۔

چھتی (ک8،ص۴۰۷): ہ: زمین، دنیا (ہ ال): س: زمین، مٹی (ال)۔ جیون بھر وہ اس چھتی کی پوجا کرتے رہے۔

چھتیانا (ک 18،ص۴): ہ: بندوق کی شست باندھنا (ن ل)۔ کوئی ہنسا اور اس نے بندوق چھتیائی۔

چھتیں پھٹی پڑنا (ک 18،ص۱۲۹): م: بہت زیادہ بھیڑ ہونا۔ تماشائیوں سے چھتیں پھٹی پڑتی ہیں۔

چھٹ (ک 17،ص۳۳۳): soon,as soon as possible (پلیٹس)، جلد ہی، جتنا جلدی ممکن ہو یا ہو۔ کا یا ہو سکے

لڑکے والوں کے ہاں تلک بھیجنا ہے۔شادی چھپٹ میں ہوئی۔

چھپٹ بھیوں (ک 10،ص۱۲۳):عوام الناس،عام لوگ،جمہور (ال)۔اس کا شمار لیڈروں میں نہیں چھپٹ بھیوں میں ہوتا ہے۔

چھپٹ پٹا (ک 4،ص۱۲۸): ہ،چھٹپٹانا: restless,to toss or tumble about,to flutter;to be agitated (پلیٹس)، بے چین،بے تاب۔محبوب سے ایک بار ملنے کے لیے اس کا دل چھپٹ پٹا رہا تھا۔

چھپٹ پٹاتی (ک 14،ص۱۲۸):م:تکلیف اٹھانا،دکھ سہنا۔وہ بچے کو جنم دینے میں تین دن رات چھپٹ پٹاتی رہی۔

چھپٹ پٹانا (گئودان،۲۲۷):م:تکلیف میں ہونا،درد کی کیفیت سے گزرنا،تڑپنا۔پیٹ میں درد ہے،چھپٹ پٹا رہی ہے۔

چھپٹ پن (ک 18،ص۸۸):ہ:مذکر:بچپن (ن ل)۔وہ تو چھپٹ پن ہی سے افیم کا عادی ہے۔

چھنا سانڈ (ک 1،ص۳۷):م:آوارہ سانڈ کی طرح،بے مقصد،بلاضرورت۔چھنا سانڈ کی طرح استریوں کو منڈ گشت نہیں کرنا چاہیے۔

چھٹپنے کا گہوارہ (ک 9،ص۳۵):ہ،چھٹپنا:لڑکپن،بچپن،کم سنی (ال)،لڑکپن کے دن۔

برگد کا درخت ہمارے چھٹپنے کا گہوارہ اور عالم جوانی کا آرام گاہ تھا۔

چھچھ مچھ (ک 1،ص۲۱):م:ناپسندیدہ حرکت،باتیں یا عادت۔بھلا کوئی بھی ایسی چھچھ مچھ دیکھ پڑی۔

چھچھوڑے پن (ک ۱۴،ص۳۱):چھچھوراپن:ناپسندیدہ بات،حرکت یا گھٹیا پن (ف ت)

چھدا رکھنا (ک 1،ص۵۷):ہ:مذکر:الزام دینا،بہتان دینا (ن ل)۔خود تو کام کرتا ہے اور مفت چھدا دوسروں پر رکھتا ہے۔

چھدام (ک 19،ص۱۹):ہ: a denomination of money equal to six dam or two damri,the fourth part properly six twenty-fifths of a paisa or 16 cowries (پلیٹس)،دو دمڑیاں۔چھدام بھی تو پاس نہیں۔

چھرا (ک 11،ص۲۸۲):م:کنگھی کرنا۔لوگ سویرے اٹھ کر بالوں میں چھرا کیوں چلاتے ہیں۔

چھک (ک 10،ص۲۳۲):سیر ہونا،مست ہونا،لبریز ہونا (ال)۔ساغر کے ایسے دور چلیں کہ ہم چھک جائیں۔

چھک جانا (ک 5،ص۱۰۰):س: be thoroughly satisfied,to be gratified (پلیٹس)،چڑھ جانا،پی جانا،اطمینان سے قبول کرلینا۔پریم وہ پیالہ ہے جسے آدمی چھک جائے۔

چھکا پنجا (ک 19،ص۳۶۸):ہ:تریا چتر،تیزی،چالاکی،داؤپیچ (ہ ال)۔میں تو سیدھی سادی استری ہوں،چھکا پنجا کیا جانوں۔

چھل کپٹ (ک 11،ص۳۸۱):م:مکر فریب یا دھوکا کرنا۔اسے چھل کپٹ کی چھوت نہیں لگی۔

چھلی (ک 19،ص۲۰۳):ہ:فریب،دغا،مکر،بے ایمانی،مکاری،دغا بازی (ہ ال)۔چھلی میں اس کا مقابلہ ممکن نہیں۔

چھما (ک 4،ص۲۴۷):ہ: to pardon,forgive,excuse;to show kindness to (پلیٹس)،معذرت یا معافی

مہاراج ہمارا اپرادھ چھما کیجیے۔

چھماشیل (ک 11، ص ۱۱۸): م: شرارتی، چلبلا۔ وہ اتنا چھماشیل ہے کہ محفل میں چپ نہ رہ سکا۔

چھن (ک 8، ص ۳۸۲): ہ: موںث: ہندو۔ لحہ، پل (ہ ال)

چھن بھر (ک 5، ص ۱۱۷): تھوڑی سی دیر، پل بھر (ہ ال)۔ اب میں اس گھر میں چھن بھر نہیں رکنے کا۔

چھن چھن (ک 10، ص ۳۹۵): کڑکڑاتے گھی یا تیل میں کسی چیز کی پڑنے کی آواز (ف آ)

پوریاں کڑاہ کے اندر چھن چھن کر کے تیر رہی تھیں۔

چھند (ک 19، ص ۲۷۸): ہ: بیت، نظم، گانے کا ایک تال (ہ ال)۔ تک بندیوں اور چھندوں کو یاد رکھنا سہل ہے۔

چھنگل (ک 3، ص ۵): مقامی: چنگل

چھوادینا (ک 14، ص ۳۲۹): م: مس کرنا، ہاتھ لگانا۔ تم نے کیوں اسے چھوادیا۔

چھوچھے (گنوران، ۲۷۵): چھوچھا: ہ: empty,hollow;shallow;low,mean,contemptible,despicable

(پلیٹس)، بےبسی سے، خالی ہاتھ۔ آدمی محنت اس لیے تو نہیں کرتا کہ چھوچھے ہاتھ مر جائے۔

چھور (ک 7، ص ۱۹۰): ہ: border,edge,limit (پلیٹس)، کنارہ، حد۔ ان کی بدیا کا چھور تک نہیں۔

چھیتر (ک 17، ص ۴۵۰): ہ: a sphere of action,a field (پلیٹس)، مقام، جگہ (ہ ال)۔ اردو کا چھیتر کافی بڑا ہے۔

چھیچھالیدر (ک 4، ص ۴۳۹): د: درگت، بری حالت، خرابی، بےعزتی (ال)۔ محلے والے اس کی چھیچھالیدر ہوتے دیکھ کر ہنسیں گے۔

چھید (ک 19، ص ۴۲): ہ: سوراخ (ہ ال)۔ رات کو وہ دیوار میں چھید کیا کرتا۔

چھیدن (گنوران، ۱۵۵): س: cutting,removing;piercing e.g. KAN-CHEDAN 'ear-piercing',a hole

(پلیٹس)۔ موںڈن، چھیدن، جینا اور مرنا سب برادری کے ساتھ ہے۔

چھینکوں (ک 10، ص ۳۳۲): س: وہ جالی یا ڈھکن جو اشیائے صرف رکھنے کے واسطے لٹکا دیتے ہیں تاکہ چیزیں محفوظ رہیں (ال)

بلی پڑوسیوں کے چھینکوں پر اُچھتی۔

چیت (ک 7، ص ۲۶۳): س: degraded,dropped,fallen off,deviated from (پلیٹس)، تذلیل ہونا

اس عمل سے برادری چیت جائے گی۔

چیت (ک 3، ص ۲۸۸): چیتنا: سمجھ جانا، ہوشیار ہو جانا، چوکنا ہونا (ف ت)۔ چاروں طرف سے منہ کی کھانی پڑی تو چیت گئے۔

چیتاونی (ک 16، ص ۱۴۶): ہ: جتانا، خبردار کرنا، یاد دلانا (ہ ال)

چیتن (ک 9، ص ۲۶۵): اہلِ ہنود کے ایک دیوتا، ذوی الارواح، روح و ذات حق (ہ ال)

چیتنا (ک 6، ص ۱۳۲): سوچنا، بیدار ہونا، ہوش میں آنا (ال)۔ اپنا لڑکا ہے، کبھی نہ کبھی تو چیتتا ہی۔

چیتو (ک5،ص۱۱۹): ہوش میں آنا، سوچنا (ہ ال)۔ مرنے کے دن آ گئے، اب تو چیتو۔

چیتے (ک10،ص۳۱۵): چیتنا:ہ: جاننا، سمجھ میں آنا (ہ ال)۔ جوتشی جی اب چیتے۔

چیری (ک16،ص۴۸):ہ: باندی، لونڈی، نوکرانی، خدمت گار (م گ)

چیری رادھا (ک3،ص۲۰۱): چیری: داسی، ملازمہ، رادھا: کرشن جی کی محبوبہ کا نام (ہ ال)، چہیتی ملازمہ یا لونڈی

چیشا چیشک (ک16،ص۱۱۲): شیطانی، آسیبی (م گ)

چیشٹا (ک22،ص۱۰۲):ہ: کوشش

چیلا (ک19،ص۲۰۲):ہ:a log or billet of wood,a piece of split wood, for burning (پلیٹس) لکڑی کا ٹکڑا یا لکڑی۔ اس نے جلتا ہوا چیلا چتا سے نکال لیا۔

چینا (ک5،ص۲۷۰):س:a kind of panic or millet (پلیٹس)، دلیہ۔ اس کی غذا ستو یا چینا ہے۔

چینٹے (ک14،ص۱۳۸): چینٹا:ہ: بڑی چیونٹی، چیونٹا (ن ل)،م: دردِ سر، مصیبت۔ تین چینٹے پوت اس کے گلے منڈھ دیے گئے۔

چیں بچیں (ک6،ص۲):م: تیوری، غصے میں، پریشانی میں بیوی کے چیں بچیں کھڑے ہونے کی وجہ سے اسے واپس لوٹ جانا پڑا۔

حاذق (ک5،ص۱۹۱):ع:sharp,acute,intelligent,penetrating,skilled,thoroughly learned ماہر، سمجھدار (پلیٹس)۔ اس سے زیادہ حاذق ڈاکٹر یہاں کوئی نہیں۔

حال خوار (ک10،ص۱۸۵):م: بری حالت، برا حال۔ حال خوار دیکھ کر باپ بیٹا دونوں روئے۔

حالی (ک10،ص۷۷):م: الطاف حسین حالی: اردو کے نامور شاعر اور نثر نگار۔ مسدس اور مقدمہ شعر و شاعری کے خالق

حبس دوام (ک13،ص۵۸۹): حبس دوام:ف: زندگی بھر قید میں رکھے جانے کی سزا، عمر قید (ال)

عدالت نے اسے حبس دوام کی سزا دی۔

حب (ک10،ص۱۲۷): دانہ، رتی بھر مقدار (ف ع)۔ اب میرے ذمے اس کا ایک حب بھی باقی نہیں ہے۔

حجرۂ شیریں (ک14،ص۵۳۹):م: میٹھے کا گھر، مٹھائیوں کا گھر، میٹھے کا کمرہ

حس استکراہ (ک2،ص۳۰۲): حس:ع: محسوس کرنا، کسی شے کا حواس خمسہ سے ادراک کرنا: استکراہ: کراہت، تنفر، بے رغبتی، بے رغبتی محسوس کرنا، اکتاہٹ محسوس کرنا (ن ل، ف ت)۔ میرے اعتماد نے اس کی حس استکراہ کو مسخر کر لیا۔

حسانت (ک20،ص۳۹۷):م: حسین چیز، حسن، خوب صورتی۔ وہ بلا کا حسن پسند ہے اور حسانت اس کی نگاہ میں کھب جاتی ہے۔

حسرت کشتہ (ک10،ص۴۴۴): جس کی خواہش پوری نہ ہوتی ہو، غم کا مارا ہوا (ال)

اس کی آنکھیں حسرت کشتہ کی طرح دیواروں کو تاک رہی تھیں۔

حق پژوہی (ک 14، ص۴۲۴): م: حق یا سچائی کی کھوج یا تلاش۔ ان کی حق پژوہی اور رسائی نفسی محقق تحریر کے لیے وقف ہے۔

حکیم حاذق (ک 20، ص۲۲۱): م: ماہر طبیب، اپنے فن میں کامل طبیب (ف ت)

حلقہ ماہ (ک 10، ص۱۴۰): م: چاند کے گرد دائرہ۔ حلقہ ماہ کی طرح زمین پر جو اور گیہوں کے ڈنٹھلوں کے حلقے بنے ہوئے تھے۔

حلہ سعید (ک 10، ص۳۸۵): م: وقار کا لباس، عزت کا مقام۔

اسے بیرسٹری کے حلہ سعید سے آراستہ دیکھنا ان کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو تھی۔

حمق (ک 10، ص۵۲۸): نادانی، کم عقلی، بے عقلی (ف ع)۔ اس پر برہم چاری بننے کا حمق سوار ہے۔

خالق باری (ک 3، ص۳۱۸): ایک قدیم درسی کتاب جو مدرسوں میں پڑھائی جاتی تھی (ف ف آ)

لڑکے بوریے پر بیٹھے کریما اور خالق باری کی رٹ لگایا کرتے تھے۔

خدمت معہودہ (ک 1، ص۴۹): م: طے کردہ فرائض، مقرر کردہ خدمت، طے کردہ خدمت، عہد کی ہوئی بات

میں انجام دہی خدمت معہودہ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کروں گا۔

خراد (گئودان، ۳۷۶): مقامی: عربی میں خراط: ف: آلہ جس سے لکڑی کو چھیل کر صاف کرتے اور گول بناتے ہیں، to be put on the lathe;to be polished (پلیٹس)، کنایۃً انسان کا تعلیم و تربیت پاکر شائستہ ہونا خراد پر چڑھنا یا اترنا: درست ہونا، سنورنا، تشیب و فراز آزمانا (ن ل)

خرب (ک 20، ص۲۳۵): ف: ویرانے خرابے (ف ت)، حرب و خرب: جنگ وجدل۔ یہ حرب و خرب کس لیے۔

خرد پژوہی (ک 20، ص۵۲): م: عقل، دانش، سمجھ۔ یہ اسی کی خرد پژوہی ہے کہ اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔

خردہ گیری (ک 20، ص۴۲۹): ف: seizing on trifling faults,cavilling (پلیٹس)، عیب جوئی، نکتہ چینی (ن ل)

خرسلا (ک 14، ص۴۷۷): م: خیر و عافیت۔ وہ نانی کو پہنچ کر سال میں ایک بار خرسلا منگا لیا کرتا تھا۔

خرسند (ک 1، ص۱): ف: صفت: شادمان، خوش (ن ل)۔ اس کے انداز سے ہر ایک کا دل خرسند ہے۔

خسرال (ک 12، ص۳۷۰): م: سسرال

خفیہ فروش (ک 14، ص۵۱۵): م: پوشیدہ یا در پردہ کاروبار، خلاف قانون خرید و فروخت۔ وہ خفیہ فروش تھا، کوکین بیچتا تھا۔

خلعت خاصہ (ک 20، ص۷۷): خصوصی انعام، پوشاک، عزت افزائی کا لباس، اعتراف کمال (ف ت)

خلقی مجہولیت (ک 10، ص۹): پیدائشی سستی، کاہلی اور آرام طلبی (ن ل)۔ اس کی خلقی مجہولیت دو دنوں میں ختم ہو جاتی تھی۔

خمچے (ک 10، ص۸۷): م: تلوار، خنجر۔ وہ لڑائی کے لیے اپنے آبدار خمچے کو تیز کر رہا تھا۔

خنجر خاراشگاف (ک 10، ص۲۴۳): پتھر میں نشان یا سوراخ کرنے والا خنجر (ا ل)۔

کھنجری (ک14،ص۱۵۸): ڈفلی، چھوٹا دف (ف ت)، بچوں کا ایک کھلونا

کھنچیاں (ک 18 ،ص۱۳۸): م: دستر خوان، سینی، رکابی۔ خربوزوں سے کھنچیاں بھری پڑی ہیں۔

خودرفتگی (ک6،ص۲): بیخودی، مدہوشی (ن ل)۔ جوانی نے اس پر خودرفتگی کی کیفیت طاری کر دی تھی۔

خودرانصیحت (ک14،ص۲۸۸): خود نصیحت دیگراں را نصیحت: ف: محاورہ: خود برا کام کرنا اور دوسرے پر تنقید کرنا یا رکاوٹ ڈالنا (ن ل)

خودروی (ک10،ص۲۲۳): م: اپنی رائے پر چلنا، اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنا (ال)

خودغرضی کا قطب (ک14،ص۳): م: اپنی غرض کا بندہ، خودغرضوں کا سردار

خورپڑوہیاں (ک3،ص۱۲۱): م: نفسانیت، خواہش نفسانی۔ ان کی خورپڑوہیاں ہوا کا جھونکا پاتے ہی دھک اٹھیں۔

خون خچر ہونا (ک1،ص۱۲۸): خون خچر: مذکر: ع: کشت وخون، خون ریزی (ن ل)۔ پریما کے لیے اس نے اتنا خون خچر کر دیا۔

خیال گانا (ک9،ص۴۳۴): ع:a kind of song,an imaginary form,phantom (پلیٹس)، گانا، گانے کی ایک قسم

وہ خیال گا کر سماں باندھ دیتا ہے۔

داتون (گئودان،۱۰۸): ہ:cleaning the teeth with toothbrush (پلیٹس)، دانتوں کو مسواک کرنا

وہ سویرے اٹھ کر داتون کرتا۔

دادخواہ (ک10،ص۳۵۷): فریادی، انصاف طلب کرنے والا، مظلوم (ال)۔ ایک دادخواہ بھی نظر نہ آیا۔

دادوستد (ک2،ص۲): لین دین (ف ت)۔ دادوستد کا ذکر اچھے خاندانوں میں نہیں۔

دارا پار (ک14،ص۲۳۲): م: حد، حساب۔ اس کی خوشی کا دارا پار نہیں ہے۔

دارشنک (ک22،ص۵۱): ہ: فلسفی (ہ ال)

دارعصیاں (ک14،ص۶۷): م: مصائب کا گھر، گناہوں سے بھرا ہوا۔ وہ ایسے بھاگا جیسے اس دارعصیاں سے نکل جائے گا۔

داری جار (گئودان،۱۲۱): ہ: ع:A bastard,the child of a female slave by a paramour (پلیٹس)، بدبخت، کم بخت، کمینہ، جوانی مرگ۔

داڑھی کھا جانا (ک18،ص۱۳۸): م: بہت زیادہ کھانا، بے حساب کھانا۔ اتنے آم کھائے کہ گٹھلی اور چھلکے داڑھی تک آ پہنچے۔

داستا (ک22،ص۹۸): م: خدمت، غلامی۔ اس نے پتی کی داستا میں عمر بتا دی۔

داشت (ک10،ص۲۰۵): نگرانی، رکھوالی، پرورش (ال)۔ اس کا زیادہ وقت بیلوں کی داشت میں گزرتا۔

دامپتیہ (ک23،ص۴۳۷): رک: دامپتیہ

دامپتیہ (ک11،ص۱): ہ: متعلق بہ زن وشو، عورت اور مرد کا سا (ہ ال)۔ اختلافات کے باوجود ان کا دامپتیہ جیون سکھد مے تھا۔

دان دکشنا (ک 6، ص ۱۷۸): ہ: خیرات دینا، بخشش دینا (ہ ال)

دان ویر (ک 16، ص ۱۸): سخی (م گ)، وہ جو بخشش دینے میں بڑھ کر ہو، جو دان دینے میں سب سے آگے ہو (ہ ال)

دانت کاٹی روٹی ہونا (ک 5، ص ۱۵۶): (محاورہ) پکی دوستی ہونا، کمال ارتباط ہونا (ن ل)۔ دونوں دوستوں میں دانت کاٹی روٹی تھی۔

دانت ہونا (ک 3، ص ۴۰): قبضہ کرنے کی نیت، خواہش یا قصد ہونا (ل)۔ میرے پاس رہنے کا ایک کمرہ ہے، شاید اس پر بھی دانت ہو۔

داتا کلکل (ک 1، ص ۴۷): ہ: تکرار، جھگڑا، دوبدو (ف ت)، bickering,wrangling,quarrel (پلیٹس)

ایک دفعہ مر جائے تو اس آئے دن کی داتا کلکل سے چھٹی ملے۔

دانتے (ک 20، ص ۳۲۵): عظیم اطالوی شاعر جس نے Divine Comedy لکھ کر شہرت حاصل کی (م ا)

دانوی (ک 22، ص ۴۳): س: دان ور: an exceedingly liberal man (پلیٹس)، مرد، ترقی پسند مرد

شانتی (سکھ) کے دو سادھن (تدبیر) ہے، ایک مانوی اور دوسرا دانوی۔

داوا (ک 8، ص ۵۰۲): مقامی: دعویٰ

داہ کرم (ک 19، ص ۴۳): ہ: مردے کو جلانے کی رسم (ہ ال)۔ اس کی مرتیو کے بعد داہ کرم گاؤں والوں نے کی۔

داہ کریا (ک 20، ص ۲۱۵): ہ: to burn,give fire (پلیٹس)، جلانا۔ گنگا کنارے اس کی داہ کریا ہوئی۔

دبدھے (ک 5، ص ۲۴۷): دبدھا، تذبذب، پریشانی میں (ہ ال)۔ وہ اسی دبدھے میں دیر تک کھڑے رہے۔

دتیل (ک 3، ص ۵): پ: کمزور، ضعیف، دبا ہوا (ال)۔ نہ کارندہ کوئی ہوا ہیں اور نہ حمیدار کوئی کاٹو ہیں۔ یہاں کوئی دتیل نہیں ہے۔

دخل فصل (ک 20، ص ۴۲): م: بہانہ کرنا، بہانہ، لیت و لعل سے کام لینا۔ دیہاتی قیمت ادا کرنے میں دخل فصل نہیں کرتے۔

دودھار (گئو دان، ۷): پ: Giving much milk;milk giving,milch (پلیٹس)، دودھ دینے والی (ہ ال)

گائے دودھار لگتی تھی۔

در (ک 16، ص ۱۷): ڈر، خوف، شبہہ (ہ ال) نرخ، بھاؤ، شرح (ف ت)۔ سود کی در کو کم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

درآگرہ (ک 8، ص ۴۷۲): درآگرہ: ہٹ، ضد، کسی بات پر یرے خیال سے اڑے رہنا (د ل)۔ تحقی کے درآگرہ کی اسے پرواہ نہ تھی۔

دراؤ (گئو دان، ۱۴۷): م: دتکارنا، دور کرنا یا رکھنا۔ اپنے دوارے سے مجھے دراؤ مت۔

دربل (ک 19، ص ۱۴): ہ: ناتواں، کمزور (ہ ال)۔ ماتا دنوں دن دربل ہوتی جا رہی ہے۔

دربلتا (ک 8، ص ۴۷۹): س: کم زوری، ناتوانی (ہ ال)

درپیوگ (ک 16، ص ۲۴): ناجائز استعمال (م گ)

درخور (ک 10، ص ۳۷): لائق، سزاوار (ف ع)، سدبد، کچھ کچھ جاننا۔ اس فن میں مجھے بھی کچھ درخور ہو گیا ہے۔

دردر(ک22،ص۵۸):ہ:غریب،مفلس(ہ ال)

دردرتا (ک11،ص۱۳۰):ہ: بے زری،مفلسی محتاجی،غریبی(ہ ال)۔دردرتا نہ سب کچھ کیا،آ تما کا تنزل نہ کر سکی۔

دردردیش(ک22،ص۲۴۲):م:مرکب:غریب ملک

دردرس(ک10،ص۳۰):م:درد رکھنے والا،دکھ محسوس کرنے والا،احساس کرنے والا۔دنیا میں دردرس آدمیوں کی کمی ہے۔

دردسا(ک3،ص۳۷۳):رک:دردشا

دردشا(ک2،ص۲۰۲):ہ:برے دن،بری حالت،روز بد(ہ ال)۔دردشا ہونے پر بھی موت سے ڈر و مت۔

درڑھ ورت(ک22،ص۱۸۷):ہ:مرکب:پکا عہد،پکا وعدہ(ہ ال)

درشتی(ک16،ص۲۷۹):س:seeing,looking,at,viewing;the faculty of seeing(پلیٹس)،ذاتی نظریہ(م گ)

درشن کاری(ک16،ص۱۴۷):فا-فر(م گ)

درگا پاٹ(ک7،ص۴۸):س:درگا پوجا:the chief annual festivai of the Bangalis held in honour of Durga in the month of A'svin(sep-oct)(پلیٹس)،درگا دیوی کی پوجا۔زچہ کی سلامتی کے لیے درگا پاٹ بٹھا دیا گیا۔

درگا پاٹھ(ک5،ص۵۰):س:دیوی کے تیوہار پر عبادت کرنا،دیوی،اس کا تیوہار آشوج پکش کی آٹھویں اور نومی کو ہوتا ہے جسے درگا شٹمی اور نومی کہتے ہیں(ہ ال)،ہندوؤں کی ایک منظوم مذہبی کتاب جس میں درگا دیوی کی فتوحات کا بیان اور تعریف و توصیف ہے(ال)

وہ رام نومی کے دن درگا پاٹھ سنتی۔

درگا داس(ک4،ص۱۱۵):م:ہندو قبیلہ راجپوت جو اورنگزیب عالمگیر کے خلاف سالوں گوریلا جنگ لڑتا رہا(پ ق)

درگتی کرنا(ک5،ص۱۵۵):س:بری حالت،پتلا حال،بری حالت بنانا(ن ل)۔پاپیوں نے جوان لڑکی کے ساتھ جانے کیا درگتی کی۔

درگندھ(ک19،ص۴۷):ہ:بدبو،تعفن(ہ ال)۔گڑھے میں اندھیرا اور درگندھ تھی۔

درگھٹنا(ک22،ص۳۷):حادثہ

درگیش نندنی(ک20،ص۱۲۰):م:مولانا عبدالحلیم شرر کا ایک ناول جس کے کرداروں سے ہندو نفرت کرتے ہیں(پ ق)

درلبھ(ک9،ص۳۲۱):دشوار،کمیاب،عزیز الوجود(ہ ال)۔آپ جیسی دیویوں کے درشن درلبھ ہوتے ہیں۔

درلبھ بندھو(ک20،ص۳۹۷):شیکسپیئر کے ڈرامے Merchant of Venice کا ہندی ترجمہ۔جو بھارتیندو ہریش چندر نے کیا(پ ق)

درن(ک6،ص۱۳۹):م:غم،تکلیف،مصیبت،مصائب۔درن سے دور ہو کر ہی اسے سکون ملے گا۔

دروازہ چار(ک12،ص۲۸۶):م:دروازہ بند کرنا:اہل ہنود میں بیاہ کی ایک رسم۔وواہ میں دروازہ چار کی رسم ادا کر دی گئی۔

دروپدی(ک9،ص۱۲۵):پانچال دیش کے راجا درپد کی لڑکی جس کا پہلا نام کرشنا تھا(ہ ال)

مرلی دھر نے تو بھری سبھا میں دروپدی کی لاج رکھ لی۔

دروکور(ک 14،ص ۱۷): م: دونوالے۔بڑی مشکل سے دروکور کھائے گی۔

دروہی (ک 16،ص ۲۴): ہ: دشمنی کرنے والا،عدو،بدخواہ،مخالف(ہ ال)، دشمن (م گ)

درویوہار(ک 22،ص ۲۱۱): ہ: مرکب: برا سلوک

درہم ناخریدہ(ک 1،ص ۷): م: جسے سکوں کے عوض خریدا نہ جا سکے۔سماجی تو مندر میں بھگتوں کے غلام درہم ناخریدہ ہوتے ہیں۔

دریدہ دہنی (ک 10،ص ۱۱۸): زبان درازی،منہ پھٹ (ف ع)۔میرے پاس اس کی دریدہ دہنی کا کوئی جواب نہیں۔

دریودھن (ک 7،ص ۱۴۱): کورو بنسی۔راجا دھرت راشٹر کا بڑا بیٹا (ہ ال)

دڑھیل (ک 5،ص ۲۳): ہ: بڑی داڑھی والا (ن ل)۔موٹے تازے دڑھیل آدمی کے سامنے میری کیا اوقات۔

دزدیدہ (ک 10،ص ۱۰۸): چرایا ہوا، چرائی ہوئی، چوری چوری (ف ع)۔میں اسے چھپی ہوئی دزدیدہ نگاہوں سے تاکتا۔

دسا(ک 4،ص ۲۸۵): ہ: حالت،نصیب،قسمت(ہ ال)۔اگر مرد کی آڑ نہ رہے تو نہ جانے عورت کی کیا دسا ہو۔

دساس میدھ گھاٹ (ک 3،ص ۲۷۶): م: گنگا کنارے ایک گھاٹ۔وہ گھر سے نکل کر دساس میدھ گھاٹ کی طرف چلی۔

دست بیداد (ک 10،ص ۳۱۹): ظلم و تعدی کا پنجہ(ف ع)۔اس کی خواہشات دست بیداد کے ہاتھوں مر مٹیں۔

دست پناہ (ک 14،ص ۱۵۶): م: آگ سے محفوظ رکھنے والا ایک آلہ، چمٹا۔اس نے دادی کے لیے دست پناہ لیا کہ وہ آگ سے محفوظ رہے۔

دست تطاول (ک 10،ص ۳۹۴): دست درازی کرنے والا ہاتھ،ظلم کرنے والا ہاتھ(ف ع)

دستوری (ک 6،ص ۲۱۴): ف: رخصت،اجازت: مونث: وہ حق جو ملازم اپنے آقا کی خریداری کی بابت فروشندہ سے پیسہ روپیہ یا دو پیسے روپیہ لے (ن ل)۔کیا دستوری رشوت نہیں۔

دسرتھ (ک 10،ص ۹۴): دشرتھ: س: سورج بنسی اجودھیا کے ایک راجا کا نام جو رامچندر کے والد تھے (ہ ال)

دسرتھ نے بچن کے لیے بیٹے کو جلاوطن کردیا

دسہرا (ک 9،ص ۳۵۵): ہ: رام کا راون پر فتح کا دن۔یہ جیٹھ کی دسویں تاریخ کو ہوتا ہے (ہ ال)۔دسہرا کے جشن کی تیاریاں عروج پر تھیں۔

دشا (ک 7،ص ۳۶۴): ہ: حالت،موقع (ہ ال)۔ملاقات بھی ہوئی تو اس دشا میں۔

دشاسمیدھ (ک 5،ص ۳۲۲): رک: دساس میدھ گھاٹ

دشپرینام (ک 16،ص ۱۵۵): ہ: مرکب: برے نتائج (م گ)

دشٹ (ک 6،ص ۲۸): ہ: بدبخت،ظالم،بدکار،خراب،برا (ہ ال)۔اس دشٹ نے ہماری باتیں سن کر گھر کی راہ لی۔

دشھاتہ ن (ک 22،ص ۳۱۷): ہ: مرکب: خودغرضی

دشکرتی (ک 16، ص۱۵۶): بدفعلی (م گ)، برا کام کرنے والا، پاپی، بدکار، گناہگار، مجرم (ہ ال)

دغاکاری (ک 10، ص۲۶۶): م: دھوکہ بازی، دھوکا دینا۔ دنیا کی تاریخ دغاکاریوں سے پر ہے۔

دغدغہ (ک 4، ص۱۳۱): ف: doubt,suspicion,mental disturbance (پلیٹس)، اندیشہ، دھڑکا، ڈر (ن ل)

میں خود دغدغے کا شکار تھا۔

دغل (ک 9، ص۲۷۷): ف: مکر، حیلہ، فریب (ن ل)۔ مجھ سے دغل کرنے کی ضرورت نہیں۔

دق وسل (ک 4، ص۲۱): ع: تپ کہنہ، وہ اندرونی ہر وقت کا بخار جس سے آدمی دبلا ہوتا چلا جاتا ہے اور اخیر کو اسی میں گھل کر مر جاتا ہے (ن ل)۔ دودھ میں دق وسل کے جراثیم ہیں۔

دقیقہ رس (ک 10، ص۴۹): بات کی تہہ تک پہنچنے والا، باریکیوں کو سمجھنے والا (ف ت)۔ آپ کو بھی پرماتما نے کیا دقیقہ رس عقل دی ہے۔

دکچھنا (ک 6، ص۳۰۷): دکشنا: ہ: خیرات، دان (ہ ال)۔ برہمن کو اس نے پانچ روپے دکچھنا کے دے دیے۔

دکڑی (ک 18، ص۲۲۱): ہ: two of anything,a pair;-a snaffle (پلیٹس)۔ دکڑی پر تین سوار سفر کر رہے تھے۔

دکشن (ک 19، ص۲۳): س: south,the southern part of Hindustan,right hand or side (پلیٹس)، دایاں، ہندوستان کا جنوبی حصہ۔ دکشن دشا میں ایک کھائی دکھائی دی۔

دکشنا (ک 5، ص۱۱۸): خیرات دینا یا کرنا، دان کرنا (ہ ال)۔ تھوڑا سا چونا لاؤ تو پوری دکشنا دے دوں۔

دکشنی (ک 19، ص۲۲۷): دکھنی، بیچ یا درمیانی (ہ ال)۔ سارا دکشنی بھارت اور مدھیہ بھارت ایک بہت بڑا دویپ (ٹاپو، جزیرہ، برِاعظم) ہے۔

دگا دینا (ک 9، ص۱۳۶): م: ڈگمگا دینا، متزلزل کر دینا۔ اس کے حسن نے میرا ایمان دگا دیا۔

دگل چسل (ک 6، ص۲۱۸): م: ہیر پھیر، اونچ نیچ، ہیرا پھیری، فراڈ۔ میں کاروبار میں دگل چسل پسند نہیں کرتا۔

دل بند (ک 9، ص۳۰): ف: دل کا ٹکڑا، بہت پیارا (ن ل)۔ اس نے مرنے سے پہلے اپنے فرزند دل بند کو وصیت لکھ کر دے دی تھی۔

دلدر (ک 3، ص۱۲): ہ: فقر و فاقہ کشی کی حالت، افلاس، تنگ دستی، بدحالی (ال)۔ ہم دلدر سہی، کسی سے مانگنے تو نہیں جاتے۔

دلکنا (ک 5، ص۱۰۲): س: to shake,tremble,totter (پلیٹس)، کانپنا، لڑکھڑانا، متزلزل ہونا (ال)

راجاؤں کی بات کو دلکنا ہنسی نہیں ہے۔

دلگی (ک 3، ص۲۲۳): دل لگی: ہنسی، مذاق (ف ت)۔ بنئے لے کیسے جاؤ گے، دلگی ہے۔

دلہائی (ک 16، ص۳۲): ہ: to split pulse,to bruise,to grind coarsely (پلیٹس)

کسانوں سے فصل کی دلہائی کی بیگار لی جا رہی ہے۔

دم بدا کر بھاگنا (ک 13، ص۱۱۰): م: دم دبا کر بھاگنا: سرپٹ بھاگنا، اندھا دھند بھاگنا۔ پولیس کے آتے ہی وہ دم بدا کر بھاگے۔

دمپتی (ک 23 ،ص ۳۱۳): ہ: جورو اور خاوند کا جوڑا، زوجین، زن و مرد (ہ ال)

دمڑی (ک 4 ،ص ۱۲۲): ہ: one fourth or one eighth of a paisa about three dams;a nominal coin
(پلیٹس)، پیسے کا چوتھا حصہ، چھدام، چوتھائی (ن ل)

دمن (ک 16 ،ص ۴۳): دبانا ،مارنا (م گ) ۔منو ورتیوں کا دمن آسان نہیں ۔

دمینتی (ک 20 ،ص ۱۵۵): ہ: راجا نل کی زوجہ، راجا بھیم کی لڑکی (ہ ال) ۔سیتا، ساوتری اور دمینتی قوم کی دیویاں ہیں ۔

دن سدا ہولی اور رات سدا دیوالی (ک 1 ،ص ۲۷۴): م: محاورہ: ہر وقت خوش وخرم، ہر وقت کی خوشی

دوآ کور (ک 6 ،ص ۳۴۴): دوکور: زیادہ، مقدار سے کچھ زیادہ ۔کھانا دوکور زیادہ کھانے کی وجہ سے اس کا پیٹ سوج گیا ۔

دواپر (ک 2 ،ص ۲۹۹): ہ: ہنود کے مطابق دنیا کے تیسرے یگ کا نام جس کے ۸۶۴۰۰۰ سال ہیں (ہ ال)
دواپر میں آدمی کی مکتی بھگتی سے ہوتی ہے ۔

دوادرپن (ک 10 ،ص ۳۹۱): م: علاج، دوادارو، علاج کرنا ۔اس نے دوادرپن میں روپیوں کو ٹھیکری سمجھا ۔

دوادشی (ک 6 ،ص ۱۹۱): دوادش: ہ: بارہ، بارھویں، شمسی ماہ کی بارھویں تاریخ (ہ ال) ۔دوادشی کے چاند نے اپنا تپ راغ بجھا دیا ۔

دوار (ک 16 ،ص ۲۲۶): ہ: دروازہ (م گ)

دوارا (ک 19 ،ص ۳۴): ہ: ذریعے سے، وسیلے سے، بمعرفت سے (ہ ال) ۔وہ محنت مزدوری دوارا بچوں کا پیٹ پالتا ہے ۔

دوارپال (ک 19 ،ص ۲۰۳): ہ: دربان، نگہبان، پاسبان (ہ ال)

دوارکا (ک 14 ،ص ۲۲۸): ہ: ہنود کے ایک مقدس شہر کا نام جسے کرشن جی نے آباد کیا اور جو گجرات میں واقع ہے (ہ ال)

دوارے کے بھچھک (ک 3 ،ص ۱۲۶): دوار: ہ: دروازہ ۔بھچھک: ہ: بھکشک: بھیک مانگنے والا، بھکاری (ہ ال) ۔ہم تو سرکار کے دوارے کے بھچھک ہیں ۔

دوب (ک 1 ،ص ۲۹۳): ہ: مونث: ایک قسم کی باریک نرم اور عمدہ گھاس (ن ل) ۔مالکن کا سہاگ سدا بنا رہے جیسے دوب کی ہریالی ۔

دوت منشی (ک 17 ،ص ۲۲۸): م: پیامبر، قاصد، سفیر ۔وہ میرے سکول میں دوت منشی ہے ۔

دوتکارے (ک 10 ،ص ۵۳): دھتکارنا: ذلیل کرنا، ڈانٹنا، ملامت کرنا (ف ت) ۔جو کچھے گا اسے دوتکارے گا کہ غریب کی لڑکی ہے ۔

دوج (ک 9 ،ص ۳۹۵): ہ: مونث: ہندی مہینے کی تقسیم دو حصوں میں کی گئی ہے ۔ہر حصے کو پاکھ کہتے ہیں ۔ایک پاکھ پندرہ دن کا ہوتا ہے ۔ہر پاکھ کی دوسری تاریخ کو دوج کہتے ہیں ۔رویت ہلال اجالے پاکھ کی دوج کو ہوتی ہے (ن ل)

دودنہ (ک 12 ،ص ۱۳۰): م: رحم کھانا، ترس آنا ۔اسے دیکھ کر میرا چہرہ دودنہ ہو جاتا ہے ۔

دودھا (ک 19 ،ص ۲۰): ہ: شک، اضطراب، بے قراری (ہ ال) ۔وہ ودیش کے لیے دودھا میں پڑ گیا ۔

دودھار گائے (ک 6 ،ص ۲۳): م: دودھ دینے والی، فائدہ دینے والی، مجازاً کمانے والا

دودھ پیا ماتا ہے، دوگالیاں بھی دے تو سن لو: دودھار گائے کی لات سہے بری معلوم ہوتی ہے۔

دودھے (ک 16،ص ۲۶۵): پس وپیش (م گ)، شک (ہ ال)

دوس (ک 3،ص ۳): دوش: خطا، جرم، گناہ، قصور (ہ ال)

دوسر (ک 5،ص ۳۱): ہ:next (پلیٹس)، اگلا، اس کے بعد

دوسرے لگنا (گئودان، ۵۹): اجنبی لگنا، غیر لگنا، برا لگنا (ن ل)۔ مرد کا ہرجائی ہونا عورت کو بھی دوسرے لگتا ہے۔

دوشت (ک 16،ص ۲۳): خراب، عیب دار (م گ)، برا، بدنام، بگڑا ہوا (ہ ال)

دوشری بلاس (ک 12،ص ۳۴۹): م: کھانے سے بھری، مٹھائی سے بھری۔ میرے لیے دوشری بلاس تھالی لاؤ، ورنہ فاقہ بہتر۔

دوشی (ک 16،ص ۲۶۷): قصوروار (م گ)، عیب دار، مجرم، گناہ گار (ہ ال)

دوکھ (گئودان، ۳۴۹): دوش: defect (پلیٹس)، خطا، عیب، غلطی، خرابی (ہ ال)۔ کسی کا دوکھ ہو، پر ہوتی تو تمھارے من کی۔

دوکیلی (ک 5،ص ۱۷۰): م: ایک سے زیادہ، تنہا نہ ہونا، اکیلے پن کا خاتمہ ہو جانا، تنہائی کا اختتام ہو جانا

میں اکیلی ہوں، تم کو پا کر دوکیلی ہو جاؤں گی۔

دون (ک 1،ص ۱۰۰): شیخی مارنا، شیخی بگھارنا (ف ت)۔ کیوں اب تو نہ لوگی دون کی۔

دون (ک 1،ص ۱۵): گھاٹی، تلہٹی، درہ (ف ت)

دون کی لینا (ک 3،ص ۴۴): گھمنڈ کرنا (ف ام)۔ شرم نہیں آتی، اوپر سے دون کی لیتے ہو۔

دونے (ک 10،ص ۳۳۳): دونا: ڈھاک کا بنا ہوا پیالہ جو وقتی اور عارضی استعمال کے لیے ہوتا ہے (ف ت)

پتّل، شکورے، دونے میدان میں پھینک دیے گئے۔

دونے (ک 20،ص ۱۴۴): دونا: دوگنا، بڑھا کر، نیاز کی شیرینی جو پتوں میں لائی جاتی ہے، انعام دینا (ن ل)

بادشاہ جیونار کے وقت خاص آدمیوں کو دونے عنایت کرتا۔

دوہاجو (ک 13،ص ۲۶۷): دوسری شادی کرنے والا مرد یا عورت (ال)۔ لڑکا دوہاجو ہے، عمر بھی زیادہ نہیں۔

دوئج (ک 11،ص ۱۳۷): م: ایک رشی جسے اہلِ ہنود بڑا مقام دیتے ہیں۔

دویت (ک 20،ص ۳۲۲): س: duality,doubling,the being doubled,duplication;dualism in philosophy (پلیٹس)، شک، تشکیک۔ گیتا سے اسے کئی اشلوک دویت خیال کے ملے۔

دویدھا میں مایا ملی نہ رام (ک 9،ص ۲۶۰): م: تشکیک کی کیفیت دین اور دنیا دونوں سے محروم کرتی ہے، شک انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔

دویش (ک 14، ص ۵۲): س: hatred,dislike,enmity (پلیٹس) نفرت، دشمنی۔ مجھے ان سے کسی قسم کا دویش نہیں۔

دویش (ک 16، ص ۷۰): س: hate,dislike,abhorence,pite,repugnance (پلیٹس)، دشمنی، نفرت (ہ ال)

ڈیڈ اک (ک 9، ص ۱۱۲): یورپ کا عظیم تصویر کار یا مصور (پ ق)

دہار (ک 14، ص ۵۴۷): ہ: بہاؤ، سوتا، سیلاب، تیزی (ہ ال)۔ ہم دریا کے دہار میں پہنچ گئے تھے۔

دہنا (گنگودان، ۳۲۰): سیدھا، راست، یمین (ہ ال)۔ دہنا نیل بھی بیعنان لینے کو تھا۔

دیج (گنگودان، ۳۱۴): مقامی: جہیز (م گ)

دھاپ بھر (ک 14، ص ۲۶۶): فاصلہ بتانے کی ایک اکائی، ایک یا دو میل کے برابر (ف ت)

گگن پور تک دھاپ بھر کا راستہ ہے اور سیدھا۔

دھارا (ک 17، ص ۳۲۳): م: دفعہ۔ شہر میں ۱۴۴ دھارا لگی ہے۔

دھاڑی (ک 2، ص ۹۸): دھاڑ: ہ: چند آدمیوں کا ہجوم (ن ل)۔ میراثیوں اور دھاڑیوں کی خوشامد کیوں کریں۔

دھام (ک 1، ص ۳۱۷): ہ: مسکن، گھر، جگہ، خانہ (ہ ال)۔ گنگا کنارے رام جی کا دھام ہے۔

دھاون (ک 19، ص ۲۰۳): ہ: فوج کشی، حملہ (ہ ال)۔ دوارپال نے دھاون کی سوچنا دی۔

دھاوے (ک 10، ص ۱۸۱): حملہ، چڑھائی، مارنا (ف ت)۔ دھاوے میں اس کا مردانہ جوش چھلک اٹھا۔

دھائے (ک 19، ص ۲۰۴): ہ: رونا، گریہ وزاری کرنا، آہ و بکا کرنا، چیخنا چلانا (ہ ال)۔ وہ استری کے بچے کی دھائے تھی۔

دھتا بتانا (گنگودان، ۹۰): ہ: to drive away,turn out;to put off (پلیٹس)، ٹالنا، چھوڑنا، نکال دینا (ن ل)

ماں باپ کو دھتا بتاؤ، بیاہ مت کرو۔

دھجائیں (ک 24، ص ۲۲): ہ: flag,banner,ensign,a slip of cloth,a pole with a strip of cloth attached(which is erected,in fulfilment of a vow near some place of worship) (پلیٹس)، جھنڈا، بینر، کپڑے کی دھجی، بنارس کے دھریرے کے سر بفلک مینار۔

مندروں کے سنہرے کلس اور دھجائیں تقدس پیدا کرتے ہیں۔

دھرانی (ک 14، ص ۱۵۰): م: دوہری، موٹی، گرم۔ اس کے سر پر ایک پرانی دھرانی ٹوپی ہے۔

دھرانے (ک 14، ص ۳): م: رگڑے ہوئے، پیوند لگے۔ کہاں وہ پرانے دھرانے بدرنگ کپڑے۔

دھراؤ (ک 1، ص ۱۴): م: دوہرا، قیمتی ہونا۔ پوجا کے دن اس کی پتنی نے شادی کے دن کا دھراؤ جوڑا نکال کر پہنا۔

دھرپت (ک 10، ص ۱۹۴): دھرپد: ہندی کلاسیکی گانے کا ایک قدیم انداز جو دھیمے سروں میں گایا جاتا ہے (ف ت)

اس پر دھرپت اور تالا نے کے چاروں طرف سے وار ہونے لگے۔

دھرپد (ک 5،ص ۱۲): ہ: ایک قسم کا ہندی راگ (ن ل)، ایک طرح کا گیت (ہ ال)

دھرم بیرو (ک 10،ص ۲۹): بہادر، نازیو (ہ ال)۔دھرم بیرو: اس مردانہ فیصلے پر تم کو مبارک باد۔

دھرم چاری (ک 16،ص ۱۲۷): مذہبی علماء (م گ)، عابد، زاہد، نیک چال چلن والا (ہ ال)

دھرم سنکٹ (ک 2،ص ۲۴۷): م: مصیبت، مشکل۔ میں تم کو دھرم سنکٹ میں نہیں ڈالوں گا۔

دھرم شالہ (ک 1،ص ۲): ہ: مخیر لوگوں کی قائم کی ہوئی سرائے یا مسافر خانہ (ف ت)

دھرم کاج (ک 4،ص ۷۷): ہ: مذہبی کام، کار نیک، کار خیر (ہ ال)

میں نے اس زمین کو دھرم کاج کے لیے سنکلپ کر دیا۔

دھرم نسٹھ (ک 23،ص ۱۰): ہ: پکے مذہبی، راسخ العقیدہ

دھرم نشٹھا (ک 16،ص ۱۱۸): دین داری، فرض شناسی (م گ)

دھرماتما (ک 5،ص ۱۱۲): عادل، متقی، نیکوکار (ہ ال)۔دھرماتما ہو تو اولاد کو سمجھاؤ۔

دھرماوتار (ک 4،ص ۱۰۲): ہ: مجسم دھرم، یہ لفظ بطور تعظیم بڑے لوگوں کے نام کے ساتھ مستعمل ہے (ہ ال)

دھرماوتار، میرا اس زمین سے جینے مرنے کا ناتا ہے۔

دھرمک (ک 16،ص ۲۷): دیندار (م گ)

دھرموتسو (ک 23،ص ۵۱۷): س: جشن، مذہبی تیوہار (ہ ال)

دھریا (ک 24،ص ۲۲): م: کنارا، کونا

دھڑلے (گئودان، ۱۲۹): یورش، ہجوم، کھلے بندوں (ف ت)، بے مزا۔ بے لطف زندگی ایک دھڑلے پر چلی جا رہی تھی۔

دھسا (ک 18،ص ۴۰): ہ:to cause to sink in to,to cause to demolish(پلیٹس)، دھکا دینا

ایک دھسا دوں گا اور زمین چاٹتے نظر آؤ۔

دھسان (ک 20،ص ۲۸۷): ہ:swampy,boggy,quagmire(پلیٹس)، گالیاں، مغلظات

شادی کے دوران دولھا کی بہنیں اور ماں دھسان حملہ سے بے داغ نہیں رہنے دی جاتیں۔

دھسے (ک 14،ص ۳۵۶): موٹے اون کی چادر (ف ت)۔وہ الوان اور دھسے بیچتے ہیں۔

دھکارنا (ک 10،ص ۳۹۱): م: برا بھلا کہنا، ملامت کرنا۔وہ اپنے دل کو اپنے تئیں دھکارتا۔

دھن سمپن کل (ک 10،ص ۲۰۸): دولت مند خاندان (پ چ)۔ایک استری کا وواہ ایک دھن سمپن کل میں کیا ہے۔

دھن سنگرہ(ک 17، ص۵۱۹):ہ:مرکب: روپیہ، دولت یا مال اکٹھا کرنا، یا جمع کرنا (ہ ال)

دھنکوں (مالداروں یا مہاجنوں) سے اپیل کر کے دھن سنگرہ کیا جا سکتا ہے۔

دھنا ڈھیہ(ک 19، ص۲۲):ہ: بہادر، سورما، جی دار (ہ ال)۔وہ بڑا دھنا ڈھیہ ہے، بیشمار راجپوت مار چکا۔

دھنا پَتھری(ک 18، ص۳۰۷):م: ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھنا، بد قسمتی، بد نصیبی

یہ بھاگ کا وقت ہے یا دھنا پتھری کا۔

دھنش(ک 19، ص۴۰۱):س:a bow for shooting(پلیٹس) نشانہ لینے کے لیے جھکنا۔

دھنک(ک 17، ص۵۱۹):ہ: صاحب دولت یا دولت والا، مال دار، مہاجن (ہ ال)

دھنّا دینا(ک 17، ص۳۴):دھنا دینا: محاورہ: دھرنا دے کر بیٹھ جانا، اڑ کر بیٹھ جانا، جم کے بیٹھ جانا (ال)

میری کتاب کو لگا لگائیے اور دھنّا دیں تا کہ شائع ہونے کی امید دم توڑ جائے۔

دھنوان(ک 4، ص۲۵):ہ: دولت مند، مالدار (ہ ال)۔کسی کے گھر سیندھ مارو، جلدی دھنوان ہو جاؤ گے۔

دھنونتری(ک 20، ص۳۲۸): ہندوؤں کے فن طبابت کا آفتاب (پ چ)

دھنی وڑک(ک 19، ص۱۱۵):م: دولت مند، مال دار، خوش قسمت۔چوراہے پر ایک دھنی وڑک کا گھر ہے۔

دھنیا(ک 1، ص۱۹۲):ہ: کلمۂ آفرین، شاباش، واہ واہ (ہ ال)۔تیری بدھی کو دھنیا ہے، تیری اچھا پوری ہوئی۔

دھنیہ(ک 6، ص۳۰۷):ہ: شاباش، واہ واہ، آفرین (ہ ال)۔آپ کے تیاگ کا دھنیہ ہے۔

دھنیہ بھاگ(ک 3، ص۱۵۴):ہ:good fortune,happy lot(پلیٹس)، زہے نصیب

میرے تحفے کو قبول کریں، میں اسے دھنیہ بھاگ سمجھوں گا۔

دھنے واد(ک 16، ص۳۷۲): بہت شکریہ (م گ)، دھنیہ واد: ہ: کلمۂ آفرین و مرحبا، شکرگزاری، واہ واہ، کسی احسان یا عنایت کے بدلے کہا جاتا ہے (ہ ال)

دھو جانا(گنگو دان، ۱۵۰): پاک صاف کرنا، زائل کرنا، دور کرنا، بے عزت ہو جانا (ن ل)۔اس کام سے اس کی مریادا دھو جاتی ہے۔

دھوتی چھڑا کر کھیلنا(ک 8، ص۴۷۴):م: ایک دیہی کھیل کا نام

دھورت(ک 16، ص۱۴): دغا باز (م گ)

دھورتا(ک 22، ص۳۷۵):م: مکاری

دھوری(گنگو دان، ۴۳۵):ہ:an ox,bullock,cattle(پلیٹس)، ڈھور، ڈنگر۔اس نے دھوری گائے ماتا کو بیچ دی۔

دھوکا دھڑی(ک 7، ص۱۱۱):ہ: مغالطہ، چھل، فریب، مکر (ن ل)۔وہ دھوکے دھڑی کی کمائی نہیں کھاتا۔

دھولی (ک 19، ص۳۷۷): ہ: گرد، دھول، مٹی (ہ ال)۔ جیوت رہا تو آپ کے قدموں کی دھولی لوں گا۔

دھون ودیا (ک 19، ص۳۵۵): ہ: sound of a drum,sound: ودیا: knowledge,learning,scholarship,a practical art,magical skill,durga (پلیٹس)، دھون ودیا: موسیقی کا علم

دھونی جمنا (ک 14، ص۳۷): م: سادھوؤں کا کسی مقام پر پڑاؤ کرنا، رکنا، ٹھہرنا، قیام کرنا، مجلس لگانا

سامنے درخت کے نیچے ان کی دھونی جم گئی۔

دھیرج (ک 7، ص۱۰۳): ہ: چٹان، مضبوط۔ اس کا صاف ستھرا مکان پہاڑی دھیرج پر ہے۔

دھیرندر (ک 7، ص۱۲): ہ: دھرندھر: سردار، افسر، بوجھ اٹھانے والا، اطمینان کے ساتھ کام پورا کرنے والا (ہ ال)

دھیریہ (ک 17، ص۲۵۵): س: steadiness,constancy;courage (پلیٹس)، استقلال، جرات، دلیری (ہ ال)

دھیلا بیسی (ک 14، ص۲۷): ہ: آدھا پیسہ، کم سے کم رقم کے لیے بولتے ہیں، تھوڑی سی رقم۔ کوئی ایک دھیلا بیسی تو دیتا نہیں۔

دھینگلوؤں (ک 4، ص۳۲۹): دھینگلو، ہ: مسٹنڈا (ن ل)، یاروں، عاشقوں۔ میرا گھر موس کر اپنے دھینگلوؤں کا گھر بھرتی ہے۔

دیاندھی (ک 16، ص۱۷۶): رحم کا دریا یعنی خدا (م گ) مخزن لطف، بڑا مہربان (ہ ال)

دیا بتی کرنا (ک 4، ص۳۳۸): ہ (ہندو): چراغ جلانا، چراغ روشن کرنا (ن ل)۔ کون ہے جو میرے پیچھے دیا بتی ہی کر دے۔

دیادین (ک 16، ص۵۹): ہ: مرکب: غریب، پریشان حال (م گ)

دیالو (ک 13، ص۵۲۵): س: ترس کھانے والا، رحم کھانے والا، رحم دل (ال)۔ بڑے دیالو بنتے ہو میرا دودن کا سکون نہ دیکھا گیا۔

دیانند (ک 15، ص۵۳): س a very compassionate person,an epithet of the deity (پلیٹس)، رحم دل

دیانند اور دیالو ہیں آپ۔

دیاوان (ک 10، ص۳۵۴): م: مہربان، رحیم، شفیق۔ پرماتما کتنا دیاوان ہے۔

دیایاچنا (ک 16، ص۱۷۵): رحم کی التجا (م گ)

دیتیہ (ک 16، ص۱۰۹): بری روح یا بد روح (م گ)

دیش دروہی (ک 22، ص۳۲): غدار وطن

دیش دیشانتر (ک 16، ص۱۰۵): ملکی و غیر ملکی (م گ)، دیش: ملک، وطن، دیار: دیشانتر: بدیش، دوسرا ملک، دیار غیر (ہ ال)

دیشاٹن (ک 16، ص۹۱): سیر و سیاحت (م گ)، س the wandering through a country or countries (پلیٹس).

ملک ملک پھرنا، آوارہ گردی کرنا، سفر کرنا (ہ ل)

دیکشا (ک 16، ص۱۱۸): تلقین (م گ)

دین پالک (ک16،ص۵۲):غریب پالک (م گ) محتاج،عاجز اور مسکین کی مدد کرنے والا

دینتا (ک16،ص۱۲۱):ناداری،مجبوری(م گ)،س:poverty,indigence,want,distress,humility(پلیٹس)، محتاجی،مفلسی (ہ ال)

دیواجل (ک10،ص۴۵۸):م:موت کا دیوتا

دیوارگیر (ک5،ص۱۳۸):ف: دیوار میں لگانے کا لیمپ (پلیٹس)۔کمرے میں ایک دیوارگیر جل رہی تھی۔

دیوتا (ک20،ص۳۱۵):س:divine character,a Hindu deity(پلیٹس)،فلمی کردار،ہندو کا ایک پوتر کردار،نیک و پارسا دیوتا، اوتار اور رشی سمرتیوں اور پرانوں میں ہی نظر آتے ہیں۔

دیوتا سروپ (ک4،ص۹۹):م: دیوتا جیسا،دیوتا کی مانند۔ہمارے سرکار دیوتا سروپ ہیں۔

دیوتاؤں کی پدوی (ک9،ص۴۴۴):م: دیوتاؤں کا لقب یا خطاب،دیوتاؤں جیسی عزت و مرتبہ،مقام و مرتبہ عظیم کام کرنے پر ہی عوام دیوتاؤں کی پدوی دیتے ہیں۔

دیوتلیہ (ک16،ص۱۵۵):م: دیوتا جیسا،دیوتا سمان۔میں اپنے پتی کو دیوتلیہ سمجھتی ہوں۔

دیوکی نندن (ک3،ص۳۳۳):دیوکی کے فرزند یعنی سری کرشن (ہ ال)۔دیوکی نندن ان پاپیوں کو چھما کرو۔

دیوگن (ک16،ص۱۷):دیوتا لوگ (م گ)،دیوتاؤں کی الگ الگ جماعت (ہ ال)

دیولوک (ک1،ص۳۱۹):ہ:عالم جاودانی،دیوتاؤں کے رہنے کی دنیا (ہ ال)۔اس مقدس مقام کو دیولوک کا نام دیا گیا ہے۔

دیہہ (ک6،ص۹۷):ہ:مونث:جسم،تن،بدن (ن ل)۔کھایا پیا کرو،تمھاری دیہہ تو آدھی بھی نہیں رہی۔

ڈاب کا پانی (ک19،ص۱۰۱):ہ: کچا ناریل (ن ل)۔یہ مدھ ہے،ڈاب کا پانی نہیں۔

ڈابلوس (ک7،ص۲۵۱):ہ:a leather strap or belt or simple leather(پلیٹس)،چمڑے کا یہ ڈابلوس جوتا کس دیس سے لایا ہے۔

ڈانٹ (ک5،ص۱۵۹): ڈانٹ کر،غصے سے (ہ ال)۔اس نے ڈانٹ کر اسے کہا کہ منہ بند رکھے۔

ڈانتے ٹھاٹھے (ک18،ص۲):م:بڑی شان سے،بند کرنا اور کھولنا،دھوم دھام سے تیار ہونا

ڈاکٹر ینگ (ک20،ص۳۲۸): انگلستان کا ایک مشہور فلاسفر اور ادیب (پ ق)

ڈاکٹر جانسن (ک20،ص۳۲۰): Samuel Johnson (18 September 1709 [O.S. 7 September]–13 December 1784),British author who made lasting contributions to English literature as a poet, essayist, moralist, literary critic, biographer, editor and lexicographer.(وپ)

ڈائیت (ک 18 ،ص۴۰): ڈائٹ: انگ: سرکاری خط، مراسلہ، مکتوب، یادداشت (ال)۔ عدالت میں پہنچے اس نے ڈائیت تڑ سے لکھوا لیا۔

ڈال ڈال پات پات بھاگتا (ک 6،ص۲۶۷): م: جگہ جگہ، ہر جگہ، اِدھر اُدھر۔ جس بے عزتی سے بچنے کے لیے وہ ڈال ڈال پات پات بھاگتا پھرتا تھا وہ آج ہو ہی گئی۔

ڈال (ک 6،ص۱۴۱): ڈلیا: ہ: کپڑے، گہنا، زیور جو ایک ڈلیا میں رکھ کر دولہا کی طرف سے دلہن کے گھر بھیجتے ہیں (ال)۔ امید، ممکن دوسری شادی کی فکر میں ہوں، کہیں ڈال ہو تو ٹھیک ٹھاک کر دو۔

ڈالی (ک 3،ص۲۰): پھول یا میوہ کی ٹوکری جو امیروں یا حاکم کی نذر کرتے ہیں (ال)۔ ڈالی سوغات تو لیتے ہیں۔ رشوت نہ بھی دیں۔

ڈانٹھ (ک 13،ص۲۰): stem,stalk,culm;straw: (پلیٹس)۔ تمہارے بغیر ہی ڈانٹھ مانڑ جاتی۔

ڈانڈ (ک 12،ص۱۸۹): ڈانٹھ: پوال، اناج کی ڈنڈی کی گانٹھ، جو کھلیان میں اناج اٹھانے کے بعد رہ جائے (ال) وہ کھیتوں میں ڈانڈ پھینک رہا ہے۔

ڈانڈ (ک 10،ص۲۲): م: چپو۔ وہ کشتی میں بیٹھا اور تیزی سے ڈانڈ چلانے لگا۔

ڈانڈ (گئودان، ۱۸): ڈانڈ: ہ: fine,penalty,punishment,forefeit,revenge (پلیٹس)، تاوان، جرمانہ، سزا، بدلہ

ڈانڑی (ک 7،ص۲۷۰): م: فصل۔ ڈانڑی اچھی ہوتی تو قرض چک جاتا۔

ڈانوے (ک 10،ص۳۱۵): م: توازن برقرار رکھنے کا سامان۔ کشتی پر نہ ملاح، نہ پال اور نہ ڈانوے تھے۔

ڈانوں (ک 5،ص۲۲۲): م: حد، سرحد، کونہ، آخری کونہ۔ وہ گاؤں کے ڈانوں پر پہنچ گیا۔

ڈائن مرے نہ ماچا چھوڑے (ک 10،ص۳۹۶): م: بدبخت نہ مرتی ہے اور نہ جگہ چھوڑتی ہے۔

ڈاہ (ک 7،ص۳۲۵): ہ: کینہ، حسد، بغض، عداوت، دشمنی (ہ ال)۔ اپنے جیسوں میں حسد اور ڈاہ کیوں۔

ڈرپوک (ک 20،ص۳۰۶): کم ہمت، بزدل، بودا (ال)۔ مفت کی روٹیوں سے انسان کا نفس ڈرپوک اور دبو بن جاتا ہے۔

ڈفالی (ک 19،ص۵۳۳): ہ: ڈفلی بجانے والا، ایک قوم کا نام (ن ل)۔ کتے کو ڈفالی کا لڑکا پکڑ کر لے گیا۔

ڈکنس (ک 20،ص۱۴۰): چارلس ڈکنز۔ Dickens was the most popular English novelist of the Victorian era, and he remains popular, responsible for some of English literature's most iconic characters (وپ)

ڈگا سکنا (ک 1،ص۹۴): پاؤں میں لغزش کرنا، ارادے سے باز رکھنا (ف ت)۔ اس کے ارادے کو کوئی چیز ڈگا نہیں سکتی۔

ڈلہوزی (ک 10،ص۹۲): James Andrew Broun-Ramsay, 1st Marquess of Dalhousie KT, PC (22 April 1812 – 19 December 1860) was a British statesman, and a colonial administrator in India.To his supporters he stands out as the far-sighted

Governor-General who consolidated British rule in India, laid the foundations of its later administration, and by his sound policy enabled his successors to stem the tide of rebellion.To his critics, he stands out as the destroyer of both the East India Company's financial and military position through reckless policies. His critics also hold that he laid the foundations of the Indian Rebellion of 1857 and led the final transformation of profitable commercial operations in India into a money-losing colonial administration. His period of rule in India directly preceded the transformation into the Victorian Raj period of Indian administration. (پ)

ڈمرو (ک 10، ص ۳۱۲): م: ڈگڈگی۔ مداری کے ڈمرو کی آواز بچوں کے لیے کشش رکھتی ہے۔

ڈنڈا ایکادشی (ک 11، ص ۳۲۵): م: رسم ایکادشی پر آنے والی آفت۔ ڈنڈا ایکادشی کی وجہ سے سب سوگوار بیٹھے ہیں۔

ڈنڈی تول (ک 2، ص ۲۱۹): دغاباز (ن ل)۔ آپ ویش ہیں تو آپ کو بقال اور ڈنڈی تول کا خطاب ملے گا۔

ڈنگو فیور (ک 18، ص ۲۰۹): ڈنگو بخار یا فیور: مچھر یا کے مچھر سے پھیلنے والا ایک وبائی بخار جس سے جسم میں سخت درد ہوتا ہے اور یہ ایک خاص قسم کے مچھر کے کاٹنے سے پیدا ہوتا ہے (ال)

ڈوکری (ک 19، ص ۵۸۲): ہ: ڈوکر: بوڑھا۔ ڈوکری: بوڑھی (ن ل)۔ ڈوکری بتا تیرا اخوتی لڑکا کدھر ہے۔

ڈول (ک 4، ص ۲): تدبیر کرنا (ف ام)۔ میں نے بیاہ کا ڈول ڈال دیا ہے۔

ڈول (ک 16، ص ۱۹): آمد (م گ)

ڈول (گئودان، ۲۲۱): ہ: مذکر: صورت، وضع (ن ل)۔ وہاں کوئی ڈول ہو تو میں بھی چل کر رہوں۔

ڈوم ڈھاڑی (ک 18، ص ۶۲): گویے ڈھولی بجانے والے (ال)۔ جلسے میں اہالی موالی، ڈوم ڈھاڑی، ایرے غیرے نتھو خیرے سب تھے۔

ڈومڑ (ک 4، ص ۲۷): ہ: low caste of Hindus (پلیٹس)، ڈوم: گانے کا پیشہ کرنے والے، ٹوکریاں بنانے والے (ال)، ہندوؤں کی نیچ ذات۔ ڈومڑوں کی گالیاں نہیں کھائی جا سکتیں۔

ڈونڈی پٹنا (ک 4، ص ۲۷): ہ (ہندو): ڈھنڈورا، منادی، اعلان (ن ل)۔ ڈونڈی پٹنے کے بعد اس نے گھر آنا چھوڑ دیا۔

ڈونگا ڈبا دینا (ک 2، ص ۱۳۲): م: محاورہ: عزت خاک میں ملا دینا۔ تم نے تو والدین کی عزت کا ڈونگا ڈبا دیا۔

ڈونگرا (گئودان، ۱۲۱): ہ: a slight shower (پلیٹس)، ہلکی بارش۔ اساڑھ کا پہلا ڈونگرا پڑا۔

ڈھاک (ک 6، ص ۲۲۲): س: ایک درخت کا نام جس کی ٹہنی کے سرے پر بڑے بڑے تین پتے ہوتے ہیں۔ اس کے پھول سرخ ہوتے ہیں، پھل نہیں ہوتا، پھول رنگنے کے کام آتے ہیں اور پتوں سے دونے بناتے ہیں اور اس کا گوند دواؤں میں استعمال ہوتا

ہے۔ بیج جلاب کے لیے استعمال ہوتے ہیں، پھولوں سے گلال تیار ہوتا ہے (ال)۔

ٹیسوؤں سے لہلہاتے ڈھاک کے میدان اور گنگا کا کنارا ہمیشہ سے اس کا خواب تھے۔

ڈھالنا (ک 10، ص ۳۵۱): ایک برتن سے دوسرے برتن میں انڈیلنا، کسی رقیق چیز کو گرانا (ال)

وسکی کی بوتل کھول کر چاروں نے ڈھالنا شروع کر دیا۔

ڈھلائی (ک 14، ص ۵۲۰): م: سستی، کاہلی۔ وہ کام چور ہے اس لیے کام میں ڈھلائی شروع ہو چکی ہے۔

ڈھلمل (ک 1، ص ۱۰۵): ہ: نااستوار، مذبذب، ڈگمگ، کچے عقیدے والا (ف ت)۔ میں ڈھلمل یقین آدمی نہیں ہوں۔

ڈھو کے ڈھو (ک 1، ص ۸۰): م: موٹا تازہ، قوی الجثہ۔ جسم کا کیا پوچھنا، خاصے ڈھو کے ڈھو تھے۔

ڈھولی (ک 12، ص ۳۱۸): س: زیادہ سے زیادہ ہزار کم سے کم دو سو یا ایک سو پانوں کا منٹھا (ال)۔

ان حضرات کو مجبور ہو کر میں نے ڈھولی پان کے دام دیے۔

ڈھونگی (ک 6، ص ۲۲): پ: بہروپیا، فریبی، مکار، جھوٹا (ال)۔ ڈھونگی آدمیوں سے مجھے چڑ ہے۔ جو بات کرو صفائی سے کرو۔

ڈیٹھ (ک 6، ص ۱۱۹): س: نظر بد، چشم بد (ال)۔ بچے کو ڈیٹھ لگ گئی ہے۔

ڈیری (ک 10، ص ۲۱۶): انگ: deary، پیارے یا پیاری۔ مجھے ڈیری یا ڈارلنگ کہہ کر پکارتے۔

ڈیڑھی سوائی (گئودان، ۱۳۸): ہ: ڈیڑھی: door keeper (پلیٹس)، سوائی: extra collection,revenue raised from other sources than the land-tax (پلیٹس)، حد سے زیادہ لینا۔ ڈیڑھی سوائی سے کھلیا کسانوں کو لوٹتے ہیں۔

ڈگے (ک 10، ص ۳۶۳): م: ہٹنا، ٹل ہونا۔ انھوں نے کوئی مضبوط عہد کیا تھا، اس سے نہ ڈگے۔

ڈیل (ک 14، ص ۱۲۲): م: شریر، جسم، کاٹھی (ف ت)۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے ڈیل سے آپ کی آبرو کو بٹہ لگے۔

ڈینٹھی (ک 20، ص ۴۴۷): رک: داتے

ڈیوٹ (گئودان، ۱۴۹): چراغ دان، چراغ رکھنے کا اکا جو ایک پائے پر کھڑا ہوتا ہے (ف ت)۔ ڈیوٹ پر تیل کی کپی جل رہی تھی۔

ڈیوک (ک 24، ص 14): Duke: ہ: ڈیوک شہزادے کے بعد سب سے بڑا رئیس (ق ال)

ڈیہہ (ک 11، ص ۵۲۸): ہ: Haunt,place,dwelling,village;site of a deserted village (پلیٹس)، جگہ، گاؤں

گاؤں کے ڈیہہ کا سمرن کیا کہ اس کی مرضی سب پر سبقت رکھتی ہے۔

ڈی ایل رائے (ک 23، ص ۳): ہندی کا ڈرامہ نگار۔ was a Bengali poet, playwright, and musician, known primarily for his Indian and Bengali patriotic plays and songs, as well as his Hindu devotional lyrics. (وپ)

ذوق (ک10، ص۷۷): م: محمد ابراہیم ذوق۔ اردو زبان کے مشہور شاعر اور بہادر شاہ ظفر کے استاد۔ ذوق مرزا غالب کے ہم عصر بھی تھے

Sheikh Muhammad Ibrahim Zauq (1789-1854) was one of the brightest stars in the galaxy of Urdu poets. He wrote poetry under nom de plume "Zauq".Zauq was a prominent contemporary of Ghalib and in the history of Urdu poetry the rivalry of the two poets is quite well known. During his lifetime Zauq was more popular than Ghalib for the critical values in those days were mainly confined to judging a piece of poetry on the basis of usage of words, phrases and idioms. Content and style were barely taken into account while appreciating poetry (وپ)

راب (ک14، ص۸۹): ہ: مونث: پتلا گڑھا (ن ل)۔ میں نے راب میں گلی رکھ کر اچھالی۔

راتب (ک10، ص۳۴): م: کھانا، خوراک۔ وہ ملک کے گھر سے دو وقت راتب پاتے۔

راج بھون (ک19، ص۵۹۶): ہ: شاہی محل (ہ ال)۔ راج بھون شمشان ہو گیا۔

راج تلک (ک3، ص۵۱۱): تخت نشینی یا تاج پوشی کے موقع پر صندل یا سیندور کا ٹیکا لگانے کی رسم، تخت نشینی کی رسم (ال)

راج تلک ہونے تک میں اسے اپنے ساتھ رکھوں گا۔

راج دروہ (ک19، ص۲۰۶): ہ: بغاوت، ملکی قانون توڑنے پر مقدمہ چلانا (ہ ال)۔ اس پر راج دروہ کا اپرادھ لگایا گیا ہے۔

راج روگ (ک6، ص۱۱۸): مہلک بیماری، لاعلاج مرض، تپ دق، جذام، کوڑھ، برص (ال)۔ راج روگ کا کوئی علاج نہیں۔

راج کنیا (ک19، ص۸۳): ہ: راجا کی بیٹی، شہزادی (ہ ال)۔ راج کنیا تی ہوئی۔

راج گدی (ک2، ص۹۲): ہ: مسند یا تخت شاہی (ہ ال)

راج گدی کے دن برہمنی کا کانا ہوا۔

راج نیتک سوادھینتا (ک16، ص۱۰۵): ہ: مرکب: سیاسی آزادی (م ک)، سیاسی خود مختاری

راجا رام چندر (ک20، ص۱۵۵): He was a noted Bengali lexicographer and Sanskrit scholar. He is known for his Bangabhashabhidhan, the first monolingual Bengali dictionary, published in 1817. (وب)

راج نیتک (ک17، ص۲۲۹): راج نیت: قوانین بادشاہی، علم سیاست (ہ ال)

راج نیتک آکاش (ک22، ص۲۲۴): سیاسی افق (م ک)

راجیہ کرانتی (ک22، ص۳): ہ: مرکب: انقلاب

راڑ (ک 10،ص ۱۴۰): م: دشمنی، مخالفت۔ ہمت نہ تھی تو راڑ کیوں مول لی۔

راڑ مچنا (ک 3،ص ۴۳): ہ: (پلیٹس) to create disturbance,cause strife، افراتفری پیدا کرنا

جب راڑ مچا ہو تو کھانے کی کسے خبر۔

راڑ مول لینا (ک 1،ص ۲۵۹): محاورہ: جھگڑا کرنا، بلا وجہ لڑائی کرنا (ال)۔ کسی سے جھگڑے کی راڑ مول مت لو۔

رازِ نہفت (ک 20،ص ۲۲۶): م: ف: مرکب: پوشیدہ، خفیہ یا مخفی بات۔ زلیخا کی محبت کا رازِ نہفت عزیزِ مصر پر بھی روشن ہو گیا۔

راس (ک 10،ص ۱۱۹): باگ ڈور، لگام (ال)۔ کسان نے گھوڑے کی راس پکڑی۔

راس لیلا (ک 6،ص ۳۰۵): وہ کھیل یا ناچ رنگ جو کرشن نے گوپیوں کے ساتھ آدھی رات کے وقت کیا تھا نیز وہ تہوار جو کاتک کے مہینے میں اس ناچ رنگ کی یادگار کے طور پر ہوتا ہے (ال)

راس نشین (ک 3،ص ۳۴۴): لے پالک، گود لیا ہوا لڑکا (ال)۔ اس نے میری خوشنودی کے لیے مایا کو راس نشین کیا۔

راشٹر دھونی (ک 22،ص ۲۹۷): م: ہ: مرکب: قومی موسیقی

راشٹر رن (ک 22،ص ۵۱۱): ہ: مرکب: ملکی قرضہ

راشٹر سیوا (ک 22،ص ۲۳۵): ہ: مرکب: قوم کی خدمت۔ اس نے راشٹر سیوا کو اپنا دھرم بنا لیا۔

راشٹر کے نیتا (ک 22،ص ۳۵۰): م: قوم کے رہنما۔ راشٹر کے نیتاؤں کو دیش کی خدمت صاف من سے کرنی چاہیے۔

راشٹر ہتیشی (ک 22،ص ۳۶۷): ہ: م: ملکی خیر خواہ

راشٹریتا (ک 22،ص ۵۱۷): ہ: م: وطنیت۔ راشٹریتا پریم چند کی نمایاں خصوصیت ہے۔

راشٹر یہ ہت (ک 22،ص ۳۶۷): ہ: م: ملکی بہبود

راشی (ک 17،ص ۳۱۰): ڈھیر، انبار (ہ ال)، ایک بڑی رقم۔ میں نے کنیا کے نام ایک راشی بینک میں جمع کر دی ہے۔

راکھن ہار (ک 7،ص ۳۱۱): م: بچانے والا یا تھ، حفاظت کرنے والا، رکھوالی کرنے والا۔ مارن ہار سے راکھن ہار طاقت ور ہے۔

رام باڑ (ک 9،ص ۱۴۷): ہ: م: مرکب: نایاب، قیمتی۔ ان کا درشن میرے لیے رام باڑ ہو جائے گا۔

رام جوہار (ک 19،ص ۵۸۱): جوہار: ہ: falling at the feet by way of salutation (پلیٹس)، رام کا نام لے کر پیدل چلتے جانا۔ وہ رام جوہار کرتا منزل کی جانب روانہ ہو گیا۔

رام لیلا (ک 10،ص ۴): دسہرہ کا میلہ (ہ ال)۔ رام لیلا نوکری کرنے کے بعد نہیں دیکھا۔

رام نام ست (ک 17،ص ۴۷): م: رام کا نام سچا ہے۔ میں اگر مشہور ہونے سے پہلے مر گیا تو پھر رام نام ست ہے۔

رام نام ستیہ (ک 19،ص ۲۳): ہ: رام کا نام سچا ہے، دعائیہ کلمات (ہ ال)۔ وہ ارتھی کے ساتھ رام نام ستیہ کہتے جا رہے تھے۔

رام نومی (ک 2، ص ۲۲): چیت سدی نومی جس دن سری رام چندر کی ولادت ہوئی (ہ ال)۔ رام نومی ہندوؤں کا ایک تہوار

رامیشور (ک 14، ص ۲۲۸): ہ: جنوبی ہند میں سمندر کے کنارے ایک بڑے مندر کا نام (ہ ال)

رانا سنگا (ک 20، ص ۱۴۸): رانا پرتاپ کا دادا (پ ج)

رانڈ کہے کہ سب کا مرے اور سانجھ کہے کہ بجر پڑے (ک 1، ص ۲۲): م: محاورہ: جو آدمی کنگال ہوتا ہے اور کمینہ بھی تو اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری طرح سب دانے دانے کو محتاج ہو جائیں۔

رانڈ مانڈ (ک 14، ص ۵۱۲): کم درجہ کا کھانا پینا (ال)، کم ترین میں گزر اوقات۔ رانڈ مانڈ میں ہی خوش۔

رانی پدمنی (ک 20، ص ۲۷۸): ہ: چار قسم کی عورتوں میں سے قسم اعلیٰ کی عورت، خوب صورت عورت۔ اس میں پدمنی، چترنی، ہستنی اور سنکھنی شامل ہیں (ہ ال)

رانی سنجو گیتا اور پرتھوی راج کا سوئمبر (ک 9، ص ۶۰): م: چناؤ کی وہ تقریب جس میں رانی سنجو گیتا نے پرتھوی راج کو پتی کے طور پر چن لیا۔

راہباٹ نکالنا (ک 1، ص ۱۳۰): م: راستہ، سبیل، حل، سراغ۔ ان کے لیے اب کوئی راہباٹ نکال دو۔

رپٹ (ک 14، ص ۲۶۸): م: مسئلہ، امتحان، مصیبت، رولا۔ اب ایک ندی کی رپٹ آپڑی۔

رتو سنگھار (ک 20، ص ۲۲۶): رتو سنگھار کالی داس کی چار نظموں کا ایک خاص رکن ہے (پ ج)

رتوندی (ک 3، ص ۲۲۹): س: شب کوری، آنکھوں کا ایک مرض جس میں رات کے وقت بصارت بے کار ہو جاتی ہے (ال) کئی دنوں سے رتوندی ہوتی ہے۔

رٹت ودیا (ک 12، ص ۱۰۶): م: رٹا ہوا علم، ازبر بات۔ کیا تمھاری طرح رٹت ودیا ہے جتنا کہو اتنا رٹ دیں۔

رچ (ک 14، ص ۱۳۶): ہ: خواہش، آرزو، تمنا (ہ ال)۔ یہ تو اپنی اپنی رچ ہے۔

رچا ہوا سنسار (ک 5، ص ۱۰۸): انسانوں کا بنایا ہوا جہان، انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین (ہ ال) انسانوں کے رچے ہوئے سنسار میں عدل کہاں۔

رچاؤں (ک 1، ص ۳۲۶): رچا: س: دعا، منتر، بول، فقرہ (ال)۔ مراد بول یا فقرہ۔ وہ دل ربا انداز میں وید کے رچاؤں کی تشریح کر رہا تھا۔

رچنا (ک 23، ص ۱): تصنیف، ایجاد، بناوٹ (ہ ال)

رچھا (ک 3، ص ۲۳۱): رکشا: س protection,keeping,guardianship,custody,safety,defence,support (پلیٹس)، حفاظت، نگہبانی، حمایت، دستگیری، تائید، راکھی (ہ ال)، حفاظت۔ یہ دیوتا سدا اپنے بھگتوں کی رچھا کرتے ہیں۔

رچی (ک 22، ص ۳۳): م: دلچسپی

رد اٹھانا (ک 5، ص ۳۱): الزام رکھنا (ن ل)

رُدھنا (ک 4، ص۴۷۴): رُدھ: ہ: stopped,checked,obstructed,restrained,blockaded (پلیٹس)، روکنا یا رکاوٹ ڈالنا۔ گاڑیاں رُدھنا کے لیے کھڑی ہیں۔

رُدھیاں (ک 12، ص۵۹): اقبال مندی، دولت (د ل)۔ اس منتر سے چاروں پدارتھ، آٹھوں سدھیاں اور ساری رُدھیاں مل جاتی ہیں۔

رَدی (ک 10، ص۱۹۹): م: بدتر، خراب۔ اس کی حالت ردی ہوتی گئی۔

رِس (گئودان، ۱۳۱): ہ: Anger,passion,offence,displeasure (پلیٹس)، غصہ، جوش۔ رِس مت دلا، برا ہوگا۔

رساتل (ک 1، ص۹): رسا: س: پاتال۔ lowest of the seven hells or regions under the earth,the lower world in general (پلیٹس)، پاتال (ہ ال)۔ تمھیں پاکر میرا دماغ رساتل میں ہے۔

رسوت (ک 3، ص۲): مقامی: رشوت

رسوئیں (ک 1، ص۲۱): رسوئی: ہ: cook-room,kitchen;cooking (پلیٹس)، پکن۔ دونوں آدمی رسوئیں کا صفایا کر کے اٹھے۔

رسوئیں پکانا (ک 7، ص۱۱۳): ہ: cook room,kitchen,cooking,to dress food (پلیٹس)، کھانا پکانا

رسوئیں پکانا اس کی ذمہ داری میں شامل ہے۔

رشکِ لعلِ رمانی (ک 9، ص۷): ف: مرکب: رشک: کسی بڑائی یا خوبی پر اپنی محرومی کا احساس، کسی جیسا ہونے کی حسرت، لعل: یاقوت، شفاف سرخ قیمتی پتھر، رمانی: چمکیلے سرخ رنگ کا، انار دانہ (ف ت)، جس پر سرخ رنگ بھی رشک کرے، بہت خوبصورت

رشی (ک 22، ص۳۳۴): صوفی، تیاگی، دنیا سے بے پرواہ (ہ ال)

رشی دھرم سبھا (ک 2، ص۹۳): م: مرکب: زاہدوں کا اکھٹ، نیکوکاروں کی آمبلی

رشی کیش (ک 10، ص۳۹۱): ہ: مرکب: م: ایک تیرتھ

رضاع (ک 20، ص۳۷۶): ع: sucking;fosterage (پلیٹس)، شیر خوارگی (ف ع)

اس کالج سے رضاع اور دستکار بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

رضیہ بیگم (ک 20، ص۲۷۸): رضیہ سلطانہ: سلطان التمش کی بیٹی: ہندوستان کی پہلی خاتون جس نے برعظیم پر حکومت کی (م ا)

رطب اللسان (ک 10، ص۳۳): ع: مرکب: بہت زیادہ تعریف کرنا (ف ت)۔ وہ اس بے لاگ فیصلے کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔

رطبی (ک 11، ص۹۷): رطب: ع: تر، خرما (ن ل)۔ بچے درختوں پر چڑھ کر رطبی اور کولر کھاتے۔

رعونت کا ہمالیہ (ک 14، ص۳): م: غرور، تکبر اور سرکشی میں سب سے بڑھا ہوا۔

رفعت شان (ک 10، ص۳۵۹): م: اونچا مرتبہ، بلند مرتبہ

رفیلی (ک 9، ص۱۱۶): م: یورپ کا مشہور مصور (پ ق)

رکتپات (ک 22، ص ۱۷): ہ: مرکب: خون خرابہ (ہ ال)

رکشک (ک 23، ص ۲۸۷): ہ: guardian (پلیٹس)، محافظ

رکمنی (ک 10، ص ۸۹): ہ: راجا بھیم کی بیٹی، کرشن کی بیوی (ہ ال)۔ کرشن رکمنی کو زبردستی اٹھا لائے تھے۔

رکم (ک 3، ص ۲): مقامی: رقم

رکھ (ک 4، ص ۷): س: a grassy wood (پلیٹس)، دیکھ بھال، نگہداشت، خبرگیری

کاشتکار کا رکھ، جو اور گیہوں کے ساتھ عشق نہیں ہوتا، مالی فائدے سے ہوتا ہے۔

رکھشا بندھن (ک 10، ص ۳): ہ: راکھی، ہندوؤں کا ایک تیوہار جس میں وہ برہمن سے اپنی کلائی میں کلاوا، راکھی اور نواڑے بندھواتے ہیں۔ آپس میں بھی خصوصاً بہن بھائی وغیرہ کے باندھنے کی رسم ہے (ال)۔ رکھشا بندھن کے دن اس نے میٹھے چاول پکائے۔

رکھنی (حکنو دان، ۵۴): ہ: A kept woman, a mistress (پلیٹس)، داشتہ، رکھیل، بن بیاہی (ن ل)

رکھنی کو گھر میں رکھ کر، رہے گا کیسے۔

رگھو (ک 12، ص ۴۴۵): ہ: سورج بنسی راجا دلیپ کے بیٹے کا نام جو رام کے پردادا تھے۔ جن کے نام پر ان کی اولاد رگھو کہلائی (ہ ال)

رمنی (ک 14، ص ۲۷۷): ہ: معشوق، خوبرو، دلفریب، زوجہ (ہ ال)۔ ایسی سندر رمنی کی تمنا ہر کوئی کرے گا۔

رن (ک 19، ص ۵۸۷): ہ: قرض (ہ ال)۔ ایشور نے چاہا تو آج ہی ماتا کے رن سے ارن ہو جاؤں گا۔

رن بھون (ک 9، ص ۱۷۰): ہ: میدانِ جنگ (ال)۔ اس نے یہ تلوار رن بھون میں پائی ہے۔

رن چنڈی (ک 19، ص ۲۰۷): ہ: مرکب: درگا دیبی (ال)۔ وہ رن چنڈی کی پوجا کرنے ایودھیا چل دیے۔

رن دھن (ک 4، ص ۳۳۳): ہ: مرکب: عورت اور دولت۔ مجھے کون سی رن دھن کا شوق ہے۔ کماتا اور کھاتا ہوں۔

رن دھیر (ک 22، ص ۳۷۲): ہ: جنگجو، بہادر، سورما (ہ ال)

رن ودیا (ک 19، ص ۳۵۵): ہ: لڑائی کا فن، لڑائی کا علم (پلیٹس)

رنجک چاٹ جانا (ک 19، ص ۱۹): پ: to flash in the pan, to flash and fume, to end in smoke (پلیٹس)، فائر نہ ہونا، رنجک: بندوق یا توپ کا بارود کا خانہ (ل)۔ اس کی بندوق رنجک چاٹ گئی اور گھوڑا اڑ گیا۔

رنک (ک 7، ص ۱۴۶): س: poor, a miser, mean, an indigent person (پلیٹس)، غریب، مفلس، کنگال

آپ راجا ہوں یا رنک، ہیں تو میرے بھائی۔

رنگ محل (ک 10، ص ۲۸): وہ مکان جس میں بادشاہ یا امرا عیش مناتے ہیں (ن ل)

وہ صاحب اقبال رانی رنگ محلوں میں عیش کر چکی تھی۔

رنگا سیار (ک 4، ص ۵۶۰): رنگا ہوا سیار: ایسا شخص جس کا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہو، مکار، عیار (ال)

بزدل، رنگا سیار: قوم کی خدمت کرے گا۔

رنگروز (ک 20، ص ۱۷۱): ا: رنگروٹ: نیا سپاہی، نیا بھرتی کیا ہوا (ن ل)۔ اس نے نوآموز رنگروروں سے طاقتور فوج کو ہرا دیا۔

رنگین تال (ک 10، ص ۳۱۷): م: پھولوں سے بھرا ہوا تالاب۔ کہیں کنول کے پھولوں سے رنگین تال۔

رنگے سیار (ک 18، ص ۳۵): رک: رنگا سیار

رواروی (ک 14، ص ۱۲۱): چل سوچل، سرسری، باتوں باتوں میں (ف ع)۔ رواروی میں اس نے اپنی سرگزشت سنا دی۔

روب (ک 6، ص ۱۵۰): م: برکت، سکون۔ ماں کے مرنے کے بعد گھر سے روب گیا ہے۔

روب جانا (ک 10، ص ۵۰۴): م: آرام آنا، سکون محسوس کرنا، دکھ یا تر دد کا نہ ہونا

روپ اور گن (ک 6، ص ۳۳): م: شکل اور عقل۔ لڑکی روپ اور گن کی پوری ہے، سکھی رہے گی۔

روپ چھوی (ک 14، ص ۲۷۵): ہ: زینت، خوب صورتی، ادا (ہ ال)

روپ چھوی دکھانے کا نیا آرٹ استریاں جانتی ہیں۔

روپ لاونیہ (ک 16، ص ۱۱): اچھی شکل، حسن (م گ)۔ میں اس کے روپ لاونیہ کا دیوانہ ہوں۔

روپلیاں (ک 14، ص ۵۱۲): ف: روپلی: روپہلی: چاندی کی (ف ت)۔ اسے پچھتر روپلیاں ساری تنخواہ ملتی ہے۔

روپے جتانا (ک 4، ص ۵۴۵): م: ادا کرنا۔ یہ آدمی بڑا اجاڑ دے۔ جلدی روپے جتا یے۔

روٹی نہ کپڑ اسینت میت کا بھرا (ک 18، ص ۲۳۱): کہاوت: روٹی نہ کپڑا سینت سینت کا بھرا مفت میں قبضہ یا اختیار جتاتا ہے، دیتا دلاتا کچھ نہیں (ال)

روچک (ک 22، ص ۱۴۰): م: دلچسپ

روچی (ک 8، ص ۳۸۶): روچن: س: exciting desire,charming,splendid (پلیٹس)، ہ: چمک (ہ ال)

اسے ولاس وستوؤں (چیز یا شے) سے روچی ہے۔

رودراکش (ک 2، ص ۱۲۲): س: ایک جنگلی درخت اور اس کا بیج، درخت سیدھا اور بڑا اعلیٰ اور آنولے کی طرح ہوتا ہے، بیج بطور دوا مستعمل ہے، ہندو اس کی مالا بناتے ہیں (ال)۔ اس کے گلے میں رودراکش کی مالا تھی۔

روڈیارڈ کپلنگ (ک 23، ص ۵۰۲): انگلستان کا مشہور ادیب جس کا جنم بھارت میں ہوا (پ ق)

روکڑ (ک 3، ص ۸۰): ہ: cash,money,hard coin,gold,prompt payment in cash (پلیٹس)، روپیہ پیسہ۔

اس کی عزت روکڑ کما کر لانے کی وجہ سے ہے۔

روکڑی (ک 22، ص ۳۵۲): م: خزانچی

روکھ(ک9،ص۵۹۶):ہ:درخت شجر(ہ ال)،tree(پلیٹس)۔شاستروں میں بنی کے گاؤں کا روکھ تک دیکھنا منع ہے۔

رونگار(ک20،ص۲۴۱):ف:خوبصورت چہرہ(ن ل)

روئیں تن(ک14،ص۱۵۸):ف:دھات کے ڈھلے ہوئے جسم والا،مضبوط،گٹھے ہوئے جسم کا(ف ت)

وہ اپنے کو تو دکھ رہا ہے۔وہ روئیں تن ہے۔

روہتاس(ک10،ص۴۱):م:ایک قدیم قلعے کا نام

رہتاس(ک7،ص۳۴۹):س:abandoned,forsaken,deserted,separated from,staying(پلیٹس)،رہائش

کچھ پانے کے لیے اپنے شیویا اور رہتاس کو ترک کردینا چاہیے۔

رہداس(ک7،ص۱۴۸):ہ:چمار۔یہاں تو رہداسوں کی بستی ہے۔

ریتو(ک19،ص۱۷):م:موسم،رت۔گرمی کی ریتو میں راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

ریتی(ک22،ص۲):م:ریت:طریقہ

ریتی نیتی(ک17،ص۳۴۳):م:رسم و رواج،طور طریقے۔مجھے اس کوچے کی ریتی نیتی نہیں معلوم۔

ریداس(ک4،ص۴۷۸):ہ:ہندو چماروں کے ایک فرقے کا موجد جو بڑا گیانی اور بھگت مشہور تھا۔اس کے پیرو ریداسی اور ریداسیے کہلاتے ہیں(ف آ)،ایک مشہور سادھو جو ذات کے چمار تھے(ہ ال)۔ریداس بھگت کے چیلے اونچی ذاتوں میں بھی ہیں۔

ریس(ک10،ص۴۹۲):ہ:م:پیروی،کے نقش قدم پر چلنا۔میں رؤسا کی ریس کیوں کروں۔

ریسکل(ک3،ص۳۵۸):انگ:raskul(پلیٹس)،بدمعاش،شہدا(ال)

ریکھا چتر(ک17،ص۴۳۱):م:قسمت کا حال یا کیفیت،خوش قسمتی۔اس کی ریکھا چتر نے تہلکہ مچادیا۔

ریڈ(ک9،ص۳۹۴):ارنڈ کا درخت(ال)۔دروازوں پر دربانوں کے بجائے مدار اور ریڈ کے درخت کھڑے تھے۔

ریہہ(ک9،ص۲۹۳):ہ:وہ کھار جو کپڑے دھونے میں مستعمل ہے(ہ ال)۔دھوبی ریہہ میں بھگوکر کپڑوں کی درگت کرڈالتا۔

زن ہونا(ک17،ص۵۱۹):م:نقصان،گھاٹا،خسارہ۔پرلیس کے کام میں چار ہزار کا زن ہوگیا۔

زرنگار ہودہ(ک10،ص۲۹):م:سونے سے بنا ہوا محمل جو اونٹ پر لادا جاتا ہے۔بادشاہ زرنگار ہودے میں بیٹھا ہوا تھا۔

زریں قند(ک13،ص۵۰۲):م:سنہری سفید شکر،ایک میٹھا کھانا،ایک مٹھائی کا نام۔اس نے بڑے چاؤ سے زریں قند پکایا۔

زکوں(ک20،ص۱۳۷):زک:ع:ہتک،خفت،ذلت،شرمندگی،ہار،ہزیمت،شکست،نقصان،گھاٹا،خسارہ(ن ل)

وہ متواتر زکوں اور زیرباریوں کی وجہ سے ہمت ہار بیٹھا ہے۔

زلہ خوار(ک3،ص۱۳۰):ف:کسی کا پس خوردہ کھانے والا،مجازاً کسی سے استفادہ کرنے والا،خوشہ چیں(ال)

وہ اب رسوخ اور وقار کا زیادہ خواہاں تھا۔

زلیخا(ک20،ص۲۶۰):ف: name of Potiphar's wife whose passion for Joseph is much celebrated in the east;particularly in the elegant persion poems by Nazami and Jami (پلیٹس)، جامی کی مشہور تصنیف

زمزمہ(ک2،ص۳۱):نغمہ،ترانہ(ف ت)۔گاتو لیا صرف زمزمہ ادا نہ ہو سکے۔

زمزمہ سنجیاں(ک10،ص۲۰۷): راگ گانے کی آوازیں(ن ل)۔ستار کی زمزمہ سنجیاں اسے بے خود کر رہی تھی۔

زنار(ک15،ص۱۹۶):وہ ڈوری جو ہندو گلے میں لٹکاتے ہیں اور ہندو ہونے کی ایک شناخت سمجھی جاتی ہے(ف ت)

اونچی ذات کے ہندوؤں کے لیے زنار ضروری ہے۔

زہرباد(گئودان،۱۵۰):ف: خناق،مذکر: ایک مرض کا نام،انسان کے کسی حصہ جسم میں پھنسی یا پھوڑا نکلتا اور اس کا زہر پھیل جاتا ہے اور مہلک ثابت ہوتا ہے۔اس کو زہرباد کہتے ہیں(ن ل)۔ذرا سی پھنسی زہرباد بن گئی۔

زہرہ آب کر دینا(ک2،ص۲۲۸):خوف زدہ کرنا،حوصلہ پست کرنا(ن ل)۔اس کی دھمکیاں مجھے زہرہ آب نہیں کر سکتیں۔

زیٹ اڑانا(ک6،ص۱۸۶):م: ڈینگیں مارنا،بے پر کی اڑانا،لاف زنی کرنا،اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا

تمام نوجوانوں کی طرح اس نے بھی بیوی کے سامنے پہلی رات خوب زیٹ اڑائی۔

ساتوں ادھیائے پورے ہونا(گئودان،۲۲۷):م: ویواہ کی رسم کے سات چکر مکمل کرنا،ہنود کے ویواہ کی ایک رسم

معلوم ہوتا ہے ساتوں ادھیائے پورے ہو گئے،آرتی ہو رہی ہے۔

ساتھن(ک6،ص۲۱۸):ہ:مونث: ساتھی کی مونث،سہارا،ساتھ دینے والی۔بیوی تو برے بھلے دونوں وقت کی ساتھن ہوتی ہے۔

سانک چھاپ(ک10،ص۳۱۵): مقامی: سرٹیفکیٹ،certificate۔سرکار نے مجھے کیسے کیسے سانک چھاپ دیے ہیں۔

ساٹھے پر پاٹھے(گئودان،۴):ہ: ساٹھا پاٹھا: ساٹھا: مذکر: ساٹھ برس کا آدمی: پاٹھا: جوان،ہاتھی: ساٹھا پاٹھا: وہ شخص جس کے ساٹھ برس کی عمر میں قویٰ اچھے رہیں۔ساٹھا پاٹھا ستی کھیسی: مقولہ: ساٹھ برس تک مرد جوان رہتا ہے اور تیس برس کی عورت عمر سے ڈھل جاتی ہے(ن ل)

مرد ساٹھے پر پاٹھے ہوتے ہیں۔

ساچق(ک18،ص۳۰۷): ساچق: ترکی: the feast at the bridegroom's house on the day of applying hinna to the bride's hands and feet;-interchange of wedding garments and presents which take place the day before a marriage(the bride's garments being sent by bridegroom's family and vice versa). (پلیٹس):مونث: بری،رسم حنا بندی۔ساچق میں چوگھڑے،آرائش کے تخت،مٹکے جس میں گنگا جمنی سات مچھلیاں نارے سے بندھی ہوتی ہیں،صندوقچے،سہاگ پڑا،گیارہ کشتیوں میں ریت کا جوڑا،چوتھی کا

جوڑا، ریشمی کپڑوں کے تھان، کاغذ کی کشتیوں میں کیوڑا گلاب، چویا چندن اور مل چپلیل (ن ل)

ماجھو اور ساچک کی رسم کے بعد مہندی کا جلوس نکلا۔

ساچھات (ک 3، ص ۳۷۴): ہ: بالیقین، فی الواقع، ہو بہو (ہ ال)۔ان کو دیکھ کر ایسا لگا کہ مانو ساچھات دیوی کے درشن ہو گئے۔

سادرن (ک 4، ص ۴۷۱): سادر: having or paying respect,with respect، سادرا: a kind of song (پلیٹس)، فتح کا گانا، عزت کے ساتھ۔ یہ سادرن میری اخلاقی فتح کا نشان ہے۔

سادھ پوری ہونا (گئو دان، ۴۲): ہ: خواہش، آرزو یا شوق کا پورا ہونا (ہ ال)۔آج میرے من کی بڑی سادھ پوری ہو گئی۔

سادھنا (ک 22، ص ۲۳۹): م: ریاضت

سادھوسنت (ک 5، ص ۱۹۷): سادھو (ہ) پرہیز گار، صاف دل، جوگی، سنت (پرہیز گار، عمدہ، نیکوکار، state of a saint)، نیک انسان (پلیٹس)۔سادھو سنتوں کا بھوگ کے وقت ہجوم ہو ہی جاتا ہے۔

سارانش (ک 16، ص ۲۶۴): خلاصہ (م گ)، ساراَمس، سارارتھ: خلاصہ، اختصار، ایجاز، نچوڑ (ہ ال)

سارو جنک (ک 22، ص ۱۲۸): م: عوامی

ساڑھ ساتی (ک 5، ص ۱۸۴): ادبار، ستاروں کا وہ دور جو ساڑھے سات سال تک رہتا ہے (ہ ال)

گھر والے ساڑھ ساتی کی وجہ سے مصیبتوں کا شکار ہیں۔

ساڑھو (ک 9، ص ۳۱۳): پ: سالی کا خاوند، ہم زلف (ال)، ہ: مذکر: سالی کا خاوند، ہم زلف (ن ل)

وہ رشتے میں میرا دور کا ساڑھو لگتا ہے۔

ساطعہ (ک 20، ص ۴۲): ع: روشن، چمکیلا، واضح (ف ت)۔مل اور فاسٹ جیسے ماہرین اقتصادیات نے اسے براہین ساطعہ سے ثابت کر دیا ہے۔

ساعد (ک 10، ص ۳۱۹): ع: ہاتھ کی کلائی (ن ل)۔آسمان ہمارا دم ساز اور بخت ہمارا ساعد۔

ساعد سیمیں (ک 9، ص ۵): ع: مرکب: گوری کلائی، سفید و سڈول بانہہ، خوب صورت ہاتھ (ال)

میں نے جرات کر کے اس ساعد سیمیں کا بوسہ لے ہی لیا۔

ساکشات ایشور (ک 20، ص ۳۱۹): م: روبرو خدا، ظاہر خدا۔سری بیاس جی فرماتے ہیں کہ کرشن ساکشات ایشور تھے

ساکشات لکشمی (ک 5، ص ۱۷۷): سلچھات۔آنکھوں کے آگے، روبرو، سامنے، آپ: لکشمی: وشنو بھگوان کی زوجہ یعنی دولت کی دیوی، مجازاً خوبصورتی، پوری کی پوری دیوی (ہ ال)۔وہ تو ساکشات لکشمی ہے، اس کے بغیر گھر نامکمل ہے۔

ساکشی (ک 16، ص ۱۲۲): گواہ، شاہد (م گ)، س: witnessing,testifying,attesting (پلیٹس)، گواہ، شاہد (ہ ال)

میں اُنھی کو اپنا ساکشی نہیں بنا سکتی۔

ساکھو (ک 19، ص ۳۷۴): ہ: ساکھو: the tree shorea robusta and its wood (پلیٹس)، ایک درخت کا نام جس کی لکڑی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے (ن ل)۔ پرانے محل ساکھو کی لکڑی سے بنائے جاتے تھے۔

ساکھی (ک 6، ص ۲۷): ساکشی: گواہ، شاہد (ہ ال)۔ ایشور کی ساکھی دے کر کہتی ہوں کہ میں اس کا برا نہیں چاہتی۔

سالگرام (ک 3، ص ۲۳۱): ہ: species of black quartzose found in the river Gandhak,containing the impression of one or more ammonities conceived by the Hindus to represent Vishnu;and hence it is worshipped by the Vishnavas (پلیٹس)، خاص قسم کا سیاہ پتھر جسے ہندو وشنو کی شکل مانتے ہیں۔ یہ پتھوی شکل کا ہوتا ہے اور دریائے نربدا اور دریائے گنڈک میں پایا جاتا ہے (ہ ال)

سالگرام کی مورت لیے پجاری بھجن گاتے جا رہے تھے۔

ساماجک اُتسو (ک 22، ص ۱۰۱): ہ م: مرکب: سماجی تقریب

ساماجک ویوہار (ک 11، ص ۱): م: معاشرتی برتاؤ، دستور یا چلن۔ ان کے ساماجک ویوہار میں گھوراتہ تھا۔

سامپر دائک (ک 22، ص ۱۷۲): م: طبقاتی

سامپر دائک پرشن (ک 22، ص ۵۰۷): فرقہ وارانہ سوالات

سامپر دائکتا (ک 22، ص ۳۰۵): م: فرقہ واریت۔ پریم چند سامپر دائکتا کے خلاف تھے۔

سامرتھ (ک 8، ص ۲۷۴): سامرتھیہ: س: competency,capability,ability;strength,power,might (پلیٹس)، طاقت، صلاحیت۔ اس نے اپنے سامرتھ اور بدھی کے انوسار جیسے ہو سکا عمر کاٹ دی۔

سامرتھی (ک 4، ص ۲۱۹): ہ: strong,powerful (پلیٹس)، مضبوط۔ تم سامرتھی آدمی ہو، جیسا مناسب سمجھو کرو۔

سامرتھیہ (ک 17، ص ۵۹۰): س: capacity,capability,ability,power (پلیٹس)، طاقت، گنجائش

مکان کا کرایہ ادا کرنے کی مجھ میں سامرتھیہ نہیں۔

سامگری (ک 12، ص ۱۹۶): س: ضروری سامان کا مجموعہ، ساز و سامان (ال)۔ پوجا کی سب سامگری لا کر بھگت کے قدموں میں رکھ دی۔

سامیہ واد (ک 14، ص ۳۰۴): اشتراکیت (پ ق)۔ پریم چند سامیہ وادی تھے۔

سانت (ک 6، ص ۳۲۳): م: خاتمہ۔ اس پکڑ کے ہاتھوں میری یہ سانت ہوئی۔

سانجھ (ک 6، ص ۱۱۹): ہ: مونث: شام، مغرب، غروب آفتاب تک (د ل)، سورج ڈوبنے کا وقت (ن ل)۔ دوا کا اثر سانجھ تک رہے گا۔

سانچی (ک 24، ص ۳۲): سانچ: ہ: درست، ٹھیک، سچی، صحیح (ہ ال)

سانسارکتا (ک 16، ص ۷۷): دنیاوی (م گ)، سنسار یعنی دنیا سے متعلق (ہ ال)

سافت (ک3،ص۲۲): س:punishment,pain(پلیٹس)، دکھ،تکلیف،سزا،عذاب

دو چار من لکڑی کے لیے کون اپنی جان کو سافت میں ڈالے۔

سانکھ (ک20،ص۴۲۲): سانکھیہ: ہ:علم مکاشفہ،تصوف،حقیقت (ہ ال)۔کالی داس فلسفہ، سانکھ اور یوگ پر عبور رکھتا تھا۔

سانی (گنگو دان،۸): ہ: مونث: کھلی ملا ہوا بھس (ن ل)۔گائیں سانی کھا رہی تھیں۔

سانی پانی (ک14،ص۱۳۶): سانی: بھوسا، کھلی اور چوکر ملا کر گائے کو چارے کے طور پر دیتے ہیں۔سانی پانی: چارہ اور پانی دینا (ف ت)

ساواں کی مہیر (ک16،ص۱۰): سانواں: ایک قسم کا چاول، مہیر: گھی کا میل، چھاچھ میں ابلے چاول یا کوئی اور اناج، گھی میں پکے ابلے چاول (ف ل)۔اس نے سندھیا میں ساواں کی مہیر اور بھتوے کا ساگ بنایا تھا۔

ساورن (ک10،ص۱۲۸): انگ: مذکر: گنی، اشرفی (ن ل)۔اسے راستے میں آٹھ ساورن پڑے ملے۔

ساہ (ک10،ص۳۵۳): معتبر، قابل عزت (ف ع)۔مال حرام نے ساہ سے چور بنا دیا۔

ساہتیو پاسنا (ک23،ص۴۵۴): م: ادبی درد۔پریم چند اردو بھاشا کے لیے ساہتیو پاسنا رکھتے تھے۔

ساہتیہ (ک8،ص۴۷۱): ہ:علم و ادب،ادب (ہ ال)

ساہتیہ رچنا (ک8،ص۴۷۱): ادبی تصنیف، ادبی کاریگری، ادبی بناوٹ (ہ ال)

ساہتیہ رچنا میں اس کا انوراگ (رغبت،محبت،عشق: ہ ال) ٹھنڈا ہوتا جا رہا ہے۔

ساہتیہ رسک (ک8،ص۴۷۰): ہ: ادب کا رسیا، ادب کا عاشق، ادب کا رازدار (ہ ال)، ادب کے تخلیق کار

ساہتیہ رسکوں میں اکڑ تو ہوتی ہی ہے۔

ساہتیہ کار (ک22،ص۱۳۷): م: ادیب۔ساہتیہ کار کو ساہتیہ کی اپاسنا تو کرنی ہی چاہیے۔

ساہتیہ مرمگی (ک8،ص۴۷۱): ہ:علم و ادب کے رازداں یا بھیدی (ہ ال)۔ساہتیہ مرمگیوں نے گن گرا ہکتا سے بھرے پتر اسے لکھے۔

ساہس (ک9،ص۵۱۲): س: ہمت، دلیری، بہادری (ال)۔غریبوں کو مارنے میں کوئی دلیری یا ساہس نہیں ہے۔

ساہو (ک1،ص۵۵): ہ:of good repute,respectable(پلیٹس)، عزت دار، باوقار، شان والا

میرے طفیل کاروبار میں ساہو بنے بیٹھے ہو۔

ساعت (ک16،ص۱۹): ساعت (م گ): ہ: ساعت: پ: time,a short time,a little while,a minute moment,a clock,a watch,at hour(پلیٹس)، مختصر وقت

سباب (ک3،ص۶۵): مقامی: ثواب

سبزہ گھوڑا (ک5،ص۱۷۱): وہ گھوڑا جس کی سفیدی مائل بہ سیاہی ہو (ن ل)۔دولہا ایک سبزہ گھوڑے پر سوار تھا۔

سبل(ک 16،ص۱۳): طاقت ورلوگ(م گ)

سبھ(ک 3،ص۱۲۶): شبھ: مبارک،خوش آیند،سعید،نیک(ہ ال)

سبھاپتی(ک 17،ص۷۱۹): ہ: میر مجلس،صدر محفل،چیئر مین(ہ ال)

سبھاؤ(ک 3،ص۱): ہ: اچھا،دل پسند انداز،پسندیدہ طور طریق(ف ت)

سبھر(ک 12،ص۲۳۴): م: ہنود کی ایک کم تر ذات کا نام۔وہ ذات کا سبھر تھا اور گاؤں کی چوکیداری اس کی طبیعت تھی۔

سبھیتا(ک 19،ص۲۵۰): س politeness,mannerism,attiquate,good breeding(پلیٹس)،سہولت،اطوار

کوشش میں سبھیتا کا ارتھ ہے اچھی عادتیں پیدا کرنا۔

سبھیہ بھاشا(ک 16،ص۲۷۳): م: مہذب زبان(م گ)

سبھیہ یگ(ک 22،ص۱): م: مہذب دور۔نوین دور کو سبھیہ یگ نہیں کہا جا سکتا۔

سپاری(ک 4،ص۵۸۶): ہ: glans penis(پلیٹس)،سر ذکر،تخفیب(ف ت)،زمین دکھا دینا،ختم کر دینا،گردن توڑ دینا۔

وہ اپنی طاقت سے کسی کی بھی سپاری توڑ سکتا ہے۔

سپتاہ(ک 17،ص۴۷۴): ہ: اٹھوارہ،ہفتہ(ہ ال)۔

سپتا ہک(ک 17،ص۳۲۲): ہفت روزہ۔اس کا ارادہ ایک سپتا ہک نکالنے کا ہے۔

سپتا ہک پتر(ک 17،ص۱۹۳): ہفت روزہ،اٹھوارہ اخبار۔اس شہر سے ایک سپتا ہک پتر بھی نکلتا ہے۔

سپتمی(ک 9،ص۵۱۳): قمری نصف مہینے کی ساتویں تاریخ،ساتویں(ال)۔اب سپتمی کا چاند نظر آیا۔

سپھورتی(ک 13،ص۱۷۰): م: بجلی کی لہر،بجلی بجلی بھر جانا۔اسے دیکھ کر میرے ایک ایک انگ میں سپھورتی دوڑ گئی۔

سپھل(ک 9،ص۳۹۹): س: بار آور،مبارک،فائدہ مند،تاثیر بخش(ال)۔اس کے آنے سے میرا جیون سپھل ہوا۔

سپھلتا(ک 22،ص۲۵): م: کامیابی،چھیلا ؤ

ست(ک 16،ص۱۶۸): ہ: سچائی،راستی،صداقت(ہ ال)،عصمت(م گ)،س: good,virtue,excellent(پلیٹس)

اس کے مزاج میں ست ہے۔

ست جگ(ک 20،ص۱۲): ہ: دنیا کے وجود کے چار زمرہ قرنوں میں سے پہلا قرن جس میں حق اور ایمانداری کے سوا دوسری بات نہ تھی،اوپر کی ساتویں دنیا،ملاء اعلیٰ(ن ل)

ست جگی(ک 4،ص۸۱): م: نیک و پارسا۔ایسے آدمی اب کہاں،ست جگی لوگ تھے۔

ست سنگ(ک 1،ص۳۱۸): س: association with the good,good,virtuous,pious(پلیٹس)،اچھوں کی سنگت

وہ رشیوں ست سنگ سے فیض یاب ہوا۔

ست کھنڈا (ک 18 ،ص ۵۷۴):ہ: سات منزلہ مکان ، سات کمروں یا سات حصوں والا۔لڑکیوں کا ایک کھیل (ال)

ست گرو دت شیو دت داتا (ک 10 ،ص ۳۳۹):م: میرا معبود سچا ہے ، ایشور کا نام سچا ہے

ست گیان (ک 20 ،ص ۳۱۷):م: معرفت ،حقیقت اور راستی ۔ست گیان سے وید لبریز ہیں ۔

ست گیگ (ک 12 ،ص ۱۹۰): ستیہ یگ :وقت ،موسم (ہ ال)۔ چیت کے مہینے میں کھلیانوں میں ست گیگ کی حکومت ہوتی ہے ۔

ستیو (ک 16 ،ص ۱۲۰):م: عصمت وعفت (م گ)

ستیوا (ک 13 ،ص ۳۸۳):م: عصمت ، باعصمت ، باحیا

ستر وسادھارن (ک 16 ،ص ۲۳): عوام ، سبھی (م گ)

ستکار (ک 12 ،ص ۵۴۰):س:a pious act,doing good,kind action,respect,care(پلیٹس) ،عزت ، احترام

مفت خوروں کا ستکار کرنا پاپ ہے ۔

ستلی (گئودان ،۳۳۵):ہ:twine,pack thread,string(پلیٹس) ، دھاگا ، سوت ۔وہ بیٹھا ستلی کات رہا تھا ۔

ستونتی (گئودان ،۳۲۴):ہ: مونث:true,honest,virtuous,chaste(پلیٹس) ، پاک باز

گاؤں میں کون ستونتی ہے ، سامنے آئے تو دیکھوں ۔

ستی کنڈ (ک 10 ،ص ۷۱):ہ: مرکب: مقدس تالاب ، تالاب جہاں پانی کسی دیوتا کے نام پر اکٹھا کیا گیا ہو

ستیا سنگرام (ک 8 ،ص ۳۸۳):ہ: م: سچ اور حق کے لیے جنگ ۔اس نے ستیا سنگرام میں پڑھنا چھوڑ دیا ۔

ستیہ جگ (ک 2 ،ص ۲۹۹):ہ: سچائی کا زمانہ یا دور (پلیٹس) ، ست جگ : زمانۂ اولین جس کے ۱۷۲۸۰۰۰ سال ہوتے ہیں ، دورِ خوبی ونیکی (ہ ال)۔ستیہ جگ میں انسان کی مکتی گیان سے ہوتی ہے ۔

ستیہ نارائن (ک 3 ،ص ۲۲۱): ستیا: قوت ، بل ، وجود ، وجود سے متعلق (ف ت) ، نارائن :س:true ، a name of Vishnu Narayan(پلیٹس) ، وشنو کا ایک نام ، سچائی ۔فتح کے جشن میں ستیہ نارائن کی کتھا ہوئی ۔

ستیہ نارائن کا پاٹ (ک 9 ،ص ۲۵۸):م: وشنو بھگوان کے نام ہندو کی ایک رسم ، بھگوان کا نام ہی سچا ہے

وہ سسر کی موت کے لیے ستیہ نارائن کا پاٹ کروا رہی ہے ۔

ستیہ وکتا (ک 19 ،ص ۲۲):ہ: سچا ، سچ بولنے والا ، سچی بات کرنے والا (ہ ال)۔وہ بڑا ستیہ وکتا اور سوشیل تھا ۔

ستی پتی (ک 1 ،ص ۲۸۷): ستی بھولنا: اوسان جاتے رہنا ، سٹپٹا جانا (ن ل) ، ستی پتی بھولنا: اوسان خطا ہونا (ال)

ایسا خفیف ہوا کہ سب ستی پتی بھول گیا ۔

سجگ (ک 22،ص ۷):م: بیدار

سجلتا (ک 17،ص ۲۶۳):ہ: نیک خوئی، راستی، سچائی (ہ ال)۔ جنوں کوان کی سجلتا کا یہی پرسکار ملتا ہے۔

سچارتا (ک 22،ص ۲۳۳):ہ:م: نئی سچائی

سچرتر (ک 16،ص ۶۷):نیک کردار (م گ)، عمدہ کردار والا، عمدہ اور اچھے اخلاق والا (ہ ال)

سچرترتا (ک 16،ص ۵۰):س: نیک اخلاق (م گ)، right conduct,good behaviour (پلیٹس)، نیک چال چلن، عمدہ اخلاق (ہ ال)

سچی سے سوم بھلا، جو دیوے ترنت جواب (ک 18،ص ۳۳):مثل: سچی سے سوم بھلا جو ترت دے جواب، انتظار میں رکھنے سے انکار بہتر ہے (ن ل)

سدابرت (ک 10،ص ۴۶۱):ہ: خیرات کا کھانا، لنگر جو سدا جاری رہے (ف ت)۔ اس نے سدابرت میں جا کر کھانا کھایا۔

سداچرن (ک 16،ص ۳۱):ہ: نیک چلنی، تقوی (م گ)، نیک چال چلن، نیک اخلاق (ہ ال)

سداما (ک 19،ص ۶۷):ہ: ایک مالی کا نام جس نے سری کرشن جی کو متھرا جاتے ہوئے پھولوں کی مالا پہنائی، ایک گوالا جو کرشن کا دوست تھا، ایک غریب برہمن جو کرشن جی کا ہم سبق تھا (ہ ال)

سدگتی (ک 17،ص ۲۳۹):ہ: نجات عقبیٰ، مرنے کی بعد کی اعلیٰ منزلت (ہ ال)۔ معصوم کو پرماتما سدگتی دے۔

سدھ (ک 5،ص ۲۳۷):سدھ۔ آگاہی حاصل کرنا، واقفیت لینا، یاد کرنا (ہ ال)۔ وہ اتنا سنگدل ہے کہ سدھ ہی نہیں لیتا۔

سدھ پروش (ک 16،ص ۱۴): کامل انسان (م گ)، انسانِ کامل۔ علامہ اقبال کے ہاں سدھ پروش کا واضح تصور موجود ہے۔

سدھانت (ک 1،ص ۳۴۳):م: اصول، موقف، فیصلہ۔ اس کا سدھانت تھا کہ ذات پات کا نظام تباہی کا باعث ہے۔

سدھانت کومدی (ک 1،ص ۲۰۱):علم نجوم کی ایک کتاب (م گ)۔ وہ سدھانت کومدی پڑھ رہی تھی۔

سدھی بدی (ک 5،ص ۱۹۶): فائدہ، کامیابی، واقفیت، یاد رکھنا (پلیٹس)۔ یہ سب سدھی بدی باتیں ہیں۔

سدھیاں (ک 6،ص ۸۹):ہ: دل کی خواہش پوری ہونا، کام پورا ہونا، فائدہ (ہ ال)۔ جوگ سے بڑی بڑی سدھیاں مل سکتی ہیں۔

سدی (ک 9،ص ۴۷۸):ہ: پہلی تاریخ سے پندرہ تاریخ ماہ ہلالی تک کا زمانہ (ہ ال)۔ بھادوں سدی ایکادشی کے دن اب بھی جشن منایا جاتا ہے۔

سدیو (ک 8،ص ۴۷۱):س: always,perpetually (پلیٹس)، ہمیشہ کے لیے۔ اس نے لکھنی اٹھا کر سدیو کے لیے رکھ دی۔

سدیہہ (ک 16،ص ۱۱۸): مجسم (م گ)

سر کی تاننا (ک 6،ص ۳۱۵):م: سہارا، گزارا کرنا، سر چھپانا۔ میرا کوئی گھر نہیں اسی لیے تمھارے ساتھ سر کی تاننا چاہتا ہوں۔

سراپ (ک 16،ص ۱۱۳): بددعا (م گ)، دعائے بد، لعنت، شاپ (ہ ال)

سرآمدروزگار(ک20،ص۲۱۶):ف:مرکب:سردار،یگانہ روزگار(ن ل)۔وہ انگریزی تحریروں میں سرآمدروزگار ہے۔

سربَس(ک3،ص۲۳۰):سربس:ہ:whole property or possession,everything(پلیٹس)،ملکیت

سب کچھ سربَس لٹ جائے تب بھی کوشش ترک مت کرو۔

سربہ سقف(ک10،ص۳۲۵):م:چھت تک:بوروں کے سربہ سقف انبار لگے تھے۔

سرپ(ک24،ص۲۰۰):ہ:سانپ(ہ ال)۔ہم نہیں ہوں گے کیول پشوپکشی اور سرپ ہوں گے۔

سرپت(گئودان،۳۷۷):سرپتا:ہ:A kind of reed or reed-grass used in thatching and making mats(پلیٹس)،سرکنڈے۔ندی کنارے سرپت اگا ہوا تھا۔

سرپچی(ک11،ص۲):م:بحث،حجت۔میں نے اس وشے پر اس سے گھنٹوں سرپچی کی۔

سرتعظیم خم کرنا(ک20،ص۲۳۶):سرِ تسلیم خم کرنا:احترام میں سر جھکالینا،حکم ماننا،فرماں برداری کرنا،

سرتی(گئودان،۳۳):ہ:tobacco of Surat;dry tobacco leaf for chewing(پلیٹس)،چبانے کا تمباکو

اس نے سرتی کی پیک تھوکی۔

سرجوندی(ک19،ص۳۵۳):ہ:name of a river(a tributary of the Ghagra)(پلیٹس)،ایک دریا کا نام

سرجوندی پر ایودھیا کا شہر آباد ہے۔

سرخی(ک10،ص۱۰۲):م:سرخ اینٹیں جن سے سڑک بنی ہو۔سڑک پر سرخی بچھی ہوئی تھی۔

سرسام(ک6،ص۸۱):ف:مذکر:ایک مرض کا نام جس سے آدمی کے دماغ میں ورم ہو جاتا ہے(ن ل)

علاج نہ ہونے کی وجہ سے اسے سرسام ہو گیا۔

سرسوں پھولنا(ک3،ص۱۳۰):ف:محاورہ:خوشی سے پھولے نہ سمانا،سرخوشی کے عالم میں ہونا(ال)

سب کی آنکھوں میں سرسوں پھولی ہوئی تھی۔مفت کا مال اڑاتے کیا قلق ہو۔

سرشورنمک(ک20،ص۵۱):سرکشی،نافرمانی،منہ زوری(ال)

سرعت گام(ک10،ص۳۵۱):تیز تیز چلنا،تیزی،تیزی دکھانا(ف ت)

پشت دوتا اور سرعت گام میں کوئی نفاق نہیں ہے،اس کی تصدیق ہو گئی۔

سرعت گامی(ک10،ص۳۵۱):تیزی،جلدی جلدی یا تیزی سے چلنا(ف ت)

سرکہ جبیں(ک6،ص۲۳۴):ف:سرکہ پیشانی۔سرکہ جبیں:کنایتاً بے دماغ،ترش رو،تیوری چڑھائے ہوئے(ن ل)

ایسے سرکہ جبیں جواں آدمی بھی دوسروں کو بے زار کر دیتے ہیں۔

سرکی (ک 13، ص ۳۵۰): بینڈ کی چھولداری یا پوشش وغیرہ، چھپر سازی (ال)۔ کنجر اپنی گزر اوقات سرکیوں میں ہی کر لیتے ہیں۔

سرگ کا آنند (ک 11، ص ۲۳۰): بہشت کا چین وسکون، سرور اخروی۔ سرگ کا آنند دھن کے ڈھیروں سے نہیں ملتا۔

سرگ یاترا (ک 5، ص ۲۶۹): سرگ: جنت (پلیٹس)، یاترا: سفر کرنا، چلنا، مہم (پلیٹس)، جنت کا سفر، نیک راستہ

سرگ یاترا میں بھوک پیاس کا کیا کام۔

سرل (ک 22، ص ۸۶): م: آسان

سرل آتی (ک 13، ص ۱۹۴): م: دردول، دلی سچائی سے۔ وہ اس سے سرل آتی سے بات کر رہا تھا۔

سرل پرکرتی (ک 8، ص ۴۸۵): سرل: راست باز، بھولا بھالا، ایماندار (ہ ال)، پرکرتی: خصلت، طبیعت، طینت (ہ ال)

سرل ہردیا (ک 16، ص ۱۰۵): معصوم دل والی (م گ)

سرمغزن کرنا (ک 3، ص ۱۳۳): عو، لکھنو: بے فائدہ بک بک کرنا (ن ل)

سرن (ک 1، ص ۱۹۱): ہ: گھر، بھروسہ، مدد، پناہ، آسرا (ہ ال)۔ منو تھ پورانہ ہونے کی وجہ سے ماتا تیرے سرن آئی ہوں۔

سروپ دھارن (ک 20، ص ۳۲۴): سروپ دھان: د: سب کا سردار، فسر کل، بڑا افسر (د ال)۔ گروکا نیا سروپ دھارن شاکیہ منی تھے۔

سروپ پیہ (ک 8، ص ۴۷۱): ہ: خوب صورت، شہکار (ہ ال)، own form or shape,in its own natural shape (پلیٹس)۔ جنتا (عوام: ہ ال) کی درشٹی (نظر: ہ ال) میں رچنائیں (تصانیف: ہ ال) سروپ پیہ تھیں۔

سروتھا (ک 8، ص ۴۷۶): س: In all ways;in every respect,in every manner;by any means;at all times,entirely (پلیٹس)، ہر پہلو سے، ہر طرح سے۔ اس کا روشنا بھی سروتھا نئے ڈیزائن کا ہے۔

سروج (ک 3، ص ۴۱۴): س: کنول کا پھول، وہ خوشبو دار مرکب جو شادی میں ریت رسم کے وقت دولہا کے ایک ہاتھ سے لیوا کر دلہن کی مانگ میں بھرواتے ہیں (ال)

سرودل سمیلان (ک 22، ص ۴۲): م: کل جماعتی اجلاس

سروسمتی (ک 22، ص ۱۷۱): اتفاق رائے

سروسو (ک 16، ص ۱۱۴): سب کچھ (م گ)، سروسوہ: سروس: ہ: سب کچھ، پورا، تمام، تمام جائداد، ہر ایک (ہ ال)

سروسکی (ک 20، ص ۴۲۱): سروس: جملہ جائداد، سب کچھ۔ سروش: غصہ ور۔ سروشبہ: پورا، سارا (ہ ال)

سروگن پورن (ک 16، ص ۴۸): سبھی اوصاف سے پر (م گ)، دانائے کل، عالم الغیب (ہ ال)

سروگنا گری (ک 14، ص ۲۸۳): م: باشعور، عقل مند۔ میں تو مد ماتی ہوں، تم سروگنا گری ہو۔

سروناش (ک 22، ص ۸۱): ہ: سب کچھ تباہ، مکمل تباہی۔ ہنسا کا بھوت ہمارا سروناش کر دے گا۔

سرہج (گئودان، ۱۲۳): ہ: wife's brother's wife (پلیٹس)، سالے کی بیوی (ہ ال)

سری رام چندر (ک 20، ص ۳۲۴): ہ: ایودھیا کے راجا دشرتھ کے بڑے فرزند تھے جن کا پورا حال رامائن میں درج ہے (ہ ال)

سری رامانج (ک 20، ص ۳۲۵): ہ: ایک پیشوائے دین کا نام جو اہل ہنود کو مقدس ہے (ہ ال)

سری شنکر اچارج (ک 20، ص ۳۲۵): شنکر اچاریہ: ہنود کے ایک مشہور پیشوائے مذہب کا نام (ہ ال)

سڑے (ک 11، ص ۵۳۱): سڑی: ہ: mad,insane,crazy (پلیٹس)، پاگل، لڑاکا۔ کیا ہم سڑے ہیں یا ڈاکو چور ہیں۔

سزاول (گئودان، ۳۲۱): tax-gatherer,supervisor,superintendent,bailiff (پلیٹس)، محاسب

سسرت (ک 9، ص ۳۹۷): م: قدیم ہندی ماہر طبعیات (پ ق)۔ چرک اور سسرت پر قانع نہ ہو کر اس نے نئے طبی اصول دریافت کر لیے۔

سسودیہ (ک 20، ص ۱۳۶): رانا پرتاپ کا خاندان (پ ق)

سسیم (ک 16، ص ۱۳): دلکش (م گ)

سشنک (ک 22، ص ۵۰۷): مشکوک

سشیل (ک 16، ص ۹): خوش خلق، نیک چلن (م گ)۔ اس کی استری سشیل ہے۔

سعی ناموفور (ک 11، ص ۲۲): م: کوشش ناتمام، ناکام کوشش۔ سعی ناموفور نے اشتیاق کو اور مشتعل کر دیا۔

سفروائی (ک 2، ص ۲۸۲): سفر دائی: ناچنے والیوں کے طائفے کے ساتھ چلنے والا مرد موسیقار (ف ت)

سفروائی بغلیں بجاتے اور نائکہ پھولے نہیں سماتی۔

سکچانا (ک 11، ص ۱۲۶): ہ: شرمندہ کرنا، فضیحت کرنا (ہ ال)۔ میں نے سکچاتے ہوئے اسے کہا کہ آپ سے ملنے کی بڑی اچھا ہے۔

سکچھت (ک 17، ص ۳۰۹): م: حیادار یا شرمیلی، آرام اور سکون دینے والی۔ اس کی استری سکچھت ہے۔

سکروں (ک 3، ص ۵۲۲): م: چینی کا کاروبار۔ سکروں میں پہلے دیوالہ نکل جاتا تھا۔

سکمی (ک 3، ص ۱۲): شکمی: درمیانی مزارع، مزارع جو بالواسطہ اپنا لگان ادا کرے (ال)۔ کارندہ اپنے سکمی کھیت نکال لے گا۔

سکوچ (ک 11، ص ۴): ہ: regard,respect,esteem (پلیٹس)۔ لوگ ودیشی مال کا ویوپار کرنے میں سکوچ نہیں کرتے۔

سکھ پوروک (ک 19، ص ۱۴): ہ: آرام کے ساتھ، راحت کے ساتھ، سکون کے ساتھ (ہ ال)۔ ویواہ کر کے سکھ پوروک گھرہستی پر رہنا۔

سکھ دیو (ک 20، ص ۳۲۰): کرشن کہانی بیاس رشی کے فرزند سکھ دیو نے لکھی ہے (پ ق)

سکھپال (ک 5، ص ۱۷۱): ہ: ایک قسم کی پالکی جس میں امیروں کی عورتیں سوار ہوتی ہیں (ن ل)۔ ڈولی، عورتوں کی ایک قسم کی پالکی (ہ ال)

دلہن کو لا کر سکھپال پر بٹھا دیا گیا۔

سکیرتی (ک 16، ص ۱۲۵): good report,fame,celebrity (پلیٹس)، نیک نامی (م گ)

سیکولر (ک 2، ص ۲۱۷): م: یورپ میں اپنشد کے مفسر (پ ق)۔ سیکولر کی وجہ سے ہماری عزت یورپ میں ہے۔
سگن (ک 20، ص ۳۱۵): س: having properties or qualities,possessing good qualities attributes,
or virtuous. (پلیٹس) ملکوتی صفات۔ ہندو مذہب میں نرگن اور سگن کی تعلیم یکساں دی گئی ہے۔
سلاست وانی (ک 16، ص ۲۹): پر لطف زبان میٹھی زبان (م گ)
سلفہ (ک 2، ص ۱۴۳): ہ: A small ball of tobacco smoked in a huqqa without the intervention of
tile.(پلیٹس) پھونکنے کا تمباکو بھری ہوئی چلم (ف ت)۔ اس کے ایک ہاتھ میں سلفے کی لمبی چلم تھی۔
سلگوا (ک 17، ص ۴): م: سونے کا رسیا یا شوقین۔ سلگوا نہ ہوں لیکن سوتا دیر سے ہوں۔
سلوکا (ک 1، ص ۲۹۹): ہ: شلوکا: ایک قسم کا کرتا جو کمر تک ہوتا ہے اور اس کی آستینیں کہنی تک (ن ل)۔ وہ چھینٹ کا سلوکا پہنے ہوئے تھی۔
سم درشی (ک 19، ص ۸۳): س: viewing or regarding equally,looking at both sides impartially,an
impartial person,impartial (پلیٹس)، غیر جانبدار شخص، تصویر کے دونوں رخ دیکھنے والا

سم درشی پرورش دیو روپ ہوتا ہے۔
سم کالین (ک 23، ص ۱۲): ہ: ہم عصر۔ جوش ملیح آبادی اور علامہ اقبال سم کالین تھے۔
سماپت (ک 22، ص ۱۳۰): م: ختم، اختتام پذیر۔ کول ییز سبھا سماپت ہوگئی۔
سماپتی (ک 24، ص ۲۱۲): انجام، اختتام (ہ ال)۔ ہر پرش کی سماپتی ہوتی ہے۔
سمادھی (ک 3، ص ۱۳۰): ہ: مزار، کسی یوگی یا سنیاسی کی قبر (ہ ال)، س: religious vow or obligation,tomb (پلیٹس)
اس مندر میں اس کی سمادھی بنے گی اور اس کی پوجا ہوگی۔
سماروہ (ک 22، ص ۲۳۹): م: دھوم دھام۔ اس کا وواہ سماروہ سے ہوا۔
سمالوچنا (ک 17، ص ۲۵۵): ہ: کسی چیز کے حالات کو دریافت کرنا یا جانچنا (ہ ال)۔ اخبار میں اس کی سمالوچنا دیکھ چکا۔
سمان (ک 16، ص ۲۵۳): س: like,similar,equal,same,one,uniform,the same as (پلیٹس)، عزت، شہرت
(ہ ال)۔ میں اس کی دیوتا سمان عزت کرتا ہوں
سمبھاونا (ک 16، ص ۱۱۹): امکان (م گ)، ممکن ہونا، شک ہونا، شبہ ہونا (ہ ال)۔ آج بارش کی سمبھاونا ہے۔
سمبھو (ک 19، ص ۱۲): ہ: ممکن، ہو سکنا (ہ ال)۔ سمبھو ہے کہ ماتا کے درشن نہ کر سکوں۔
سمپادک (ک 22، ص ۱۵۰): مدیر (ہ ال)
سمپت (کنگو دان، ۵۶): سمپت: س: good fortune,prosperity,wealth,riches (پلیٹس)، خوش حالی، خوش قسمتی

سمپتی (ک 8،ص۴۸۲): ہ: دولت، مال ومنال، دھن، جائداد (ہ ال)۔ اس کو مجھ سے زیادہ اس کی سمپتی اہم تھی۔

سمپر دائی (ک 22،ص۴۷): م: فرقہ

سمچت (ک 17،ص۲۱۶): مجھت: ہ: بربادی، تباہی، ترک کیا ہوا (ہ ال)

سمراٹ (ک 17،ص۵۵۳): سمراج: شہنشاہ، بادشاہ (ہ ال)۔ ساہتیہ میں سب سمراٹ ہیں۔

سمرتی (ک 20،ص۳۱۴): س: a code of laws,a law book,memorial law;-didactic poems (پلیٹس).

قوانین کی کتاب، مجموعۂ قوانین۔

سمر کشیتر (ک 22،ص۱۱۴): ہ: مرکب: میدانِ جنگ

سمسیا (ک 16،ص۲۹۸): مسئلہ (م گ)، دقت طلب سوال (ہ ال)

سمشرن (ک 16،ص۴۴): آمیزش (م گ)

سمند نفس (ک 10،ص۴۲۳): ف: م: نفس کا گھوڑا

سموچہ (گنگودان،۲۰): سموچا: ہ: سارا، پورا، سب کا سب، تمام، کامل، کل (ہ ال)

سمو چے بدن پر کپڑے نہیں ہیں تب بھی کبر (گزر) نہیں ہوتی۔

سموداے (ک 22،ص۱۰): ہ: طبقہ

سمیات (ک 3،ص۳۲۹): زہر سے متعلق (ف ت)۔ لغت سے اس نے سمیات کے خواص کھوج نکالے۔

سمیپ (ک 19،ص۷): ہ: نزدیک، قریب، پاس (ہ ال)۔ میرے سمیپ آ کر اس نے نام پوچھا۔

سمیت (ک 13،ص۳۰۷): ہ: ملا ہوا، لگا ہوا (ہ ال)، پ: poisonousness (پلیٹس)، زہر یا زہر ملانا یا کسی چیز کی ملاوٹ کرنا

سبزی فروش نے سبزی میں سمیت کی ملاوٹ کر دی۔

سمیلن (ک 17،ص۲۶۱): ہ: مجمع، مجلس، جماعت (ہ ال)۔ وہ سمیلن کا صدر بن چکا۔

سن (ک 7،ص۳۷۱): س: ایک مشہور پودا جس کے ریشوں سے ٹلی، رسی اور بوریاں وغیرہ بناتے ہیں (ال)، پٹ سن

اس کے نزدیک سن میں کوڑا بھر دینا بے ایمانی نہیں۔

سن (ک 10،ص۱۳۸): م: تیزی سے۔ وہ ہوا کی طرح سن سے باہر نکل گئے۔

سن سن (ک 10،ص۵۸): سنسناہٹ (ن ل)۔ بدن میں رعشہ طاری تھا اور بدن سن سن کرتا تھا۔

سناتن (ک 16،ص۱۲۰): از منۂ قدیم (م گ)، قدیم، پرانا، ازلی، دائمی، ابدی، جاودانی، ہمیشہ کا، برہما اور وشنو (ہ ال)

سناتن دھرم (ک 3،ص۲۱۶): ہ: قدیم دھرم، آباواجداد کا مذہب، مروجہ ہندو مذہب (ہ ال)

مرد آریہ سماجی ہے تو عورت اپنے پرانے سناتن دھرم کو مانتی ہے۔

سناؤنی (ک1، ص۲۷): سنانی: ہ: موئنث: پردیس میں موت کی خبر آنا (ن ل)۔ اس کے قتل ہونے سے بڑی سناونی اور کیا ہو گی۔

سنتان (ک3، ص۱۱۸): س: race,family,progeny,children,a son or a daughter (پلیٹس)، اولاد

سنتان نگرہ (ک14، ص۳۰۸): ضبط تولید (پ ق)

سنتشٹ (ک17، ص۱۹۱): سنتشٹ: ہ: مسرور، قانع، ابتاش، آسودہ (ہ ال)۔ پچاس روپے بھی دے دیں تو میں سنتشٹ ہو جاؤں۔

سنتوش (ک17، ص۲۵۵): ہ: راحت، تسکین، خوشی، قناعت، سکھ (ہ ال)۔ ایشور آپ کو دھیریہ اور سنتوش دے۔

سنجیونی (ک13، ص۵۲۱): ہ: مردے کو زندہ کرنے والی، جان ڈالنے والی (ہ ال)۔ ہنومان نے خوشی سے سنجیونی بوٹی والا پہاڑ اٹھایا۔

سنچار (ک22، ص۲۳۰): م: پھیلاؤ، تبلیغ کرنا۔ ہمیں ادارتا اور سچارتا کا سنچار کرنا ہے۔

سنچے (ک8، ص۴۷۰): س: heaping up,collection,save,store,stock,capital (پلیٹس)، جمع کرنا، بچت کرنا

سنچے میں ان کا وشواس نہ تھا۔

سندر اور سوشیل (ک6، ص۳۳): م: خوبصورت اور ملنسار۔ لڑکا سندر اور سوشیل ہے۔

سندری رتنی (ک16، ص۹۸): حسین عورت (م گ)، خوب صورت لڑکی، کنواری لڑکی، خوب صورت عورت (ہ ال)

سندھی پتر (ک8، ص۴۷۷): میل ملاپ، میل جول، میل محبت، باہمی محبت

سندھیا (ک16، ص۱۷۲): شام (م گ)، س: Mean(between two things);meeting of day and night (پلیٹس)، وسط، اعتدال، شام، مغرب، (ہندو) برہمن، چھتری، ویش کی روزانہ دو دعا جو وہ زوال اور غروب آفتاب اور طلوع کے وقت پڑھتا ہے (ال)۔ اس نے سندھیا نہیں کیا۔

سندیہہ (ک16، ص۱۹): س: doubt,uncertainty,suspense (پلیٹس)، شک، غیر یقینی

سنستھان (ک8، ص۴۷۱): ہ: بناوٹ، تعمیر (ہ ال)، A collection,form,figure,shape,crowd (پلیٹس)

ساہتیہ سنستھانوں نے اسے بدھائیاں دی تھیں۔

سنکا (ک12، ص۴۸۳): ہ: م: شکایت، بات کرنا۔ پہلے سنکا ہوتی تھی کہ چڑیا کی لڑکی ہے۔

سنسکار (ک6، ص۱۰): س: making perfect,polishing,perfection,idea,education (پلیٹس)، (ہندو) مرنے کے بعد تیرہ دن تک پوجا کی رسم، کریا کرم، تعلیم، گن، جوہر (ال)

سنسکرت پاٹھ شالا (ک6، ص۳۴۳): م: سنسکرت زبان کا مدرسہ یا سکول یا کالج

سنسکرتک ایکتا (ک23، ص۱۰۶): ہ: تہذیبی اتحاد

سنسی (ک 10،ص ۳۵۱): زیور، کنٹے کی چابی یا اوزار (ف ت)۔کوئی ہتھوڑا چھولیتا اور کوئی سنسی اٹھالیتا۔

سنشودھن (ک 22،ص ۱۴۲): ہ: اصطلاحات

سنشے (ک 19،ص ۱۱): س: doubt,hesitation,suspicion,danger,risk (پلیٹس)، ڈر، شک

اس کے چت میں یہ سنشے اتپن ہوا کہ میں نے ودھ کیا ہے۔

سنک (ک 5،ص ۲۰۲): گمان، خوف، اندیشہ، شک کی کیفیت (ہ ال)۔وہ سنک اور جنون کی حالت سے گزر رہا ہے۔

سنک جانا (ک 3،ص ۷۰): آگ کی طرح سرخ ہو جانا (ال)۔وہ ظلم کی داستان سن کر سنک ہی تو گیا۔

سنکٹ (ک 4،ص ۷۵): ہ: دکھ، تکلیف، رنج، مصیبت (ہ ال)

سنکٹھ (ک 10،ص ۳۱۵): ہ: سنکٹ: تکلیف، دکھ، آفت (ہ ال)۔کوئی ایسا سنکٹھ پڑے گا جس میں وہ دکھی ہوں گے۔

سنکرانت (ک 9،ص ۲۳۰): ہ: مونث: سورج کے ایک برج سے دوسرے برج میں جانے کا دن، پہلی تاریخ۔ہندوؤں کا وہ تہوار جو ماگھ بیساکھ ساون وغیرہ کی سنکرانت کو ہوتا ہے (ن ل)۔اس نے سنکرانت کے دن فیاضی سے کام لیا۔

سنکرتی (ک 22،ص ۱۰): س: ثقافت، تہذیب

سنکلپ (ک 4،ص ۷۷): ہ: خواہش، تمنا، ارادہ (ہ ال)

سنکوچ (ک 22،ص ۲): ہ: جھجکنا، ہچکچاہٹ

سنکوچی (ک 12،ص ۷۵): س: shy,a retiring or bashful man (پلیٹس)، باغیرت، باعزت، باحیا (ال)

جھینپ تو لیتا ہی نہ تھا، بڑا سنکوچی آدمی ہے۔

سنکھیا (ک 17،ص ۱۹۱): لڑائی یا جنگ (ہ ال)، کھپ، سر دردی۔ہولی کی سنکھیا تو نکل گئی۔

سنکی (ک 5،ص ۲۳۷): ہلنا، جگہ چھوڑنا، ہٹنا، زندگی کے آثار دکھانا۔کئی بار پکارنے پر بھی وہ نہ سنکی۔

سنکیت (ک 19،ص ۱۷): س: indication,hint,appointment,engagement,condition (پلیٹس)، اشارہ، حرکت

اس نے سنکیت سے بتایا کہ مجھے پیاس لگی ہے۔

سنگ آمد و سخت آمد (ک 9،ص ۲۳۷): ف: (لفظی معنی) تقدیر سے پتھر بھی گرا تو کمبخت بھاری بوجھل کہ اٹھائے نہ اٹھے۔مثل: اس وقت بولتے ہیں جب کوئی کام چار و ناچار کرنا پڑے (ن ل)

سنگھٹیت (ک 8،ص ۱۷۴): سنگھٹت: ہ: ملا ہوا (ہ ال)، clashing together,embrace,friction,encounter (پلیٹس)، مقابلہ، ٹکراؤ۔ساہتیہ سنسار سنگھٹیت ہو کر ان کا انادر کر رہا تھا۔

سنگرام (ک 16،ص ۱۲۶): جنگ (م ک)، س: war,battle,fighting,fight,tussle,scuffle (پلیٹس)، بھڑنا

سنگرہنی (ک 17، ص ۴۴۰): ہ: اسہال یا پیچش (ہ ال)۔ ضعف ہاضمہ کی شکایت ہوتے ہوتے اب سنگرہنی کی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔

سنگنی (ک 8، ص ۲۹۹): س: مونث: with connected, with companion,ally,fellow-lover,united (پلیٹس)، دوستی، ساتھ نبھانے والی (ال)

سنگھ (ک 10، ص ۱۱۹): شیر (ف ت)۔ کیا کوئی سنگھ ہے جو کھا جائے گا۔

سنگھ (ک 18، ص ۸۶): ہ: جماعت، گروہ، اکٹھ (ہ ال)

سنگھ شاسن (ک 22، ص ۲۲۰): ہ: م: وفاقی حکومت

سنگھاسن (ک 12، ص ۶۷): تخت یا چوکی (ہ ال)۔ اس کا کند حامیہ استھاسن ہے۔

سنگٹھن (ک 22، ص ۲۲۳): م: تنظیم، انجمن

سنگیا ہین (ک 16، ص ۱۱۷): حواس باختہ، بے ہوش (م گ)۔ اس کے پریم نے مجھے سنگیا ہین کر دیا ہے۔

سنگیت ودیالہ (ک 2، ص ۱۶۵): موسیقی کا سکول (ہ ال)۔ سنگیت ودیالہ کے کلاونتوں نے طنبورے سنبھالے اور محفل شروع ہوئی۔

سنوار (ک 18، ص ۲۲۶): ہ: ع: پھٹکار لعنت (ن ل)۔ تجھ پر سنوار اللہ کی۔

سنہار (ک 22، ص ۵۱۷): م: خاتمہ۔ راشٹریتا کے سنہار کے بغیر چین اسلام ازم ممکن نہیں۔

سنیت (ک 3، ص ۸۰): ہ: خوش اطوار، خوش خو، نیک چلن (ہ ال)، تکلفاً، مداقا، شرما شرمی میں

برسوں دہی دہی کی ہانک لگانے پر بھی کسی نے اس کی لڑکی کو سنیت ہی نہ پوچھا۔

سنیت میت (گئودان، ۵۷): دوست احباب، محبت کرنے والے، چاہنے والے (ہ ال)۔ وہ تو دیو ہے سنیت میت کا مال اڑاتا ہے۔

سنیچر (گئودان، ۱۸۰): ہ: ill-luck,misfortune,evil star,ill-looking fellow,a miser (پلیٹس)، ایک نہایت سست رفتار سیارے کا نام، زحل، نحوست، ادبار (ن ل)۔ پاؤں میں سنیچر نہیں ہے اور سلامی کرنے میں کچھ ملتا ہے۔

سنیوکت پرانت (ک 19، ص ۲۸۸): ہ: سنیوگ: دو چیزوں کا ایک جگہ ملنا، میل، ملاپ۔ پرانت: ہ: سرحد، پردیش، صوبہ، دو صوبوں کا ملنا (ہ ال)۔ افغانستان اور پنجاب سے آگے کا حصہ سنیوکت پرانت کہلاتا ہے۔

سنیوگ (ک 19، ص ۵۰۱): س: conjunction (پلیٹس)، میل، ملاپ، دو چیزوں کا ایک جگہ ملنا (ہ ال)

سنیوگ سے چاندنی رات تھی۔

سنیہ (ک 16، ص ۹۲): ہ: سنیہہ: دوستی، محبت، پیار (ہ ال)، ہ: tenderness,affection,love,kindness (پلیٹس)

سنیم (ک 16، ص ۱۴): ہ: ضبط: control,restraint,humanity,compassionateness (پلیٹس)، انسانیت

سواد (ک 14، ص ۱۵۱): ع: شہر کے آثار، حوالی شہر (ن ل)۔ شہر کا سواد شروع ہو گیا۔

سوادشٹ (ک16،ص۱۳):س:sweetest,very sweet,dainty,savoury(پلیٹس)،بہت مزیدار
روپ،لاونیہ نے کھانے کوبھی سوادشٹ بنادیا تھا۔
سوادلپسا (ک16 ،ص۱۹۳):تلذذ کی خواہش (م گ)جنس کی طلب یا خواہش
سوادھین (ک16 ،ص۴۴):آزاد(م گ)،ہ:خودمختار،مطلق العنان،سرکش (ہ ال)
سوادھین راجیہ (ک22،ص۱۴۲):آزادمملکت
سوادھینا (ک12،ص۵۱۸):س:liberty,independence,self-dependence(پلیٹس)،آزادی،خودمختاری (م گ)
جیون سوادھینتا کا نام ہے،غلامی تو موت ہے۔
سوارتھ (ک16 ،ص۳۰۳):خودغرض (م گ)،اپنا کام،اپنے فائدے کی خواہش،غرض نفسانی،دنیوی کاروبار اورخواہشات (د ل)
سوارتھ سے (ک16 ،ص۴۷):خودغرض (م گ)
سوارتھی (ک8،ص۵۰۸): س:selfish,self-seeking,self-gratifying(پلیٹس)،خودغرض،مطلبی (ہ ال)
سواستھیہ (ک16،ص۲۹۷):صحت (م گ)
سواستھیہ رکشا (ک22،ص۳):ہ:حفظانِ صحت
سواوسر (ک16 ،ص۲۸):اچھا موقع،مناسب موقع (م گ)
سوائی (گنگودان،۲۹۷):ہ:زیادہ،بڑھ کر (ال)۔وہ اپنی سوائی تو وصول کرے گا ہی۔
سوائے (ک20،ص۲۸۳):name of a kind of a soil -mixture of clay and sand(پلیٹس)،بڑھ کر،زیادہ
ہمارے جرنیل سوائے پر ہی لڑنا پسند کرتے ہیں۔
سواہا (ک 13،ص۲۸):س:to make a burnt offering of;to give the fire,to burn,to make away with(پلیٹس)،تیاگ دینا،خاتمہ کرنا،چھوڑدینا (ہ ال)۔اس نے پتر کے آرام کے لیے سب کچھ سواہا کردیا۔
سواہا سواہا (ک18،ص۱۴):ہنود کا ایک کلمہ یا منتر ہے جس سے دیوتاؤں کو دعوت دی جاتی ہے (د ل)،مقدس پکار،دیوتاؤں کو پکارنا
برہمنوں کے سواہا سواہا کی آواز کرے سے آرہی ہے۔
سوایا (ک20،ص۴۴):پ:زیادہ،بڑھا کر،ڈیوڑھا (ال)۔کسان مہاجنوں کوایک کا سوایا دیتے ہیں۔
سوبھا (ک10،ص۴۰۲):ہ:زینت،حسن،آراستگی (ہ ال)۔دروازے کی سوبھا اب کہاں۔
سوبھاگیہ (ک1،ص۳۶۳):ہ:مبارکی،خوش قسمتی (ہ ال)۔میں اس پریم کو اپنا سوبھاگیہ سمجھتی ہوں۔
سوبھاگیہ شالی (ک14،ص۲۷۵):ہ:گھروالی،سہاگ والی،سہاگن۔ودیشیائیں اوسر پڑنے پر سوبھاگیہ شالی بن جاتی ہیں۔

سوبھاؤ(ک 3،ص۲۶۵):ہ:چال چلن،طرز،مزاج،طبیعت،طریق(ہ ال)۔یا آکل لڑکوں سا سوبھاؤ ہے۔

سوبھاؤوش(ک 16،ص۱۲):فطری طور پر(م گ)

سوپتر (ک 8،ص۳۷۴):م:اولاد،بیٹا،چہیتا،لاڈلا

سوپن(ک 19،ص۷):ہ:خواب،سپنا،رویا(ہ ال)۔رات میں نے سہانا سوپن دیکھا۔

سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا(ک 18،ص۱۹۹):مثل:سوت نہ کپاس کولی سے لٹھم لٹھا،جس امر کا سان گمان بھی نہ ہو خواہ مخواہ کج بحثی اور جھگڑا کرنا(ن ل)

سوٹا(ک 15،ص۳۰۳):سونٹا:ہ:club,endgel,mace,a pestle(پلیٹس)،ڈنڈا۔موٹا سوٹا چھوڑو ہلکی چھڑی رکھو۔

سوجنیہ(ک 14،ص۲۷۵):ہ:نیکی،بہتری،شرافت(ہ ال)

سوچار(ک 16،ص۴۵):س:غور کے ساتھ سوچنا(ہ ال)،deliberation,good consideration(پلیٹس)

سوچنا(ک 16،ص۱۷۸):خبر(م گ)،جتانا،بتانا،اطلاع دینا(ہ ال)،ہ:to purify;to wash(پلیٹس)

سوچھ(ک 19،ص۱۸):س:very clear,trandparent,white,polished,clean,pure,stainless (پلیٹس)،صاف،پاک۔مکان سوچھ ہے۔

سوچی(ک 19،ص۴۰۳):ہ:فہرست(ہ ال)۔اس سوچی میں ہمارا نام شامل ہے۔

سوداز دہ(ک 12،ص۳۳۹):حواس باختہ،دل جلا۔لکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ کسی سودازدہ دل کی بکواس ہے۔

سودر(گئودان،۳۳۲):ہ:Born from the same womb,co-uterine;-a co-utirine brother own brother(پلیٹس)،زچہ خانہ۔اس نے سودر میں جڑواں بچوں کو جنم دیا۔

سودیش پریم(ک 22،ص۵۱۳):ہ:مرکب:حب الوطنی

سودیش کا سندیش(ک 22،ص۱):ہ:پیغامِ وطن

سودیشا بھیمانی(ک 22،ص۲):غیور وطن پرست۔پریم چند سودیشا بھیمانی لیکھک ہے۔

سودیشی(ک 6،ص۳۱۶):ہ:ملکی،قومی،اندرونی(ہ ال)،اپنے ملک کا،اپنے دیس سے تعلق رکھنے والا(ال)

دو بیٹے سودیشی کی بھینٹ کر چکا ہوں۔

سور(ک 10،ص۷۷):م:ہندی کا قدیم نامور شاعر(پ ق)

سور(ک 22،ص۴۷):س:یک آواز:sound,noise,voice,tone,tune(پلیٹس)،ہم آواز۔ہم ایک سور ہیں کب۔

سوراج بھون(ک 13،ص۱۹۸):م:خودمختار دنیا،اپنا ملک،اپنا آزاد ملک،خودمختار علاقہ

سوراجیہ (ک22،ص۲): م: خود مختار، آزادی

سورٹھ (ک9،ص۲۸): ہ: ایک راگنی کا نام (ہ ال)۔گانے والیاں سورٹھ کے سروں میں گانے لگیں۔

سورجگت (ک19،ص۲۲۵): س: سور: sun,heaven,paradise,sky ۔جگت: ہ: the world,the universe,the sun (پلیٹس)، سورج کی بناوٹ، نظام شمسی۔سورج کے پریوار کو سورجگت کہتے ہیں۔

سورگ (ک16،ص۶۷): س: heaven,Indra's paaradise (پلیٹس)، جنت (م گ)۔

سورگواس (ک23،ص۲۸۵): ہ: سورگ باس: جنت آشیاں، مرحوم، جنت نشیں (ہ ال)

سورگیہ (ک22،ص۳۹): س: آں جہانی، بہشتی، جہاں خوشی حاصل ہو (ہ ال)

سورن مدرا (ک19،ص۹۰): ہ: جوگیوں کے کانوں کا طلائی آویزہ۔سورن: ہ: خوش رنگ، مجازاً سونا۔مدرا: جوگیوں کے کانوں کا آویزہ (ہ ال)

سوروپ (ک22،ص۳۷): م: نتیجے کے طور پر

سوروچی (ک17،ص۳۳۲): م: احتیاط، محنت، عرق ریزی۔کہانیوں کے چناؤ میں سوروچی سے کام لیا گیا ہے۔

سوریا (ک4،ص۲): س: ایک لڑکی، ایک نئی دلہن (پلیٹس)۔یہ ڈول ایک گاؤں کی سوریا کے ساتھ ڈالا ہے۔

سوریں (ک1،ص۳۳۹): سور: اردو: مجازاً ایک کلمہ ہے عتاب قہر و غضب کا کہ کسی کے حق میں غصہ کے وقت کہتے ہیں (ن ل)

کیا سوریں بھی اب یہ ندور پہنچیں گی۔

سوریہ (ک22،ص۴۲): س: آفتاب، سورج (ہ ال)

سوریہ است (ک23،ص۱۶): ہ: غروبِ آفتاب

سوریہ بیدھی (ک18،ص۳۷۳): م: سورج میں سوراخ کرنے والا یا چھید کرنے والا (ہ ال)

سوز اندرو (ک20،ص۲۶۱): م: اندرونی خلش یا جلن مجازاً عشق۔اس نے سوز اندرو خود برداشت کیا۔

سوزنی (ک9،ص۴۷): ف: نرم پتلی چادر یا کپڑا (ف ت)۔ایک نے سوزنی اور دوسری نے تکیے لگا دیے۔

سوستھ (ک16،ص۱۲۹): تندرست (م گ)

سوشکچھت (ک17،ص۳۰۹): بہت چالاک، بہت پڑھا ہوا، عالم (ہ ال)

سوکشم درشی (ک16،ص۹۳): باریک بیں (م گ)، تیز نظر، ہوشیار، چالاک (ہ ال)

سوکھا (ک1،ص۵۸): ہ: ایک مرض کا نام جس میں بچے بہت دبلے ہو جاتے ہیں (ن ل)، انتہائی کوشش کرنا، دوادارو کرنا

اوجھا اور سوکھا کے جتن کے بعد بچے بڑے ہوتے ہیں۔

سوکھا بوڑا (ک 7، ص۱۳۷): ہ،م: بارش کی کمی، خشک سالی، پانی کی کمی۔

کھیتی میں ایک سے ایک بلا سر پر سوار، کبھی اولا پالا، کبھی سوکھا بوڑا سے واسطہ۔

سوکھا پالا (گئو دان، ۱۸۳): ہ: مرکب: سوکھا: dry,drought,a dry season، پالا: قحط سالی اور سردی کا موسم (پلیٹس)، سوکھا پالا: انتہائی قحط سالی یا خشک سالی۔

سوکھا ساون ویسا بھر ابھادوں (ک 3، ص۱۷۱): سوکھے ساون نہ رو کھے بھادوں: محاورہ: ہمیشہ ایک طرح کا، ایک جیسا (ف ام)

سوکھے دھان کا پانی (ک 10، ص۲۶۴): سوکھے دھانوں پانی پڑنا: مایوسی کی حالت میں مراد حاصل ہونا (ن ل)

کامیابی اگر سوکھے دھان کا پانی تھی تو ناکامی سوکھے دھان کی آگ تھی۔

سوکھے دھان کی آگ (ک 10، ص۲۶۴): م: مایوسی میں مزید اضافہ ہونا۔ ناکامی سوکھے دھان کی آگ تھی۔

سوگات (ک 3، ص۲): مقامی: سوغات

سوگن (ک 3، ص۲۵۳): سوگندھ: ہ: قسم، حلف، عہد (ہ ال)۔ہم آپے (خود) سوگن کے پیچھے چات (چلنا) ہے۔

سوگھٹ (ک 8، ص۲۷۴): م: سنجیدہ، پروقار۔وہ اونچے قد کا سوگھٹ سومیہ یووک تھا۔

سول (گئو دان، ۱۰۸): ہ: مرض قولنج (ہ ال)

سولا ہیٹ (ک 2، ص۱۵۹): انگریزی ٹوپی۔ہم جانتے ہیں کہ کب سولا ہیٹ پہنا جائے۔

سولھوں سنگار (ک 9، ص۴): سولہ سنگھار یا سنگار: نسوانی آرائش حسن کے روایتی اجزا: ابٹن، منجن، تیل، کنگھی، مسی، لالی، لاکھا، مالا، مہندی، کجرا، بندیا، تل، ارگجہ، ابھرن، وستر یا لباس (ف ت)۔'وہ سولھوں سنگار سے لیس ہو کر آئی ہے'

سوم کا دھن (ک 11، ص۱۸): م: مردے کے تیجے کا کھانا، تیسرے دن کا کھانا۔سوم کا دھن تو شیطان کھاتا ہے۔

سوموار ی اماوس (ک 9، ص۲۳۰): م: تیسری اور پندرھویں کی تاریخ جو ہنود کے نزدیک مقدس ہے۔

سوموار ی اماوس کے دن رؤسا کی عورتیں بھی اشنان کے لیے آئی تھیں۔

سومیہ (ک 8، ص۲۷۴): بردبار، متحمل، نیک خو (ہ ال)

سونٹھ بنے بیٹھنا (ک 13، ص۳۱۸): miser,niggard (پلیٹس)، خاموشی اختیار کرنا، لاتعلق رہنا (ال)۔وہ سونٹھ بنا بیٹھا ہے۔

سوندریہ (ک 8، ص۲۷۴): ہ: خوب صورتی، چمک دمک، رنگ روپ (ہ ال)

سوہر گانا (گئو دان، ۱۵۶): سوہر: ہ: beautiful,pleasing,charming (پلیٹس)، خوشی کے گیت گانا

وہ پوتے کی خوشی میں سوہر گا رہی تھی۔

سویکار (ک 22، ص۳۱): ہ: تسلیم، قبول (ال)

سویکرت (ک 17، ص ۳۲۶): س: assented to;approved,acknowledged,avowed;accepted,chosen (پلیٹس)، قبول عام کا درجہ ملنا۔ اس کی کہانی سویکرت ہے۔

سویکرتی (ک 22، ص ۱۲۱): م: منظوری

سویم (ک 16، ص ۲۳۷): خود (م گ)

سنرر (ک 15، ص ۲۲۰): ہ: دیو، دیوتا (ہ ال)۔ ایشور نے سنرر کے گلے میں موتیوں کی مالا ڈال دی۔

سہا لگ (کنور ان، ۳۱۳): ہ: the wedding day;the marrying season (پلیٹس)، شادی کا موسم

اس سہا لگ میں لگن ٹھیک ہوئی ہے۔

سہ آنند (ک 17، ص ۲۵۲): م: بہت خوش، بہت آرام سے، بہت سکون سے۔ خوشی ہوئی کہ آپ سہ آنند ہیں۔

سہ بھاگی (ک 8، ص ۲۸۵): سہ بھاگی: س: Sharing;sharer,participator,shareholder,partner (پلیٹس)، حصہ دار، ساجھی، شراکت دار۔ وہ میرے جیون کی سچی سہ بھاگی ہے۔

سہانوبھوتی (ک 22، ص ۲۱): ہ: مرکب: ہمدردی

سہایتا (ک 11، ص ۱۲۳): ہ: اعانت، امداد (ہ ال)۔ بچوں کے لیے وہ چچی کو کچھ سہایتا دے دیتا۔

سہایک (ک 22، ص ۳۳۱): مددگار (م گ)

سہت (ک 19، ص ۹): ہ: ساتھ، سمیت، ہمراہ، باہم (ہ ال)۔ وہ بچوں سہت چچی کے نکٹ بیٹھ گئی۔

سہج (ک 19، ص ۲۲): س: easy,simple (پلیٹس)، آسان: معمولی بات۔ کھونا سہج نہ تھا، پھر بھی اس نے نظنے کو ایک پچھید رہنا یا۔

سہ دیتا (ک 14، ص ۲۷۵): م: نرم لہجے سے، محبت، شرافت، بہی خواہ۔ وہ اپنی بچی سے سوجھیہ اور سہ دیتا سے بات کرتا ہے۔

سہرش (ک 16، ص ۵۱): بخوشی (م گ)

سہسا (ک 11، ص ۳): س: with great force;without pause;suddenly,at once,quickly,hastily (پلیٹس)، پوری طاقت سے، اچانک، رکے بغیر

سہشنا (ک 16، ص ۱۰۲): تحمل، بردباری (م گ)، س: support;endurance,patience,frobearance (پلیٹس)

سہکاری (ک 17، ص ۵۱۲): ہ: شریک کار، مددگار، ساتھ مل کر کام کرنے والا (ہ ال)۔ ایڈیٹنگ کے لیے کسی کو سہکاری بنانا پڑے گا۔

سہمت (ک 16، ص ۲۷۷): متفق (م گ)

سہواسی (ک 16، ص ۱۷): دوست، ہم صحبت (م گ)، پڑوسی، ہمسایہ (ہ ال)، س: living togather,a neighbour, one who resides with another (پلیٹس)

سہور (ک 3، ص ۱۵): مقامی: شعور

سہہ پاٹھی (ک 8، ص ۴۷۰): ہ: ہم جماعت، ساتھ پڑھنے والا، کلاس فیلو (د ل)۔ اس نے کئی سہہ پاٹھیوں کو دھن کے ڈھیر لگاتے دیکھا۔

سجھ (ک 10، ص ۴۰): سمجھانا، بتا دینا، ذہن نشین کروانا۔ رات کو اسے اچھی طرح سجھ دیا تھا کہ تیار رہنا لیکن اس پر اثر ہی نہ ہوا۔

سہیوگی (ک 17، ص ۲۹۴): ہ: ساتھی، ہم پیشہ، ہمسر (ہ ال)۔ اس کام سے تنگ آ کر اور کوئی سہیوگی کھوج رہا ہوں۔

سہی (گئودان، ۱۴۶): پ: erect and graceful (پلیٹس)۔ اس کا اتحاد پریم سب سہی روایتی بندشوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا تھا۔

سیاپا برسنا (ک 1، ص ۱۱۷): سیاپا پڑنا: بالکل اجاڑ یا سنسان ہونا (ف ام)۔ ماتم کی وجہ سے گھر کے در و دیوار سے سیاپا برس رہا ہے۔

سیار (ک 3، ص ۶۲): گیدڑ، شغال (ف ت)

سیاہ نویس (ک 10، ص ۳۳۱): ف: روزنامچہ لکھنے والا، رجسٹر میں درج کرنے والا (ن ل)

سیاہہ نویس (ک 2، ص ۱۴۷): اعمال نامہ لکھنے والا، بہی کھاتہ لکھنے والا (ف ت)۔ وہ کمشنر دفتر میں سیاہہ نویس ہے۔

سیت (ک 6، ص ۳۲۵): ہ: ٹھنڈ، پالا، سردی (ف ل)۔ روپے اب سیت میں آدھے نہیں ملتے۔

سیتلا (ک 3، ص ۲۳۹): ہ: smallpox (پلیٹس)، چیچک (ہ ال)۔ منہ پر سیتلا کے داغ ہیں۔

سیتلا جی (ک 10، ص ۳۴۷): ہندو: چیچک (ن ل)۔ سیتلا جی کی وجہ سے اس کی دونوں آنکھیں چلی گئیں۔

سیدھا (ک 10، ص ۳۹۵): خشک سامان جیسے آٹا، چاول، گھی، نمک، مرچ وغیرہ (ن ل)۔ اس نے بھات کو سیدھا نکال کر دیا۔

سیر چشمی (ک 14، ص ۱۷۴): سیر چشمی: ف: مونث: استغنا، آسودگی (ن ل)۔ اس کی شرافت اور سیر چشمی کا میں قائل ہوں۔

سیر ہونا (ک 10، ص ۱۳۷): لازم: آسودہ ہونا، پیٹ بھرنا، نیت بھرنا (ن ل)۔ کیسا گاؤں ہے کچھ سیر ہوتی ہے یا نہیں۔

سیری (ک 6، ص ۸۹): تسکین، آسودگی، شوق کا پورا ہونا (ال)۔ وہ پختہ دیوار ہے، اس پر سیری کا اثر نہیں ہوتا۔

سیس (گئودان، ۱۰۱): ہ: the head, skull (پلیٹس)۔ دعا سے آدھے سیس کا درد دور ہو گیا۔

سیگ (ک 8، ص ۴۷۰): م: پیشے۔ اس نے اپنے کئی مندبدھی سہہ پاٹھیوں کو وکالت یا دوسرے سیگوں میں دھن کے ڈھیر لگاتے دیکھا۔

سلی (ک 4، ص ۴۵۱): م: موت پڑنا، بزدلی اختیار کرنا، پیٹھ دکھانا۔ مردوں کی وہاں جاتے چوڑیاں سلی ہوتی ہیں۔

سیم (ک 16، ص ۵۱): خود (م گ)

سیم سیوک (ک 11، ص ۴): ہ: م: دولت کے پجاری

سیم سیوک (ک 22، ص ۵۵): ہ: مرکب: رضا کار

سیم شیل (ک 16، ص ۲۳): محتاط، خود ضبط، اپنے اوپر قابو رکھنا، جذبات پر قابو پانا (م گ)

میں سیم شیل ہو کر بھی اس کی اداؤں کا اسیر ہو گیا۔

سیما (ک 17، ص ۳۴۷): آخری حد، انتہا (ف ت)۔ میری سیما ۵۰ روپے سے زیادہ نہیں جاتی۔

سیمل (ک9، ص۵۶۴): ا: the silk-cotton tree (پلیٹس)، ایک لمبا قد آور درخت جس میں کولری کی طرح کا پھل لگتا ہے، جس میں سے سفید نرم روئی کے پھوئے سے نکلتے ہیں اور تکیوں میں استعمال کیا جاتا ہے (ف ت)

سیمل کا حسن احمر اور کچنال کی اودی شوخیاں اپنی بہار دکھا رہی ہیں۔

سیناناک (ک19، ص۲۰۲): س: leader of an army,commander,god of war (پلیٹس)، فوج کا افسر

اسے لشکر کا سیناناک بنا دیا گیا۔

سینت (ک10، ص۱۲): م: کرایہ دار، کرائے پر۔ دیہات میں کوئی سینت میں رہنے والا نہیں۔

سینت (گنگوداں، ۳۰۰): ا: anything obtained for nothing;free of cost or charge;causelessly (پلیٹس)، مفت میں، لین دین کے بغیر۔ اس نے سینت میں لڑکی بیاہ دی۔

سینت میت (گنگوداں، ۲۹۷): سینت میت (میں): مفت میں، بن دام، بلا قیمت (ال)، ا: anything obtained for nothing;free of cost or charge (پلیٹس)، ایوں ہی خوامخواہ۔ سینت میت میں بھابھی بنانے کو تیار۔

سینٹ کیتھرائن (ک20، ص۲۸۱): Saint Catherine of Alexandria, also known as Saint Catherine of the Wheel and The Great Martyr Saint Catherine is a Christian saint and martyr who is claimed to have been a noted scholar in the early 4th century. 1,100 years later, Joan of Arc said that Catherine appeared to her many times.The Orthodox Church venerates her as a "great martyr", and in the Catholic Church she is traditionally revered as one of the Fourteen Holy Helpers (وپ)

سیفا (ک1، ص۶۷): سونٹا: ا: ڈنڈا، عصا (ن ل)۔ ہاتھ میں سیفا لے کر زیور کو کوڑا کر دینے روانہ ہوئے۔

سینچر (ک14، ص۳۸۲): ا: بدنصیبی، نحوست (ن ل)۔ میری آنکھوں کا سینچر نہ دور ہوگا۔

سینچر (ک6، ص۹۲): سینچر سوار ہونا: گردش میں آنا، مارے مارے پھرنا (ال)۔ ماتا کے مرتے ہی میرے سر پر سینچر سوار ہوا۔

سیند مارنا (ک4، ص۲۵): سیند لگانا: ا: نقب لگانا، چوری کے لیے دیوار یا چھت میں سوراخ کرنا (ن ل)

سیندورکا ٹیکا (ک1، ص۳۵۹): ا: مرکب: ایک سرخ رنگ کی دھات کا نام جس سے ہندو عورتیں مانگ بھرتی ہیں (ن ل)

سیندور کا ٹیکا، گھر کا بندھن اور بھانوریں، یہ سب دنیا کے ڈھکوسلے ہیں۔

سیندھا (ک9، ص۲۲۲): س: سیندھا: ایک قسم کا نمک جو کان سے نکلتا ہے، پہاڑی نمک (ال)۔ اس کے منجو طبون میں سیندھا جھڑی ہے۔

سینگ باندھنا (ک4، ص۱۳۵): م: رنج تکلیف کے واسطے مددگار یا معاون ڈھونڈتے پھرنا۔ حاجی علی کی ان بجر سینگ باندھنوں۔

سینک شکتی (ک22، ص۲۵۶): ا: مرکب: فوجی طاقت

سینہ فگار (ک10 ،ص۲۳۹): زخمی دل، دکھی دل (ف ع) ۔یہ سینہ فگار نظر کرم کا مستحق ہے ۔

سیوار (ک3 ،ص۴۲۶): م: رنگا رنگ جالوں ،خوبصورت پھندوں ۔ہم نفس پرستی کے سیواروں میں الجھ گئے ہیں ۔

سیواسدن (ک2 ،ص۳۰۴): س:place of worship,temple(پلیٹس) ،پوجا کرنے کی جگہ ،مندر

کیا یہی تمھارا سیواسدن ہے ۔

سیوآمتی (ک22 ،ص۳۳۱): خدمت گار تنظیم (پ ق)

سیواشرم (ک23 ،ص۱۲۱): ہ: عبادت کی جگہ

سیوری (گئودان ،۴۴۰): ہ:Name of a female worshipper of Ram(پلیٹس) ،رام کی پجارن

رام نے سیوری کے جھوٹے بیر کھائے ۔

سیوڑا (ک10 ،ص۴۹۹): باہر سے پکا اندر سے کچا (ن ل) ۔بالو ٹھنڈا ہو گیا اور دانہ سیوڑا نکلنے لگا ۔

سیوڑی (ک4 ،ص۱۳): پکی (ف ت) ۔روٹیاں نہ سیوڑی تھیں نہ جلی ہوئی ۔

شادکام (ک10 ،ص۸۲): مسرور، خوش محظوظ (ف ت) ۔چتوڑ والے اس کے پدوں سے شادکام ہوتے ۔

شاستر ارتھ (ک8 ،ص۵۰۲): ہ: علمی مباحثہ، دینی مباحثہ (ہ ال) ،س:debate,discussion,argument(پلیٹس)

دونوں طرف سے شاستر ارتھ ہونے لگے ۔

شاستری (ک9 ،ص۴۳۰): ہ: شاستر پڑھا ہوا، عالم و فاضل (ہ ال) ، عالم، ماہر ، استاد (س ال) ۔وہ سنسکرت کا شاستری ہے ۔

شاسک (ک22 ،ص۴۵): ہ: حکمران

شاسن (ک8 ،ص۴۷۹): س: حکومت، حکم، فرمان (ہ ال)

شاکھا (ک19 ،ص۹۷): ہ: شاخ، ٹہنی ، ڈال (ہ ال) ۔بھوت ورکش کی شاکھاؤں پر بیٹھ کر کام میں وگھن ڈالنے لگا ۔

شاما (ک10 ،ص۱۳): شیاما ، درگا ، دیبی ، دیوی (ہ ال)

شامدرک ودیا (ک1 ،ص۲۳۲): شام درک: جادوگر ، ساحر ۔جادوگری ، ساحری (د ال) ۔شامدرک ودیا تو میں نے پڑھی نہیں ۔

شاہ کی مہر آنے آنے پر خدا کی مہر دانے دانے پر (ک19 ،ص۵۳۲): م: ہر ایک اپنا رزق لے کر پیدا ہوتا ہے ،ہر ایک اپنا نصیب

کھاتا ہے ،خدا جس کو جو دانا دینا چاہے گا وہی پا سکتا ہے دوسرا ہرگز نہیں پا سکتا (پ ق)

شب تار (ک10 ،ص۲۲۸): ف: اندھیری رات (ف ع) ۔میری شب تار کا چراغ گل ہو گیا ۔

شب دیجور (ک6 ،ص۱۱): اندھیری رات (ال) ۔شب دیجور نے چاند کو شکست دے کر اپنی عملداری قائم کر رکھی تھی ۔

شب یلدا (ک17 ،ص۳۰): جاڑے کی طویل ترین رات جب سورج خط جدی کے اوپر ہوتا ہے (ف ت) ،شاید کبھی نہیں

اس کی کہانی اب شب یلدا تک نہ چھپے گی۔

شبد (ک 24،ص ۲۰۱): لفظ، کلمہ، بول، بچن، صوت، بانگ، شور، گیت (ہ ال)

شبری (ک 19،ص ۹۷): ہ: نیچ ذات کی عورت، بھیلنی (ہ ال)۔ سد اما اور شبری کی کتھا سن کر وہ پرسن ہو گیا۔

شبھ چانتک (ک 22،ص ۳۹): ہ: م: مرکب: بھلائی سوچنے والا

شبھ کاریہ (ک 19،ص ۵۵): س: a good or virtuous act (پلیٹس)، اچھا کام، نیک کام، مبارک کام

شبھ کاریہ میں دیر نہیں کرنا چاہیے۔

شبھ مہورت (ک 3،ص ۱۶۶): س: An auspicious moment (پلیٹس)، مبارک وقت، اچھا وقت (ہ ال)

بیاہ کا شبھ مہورت آ پہنچا۔

شپتھ (ک 16،ص ۱۹۱): حلف، قسم (م گ)، س: a solemn asseveration,oath (پلیٹس)

شتابدی (ک 22،ص ۲۵۰): م: صدی۔ شتابدی میں سو ورش ہوتے ہیں۔

شتابہ (ک 20،ص ۲۱): شتاب: پ speedy,quickly (پلیٹس)، شتابا: وہ کاغذ جس کو بارود میں تر کر کے خشک کرتے اور فلیتہ

بارود کی جگہ استعمال کرتے ہیں، جھٹ پٹ، تیزی کرتا ہوا (ن ل)۔ نئی توپ ایک شتابہ میں دس فائر کرتی ہے۔

شتر غمزے (ک 10،ص ۳۱۲): شتر غمزہ: فضول نخرے، اٹھکیلیاں (ف ع) نخرہ، ناز بے جا، اٹھلاہٹ، ناز و ادا (ال)

ہرن کی کلیلیں اب شتر غمزوں سے زیادہ مکروہ معلوم ہوتیں۔

شتھل (ک 16،ص ۱۶): سست، ماندہ (م گ)، ہ: شیتل: cool,cold,chilly,coldness,the moon (پلیٹس)

شتھیلتا (ک 8،ص ۱۷۲): شتھلتا: س: looseness,relaxation,want of energy (پلیٹس)، سستی، آرام

وشرام کرنے کی شتھیلتا نے وچار کو درڑھ کر دیا۔

شٹ رس (ک 16،ص ۴۴): چھ ذائقے (م گ)

شحنہ گری (ک 3،ص ۳۵۴): شحنہ: محافظ جو کھیت کی حفاظت کرتا ہے۔ شحنہ گری: محافظت (ال)

شحنہ گری پر ہم اکثر چھوٹے نہیں ما تے۔

شحنے (گئو دان ۳۲۳): پ: A body of guards or police;a watchman (پلیٹس)، نگہبان، سپاہی (ال)

پیادے اور شحنے تک اس سے دبتے تھے۔

شدنی (ک 5،ص ۳۲۱): ہ: probable,possible,an occurance,practicable (پلیٹس)، ممکن، واقعہ، قابل عمل

الشور یہ خواب ہے یا شدنی۔

شدہ شدہ (ک4،ص۵۵۷):ف: ہوتے ہوتے، رفتہ رفتہ (ف ت)، دھیرے دھیرے

شدہ شدہ یہاں تک بات پہنچی کہ اب باپ سے بات کرنا ان کے لیے ضروری نہ رہا۔

شدھ (گئو دان، ۳۱۷):ہ: صاف، پاک، درست (ہ ال)۔ اسے شدھ گوبر اور گوموتر کھانا پینا پڑا۔

شدھتی (ک4،ص۳۱۸):م: صفائی، پاکیزگی، تائب ہونا۔ شدھتی چھوٹ جانے کے بعد سب میرے دشمن ہو گئے ہیں۔

شڈ یتر (ک19،ص۳۶۹):م: بہانے، حیلے۔ مجھے مٹی میں ملانے کو شڈ یتر رچے جا رہے ہیں۔

شراپ (ک19،ص۳۵۲):ہ:curse,imprecation,maledecation(پلیٹس)، دعائے بد، بددعا دینا

بھگت کے شراپ سے وہ بیٹے کے شوک میں مر گیا۔

شرادھ (ک6،ص۳۴۱):س (ہندو): بزرگوں کی ارواح کو شاستر کے طور پر پانی اور پنڈ دینے کی رسم، مردوں کی ارواح کو ایصالِ ثواب کا ہندوانہ طریقہ، کریا کرم کرنا (ل)۔ شرادھ کے دن اس نے سارے نئے کپڑے برہمنوں کو دے ڈالے۔

شر دائر (ک10،ص۳۸۱):م: فساد کی جڑ، فساد کی بنیاد۔ میں اس گروہ کو شر دائر سمجھتا ہوں۔

شردئی (گئو دان، ۳۳۹):س: شردھان:having faith,trusting,respecting(پلیٹس)، امید بھری نظر سے

ماتا نے شردئی سے پریوار کی طرف دیکھا۔

شردھانجلی (ک23،ص۹۷):ہ: نذرانہ دینا، نذر دینا

شرر (ک20،ص۱۱۱): مولانا عبدالحلیم شرر، اردو کے ممتاز ناول نگار جنھوں نے تاریخی ناولوں میں پردہ پیام سے زیادہ ناولوں کے خالق۔

شرف یابی (ک10،ص۳۶۱): ملاقات، عزت افزائی (ف ت)۔ ہم شرف یابی حاصل کیے بغیر نہ ٹلیں گے۔

شرمندۂ منت (ک10،ص۴۹):ہ: احسان مند۔ ایسا کون تھا جو ان کا شرمندۂ منت نہ ہو۔

شرنگار (ک3،ص۱۲۷):س: محبت، عشق، جنسی جذبات، جماع، ہم بستری، سیندور، نشان، آدمی یا لباس کے لیے خوش بودار سفوف، سنگھار، لونگ (ال)، love,sexual passion,erotic,sentiment;sexual union,coition,a mark,fragrant powder for the dress or person (پلیٹس)

شرن (ک22،ص۳۴۶):ہ: پناہ (ہ ال)۔ میں اب آپ کے شرن میں ہوں۔

شرون (ک16،ص۴۹):س:the act of hearing,the ear(پلیٹس)، کان (م گ)

شری (ک19،ص۳۹۵):س: prosperiety,happiness,splendour,glory,the three objects of life;love,duty and wealth (پلیٹس)، اقبال مندی، رونق۔ آپ کے بعد دیش میں شری نہ رہی۔

شری شمپن (ک11،ص۷):م: بارونق، خون کی سرخی سے دمکتا ہوا۔ اس کا چہرہ شری شمپن تھا۔

شری مکھ (ک16،ص۴۳): دھان مبارک (م گ)، مبارک چہرہ۔ آپ کا شری مکھ دلیس میں بھ انتی کارک بن چکا ہے۔

شریشٹھ (ک16،ص۴۵): بہتر (م گ)، بہت اچھا، بہت عمدہ، سب سے بہتر (و ال)، س: better,superior (پلیٹس)

شریشٹ (ک8،ص۴۷۸): شریشٹھ: س: Better,superior,excellent (پلیٹس)، امتیازی، بہتر

ارتھات ان کے سماج میں پروش شریشٹ ہے۔

شریمان (ک11،ص۱): ہ: خوب صورت، صاحب رونق (ہ ال)، آپ، صاحب، جناب

شریمتی (ک11،ص۱): س: A famous or a beautiful woman (پلیٹس)، محترمہ، شری مت کی تانیث (ا ل)

شش (ک20،ص۳۲۱): ہ: تعلیم دینا یا سکھانا (ہ ال)، شاگرد۔ محبت کی دیوانگی میں گرو اور شش ایک ہو جاتے ہیں۔

شش پال (ک10،ص۳۳۶): سری کرشن کا چچا زاد جو چار بازوؤں اور تین آنکھوں کے ساتھ پیدا ہوا (و پ)

ششیا (ک8،ص۴۹۷): ہ: ششیہ: مونث: چیلا، مریدنی، شاگرد، طالبہ (ہ ال)

ششیہ (ک16،ص۱۵۷): شاگرد (م گ)، چیلا، مرید، طالب علم (ہ ال)، س: a learner,scholar,pupil,disciple (پلیٹس)

ششے (ک8،ص۴۹۷): ہ: مذکر: شاگرد (ہ ال)

شقہ (ک10،ص۲۶): ع: پرچہ، ٹکڑا، خط (ف ع)۔ اسے دربار سے ایک شقہ مل چکا تھا۔

شکتی بان (ک19،ص۳۵۱): ہ: طاقت سے تیر مارنا، زور سے تیر چلانا (ہ ال)۔ ایسا شکتی بان مارا کہ کیسے بچتا۔

شکتی سمپن (ک14،ص۲۷۷): ہ: م: مرکب: طاقتور، توانا۔ پروش کا جوہر اس کا شکتی سمپن ہونا ہے۔

شکتی ماں جگت کی ساکشی (ک19،ص۵۸۷): ہ: م: میں گواہ ہوں کہ ماں ساری دنیا کی دیوی ہے (ایک نعرہ)

شکرم (ک18،ص۱۴۷): ہ: انگ: مونث: ایک قسم کی چار پہیوں کی گاڑی (ن ل)۔ اس نے ریل کے بدلے شکرم پہ سفر کا فیصلہ کیا۔

شکروار (ک16،ص۲۲۱): جمعہ (م گ)

شکشا (ک17،ص۲۵۵): س: learning,study;knowledge,education,doctrine,maxim (پلیٹس)، علم، تعلیم

شکشک (ک22،ص۴۵۸): ہ: معلم

شکشھا (ک12،ص۵۱۷): تعلیم، نصیحت (ہ ال)۔ پتی کافی دیر تک وویک اور شانتی کی شکشھا دیتا رہا۔

شکل (گئو دان، ۳۰۰): ہندی کا ایک نام (پ ق)۔ آج کل لوگ باجپئی اور شکل بنے پھرتے ہیں۔

شکل پکش (ک19،ص۲۳): س: the light half of the moon(from new to full moon) (پلیٹس)، ہر ماہ بالائی
کے ابتدائی پندرہ دن جبکہ چاند کی روشنی روزانہ بڑھتی رہتی ہے (ہ ال)

رات اندھیری تھی، شکل پکش ابھی لگا تھا۔

شکمی (ک3،ص۵۳): (قانون): ضمنی یا تابع اسامی یا رعیت یا کاشتکار، ایک تابع یا ضمنی کاشتکار کسی گاؤں کی زمین کے کسی حصے کا ایسا

قابض جو بطور تابع یا شخص قابض کے حصے رکھتا ہو اور لگان سرکاری نمبردار وغیرہ کی معرفت دیتا ہو (ال)

شکمی اسامیوں کو یک قلم بے دخل کر دیا۔

شکورا (ک 10، ص ۳۹۷): مٹی کا پیالہ، آبخورہ، صبورہ (ال)۔ دہی کا دوسرا شکورا مانگتے ہوئے اسے شرم آ گئی۔

شکھا (ک 22، ص ۵۰۱): م: سر پر بالوں کی لٹ یا چوٹی جو ہندو رکھتے ہیں۔

شگلے (ک 14، ص ۵۳۸): شگلہ: پچڑ، پاڑ، بڑا اور منہ کا برتن (ف ع)۔ شگلے کی ایک نگاہ شیریں کے ساتھ ہوش رخصت ہو گیا۔

شگون (ک 10، ص ۳۱۵): ہ: فال، نیک و بد ساعت دیکھنے کا عمل (ال)۔ جوتشی نے شگون دیکھا اور چور پکڑا لیا گیا۔

شگون بچارنا (ک 6، ص ۳۱۲): محاورہ: ہندو: فال دیکھنا، اچھی بری ساعت دیکھنا (ال)

شلوکا (ک 7، ص ۷۷): ہ: a child's bib;a breast,the other on the back,and fastened above and below the shoulders. (پلیٹس)، ایک قسم کا کرتہ جو کمر تک ہوتا ہے اور اس کی آستینیں کہنی تک (ن ل)

اس نے اپنے شلوکے کی جیب سے ٹوپی نکالی۔

شلیگل (ک 20، ص ۳۶۵): جرمنی کا مشہور فلاسفر (پ ق)

شماتت آمیز (ک 14، ص ۱۲۶): کسی کے بگاڑ پر خوشی (ف ع)

شمپئی (ک 9، ص ۲۵۳): م: سفید چمک دار۔ اس نے شمپئی ریشم کی ساڑھی جسم سے الگ کر دی۔

شمشان (ک 1، ص ۲۷۵): ہ: مرگھٹ، مردہ گھاٹ، مردے جلانے کا مقام (ہ ال)۔ آباد تھا تو قبرستان یا شمشان۔

شمہ (ک 3، ص ۲۰۸): ف: a smell,odour;a smatch,smack;an atom,a particle,a little (پلیٹس)، جھلک

یہ سب میری دلی ارادت کا ایک شمہ تھا۔

شن گارڈ (ک 14، ص ۸۱): م: guard caution، گارڈ کا خبرداری سگنل یا اشارہ

شنکا اور کوتوہل (ک 13، ص ۱۹۳): شک وشبہہ اور تماشا (ہ ال)۔ وہ میری اور شنکا اور کوتوہل سے تاکنے لگے۔

شنکائیں (ک 11، ص ۲): شنکا: شک، شبہہ، گمان (ہ ال)۔ وہ مطمئن نہیں اسی لیے تو شنکائیں کرتی ہے۔

شنکرانت (ک 10، ص ۴۹۸): س: سیاروں کا ایک برج سے دوسرے برج میں جانا (ال)۔ چیت کا مہینہ تھا اور شنکرانت کے قبل کا دن۔

شنکھ (ک 10، ص ۳۶۰): ہ: گائے یا بیل کے سینگ سے بنایا جانے والا باجا جو ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہیں (ال)

مندر میں شنکھ اور گھنٹے بج رہے تھے۔

شنی وار (ک 16، ص ۴۳۹): ہفتہ یا سنیچر (م گ)

شنیہ شنیہ (ک 11، ص ۱۴۳): م: دھیرے دھیرے، آہستہ آہستہ۔ شنیہ شنیہ ماتا کو اس کی نرم دلی پر وشواس آ گیا۔

شنے شنے (ک 23، ص ۳۷۷): ہ: دھیرے دھیرے

شو(ک 19،ص۲۲):ہ:لاش،مردہ،جنازہ،مردہ جسم(ہ ال)۔شو کو شویت وستر لپیٹ، ارتھی بنا، وہ داہ کر کے گھر لوٹ آئے۔

شوالہ(ک 7،ص۲۱۳):ہ:temple dedicated to Shiva,a cemetery(پلیٹس)،مہادیو جی کا مندر(ہ ال)

مندر اور شوالہ بنانے میں وہ سب سے آگے تھا۔

شوبھا(ک 7،ص۴۷):س:ornament,dress,decoration,elegance,grace,beauty(پلیٹس)،اچھا،بھلا

دھوم دھام و دکھاوے کے لیے شوبھا نہیں۔

شوچ(ک 16،ص۹۵):رفع حاجت(م ک)،طہارت،پاک ہونا،غسل کرنا(ہ ال)،purification by ablution,

freedom from defilement,purity,evacuation of excrement(پلیٹس)

شوراتری(ک 1،ص۱۲):شوراتر:ہ:پھاگن بدی ۱۴ جس روز شیو جی کی اہل ہنود پوجا کرتے ہیں اور برت رکھتے ہیں(ہ ال)

شوراتری کا میلہ دیوتاؤں کی یاد میں منعقد کیا جاتا ہے۔

شورویر(ک 19،ص۵۸۶):ہ:بہادر،دلیر،شجیع(ہ ال)۔اس سورما کا سامنا بڑے سے بڑے شورویر نہیں کر سکتے۔

شوشالہ(ک 23،ص۱۵):ہ:مردہ گھر

شوک(ک 16،ص۱۵۶):غم،افسوس(م ک)،رنج،غم،گریہ،بکا(ہ ال)،س:sorrow,grief,sadness,anguish (پلیٹس)

شوک پیڑت(ک 16،ص۹۴):درد و غم کا مارا(م ک)

شومیٔ طالع(ک 3،ص۱۳۱):ف:بدقسمتی،نحوست،تقدیر کی خرابی(ال)۔شومیٔ طالع نے ان کے گھر پر چھاپہ مارا۔

شونیہ(ک 22،ص۳۶۱):صفر(ہ ال)

شویت(ک 19،ص۷):س:white,silver,in white,the colour white(پلیٹس)،سفید،اُجلا،چاندی جیسے

اس کے بال شویت ہو چکے ہیں۔

شہ پالن(ک 11،ص۵):م:پورا کرنا،تکمیل کرنا،نبھانا۔عہد کا شہ پالن کرنا اتنی آسان بات تو نہیں۔

شہدتی(لکھنؤ دان،۱۰۸):ہ:ایک بوٹی کا نام(پ ق)

شیام کلیان(ک 2،ص۸۴):شیام:ہ:سانولا،کرشن کا لقب(ہ ال)۔کلیان:ہ:مذکر:ایک راگنی کا نام(ن ل)،گانے کی آواز

شیام کلیان کی پُرسرور آواز نے مجھے مسحور کر دیا۔

شیاما(ک 9،ص۳۸۷):س:سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی خوش آواز چڑیا(ال)۔شیاما کے ایک نغمے میں میرے لیے جادو کی سی کشش ہے۔

شیت(ک 19،ص۳۵):س:the cold season,winter,coldness(پلیٹس)،ٹھنڈ،سردی

پرش کیول شیت سے دکھی ہو رہا ہے۔

شیت کال (ک 19، ص ۸۷):ہ: سردی کا موسم (ہ ال) ۔شیت کال آنے پر اس نے اونی وستر لے لیا۔

شیت نوارن (ک 19، ص ۱۴۱):ہ: سردی دور کرنا، سردی روکنا، سردی رفع کرنا (ہ ال) ۔وہ شیت نوارن کے لیے آگ جلا رہے تھے۔

شیتل (ک 10، ص ۴۰):ہ: ٹھنڈا، سرد (ہ ال) ۔سورج کی شیتل کرنوں میں گرمی آ چکی ہے۔

شیخ چلی (ک 10، ص ۱۰۰): ایک فرضی احمق جس کے فرضی قصے لوگوں نے گھڑ رکھے ہیں، احمق، مسخرا (ن ل)

شیخ کیا جانے صابن کا بھاؤ (ک 18، ص ۴۳):مثل: جس چیز سے جس کو کچھ تعلق نہ ہو وہ اس چیز کی کیفیت وہ کیا جانے یا ایسے شخص سے کسی امر میں مشورہ لینا جس سے اس کو کچھ مناسبت نہ ہو یا خواہ مخواہ اس امر میں دخل دینا جس کا علم نہ ہو، کی جگہ مستعمل ہے (ن ل)

شیش (ک 8، ص ۷۰ ۴):ہ:remaining,surplus,residue (پلیٹس) ،بچا ہوا، باقی ماندہ

جیون میں جو کچھ شیش رہا ہے، اسے ایشور چرنن کے ارپن کر سکتے ہیں۔

شیش پھول (ک 6، ص ۲۱۸): عورتوں کے سر کا ایک زیور جو گول صدبرگ کے برابر ہوتا ہے (ال)

زیورات میں ایک نیا آئیٹم شیش پھول بن کر مارکیٹ میں آیا ہے۔

شیش شش (ک 17، ص ۳۲۱):م: ہر طرح سے خیر و عافیت یا امن و امان

شیشیہ (ک 19، ص ۱۴۳):م: وارث۔ اس نے دھرم چند کو اپنا شیشیہ بنا دیا۔

شیکسپیئر (ک 20، ص ۱۵۴): مشہور انگریز ڈرامہ نگار جو برطانیہ کا رہنے والا تھا۔ William Shakespeare (baptised 26 April 1564; died 23 April 1616) was an English poet and playwrite, widely regarded as the greatest writer in the English language and the world's pre-eminent dramatist.He is often called England's national poet and the "Bard of Avon".His surviving works, including some collaborations, consist of about 38 plays,154 sonnets, two long narrative poems, and several other poems. (وپ)

شیگھر (ک 19، ص ۱۷):ہ: جلدی، فوراً، جھٹ پٹ (ہ ال) ۔شیگھر پرانت کال ہو گیا۔

شیل سبھاؤ (ک 5، ص ۴۰۹): اچھی عادات، اچھی طبیعت، اچھا مزاج (ن ل) ۔آپ کے شیل سبھاؤ کی بہت تعریف سنی ہے۔

شیلی (ک 8، ص ۴۷۱):س: A short explanatory rule,concise explanation of a gramatical aphorism (پلیٹس) ۔ہیئت، روش، طرز (ہ ال)

شیلی پربھاؤ (ک 17، ص ۴۲ ۳):م: روش کا اثر، طرز یا طریقے کا اثر، اسلوب کا اثر

پریم چند پر سرشار کا شیلی پربھاؤ تلاش کیا جا سکتا ہے۔

شیلے (ک 10، ص ۴۴): Percy Bysshe Shelley (4 August 1792 – 8 July 1822);was one of the

major English Romantic poets and is critically regarded among the finest lyric poets in the English language. Shelley was famous for his association with John Keats and Lord Byron. The novelist Mary Shelley was his second wife.(وپ)

شیِن کی آرتی (ک 19،ص ۲۳): م: آرام کرنے کا بھجن ۔شین کی آرتی کا گھنٹا بجتے پر دونوں درشنارتھ مندر میں چلے گئے۔

شیو (ک 3،ص ۲۱۶): س: relating or belonging to the god Shiva;-name of one of the three great divisions of modern Hindu sects;a worshipper of Shiva (پلیٹس)، ہندوؤں کے اوتاروں میں سے تیسرے اوتار مہادیو جی کا لقب (ال)

شیواتری (ک 4،ص ۷۶): شوراتر: سوراتر: سوراتری: شوراتری: د: پھاگن بدی ۱۴/جس روز شیوجی کی پوجا کرتے اور روزہ رکھتے ہیں (دل)

میں شیواتری کے بعد بدری نارائن جانے والا ہوں۔

شیوشیو (ک 9،ص ۳۷): م: توبہ توبہ، استغفار کرنا، دیوتاؤں سے پناہ طلب کرنا

شیومندر (ک 14،ص ۲۷۵): م: مہادیو جی کا مندر۔اس نے شیومندر میں جا کر سچے من سے توبہ کی۔

صبوحی (ک 3،ص ۱۴۴): صبوح، صبح کو پینے کی شراب (ال)۔وہ صبوحی کے بعد سے مہمانوں کا انتظار کر رہا تھا۔

صحنچی (ک 14،ص ۲۰۰): م: چوکی، سنول یا کرسی۔وہ کتابیں لے کر صحنچی پر بیٹھ گئی۔

صدائے خوش آیند (ک 13،ص ۳۰۶): م: سریلی آواز، خوب صورت آواز، آواز جو بھلی لگے۔

خوانچے والے کی صدائے خوش آیند پر بچے نے نالہ فلک بلند کیا۔

صدائے نہ برخاست (ک 10،ص ۱۳۰): م: کوئی یا کسی قسم کی آواز نہ آنا۔میں نے کئی آدمیوں کے نام پکارے لیکن صدائے نہ برخاست۔

صدمہ جانکاہ (ک 10،ص ۲۷): بڑا صدمہ، سخت تکلیف، بڑی اذیت (ال)۔وہ اس صدمہ جانکاہ سے کیسے جانبر ہوگا۔

صعب (ک 20،ص ۲۳۲): ع: hard,difficult,troublesome,stubborn,to be hard (پلیٹس)، مشکل، بڑے

ریاست دو صعب دشمنوں کا مقابلہ ایک ساتھ نہیں کر سکتی۔

صفحہ ہستی (ک 10،ص ۱۸۹): م: روئے زمین، دنیا (ال)۔میدان کے ایک حصے میں صفحہ ہستی کے عجائبات تھے۔

صفرا (ک 6،ص ۲۳۵): ع: زرد مادہ، بادی کا پانی (ال)۔ایک وید خون کا فساد بتاتا ہے تو دوسرا صفرا کا۔

صورت نہ شکل، چولہے سے نکل (ک 1،ص ۱۵): صورت نہ شکل، بھاڑ سے نکل: بہت بدصورت (ف ام)

صیانت (ک 3،ص ۱۲۵): نگہبانی، نگرانی، پاسبانی، حفاظت، (تصوف) گناہ سے بچنا، نفس کو برائی وغیرہ سے دور کرنا، امداد، مدد (ال)

ضعیف البیان (ک 3،ص ۱۹): ع: جو خلقی طور پر کمزور ہو، جس کی بنیاد کمزور ہو، بنیادی طور پر کمزور (عام طور پر انسان کے لیے بولا جاتا ہے) (ال)۔انسان ضعیف البیان ہے۔

ضمارسی (ک 14، ص ۳۷۷): م: ذہانت، عقل مندی۔ اس کے جواب نے ضمارسی کا سکا بٹھا دیا۔

ضیابار (ک 14، ص ۴۵۹): روشنی پھیلانے، برسانے والا (ف ت)

ضیق (ک 17، ص ۴): تنگی، دشواری، کٹھن، مشکل (ف ت)۔ عجب ضیق میں جان مبتلا ہے۔

طالعہ خفتہ (ک 10، ص ۱۰۱): ف: م: بدنصیب

طبلہ ءعطار (ک 10، ص ۱۹۰): م: خوشبوؤں میں بسا ہوا۔ سارا میدان طبلہ ءعطار بنا ہوا تھا۔

طلایہ (ک 10، ص ۲۳۴): ع: رات کی محافظ فوج (ف ع)۔ طلایہ کے جوان جا بجا بیٹھے جمائیاں لے رہے تھے۔

طلب (ک 6، ص ۲۴): ع: تنخواہ ملنا، مزدوری ملنا (ن ل)۔ سال بھر سے طلب نہیں ملی۔

طوطا مینا (ک 6، ص ۳۰۵): م: خیالی قصہ، من گھڑت باتیں (ال)

طویلے کی بلا بندر کے سر (ک 6، ص ۳۳۷): جب کئی آدمیوں کی آفت ایک کے سر پڑے، قصور کسی کا سزا کوئی پائے (ف ام)

طویلے کی بلا بندر کے سر گئی، وزیر تجارت کو مستعفی ہونا پڑا۔

طویلے کی لتھاوج (گئو دان، ۲۰۷): م: بہت زیادہ انتظار کروانا، ترسانا۔ دیکھو میاں طویلے کی لتھاوج اچھی نہیں ہوتی۔

ظنیات (ک 10، ص ۴۴۴): ع: گمان، یقین (ف ع)۔ اس کے دل میں ظنیات کی جڑ بہت مضبوط ہو چکی ہے۔

عالم سفلی (ک 9، ص ۳۷۷): دنیا (ف ت)

عالم علوی (ک 9، ص ۳۷۷): عالم بالا، سفلی کی ضد (ف ت)۔ زلزلے نے آبادی کو عالم سفلی سے عالم علوی میں پہنچا دیا۔

عالی دودمان (ک 20، ص ۳۶): عالی: ع: بلند مرتبہ، بلند۔ دودمان: ف: خاندان، قبیلہ، کنبہ (ن ل)، بلند مرتبہ خاندان

وہ عالی خاندان اور عالی دودمان ہے۔

عدن (ک 10، ص ۱۸۱): م: جنوبی عرب کا ایک شہر اور بندرگاہ۔ عدن کی بندرگاہ پہنچ کر کئی سپاہی بے دل ہو گئے۔

عراقی جوڑی (ک 10، ص ۴۷۹): م: اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی جوڑی، عربی نسل کی گھوڑوں کی جوڑی

عزل الخلائق (ک 1، ص ۲۶): م: قدرت کی طرف سے دی گئی سزا، پیدا کرنے والے کی طرف سے دی گئی سزا، مکافات عمل

میں اس کی مجرد زندگی کو عزل الخلائق سمجھتا ہوں۔

عطر پان (ک 10، ص ۴۱): م: مہمان کی تواضع کی ایک روایت جس میں اس پر عطر کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے اور تواضع میں پان پیش کیا جاتا ہے

اس نے عطر پان سے میری تواضع کی۔

عطر پھلیل (ک 9، ص ۱): خوش بودار تیل، خوش بو میں بسا ہوا (ف ت)۔ عطر پھلیل میں بسا ہی آج کے عشاق کا دھرم ہے۔

علائق زیست (ک 10، ص ۳۵۲): دنیا کے بکھیڑے یا دھندے۔ یہ طائر خوش رنگ اسے علائق زیست کی خبر دیتا تھا۔

علت (ک 4،ص ۲۲۹): ع: وجہ، بنیاد (ال)۔ جرم و سزا میں علت و معلول کا واسطہ ہے۔

علو ہمتی (ک 10،ص ۳۵۶): مرکب: بلند ہمتی (ف ع)۔ اس کی علو ہمتی اور نیک نیتی نے سب کو مرعوب کر لیا تھا۔

علی غول (ک 5،ص ۱۵۴): مسلمان پٹے بازوں کا گروہ (ن ل)۔ ہندوؤں نے مہابیر دل بنایا تو مسلمانوں نے علی غول سجایا۔

عماری (ک 10،ص ۲۳۳): محمل، ہاتھی کا ہودج جس پر قدیم زمانے میں امراء سوار ہوا کرتے تھے (ف ع)

عنادار (ک 10،ص ۲۶۱): م: الگ ماپا یا آگ تھامنے والے۔ ہم تیرے عنادار ہیں، تیرے واسطے تیرے پاسبان۔

عنقاصفتی (ک 17،ص ۱۷۶): م: لاپرواہی، کاہلی، سستی۔ کاتبوں کی عنقاصفتی نے کام وقت طلب بنا دیا ہے۔

عوض معاوضہ گلہ ندارد (ک 14،ص ۲۱۶): ف: مقولہ: جس چیز کا بدلا ہو سکتا ہے اس کی شکایت کیا (ن ل)

عیوض (ک 5،ص ۱۲۹): کسی کی جگہ عارضی طور سنبھالنا، عارضی تقرر ہو جانا (ف ت)۔ شہنائی کا عیوض نرسنگھے نے لے لیا ہے۔

غالب (ک 10،ص ۷۷): م: اسد اللہ خان غالب۔ اردو زبان کے مشہور شاعر جن کو فارسی دانی پہ ناز تھا لیکن شہرت اردو کلام سے ملی۔
Dabir-ul-Mulq, Najm-ud-Daula Mirza Asadullah Baig Khan,pen-name Ghalib (Urdu/Persian:means dominant) and (former pen-name) Asad (Urdu/Persian: asad means lion) (27 December 1797– 15 February 1869), was a classical Urdu and Persian poet from the Indian subcontinent during British colonial rule (وپ)

غرش (ک 9،ص ۲): غرش کا بگڑا ہوا: مونث: کتے شیر بلی کی غصے بھری آوازیں، کنایتاً انسان کی تکرار، لایعنی باتیں، غصہ آمیز گفتگو (ن ل)
عبا اور عمامے والے قاضی باہم غرش کر رہے تھے۔

غرہ (ک 10،ص ۲۲۵): م: غرور، تکبر۔ اسے مردم شناسی کا غرہ ہے۔

غلبہء اشتہا (ک 10،ص ۱): طلب، خواہش یا بھوک کا تسلط جمانا (ف ت)۔ اسے غلبہء اشتہا کا مرض تو لاحق نہیں ہو گیا۔

غم دزد اور غم کالا (ک 11،ص ۳۵۵): م: چوری اور قید کا خوف۔ دونوں شطرنج باز دوستوں کو غم دزد اور غم کالا سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

غنغنانے (ک 10،ص ۳۹۷): گنگنانا۔ وہ دھیرے دھیرے ایک گیت غنغنانے لگی۔

غول بندی (ک 14،ص ۴): م: گروہ بندی، ٹولیاں بنانا۔ دیگر مذاہب کی طرح یہ بھی غول بندی ہے۔

غین (ک 1،ص ۴۹): غین ہونا: نشہ میں چور ہونا (ن ل)۔ وہ تو نشے میں غین تھی۔

فبتیاں (ک 8،ص ۴۹۷): م: پھبتیاں: آوازیں کسنا، طنز کرنا، طعنے دینا

فتیلہ سوز (ک 10،ص ۲۳۷): ف: مذکر: شمع دان (ف ع)۔ ایک فتیلہ سوز جل رہا تھا۔

فردوسی (ک 20،ص ۳۶۵): ایران کا ہومر اور شاہنامہ کا خالق جو ایران میں پیدا ہوا اور طوس میں وفات پا گیا (ب ذ)

فرلو (ک 20،ص ۲۲): انگ: رخصت جو باوضع تنخواہ ملے (ن ل)

فرودگاہ (ک 3، ص ۲۷): اترنے قیام کرنے کی جگہ (ف ت) ۔ وہ پگڑی باندھ کر جج کی فرودگاہ کی طرف چلا۔

فریاد محرا (ک 14، ص ۳۶۲): ف: مرکب: بے مقصد دہائی یا داد طلبی ۔ اس کی لٹ جانے کے بعد فریاد فریاد محرا تھی۔

فرلیس (ک 2، ص ۲۴۱): فراست والا، فراست سے اردو والوں نے بنالیا ہے (ن ل) ۔ وہ ان پڑھ ہو کر بھی اس قدر فرلیس ہے۔

فکر مآل (ک 10، ص ۲۳۲): م: تردد، دنیا کی فکر اور پریشانی ۔ ان مبارک لمحوں کو فکر مآل سے کیوں مکدر کریں۔

فلاحت (ک 10، ص ۳۷۸): ع: کسانی، کھیتی باڑی (ف ع) ۔ وہاں فلاحت کی تعلیم حاصل کی۔

فلزات (ک 10، ص ۲۶۳): معدنی دھاتیں (ف ع) ۔ آگ اور فلزات کا طوفان سا اٹھا رہتا۔

فلک الافلاک (ک 14، ص ۵۳۸): م: خیالی، آسمانوں، عرش ۔ وہ فلک الافلاک کے صرف منصوبے بناتا ہے۔

فلک چہار (ک 20، ص ۲۳۸): م: ہر طرف، چاروں طرف ۔ امریکہ کی بادشاہت آج فلک چہار تک پہنچی ہوئی ہے۔

فم معدہ (ک 20، ص ۳۳۹): معدے کی تھیلی کا منہ جہاں غذائی نالی جا کر ملتی ہے (ف ت)

فنیاگر (ک 10، ص ۲۵۹): فن کار، ماہر فن، ناچنے والی ۔ ایک معمولی رقاصہ، فنیاگر ہجوم کی دلچسپیوں کا مرکز بن گئی تھی۔

فیتل سوز (ک 9، ص ۲۰۲): م: لیمپ، چراغ، قمقمے ۔ دروازوں پر کئی کئی بتیوں والے فیتل سوز روشن ہیں۔

فیشیبل (ک 24، ص ۱۱): انگ: fashionable، فیشن پرست ۔ نمائش گاہوں میں ان کا نام لیا جاتا تھا یا فیشیبل شریفوں کے حلقوں میں۔

فیلیور (ک 10، ص ۲۸۹): م: ملازم، محاسب ۔ اس بینک کے فیلیور نے کتنے ہی اُستی یوحنز کا خاتمہ کر دیا۔

قادر انداز (ک 14، ص ۵۷۹): درست نشانہ لگانے والا (ف ت)، عبور رکھنے والا

قدوم میمنت لزوم (ک 20، ص ۲۷۸): م: مبارک قدم، قدم رنجا۔

انھی دیویوں کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے بھارت جنت نشان ہو رہا تھا۔

قرار تنکار (ک 17، ص ۲۰): م: وعدے وعید، عہد و پیمان ۔ قرار تنکار نے اس کو اس طرف مخاطب نہ ہونے دیا۔

قرض دادن اور درد سر خریدن (ک 10، ص ۳۳۷): م: قرض دے کر سر درد خریدنا یا لینا، قرض دینا اور پریشانی مول لینا۔

قرق امین (ک 11، ص ۲۲۳): تر کی: مذکر: ناظر عدالت جو قرقی کرتا ہے (ن ل) ۔ قرق امین مال نیلامی کے آ گیا تھا۔

قرق امین (ک 2، ص ۱۲۷): ناظر عدالت جو قرقی کرتا ہے، منشی، ریڈر (ن ل) ۔ وہ بندوبست کے دفتر میں قرق امین ہے۔

قساوت (ک 10، ص ۳۲۵): ع: سخت دلی، سیاہ قلبی (ف ع)

قصب بانی (ک 20، ص ۲۴۷): ریشم اور اون کا ملواں بنا ہوا کپڑا تیار کرنا (ف ت)

ایک دستی پنکھے پر اس نے ایک یونانی قصے کی قصب بانی کی تھی۔

قطب از جا نمی جنبد (ک 10، ص ۳۷۵): قطب از جا نہ جنبد: مقولہ: اس شخص کی نسبت بولتے ہیں جو اپنے مقام سے نہ ہٹتا ہو (ن ل)

مالی کے انتظار میں وہ قطب از جائی جلد بنے بیٹھے ہیں۔

قفس بلوریں (ک 10، ص۲۹۲): م: شیشے کا پنجرا، شیشے کا قید خانہ مراد عورت کے نازک ہاتھ۔

قلاچ (ک 2، ص۱۲۸): قلاش، جس کے پاس کوڑی نہ ہو (ن ل)۔ لڑکی کو کس فاقہ مست قلاچ کے گلے باندھ دیا ہے۔

قمچی (ک 10، ص۳۴۲): کوڑا، چابک، ہنٹر (ف ع)۔ اس نے مجھے پتلی قمچی سے پیٹا۔

قود (ک 14، ص۱۵۸): ع: چڑھائی، لشکر کشی (ف ع)، چڑھائی کرنے والا

قہرمان (ک 20، ص۲۳۰): ایران کے شہنشاہ کا نام (پ ق)

کاتر بالیکا (ک 8، ص۲۹۹): ہ، مرکب: سہمی ہوئی بچی، ڈری ہوئی لڑکی (ہ ال)

کاتر بھاؤ (ک 16، ص۲۵۷): دبی آواز (م گ)

کاتر ابتر (ک 11، ص۲): م: گھبرائی ہوئی نگاہوں سے۔ بھجی نے پتی کی طرف کاتر ابتر وں سے دیکھا۔

کاتکی اسنان (ک 2، ص۲۷۵): ہندی سال کے ساتویں مہینے کے دوران نہانا (ف ت)۔ اب کے کاتکی اسنان میں اسے دیکھنے جاؤں گی۔

کاٹ پیچ (گئودان، ۱۱۲): م: عیار، چالاک، ٹیڑھا، الٹی کھوپڑی کا۔ وہ بڑے کاٹ پیچ کا آدمی ہے۔

کاٹو (ک 3، ص۵): ہ: cutting;biting;pungent;corrosive,a cutter,cleaver (پلیٹس)، مکار، چالاک

کاجی (ک 1، ص۱۳۱): ہ: صفت: ہندو: کام میں مصروف رہنے والا (ن ل)

کاچھی (ک 14، ص۲۱۵): ہ: مالی، باغبان (ہ ال)۔ باغ کے قریب کاچھیوں کے کھیت تھے۔

کارچوب (ک 7، ص۲۷۴): کاکاری، کشیدے کا کام (ن ل)۔ کہیں کارچوب کی مسندیں اور گاؤ تکیے بنائے جا رہے تھے۔

کار سبھا (ک 5، ص۱۹۰): کار: س act,action,work,operation,labour,occupation,service,use,practice

کام، استعمال، عمل، پیشہ (پلیٹس): سبھا: مجلس، جماعت، جلسہ، محفل، بزم (ا ول)، کار سبھا: جلسہ عام

اسے کار سبھا میں ایک تقریر کرنی تھی۔

کاراگار (ک 19، ص۱۰۵): س: a place of confinement,prison,gaol (پلیٹس)، قید خانہ (م گ)، جیل خانہ (د ال)

قیدی کاراگار سے بھاگ نکلے۔

کارکردہ (ک 10، ص۳۲۱): م: کام کو جاننے والے۔ نئی مشین پر اس نے چند کارکردہ آدمی رکھ لیے۔

کارن (ک 6، ص۳۷): ہ: سبب، وجہ، باعث (ہ ال)۔ میرے کارن اس نے دولت کو لات مار دی۔

کاریالیہ (ک 16، ص۲۹۹): دفتر (م گ)، کارخانہ (ہ ال)

کاریکارنی (ک 10، ص۵۰۴): م: کام کاج کا باعث یا کام کاج کروانے والی۔ وائسرائے نے اسے اپنی کاریکارنی سبھا کا ممبر چن لیا۔

کار پیکرم (ک 17،ص۵۵۳):ہ:مرکب:قسمت کے کام،تقدیر کے کھیل (م گ)

کار پیکرم (ک 22،ص۲۳۰):ہ:مرکب:دستور العمل (ہ ال)

کارے (ک 10،ص۱۳۵):ملازم (پ ق)۔میں نے کارے کی اس سے شکایت کی۔

کاس (ک 19،ص۳۲۳):ہ:ایک قسم کی گھاس (ن ل)۔کاس کے اوپر کچھ سفید پھولوں سے لد گئے۔

کاشی (ک 6،ص۳۰۸):ہ:شہر بنارس کا نام (ہ ال)۔اس نے پریاگ نہ بتلا کر کاشی بتلایا۔

کاک منڈی (ک 16،ص۴۸):کوؤں کی ٹولی (م گ)،بدصورتوں کی ٹولی۔اس کاک منڈی میں تم جیسی ہنسی کیا کر رہی ہے۔

کاگد (ک 3،ص۲۲۲):مقامی:کاغذ

کال (ک 19،ص۵۸):ہ:وقت،زمانہ،مصیبت،روز آئندہ (ہ ال)۔کال اور روگ نے اس کو مار ڈالا۔

کال (ک 3،ص۴۷۵):ہ:dearth,calamity,bad time(پلیٹس)،برا وقت (ف ت)

ہم نے موت کو چکل کر کال کو جیت لیا۔

کال (ک 9،ص۲۲۱):س:time,right or proper time,age,death,time of death,angel of death(پلیٹس)،موت کا فرشتہ۔اس کا کال آ پہنچا اور وہ مر گیا۔

کالما (ک 16،ص۴۳):سیاہی،داغ (م گ)،ہ:کالا پن،اندھیرا (ہ ال)

کالنجر (ک 10،ص۴۱):Kalinjur is a panchayat town in Vellore district in the Indian state of Tamil Nadu(وپ)

کالی داس (ک 20،ص۱۵۲):سنسکرت کے عالم اور شکنتلا کے خالق (پ ق)

کالے کمبل پر رنگ چڑھانا (ک 14،ص۵۲۸):کالا کمبل رنگنا:محاورہ:بے کار یا فضول کوشش کرنا (ف ام)

اس پر رحم کھانا کالے کمبل پر رنگ چڑھانا تھا۔

کالے نے کاٹ لیا (گئو دان،۱۲۷):کالا:سیاہ سانپ:سیاہ ناگ نے ڈس لیا (ن ل)۔گنگو کو کالے نے کاٹ لیا۔

کام (ک 16،ص۴۷):س:شہوانی خواہش (م گ)،خواہش،ہوس،روح حیوانی،کام دیو کا لقب (د ال)،sexual wish,lust,passion,the Hindu Cupid(پلیٹس)

کام دھین (ک 14،ص۲۱۵):ہ:اندر کی گائے جس سے وہ جو طلب کریں وہ مہیا کرتی ہے،دودھیل گائے (ہ ال)

بکری کیا ہے کام دھین ہے۔

کام دیو (ک 1،ص۱۳):ہندو مذکر:خواہش نفسانی کا دیوتا۔کنایتاً خواہش جماع،قوت باہ (ن ل)،شہوت کا دیوتا (ہ ال)

کام روپ (ک 14، ص ۱۷۵): ہ: خوبصورت، دلربا (ہ ال)

کام کرنائیں (ک 14، ص ۲۷۵): م: شہوانی محبت، عاشقانہ بوس و کنار، مجامعت

رات کام کرنائیں ہوئیں، اوشاد (تھک کر) کے کارن سو گئی۔

کام لپسا (ک 16، ص ۶۴): شہوانی خواہش (م گ)

کامنا (ک 22، ص ۸۹): ہ: خواہش۔ کامناؤں کے بغیر جیون گزرتا نہیں۔

کامنی (ک 16، ص ۱۶): حسینہ (م گ)

کان جواہر (ک 10، ص ۱۲۹): م: انتہائی قیمتی۔ اس موضع کو کان جواہر کا خطاب ملا ہے۔

کان میں تیل ڈال کر بیٹھنا (ک 6، ص ۲۶۱): محاورہ: کان میں تیل ڈالنا: اپنے آپ کو بے خبر اور بہرہ بنا لینا۔ کان میں تیل ڈال کر سو رہنا: بے پرواہ ہونا (ف ام)

کان نہ دینا (ک 10، ص ۲۱۰): محاورہ: نہ سننا، نہ سمجھنا، دھیان نہ دینا (ف ع)۔ میرے سمجھانے کے باوجود اس نے کان نہ دیا۔

کانا پھسی کرنا (ک 1، ص ۹۵): کانا پھوسی: مونث: چپکے چپکے کان میں باتیں کرنا، خفیہ مشورہ کرنا (ن ل)

کانجی ہاؤس (ک 13، ص ۳۱۴): انگ: catching house: آوارہ مویشیوں کا باڑہ جہاں سے وہ تاوان ادا کر کے چھڑائے جا سکتے ہیں (ف ت)۔ بیلوں کو کانجی ہاؤس میں بند کر دیا گیا۔

کانس (ک 9، ص ۵۹۵): ہ: a tall species of grass that grows luxuriantly on waste and sandy soils (پلیٹس)۔ کانس کے سفید بال لہرائے اور جاڑا آ پہنچا۔

کانشیس (ک 3، ص ۱۹): انگ: conscience، ضمیر

کانکشا (ک 22، ص ۱۳۲): ہ: خواہش (ال)

کانکھ کانکھ (گئو دان، ۱۱۹): ہ: to strain; to grunt; to groan; moan; to snort; to snore (پلیٹس)، کھانستے کھانستے، کراہتے کراہتے۔ اس نے کانکھ کانکھ کر دس قدم اٹھائے۔

کانور (ک 12، ص ۱۷۱): ہ: A bamboo or pole with baskets slung at each end in which water from a holy river is carried (پلیٹس)، ایک بانس کے ذریعے دو بالٹیوں کو رسی کے ساتھ لٹکا کر کسی دور مقام یا دریا سے پانی لانا۔ سویرے وہ کندھے پر کانور رکھ کر پانی ندی سے لاتا۔

کانونگو (ک 3، ص ۱): قانون گو: مذکر: وہ محرر جس کے پاس ضلع یا علاقے کی زمینوں کا حساب کتاب رہے (ن ل)

کانونگو ایک بھی ان کے ساتھ نہیں پہنچا تھا۔

کاویہ گرنتھ (ک 22، ص ۳۸۱): م: شعری مجموعہ۔ دیوان غالب کا کاویہ گرنتھ ہے۔

کاوے (ک 9، ص ۵۰۸): ف: to deceive,trick (پلیٹس)۔ ہرن کے کاوے اسے بندوق سنبھالنے نہ دیتے تھے۔

کائر (ک 3، ص ۱۱۵): ہ: cowardly,timid (پلیٹس)۔ سب کے سب کائر نکلے، ایک ہی دھمکی میں پانی ہو گئے۔

کاؤں کاؤں (ک 10، ص ۱۷۹): شور شرابہ (ن ل)۔ اس کے گھر آتے ہی کاؤں کاؤں مچ جاتی۔

کاہش جانی (ک 20، ص ۲۷۰): م: کمزوری، پریشانی، غمگینی۔ دایہ نے از راہ دردمندی زلیخا سے کاہش جانی کا سبب پوچھا۔

کاہش غم (ک 9، ص ۵۱۷): wear and tear of sorrow,live foto of sorrow (پلیٹس)۔ غم کی منہ بولتی تصویر

وہ کاہش غم کی تصویر بن چکی ہے۔

کاہن (ک 10، ص ۴۷): م: شگون، شگن، سحر طراز، جادوئی اثر والی۔

ان آنکھوں سے کیسے وہ محبت کی کاہن دیکھوں گی جو نگاہ قہر سے بھی زیادہ دلدوز ہوں گی۔

کایرتا (ک 22، ص ۵۸): ہ: بزدلی

کبت (ک 3، ص ۸۶): ہ: a sort of verse in Hindi poetry;a poem;poetry;song (پلیٹس)، ہندی گیت

کبجا (ک 4، ص ۳۸۴): ہ: کبڑی، زن کوزہ پشت، کنس کی ایک داسی کا نام، کرشن کی گوپیوں میں سے ایک گوپی کا نام (ہ ال)

کرشن نے کبجا کی ناؤ پار لگائی۔

کبری (گنئو دان، ۸): س: مونث: سیاہ سفید رنگ کی (ن ل)۔ کبری گائے پر دل للچایا ہے اس کا۔

کبھاؤ (ک 16، ص ۲۹): ہ: بدسلوکی، بدمزاجی، بدخوئی (ہ ال)

کبھی ناؤ گاڑی پر، کبھی گاڑی ناؤ پر (ک 10، ص ۳۳۵): کبھی گاڑی ناؤ پر، کبھی ناؤ گاڑی پر: مثل: ترقی و تنزل لازمی ہے (ن ل)

کبیر (ک 10، ص ۳۵۱): ہ: ہندوؤں کے فحش گیت جو ہولی کے زمانے میں گائے جاتے ہیں (ن ل)

کبیر (ک 9، ص ۴۳۱): ہ: the god of wealth (پلیٹس)۔ اسے تو کبیر کی دولت مل گئی۔

کبیراج (ک 4، ص ۳۹۹): م: معالج، ڈاکٹر۔ دور سے کوئی کبیراج آئے ہیں، مریض کو دیکھنے۔

کبیر پنتھی بھجن (ک 3، ص ۵۴۳): م: دیوتا کی عبادت کا طریقہ، دیوتا کی حمد باری کا طور، جس انداز سے دیوتا عبادت کرتے ہیں

کبیر کا دھن (ک 1، ص ۱۹۲): ہ: مال و دولت کا دیوتا (ہ ال، پلیٹس)، دیوتاؤں کا عطا کردہ دھن۔

کبیسر (ک 20، ص ۱۴۲): ہ: Niggardly,miserly,a niggard,a miser (پلیٹس)، کمینہ، کمی، گرا ہوا، فحش گیت

کبیشر (ک 20، ص ۱۴۲): ہ: کوی شور: کویشور: ملک الشعرا، شاعروں کا بادشاہ (ہ ال)، گانے والا

کپاتر (ک 12، ص ۵۴۰): س: unworthy,unfit,incapable;an unworthy person (پلیٹس)، غیر موزوں فرد

کپٹ بیوپار (ک 12، ص ۱۰۵): یہ اچھیری کا بیوپار یا کاروبار۔ وہ سادہ سا ہے، کیا جانے کپٹ بیوپار۔

کپٹ نیتی (ک 16، ص ۴۷): پرفریب اصول (م ک)

کپوت (ک 3، ص ۱۱۸): ہ: نالائق بیٹا (ن ل)۔ پرماتما چاہے سنتان نہ دے لیکن کپوت لڑکا نہ دے۔

کپور (ک 3، ص ۲۳۱): ہ: name of a flower (پلیٹس)۔ کپور اور دھوپ کی مہک ان دیوتاؤں کو پسند ہے۔

کپول (ک 16، ص ۲۰۳): رخسار، گال (م ک)

کچھنی (ک 14، ص ۷۰): پ: کاچھا، کمر (ہ ال)۔ وہ کچھنی کسے کام کر رہا ہے۔

کنکل (ک 19، ص ۵۳۸): ہ: کنکل: پتھر کا دھار دار ٹکڑا، پتھر کی کرچ، کانچ، مٹی کے برتن کا باریک ٹکڑا جس کو لڑکے ہوا میں اچھالتے ہیں، اینٹ یا پتھر کے چھوٹے ٹکڑے (ن ل)۔ بچے پانی میں کنکل پھینک رہے ہیں۔

کتھا (ک 3، ص ۲۲۱): س: a story,tale,a word,speech,recital,narrative (پلیٹس)، کہانی، بپتا

کٹاکش (ک 16، ص ۵۹): ترچھی نظر (م ک)، ترچھی نگاہ سے دیکھنا (ہ ال)، گھائل کر دینے والی نگاہ، نگاہ ناز۔

کٹگھرا (ک 11، ص ۴۹۹): کٹہرا۔ جج اور ملزم کے درمیان ایک کٹگھرا حائل تھا۔

کٹگھرے (ک 3، ص ۲۹۰): کٹہرا: ہ: large wooden cage;a fence of wood;bars of wood (پلیٹس)، لکڑی کا بنا ہوا بڑا پنجرہ، لکڑیوں کی باڑ۔

کٹل (ک 8، ص ۵۰۱): س: dishonest,fraudulent;wicked,sinful;cruel,ruthless (پلیٹس)، ناپاک، فراڈ

ایسی کٹل چال تمھارے من میں آئی کیوں کر۔

کٹل منیہ (ک 16، ص ۱۰۵): بدمعاش آدمی (م ک)، آوارہ گرد انسان۔

کٹمبی (ک 16، ص ۱۱۴): کٹمبی: س: of or belonging to a household,or family;having a large family;-a householder (پلیٹس)، خاندان (م ک)

کٹو وچن (ک 16، ص ۳۱): تلخ بات (م ک)، کڑوی بات (ہ ال)

کٹہل (ک 10، ص ۴۷۴): کنٹھل: س: the Indian bread-fruit tree or jack,and its fruit,Artocorpus intergri folia (پلیٹس)، ایک پھل کا نام، اس کے پھل کو بھی کٹھل کہتے ہیں (ن ل)۔ اور آگے بڑھے تو کٹہل کا درخت آ گیا۔

کٹھ کلیجہ (ک 1، ص ۹۸): م: سخت دل، کٹھور، ظالم۔ اس کٹھ کلیجے کا مل جانا سورگ باش ہونے کے برابر ہے۔

کٹھار (ک 19، ص ۱۲۲): کٹھارہ: کلہاڑی تبر، تیشہ (ہ ال)۔ اس نے کٹھارے سے درخت کاٹ ڈالے۔

کٹھوت (ک 4، ص ۱۳): کٹھوتی: ہ: کاٹھ کا برتن (ہ ال)۔ آٹے کو کٹھوت میں گوندھا۔

کٹھونا (ک 18، ص۳۱۹): م: بنی سنوری، بن ٹھن کر رہنا۔ بوڑھی ہو گئیں لیکن کٹھونا سی بنی رہتی ہیں۔

کٹھوتے (ک 10، ص۳۹۵): ہ: کاٹھ یا لکڑی کا بڑا برتن (ن ل)۔ کچوریاں کٹھوتے میں رکھی جا رہی تھیں۔

کج خلقی کا صحرا (ک ۱۴، ص۳): م: جس سے بدمزاجی ہی کی توقع ہو۔

میں اس پابندی کو خود غرضی کا قطب، رعونت کا ہمالیہ اور کج خلقی کا صحرا سمجھتا ہوں۔

کجروا (ک 5، ص۱۱۸): سرما کا کیک (ہ ال)۔ کجروے سے کاجل نکال کر اس کے منہ پر مل دیا۔

کجلی (ک 6، ص۱۷۳): کجری: ہ: class of songs sung,and a kind of game played,by women in the evenings of the rainy seasons (پلیٹس)، برسات کا ایک گانا۔ کوئی کجلی گانے لگتی کوئی بارہ ماسہ۔

کجی (ک 7، ص۱۲۱): ہ: چھوٹا کوزہ (ن ل)۔ وہ بوتل اور کجی لے کر بیٹھ گیا۔

کچال (ک 3، ص۵۰۰): ہ: altereation (پلیٹس)، بداطواری، ناشائستہ طور اطوار (ہ ال)۔ میں نے اسے کچال چلتے نہیں دیکھا۔

کچالی (کٹودان، ۵۸): ہ: of evil or corrupt life,immoral;-ill-behaved person,crooked,irregular (پلیٹس)، بدکردار، برے۔ اکثر مرد تو نرے کچالی ہوتے ہیں۔

کچک (ک 17، ص۲۲۶): ہ: A sudden jerk or shock;a strain,sprain;a sharp shooting pain as of a wound;a limp (پلیٹس)، موچ، شدید درد۔ پاؤں میں کچک کی وجہ سے چلن اور ٹیس تھی۔

کچکول (ک 20، ص۱۳۰): a common place book,an album (پلیٹس)، عام تصنیف

ایسے مضامین کو یکجا کرنا کچکول میں جائز ہو سکتا ہے، تعلیمی تصنیف میں نہیں۔

کچھنی کا جھے (ک 7، ص۱۵۰): ہ: لنگوٹی، جانگیا پہننا (ہ ال)۔ جوان نے کچھنی کا جھے اور گلے میں سونے کی مہر ڈالی ہوئی تھی۔

کچھواہہ (ک 20، ص۷۸): س: the designation of a tribe of Rajputs who claim descent from Kus the son of Ram(the Rajas of Jaynagar are of this family) (پلیٹس)، ہندو راجپوت قبیلے کا عہدہ

کچھا (ک 16، ص۲۹): ہ: بری کوشش (م گ)، بری چال، نقصان رسانی کی حرکت (ہ ال)

کدانی (ک 19، ص۲۱): س: sometimes,now and then,on any account,in any case(generally followed by a negative) (پلیٹس)، ہرگز، بالکل، کبھی۔ کدانی نہیں، ساتھی کو چھوڑنا دھرم کے خلاف ہے۔

کدم (ک 3، ص۲): مقامی: قدم

کدم (ک 9، ص۱۱۹): کدمب: س: a tree Nauclea cadamba (پلیٹس)۔ ریشم کی ڈوریاں کدم کی شاخ میں چڑھ گئیں۔

کدن (ک 19، ص۳۳۵): س: destroying,killing,destruction,slaughter,killer,destroy (پلیٹس)، بربادی

کیا اس کے کدن آئے ہیں جو اندھیر مچا رہا ہے۔

کدوکاوش (ک 10، ص ۶۸): ف: کھوج، تلاش، تلاش کرنا (ف ع)

کر (ک 22، ص ۳۶): س: محصول، ٹیکس، چونگی (ال)۔ حکومت نے نمک پر کر لگا دیا۔

کرارے (ک 24، ص ۲۲): ہ: hard,firm,rigid,stiff,tight,strong,muscular (پلیٹس)، سخت، شدید، خوفناک

اونچے کراروں پر کاشی کے مندر کھڑے ہیں۔

کراڑ (ک 10، ص ۳۹۶): رک: کراڑا

کراڑا (ک 5، ص ۱): دیوناگری: دریا کا بلند کنارا، دریا کے کنارے کا ٹیلا، ساحل (ن ل)۔ اونچے کراڑا سے دور ایک لڑکی رو رہی تھی۔

کراڑہ (ک 9، ص ۵۸۸): رک: کراڑا

کرانت (ک 19، ص ۲۰۰): ہ: کرانت: آخر، انتہا (ہ ال)۔ میں نے اسے آدمی سے کرانت واقعہ سنا دیا۔

کرپا (ک 6، ص ۵۰): س: mercy,kindness,affection,favour (پلیٹس) مہربانی، کرم۔ میری مدد تمھاری کرپا ہوگی۔

کرپا پتر (ک 17، ص ۲۸۶): م: محبت بھرا خط یا محبت نامہ

کرپا درشٹی (ک 16، ص ۱۵۷): نظر کرم (م گ)

کرپالو (ک 19، ص ۱۲۶): س: merciful,compassionate,pitiful (پلیٹس) مہربانی کرنے والا، رحم کرنے والا

پرماتما کیسا کرپالو اور دیالو ہے۔

کرپیا (ک 17، ص ۱۹۱): ہ: عنایت اور محبت کے ساتھ (ہ ال)

کرتال (ک 4، ص ۱۶): ہ: وہ آواز جو دونوں ہاتھوں کے باہم بجانے سے پیدا ہوتی ہے، تالی، ایک آلۂ موسیقی (ہ ال)

کرتبیہ (ک 16، ص ۱۲۶): کرتویہ: واجب، فرض (ہ ال)۔ تم میرے بھگت ہو اس لیے تم کو چیتاونی دینا میرا کرتبیہ ہے۔

کرترم پریم (ک 16، ص ۹۳): ہ: مرکب: مصنوعی محبت کا اظہار کرنا، مصنوعی پیار، ظاہری محبت، مصنوعی پریم (م گ)

کرتگیہ (ک 23، ص ۳۹۷): ہ: احسان مند (ہ ال)

کرتویہ (ک 8، ص ۲۷۰): س: necessary to be done,what ought to be done;necessary (پلیٹس)،

شعبدہ بازی، ہنر اور چالاکی (ہ ال)۔ وہ جیون کے کرتویہ سے مکت ہو گیا۔

کرتی (ک 23، ص ۳۰۰): ہ: تخلیق۔ نظم شکوہ علامہ اقبال کی کرتی ہے۔

کرتی (ک 3، ص ۱۹۱): م: شور کرنا، تڑخنا، تنگ کرنا۔ گیلی لکڑی پہلی آنچ میں کرتی ہے۔

کرسنان (ک 4، ص ۱۰۲): انگ: christian (پلیٹس)، عیسائی

کرشن آرپن کرنا (ک10،ص۱۵۲): دیوتاؤں کے نام وقف کر دینا، دھرم کے نام تج دینا۔ اس نے سارا علاقہ کرشن آرپن کر دیا۔

کرشی یگ (ک22،ص۴۵۰): ہ: مرکب: زرعی دور

کرک سا (ک4،ص۱۲): کرکشا: ہ: جھگڑالو عورت، زبان دراز عورت (ہ ال)۔ بڑھیا پوری کرک سا ہے۔

کرگھے (ک10،ص۳۷۴): کرگا: ہ: جلاہوں کے کپڑا بننے کی جگہ، کپڑا بننے کا کارخانہ (ن ل)

وہ لوگوں کو چرخے اور کرگھے کی ترغیب دیتے۔

کرم پتر (ک9،ص۴۲): م: قسمت، بخت، نصیب یا تقدیر کا حال۔ بیاہ کے لیے جنم پتر اور کرم پتر دونوں کا دیکھنا ضروری ہے۔

کرم چاری (ک13،ص۱۵۹): ملازم، نوکر، کارکن (ف ت)۔ پولیس کے کرم چاری اپنی ذمہ داریاں نہیں جانتے۔

کرم چھیتر (ک11،ص۱): م: میدانِ کارزار، میدانِ جنگ۔ وہ کرم چھیتر میں سب سے پہلے قدم اٹھانے والوں میں تھا۔

کرم خوردہ (ک10،ص۱۱۲): ف: پرانا، بوسیدہ، کہنہ (ن ل)

کرم کانڈ (ک20،ص۳۲۲): ہ: دھرم شاستر کا وہ مجموعہ جو اعمال اور جگیہ وغیرہ سے متعلق ہے (ہ ال)

کرم کانڈ بلا خلوص قلب کے ذریعہ نجات نہیں ہو سکتا۔

کرم کشیتر (ک16،ص۱۲۶): میدانِ عمل (م گ)

کرم ہین (ک8،ص۲۹۲): ہ: بدنصیب، بد بخت (ہ ال)

اس بھوگ ولاس کے جیون نے مجھے بھی کرم ہین بنا ڈالا ہے۔

کرم یوگ (ک3،ص۳۸۸): کرم یگ: ہ: کام کرنے والوں کا زمانہ (ہ ال) the fourth and present age of the world,the iron age (پلیٹس)، لوہے کا دور، موجودہ دور۔ کرم یوگ کی قیمت کفارے کے برابر ہے۔

کرم یوگی (ک20،ص۳۲۳): کرم کرنے والے، رحم کرنے والے (ہ ال)۔ گوتم شاکیہ منی زبردست کرم یوگی تھے۔

کرمچاری (ک22،ص۲): م: سرکاری اہلکار، سرکاری ملازم

کرمی (ک3،ص۱): ہ: a caste of agriculturists in eastern and central Hindustan;a man of that caste (پلیٹس)، ہندوؤں کی ایک ذات (ن ل)۔ زیادہ تر کرمی اور ٹھاکر آباد ہیں۔

کرن (ک16،ص۱۴۱): رحم کی التجا سے پُر (م گ)

کرن پھول (گئو دان، ۳۲۵): م: ایک زیور کا نام جو کان میں پہنا جاتا ہے۔

کرنٹے (ک4،ص۹۸): مذکر: تحقیر سے، کرانی کی تصغیر (ن ل)۔ اس کرنٹے کی کیا مجال۔

کرنجے (گئو دان، ۱۰۸): ہ: a brown colour,smut in barley,maize,bajra;the fever-nut Caesalpinia

Bonducella(پلیٹس)،کٹی،باتیرہ

کرنل الکات (ک2،ص۲۱۲): یورپ میں اپنشد کے مفسر (پ ج)

کروپ (ک16،ص۲۷۱): بدصورت (م گ)،س:deformed,ugly,deformity(پلیٹس)

کروپ لیپا (ک22،ص۵۵۶): ہ:مرکب:م: عیاشی،جنسی آوارگی۔

کرودھ (ک3،ص۲۷): س:anger,rage,passion(پلیٹس)،غصہ،جذبات

دنیا کے اکثر لوگ کرودھ میں بھرے زندگی گزار دیتے ہیں۔

کرودھاگنی (ک19،ص۱۲): ہ: غصے کی آگ، بدلے کی آگ، غضب کی آگ (ہ ال)۔وہ کرودھاگنی میں جل رہا تھا۔

کرور رہسیہ (ک16،ص۱۲): ہ:مرکب: بے رحم انداز (م گ)

کرور (ک12،ص۵۱۸): س:hot,sharp,terrible,cruel,rough(پلیٹس)،کٹھن، بے رحم،خوف ناک

وہ سے کے کرور آگھاتوں کا سامنا کرنا جانتی ہے۔

کرور کتھائیں (ک22،ص۳۶): م: ظالمانہ واقعات

کرولی (ک18،ص۱۹۸): م: تلوار۔کرولی ہوتی تو لاشیں پھڑکتی دیکھو۔

کرونده (ک14،ص۳۰۲): ہ:a small acid fruit,a tree(پلیٹس)

بنگلے کے قریب کریل اور کروندے کی ایک چھوٹی سی جھاڑی تھی۔

کروڑ کتھا (ک16،ص۲۳۷): ہ:مرکب: دردناک کہانی (م گ)

کرۂ زمہریر (ک2،ص۱۰۸): زمین کا انتہائی سرد مقام (ف ت)۔بازار کرہ زمہریر سے بھی زیادہ سرد ہے۔

کرۂ نار (ک10،ص۳۶۵): م: جہنم کا حصہ،جہنم، چمکتا دھکتا سورج۔کرۂ نار میں کسی ذی روح کا ایک لمحہ کھڑا رہنا ناممکن تھا۔

کربی لگنا (گئودان،۳۰): کربی لگنا: مویشیوں کے لیے چارہ کاٹنا (پلیٹس)۔کسان پہر رات سے کربی لگ جاتا ہے۔

کریا اچھر (ک16،ص۲۱): کریا: ادائے رسم۔اچھر: کلمہ،لفظ،بات (ف ت)، دستخط یا لکھائی

پڑھا نہیں، کریا اچھر بھینس برابر ہے۔

کریائیں (ک19،ص۲۷۷): س:doing,performing,action,labour,work(پلیٹس)،کام،عمل،فعل

پہلے شاید نام ہی تھے کریائیں نہ تھیں۔

کریتیو (ک9،ص۱۱۲): یورپ کا نامور مصور (پ ج)

کریڑا استھل (ک16،ص۱۷۸): کھیل کا میدان (م گ)

کریل (ک 14، ص ۳۷۳): ہ،مذکر: ایک گھنا قدآور درخت جس میں کولر کی طرح کا پھل لگتا ہے، جس میں سے سفید روئی کے پھوئے سے نکلتے ہیں، جنھیں بڑھیا کہتے ہیں اور تکیوں میں استعمال کیا جاتا ہے (ف ت)۔ ایک خاردار جھاڑی کا نام جس کا کانٹا بہت زہریلا ہوتا ہے (ن ل)

کریما (ک 3، ص ۳۱۸): مدرسوں میں پڑھائی جانے والی فارسی کی ایک منظوم کتاب جو لفظ کریما سے شروع ہوتی ہے (ف ف آ)

کریمہ مقیمہ (ک 18، ص ۱۲): مدرسوں میں پڑھائی جانے والی فارسی کی ایک منظوم کتاب جو لفظ کریما سے شروع ہوتی ہے (ف ف آ) بچوں کو شروع سے کریمہ مقیمہ پڑھانا، ان کی مٹی خراب کرنا ہے۔

کڑاکے گزرنا (ک 20، ص ۱۲۵): ہ: to starve,to suffer to fast long or rigidly,to go without food severely,to experience great distress (پلیٹس)، پیٹ کاٹنا، بھوک برداشت کرنا، فاقے کرنا

کڑاہ کا کڑاہ رس (ک 10، ص ۱۳۲): م: میٹھے سے بھرا ظرف، شیرے سے بھرا کڑاہ

کڑائی (ک 6، ص ۳۰۸): ہ: hardness,stiffness,toughness;severity,rigour (پلیٹس)، سختی، تندی مظلوموں کے ساتھ اس کی مل میں سب سے زیادہ کڑائی ہوتی ہے۔

کڑبڑانا (ک 9، ص ۵۷): م: کڑھنا۔ وہ دل میں کڑبڑانے کے سوا کر بھی کیا سکتا ہے۔

کڑبی (ک 3، ص ۵۱): کربی: ہ: the tubular stalk or culm of a plant,esp. of ju'ar or bajra,and the like used as fodder for elephants and horned cattle (پلیٹس)، جوار باجرے یا مکئی کے تنے کے ساتھ لگنے والی گھاس جو مویشیوں کے چارے کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ وہ بیلوں کے لیے کڑبی کاٹ رہا تھا۔

کڑی (ک 10، ص ۳۲۱): م: شہتیر (ن ل)۔ میں برآمدہ کی ایک کڑی میں جھولا ڈال کر جھولنے لگی۔

کڑی (ک 10، ص ۳۳۵): مصیبت پڑنا یا مشکل میں پڑنا (ن ل)۔ جب بیگم تیز ہو جاتیں تو وہ بھی کڑی پڑ جاتی۔

کڑے خان (ک 18، ص ۲): م: بہادر یا سورما

کسا کنیا (کتودان، ۳۰۹): م: جہیز کے بغیر لڑکی بیاہ دینا، جہیز میں لڑکی بیاہ دینا

کسٹو (ک 17، ص ۳۳۰): کشٹ: س: difficulty,pain,agony,distress,hardship,trouble;to suffer pain (پلیٹس)، دکھ، مشکل، درد۔ جواب دینے کا کسٹو آپ کو اٹھانا پڑے گا۔

کسرت کرنا (ک 3، ص ۴۷): ہ: to train,to practise oneself in athletic or gymnastic exercises (پلیٹس)، ورزش کرنا۔ وہ سویرے اٹھا، کسرت کی اور ناشتہ کر کے روانہ ہو گیا۔

کسل جسیم (ک 12، ص ۷۷): کشل کشیم: کشل منگل: خیر و عافیت (ہ ال)

کسم (ک3،ص۱۷۳): س:a fruit,a flower(پلیٹس)، ۔۔لال پھول جس سے کپڑے رنگتے ہیں (و ال)؛ لال کا شعلہ (ف ت)

کسولی (ک11،ص۱۵): ہ:A hoe(پلیٹس)۔ تبر اشیم اور کسولی کے خیالات اس کے دماغ میں چکر کھانے لگے۔

کسیرو (ک18،ص۳): ہ،مذکر: ایک قسم کی خوردنی جڑ (ن ل)

کش (ک11،ص۳۰۵): سری رام چندر کے ایک فرزند کا نام (و ال)۔ دیوی دیوتا کا سہارا لے میرے پاس کش کے حوالے کیا۔

کش آسن (ک9،ص۱۲۷): س: کش:the decoration of a colouring substance(پلیٹس)، آسن: نشست گاہ (و ال)۔ بنی ہوئی بیٹھنے کی جگہ۔ کمرے میں ایک کش آسن کے کوئی سامان نہ تھا۔

کشاورزی (ک12،ص۱۷۰): کشاورزی: کھیتی باڑی، کسان کا پیشہ (ف ت)۔ اس کے گھر میں کشاورزی کے سارے آلات ہیں۔

کشت امید (ک10،ص۲۸۷): م: ساری امیدوں کا، امید کا مرکز۔ وہ شخص ان کی کشت امید کا ثمر تھا۔

کشتری (ک22،ص۵۸): س:the second or military caste of Hindus(پلیٹس)، ہندوؤں کے چار فرقوں میں سے دوسرا فرقہ جس کے ذمے بید پڑھنا، رعایا پروری کرنا، خیرات دینا وغیرہ شامل ہے (و ال)

کشتریوں نے دھرم کا پالن کرنا چھوڑ دیا۔

کشتگان ناز (ک14،ص۳۸۵): ف:those who are desperate in love(پلیٹس)، عاشق نامراد

کشتۂ شنگرف (ک10،ص۲۷۹): م: ایک دوائی کا نام جو حکیم استعمال کرواتے ہیں، حکمت کی ایک دوائی

کشتی (ک22،ص۱۵۲): م: کسی کے پجاریوں کے اکاؤنٹ میں کشتی نہیں ہوتی۔

کشٹ (ک6،ص۳۱۳): رک: کسٹو

کھدھا (ک16،ص۱۱۷): بھوک (م ک)، گرسنگی (و ال)، س: کھدھ:hunger,apetite(پلیٹس)

کشل (ک1،ص۳۸۲): ہ: عافیت، امن وامان، خیریت (و ال)۔ ہولی کی لپیٹ بھی جاری ہے کشل نہیں۔

کشل سماچار (ک11،ص۱۲۰): م: خیر وعافیت کی خبر۔ راوی چین لکھتا ہے۔

کشل منگل (ک3،ص۵۲۰): س:all is well here(پلیٹس)، خیر وعافیت (و ال)

کشمیہ (ک16،ص۱۲۹): قابل معافی (م ک)، کشم: س:patient,tolerable,pardon,forbearance(پلیٹس)

کشن (ک21،ص۲۰۵): The Kushan Empire originally formed in the early 1st century AD under Kujula Kadphises in the territories of ancient Bactria on either side of the middle course of the Oxus (or Amu Darya) in what is now northern Afghanistan, northern Pakistan, and southern Tajikistan and Uzbekistan.During the 1st and early 2nd centuries AD the Kushans expanded rapidly across the northern part of the Indian

subcontinent at least as far as Saketa and Sarnath near Varanasi (Benares) where inscriptions have been found dated to the first few years of era of the most famous Kushan ruler, Kanishka which apparently began about 127 AD.(وپ)

کشنوں نے بھی ہندوستان پر حکومت کی۔

کشوبھ (ک 16،ص۱۹): غم وغصہ، ندامت (م گ)، گھبراہٹ، رنج، ڈر (ہ ال)

کشوراوستھا (ک 16،ص۱۲): نوجوانی (م گ)۔ کشوراوستھا میں تو میں اس استری پر جان دیتا تھا۔

کشیتر (ک 16،ص۱۲۶): علاقہ (م گ)، جگہ، ہموار زمین، میدان (ہ ال)

کشے (ک 22،ص۱۰۱): ہ: تباہی (م گ)

کفِ بلوریں (ک 10،ص۲۲۲): م: مرکب: نازک ہاتھ۔ شہزادی کے کفِ بلوریں سے مئے ارغواں کا پیالہ وہ پی ہی گیا۔

کف دست (ک 14،ص۲۶۸): جھاگ، پھین (ف ت)۔ یکایک سامنے ایک کف دست میدان آ گیا۔

کفِ مرجاں (ک 10،ص۳۲۰): م: پیارے ہاتھ، نازک ہاتھ۔ تمھارے کفِ مرجاں کے پیالوں پر عمر بسر کروں گا۔

کفولیت (ک 10،ص۲۸۵): ع: کفالت: ضمانت، ذمہ داری (ف ع)۔ ریاست اس کی کفولیت سے سبکدوش ہو چکی ہے۔

کُکرم (ک 3،ص۳۶۶): س: evil doing,misconduct,villainy,vice,sin (پلیٹس)، برائی، گناہ، جرم

دوسروں کی باتوں میں آ کر کُکرم نہیں کرنا چاہیے۔

ککروندہ (گنگودان، ۱۰۸): ہ: the plant Celsia and its fruit (پلیٹس)، ککروندا: ایک درخت اور اس کا پھل (ف ل)

کگارے (ک 9،ص۴۷۹): کگر: ہ: edge,corner,end,border (پلیٹس)، حد، انتہا، آخر، بڑھا درخت

میں کگارے کا درخت ہوں، نہ جانے کب گر پڑوں۔

کل کا بانی آج کا سیٹھ (ک 10،ص۳۰۳): م: دھوکہ دہی سے امیر ہونے والے لوبولتے ہیں، راستے کے امیر

کل مرجاد (ک 16،ص۱۷۴): خاندانی عزت (م گ)

کل وتی (ک 16،ص۱۷): ہ: کلونتی: نجیب وشریف عورت، پاکباز خاندانی عورت (ہ ال)

کل ودھو (ک 14،ص۲۷۴): م: خاندانی عورت، شریف عورت۔ کل ودھو اور ویشیا دونوں ایک و یوہار کرتی ہیں۔

کل ونتی (ک 16،ص۴۰): رک: کل وتی

کلا (ک 8،ص۴۹۰): ہ: ہنر، ترکیب، ڈھب، داؤ پیچ (ہ ال)۔ کلا کے ذریعے ہی اسے قابو کیا جا سکتا ہے۔

کلا (ک 8،ص۴۷۱): ہ: ہنر (ہ ال)۔ انوبھو اور کلا کی ساری پروڑھتا اس نے اپنی رچنا میں بھر دی تھی۔

کلا (ک 20،ص ۳۷۵): سنسکرت میں صنعت کو کہتے ہیں (پ ق)

کالا راس (ک 4،ص ۲۹): a high bred horse (پلیٹس)، اچھی نسل کا، بہترین نسل کا

میرے منع کرنے کے باوجود اس نے کالا راس کا گھوڑا لے لیا۔

کلاونت (ک 3،ص ۸۶): س: possessed of art ;a class of singers or musicians (پلیٹس)، موسیقار

ان کے دھرپد کی آواز سن کر اچھے اچھے کلاونت سر دھنتے تھے۔

کلبۂ احزاں (ک 2،ص ۲۷۶): ف: غموں کا گھر، ماتم کدہ (ن ل)۔ اب وہ عاشق کا کلبۂ احزاں نہیں۔

کلپنا جگت (ک 22،ص ۵۱۹): ہ: مرکب: خیالی دنیا

کلپنا شونیہ (ک 23،ص ۲): ہ: فکر سے خالی

کلپنا ماتر (ک 16،ص ۱۴۴): تصورِ محض (م گ)

کلٹا (ک 16،ص ۱۲۹): بدچلن عورت (م گ)، س: an unchaste woman,a harlot (پلیٹس)، کسبی، طوائف (ہ ال)

کلجگ (ک 2،ص ۲۹۹): ہ: ادوار زمانہ میں سے چوتھے دور کا نام جو اس وقت چل رہا ہے: دورِ حاضرہ (ہ ال)، اس سنسار میں، اس دنیا میں

کلجگ میں اس کی مکتی سیوا سے ممکن ہے۔

کلاچھنی (ک 7،ص ۳۴۶): س: bad sign,unlucky mark,appearance,ugly visage,bad temper

(پلیٹس)، نحوست، منحوس۔ ذرا بھی ناک سکوڑی تو کلاچھنی کہلاؤ گے۔

کلدار (ک 10،ص ۲۱۷): چاپ دار توپ کا نقیض (ن ل)۔ کلدار توپوں سے گولے برس رہے ہیں۔

کلشپورن (ک 19،ص ۳۷۳): ہ: کلش: ہ: پاپ، گناہ، پاپی، گناہ گار، گندا، میلا۔ پورن: پورا، سارا، بھرا ہوا، لبریز۔ گند سے لبریز (ہ ل)

وہ سندر ہو کر بھی ہردے سے کلشپورن ہے۔

کلشت (ک 16،ص ۴۴): ہ: میلا، نقص (ہ ال)، س: distressed,tormented,hurt,injured (پلیٹس)

کلشت (ک 17،ص ۱۳۵): س: distressed,tormented;hurt,injured,wearied (پلیٹس)، ٹوٹی پھوٹی اور بے ترتیب

بھاشا کلشت ہونے سے کم پڑھوں کو کلشت ہوتی ہے۔

کلشے (ک 5،ص ۴۷۴): گھڑا، برتن، پانی کا برتن (ہ ال)۔ ایک کنڈال میں تو سو کلشے پانی آ جاتا تھا۔

کلنکات (ک 22،ص ۱۷۵): ہ: م: داغدار۔ دیش کو کلنکات مت کرو۔

کلنیاں (ک 19،ص ۵۴۹): ہ: کلنی: ایک قسم کے چھوٹے کیڑے کا نام جو اکثر بکری، گائے، اونٹ، کتے وغیرہ میں پایا جاتا ہے (ن ل)

اس کے بالوں میں کلنیاں بھری ہوئی ہیں۔

کلوار (ک 9، ص ۴۸۰): ہ: A distiller;a vendor of spirituous liquor (پلیٹس) شراب فروخت کرنے والا، مے فروش (ہ ال)۔ اس نے کلوار کی تشفی کی سند لی۔

کلور (گنگو دان، ے): ہ: گائے کا بچہ جو جوانی کے قریب ہو، بچھڑا (ن ل)۔ اس نے دونوں کلوروں کے تیس روپے دیے۔

کلول کرنا (ک 9، ص ۴۷): to play,wantonness,to please,to frolic (پلیٹس) تماشے دکھانا

شادی میں کلول کرنے والیوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

کلونتی (ک 1، ص ۱۰۰): ر ک: کل ونتی۔ ایسی بے شرم کلونتی کو سارا کنبہ پیار کرتا ہے۔

کلونس (ک 20، ص ۴۷): ہ: blackness,stain,spot,impurity (پلیٹس) دھبہ، کلنک

اس نے والدین کی عزت کو کلونس کا ٹیکا لگایا۔

کلہاری (ک 19، ص ۹۷): ہ: زبان دراز، جھگڑالو (ہ ال)۔ اس نے ایک کلہاری استری سے ویواہ کر لیا۔

کلہڑ (ک 1، ص ۲۱۵): کلھڑ: ہ: مذکر: مٹی کا بڑا آبخورہ یا برتن (ن ل) فرہنگ آصفیہ۔ آپ تو بیٹھ دودھ کے کلہڑ اور میری تو پانی پر گزر۔

کلیان (ک 4، ص ۱): س: Bless,Prosperous,Good,Happiness,Good fortune (پلیٹس) بھلا، ایک دعا

بھگوان تیرا کلیان کرے۔

کلیس (ک 12، ص ۱۹۸): کلیش: س: pain,trouble,sickness,disease (پلیٹس) درد، مشکل، بیماری

بھگوان نے چاہا تو بچے کا کلیس رات کو ہی کٹ جائے گا۔

کلیوا (ک 3، ص ۳۴۲): ہ: a light morning meal,breakfast;luncheon,stale food;to make a morning meal,to breakfast (پلیٹس) ناشتہ، صبح کا کھانا۔ ان لڑکوں نے کلیوا نہیں کیا ہے۔

کلیوا (ک 1، ص ۲۲۹): ہ: ہنود کی شادی کی ایک رسم، a light morning meal,,breakfast;luncheon (پلیٹس)

کلیوا کی رسم میں دولہا والوں نے اتپ مچا دی۔

کلیوا کی باٹ جوہنا (گنگو دان، ۳۵): کلیوا: وہ کھانا جس پر ایک رات گزر چکی ہو، باسی کھانا (د ال)۔ وہ کھیت میں کلیوا کی باٹ جو رہی تھیں۔

کم رو (ک 10، ص ۲۱۰): بدصورت (ف ع)۔ کیا میرے جیسے کم رو کے لیے بنا سنورنا منع ہے۔

کمبھ کا میلہ (ک 1، ص ۱۹۲): س: a fair held by Hindu Faqirs every twelvth year at Hardwar and Allahabad so called because the sun is then in Aquarius (پلیٹس) ہر دوار کے مقام پر لگنے والا ہندو فقیروں کا ایک مذہبی تہوار۔ ماگھ کے مہینے میں الہ آباد میں کمبھ کا میلہ لگتا ہے۔

کمپ (ک 19، ص ۳۱۷): س: trembling,shivering,tremor,shaking (پلیٹس) لرزہ طاری ہونا، کپکپی طاری ہونا

ناچار ختنے ہی اسے کمپ گیا۔

کنپا (ک 14، ص ۵۳۹): ہ: مذکر: پھانسنے کی تدبیر کرنا (ن ل)۔ چڑیوں پر کنپا لگانا ظلم ہے۔

کنپے (ک 7، ص ۲۵۸): پھانسنے کی تدبیر کرنا (ن ل)۔ چالیس سال کی عمر میں بھی اس نے کنپے لگانے نہیں چھوڑے۔

کمدنی (ک 10، ص ۸۲): ہ: وہ مقام جہاں سفید کنول بکثرت ہوں، کنولوں کا جھنڈ (ہ ال)۔ یہاں چاند کو دیکھ کر کمدنی کھل جاتی۔

کمرکوہ (ک 10، ص ۱۹۷): م: پہاڑ کے درمیان، درمیان۔ وہ کمرکوہ تک پہنچ کر تھک گئی۔

کمل (ک 9، ص ۵۵۹): ہ: کنول (ہ ال)، The lotus,an epithet of Brahma (پلیٹس)

کمل گٹے (ک 12، ص ۷۷): م: کنول کے پھول۔ تالاب سے توڑے ہوئے کمل گٹے اسے پسند ہیں۔

کنارو ا(ک 14، ص ۷۱): م: حاشیہ دار، گوٹے کناری والی۔ اسے میں نے کناروا رنگین ساڑی پہنے ہی دیکھا۔

کنبتیاں (ک 1، ص ۷۱): م: چہ میگوئیاں یا سرگوشیاں۔ خواتین میں چھوکرے کے بارے میں کنبتیاں ہونے لگیں۔

کنبھ کرن (ک 13، ص ۵۹۴): کنبھ کار: ہ: کمہار، کوزہ گر (ہ ال)۔ جوش اور جذبہ پندرہ سال سے کنبھ کرن کی طرح سو رہا ہے۔

کنٹھ (ک 19، ص ۸): ہ: گلہ، حلق (ہ ال)۔ خوف سے اس کا کنٹھ سوکھ گیا۔

کنٹھو (ک 1، ص ۷۶): ہ: مذکر: کنٹھا: سونے یا مونگے کے بڑے بڑے دانوں کا ہار، ایک قسم کا طلائی زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے (ن ل)

اس کے گلے کا کنٹھو خالص سونے کا بنا ہوا ہے۔

کنج قفس (ک 10، ص ۲۲): پنجرے کا کونا یا گوشہ (ف ع)۔ طائر بے پر کو کنج قفس ہی میں عافیت ہے۔

کنج قناعت (ک 10، ص ۲۱): ف: م: قناعت کا گوشہ یا کونا، سکون کی جگہ۔ گنگا میں کنج قناعت سے بھی زیادہ سکون تھا۔

کنجڑا (ک 14، ص ۱۰): ہ: مذکر: ترکاری یا سبزی بیچنے والا (ن ل)

کنچن (گنگودان، ۳۶۵): سونا، زر (ف ت)، سونے جیسا، صاف پانی جیسا۔ اس کا بدن کیسا کنچن سا نکھر آیا ہے۔

کندر (ک 19، ص ۲۳): ہ: کھنڈر، غار، کوہ (ہ ال)۔ کندراؤں میں سے گاؤں کا دھواں اٹھ رہا تھا۔

کندرا (ک 19، ص ۱۲): س: a cavern(artificial or natural),a cave,a chasm (پلیٹس)، کھنڈر، غار، گپھا

دشمنوں نے اسے پکڑ کر کندرا میں پھینک کر کوڑے مارے۔

کندمول (ک 20، ص ۱۴۴): س: زمین کے اندر پیدا ہونے والے پھل جن کو رشی وغیرہ کھایا کرتے ہیں جیسے شکرقند، گاجر، مولی وغیرہ (ہ ال)۔ وہ کندمول کی روٹیوں پر گزارا کرتا ہے۔

کندۂ ناتراش (ک 10، ص ۳۸۴): ف: مرکب: غیر مہذب، بدتہذیب (ف ع)، اجڈ یا جاہل آدمی، ان گھڑ (ف ت)

اس جیسے کندۂ ناتراش سے ایسی امید نہیں۔

کندھا ڈالنا (ک14،ص۳۳۶): محاورہ: ہمت ہارنا (ف ام)۔ اگر آج کندھا ڈال دوں تو کوئی اسے پانی کو نہ پوچھے۔

کنڈلی بانچنا (ک6،ص۳۱۲): م: زائچہ بنانا، تیار کرنا یا معلوم کرنا، لکیروں یا جنم دن کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرنا۔

کنڈی (ک18،ص۲۰): کنڈا: ہ: آگ کے لیے ایک گڑھا۔ رات بھر آگ کے لیے ایک کنڈی گاڑلو۔

کنز (ک19،ص۲۲۶): ہ: کنثر: miserly,a miser (پلیٹس)، بے چارگی سے

کنوار کی روپہلی چاندنی (ک2،ص۸۵): ہ: کنوار: ہندوستانی مہینوں کا چھٹا مہینہ، روپہلی: نقرئی، چاندنی کا۔ کنوار کے مہینے کے چاند کی چاندنی کا پھیلنا (ف ت)۔ کنوار کی روپہلی چاندنی نے ہر چیز پر ایک نورانی چادر تان دی تھی۔

کنوار (ک3،ص۲۳۱): کوار: ہ: قمری: ساتویں مہینے کا نام یعنی آشون، آشوج (ہ ال)۔ کنوار کا مہینہ اور بارش کا موسم تھا۔

کنویں جھنکوانا (ک5،ص۲۸۵): دربدر پھرانا، آوارہ پھرانا، پریشان کرنا، دیوانہ بنانا (ف آ)

یہ ثروت کا بھوت تجھے اور کنویں جھنکوائے گا۔

کنیا (ک5،ص۱۱۷): س: مونث: کنواری، بیٹی، لڑکی، دلہن (ن ل)، کنواری، بیٹی، لڑکی، جوان لڑکی (ہ ال)

میری کنیا کو تم سب نے مل کر ڈبونے کا تہیا کیا ہے۔

کنیا پاٹ شالہ (ک10،ص۵۲۰): ہ: لڑکیوں کا سکول یا مدرسہ (ہ ال)

کنیا دان (ک5،ص۱۲۶): بیاہ کے موقع پر ماں باپ کا دولہا کو دلہن کے سپرد کرنا، دست پیمان، بیاہ کے موقع پر جوڑے کو سلامی دینا (ہ ال) لڑکی بیاہنا، لڑکی کے رشتہ کے لیے اس کے والدین کو دی جانے والی رقم۔ لوگوں نے اسے کنیا دان میں بڑی بڑی رقمیں دیں۔

کو (ک19،ص۳۸۲): ہ: بد، برا، خراب، مشکل (ہ ال)۔ کو سمے میں ہی استری اور متر کی پرکھ ہوتی ہے۔

کوار (ک7،ص۱۱۳): ہ: the sixth month of the Hindus(sep-oct) (پلیٹس) مجازاً جوانی کا زمانہ، دکھ اٹھانا

جس کے لیے کوار کی دھوپ برداشت کی، وہ چھت ڈھے گی۔

کواڑ کرنا (گئودان، ۱۴۲): دروازہ بند کرنا (ال)۔ دونوں نے دروازے پر آ کر کواڑ کی۔

کوپ (ک1،ص۲۰): ہ: مذکر: غضب، عتاب (ہ ال)۔ دیوی کا کوپ اس پر آوے اور وہ برباد ہو۔

کوپ بھون (ک1،ص۲۱۳): م: پانی کا تالاب

کوپ منڈوک (ک23،ص۲۲۶): ہ: کنویں کے مینڈک

کوتک (ک19،ص۳۷): ہ: تماشہ، بری روش، بد اطواری، چالاکی، حیلہ (ہ ال)۔ یہ کوتک دیکھ کر وہ بہت دکھی ہوا۔

کوتل (ک9،ص۳۷): ہ: A led horse,a second or spare horse led before a grandee for show or for use of emergency (پلیٹس)، پالتو ہاتھی۔ وہ کوتل ہاتھی پر سوار تھا۔

کوٹھار (ک 12 ،ص ۱۹۰): کٹھار: ہ: ذخیرہ غلے کا گودام (ن ل)۔کوٹھار میں اناج رکھنے کی جگہ نہیں۔

کوٹھیہ (ک 17 ،ص ۱۹۳): م: دل کی گہرائیوں سے، دل کی اتھاہ گہرائیوں سے۔روکر بھیجنے پر کوٹھیہ دھنیہ واد۔

کوچار (ک 16 ،ص ۲۵): خیال بد (م گ)، س: erroneous or wrong decision,ill judgement (پلیٹس)

کودلیوں (ک 4 ،ص ۱۸۹): م: مجھے دار باتیں، چکنی چپڑی باتیں۔کودلیوں سے ایسا ڈھرے پر لایا کہ سب نے میر اکلمہ پڑھا۔

کودن (ک 14 ،ص ۱۵۱): ف: احمق، کند ذہن (ن ل)۔اس کے سب لڑکے کودن اور غبی ہیں۔

کودوں (گنگو دان ،۱۸۲): کودو: کودون: A kind of small grain like millet (پلیٹس)، دلیہ کی طرح کا ایک چھوٹی قسم کا تل۔مکا، جوار اور کودوں سے لگان تھوڑے ہی چکے گا۔

کور (ک 9 ،ص ۳۳۶): ہ: نوالہ، لقمہ (ہ ال)۔سونے کے کور کھلا کر جوان کیا ہے۔

کور دب جانا (ک 1 ،ص ۳۸): م: محاورہ: رعب میں آنا، ڈر جانا۔ماں کی ڈانٹ سے بچی کی کچھ کور سی دب گئی۔

کور دینا (ک 18 ،ص ۵): عاجز ہونا، مغلوب ہونا (ن ل)۔اچھے اچھوں کی اس سے کور دبتی ہے۔

کور کھلانا (ک 10 ،ص ۱۳): نوالہ یا لقمہ کھلانا (ہ ال)۔ماں ان کو چمکار کر بلاتی اور بڑے بڑے کور کھلاتی۔

کورٹ آف وارڈز (ک 3 ،ص ۱۳۵): انگ: court of wards، وہ محکمہ جس کے سپرد نابالغوں کی جائداد کا انتظام ہو (ن ل)

کوری (ک 11 ،ص ۳۸۱): کری: ہ: A caste of agriculturists in eastern and central Hindustan;a man of that caste (پلیٹس)، کری: کاشتکار، مزارعین کا ایک فرقہ جو چھتری کہلاتا ہے (ہ ال)۔وہ ایک کوری کسان ہے۔

کورو بنس (ک 9 ،ص ۲۱۸): م: سلطنت یا بادشاہت۔ایک عورت کی عزت کے لیے کورو بنس کا ناس ہو گیا۔

کوروچی (ک 23 ،ص ۳۱۱): ہ: بد ذوقی (ہ ال)

کوری (ک 11 ،ص ۷): کوڑی: ہ: dunghill,dust-heap (پلیٹس)، اپلے بیچنے والے۔کوری دوکانیں سجائے بیٹھے تھے۔

کوڑا (ک 11 ،ص ۴۲): filth,rubbish, of no mean and value (پلیٹس)، بے وقعت، غریب
کہتے ہیں کہ ایک کوڑے کے دن بھی پھرتے ہیں۔

کوڑی کا بل (ک 10 ،ص ۱۳۵): م: تھوڑا سا فرق۔کسی معاملے میں ایک کوڑی کا بل نہیں پڑا۔

کوڑی کے تین ہونا (ک 7 ،ص ۱۰): محاورہ: کوڑی کے تین تین: نہایت ارزاں، نہایت بے قدر (ن ل)
میرے بچوں کے میرے بعد نخرے کون اٹھائے گا، وہ تو کوڑی کے تین ہو جائیں گے۔

کوزہ (ک 10 ،ص ۳۵۰): پانی کا برتن (ف ع)۔مئے سرخ کی بوتل آتی اور کوزوں کے دور چلنے لگتے۔

کوش (ک 19 ،ص ۸۷): س: a vessel,a box,a cupboard,seed-vessel,a pod,store-room,

(پلیٹس)، ذخیرہ، سٹور۔میرا گوش دھن سے بھر گیا۔

کوشل (ک16، ص۳۰): ہ: ہوشیاری، چالاکی (ہ ال)، good fortune,prosperity(پلیٹس)

کوشل کشیم (ک19، ص۹۱): ہ: خیرو عافیت (ہ ال)۔گھر میں کوشل کشیم تھی۔

کوکرم (ک4، ص۱۰۴): ہ: فعل بد، کار بد (ہ ال)

کوکرمی (ک3، ص۳۷۳): س: wicked,sinful;-evil-doer,maligate,fornicator(پلیٹس)، گنہ گار

میرا جیسا کوکرمی سنسار میں نہ ہوگا۔

کوکوکاٹو (ک3، ص۵۹): م: جھوٹ، چھل فریب، دھوکہ۔میں سچ کہنا جانتا ہوں، کوکوکاٹو نہیں۔

کوکویل (ک1، ص۱): م: کوئل کی آواز، سریلی آواز۔کوکویل انداز حسینہ دل تو ڑ کر گا رہی ہے۔

کول کرار (ک3، ص۳): قول قرار۔سب لوگ آپس میں کول کرار کر لیتے ہیں۔

کولکس (ک10، ص۱۲۲): انگ: Ku-Klux۔امریکہ کی جنوبی ریاستوں کی ایک خفیہ انجمن جس کا مقصد امریکہ سے حبشیوں کو نکالنا تھا (ف ل)، کسی چیز کی بہتات ہونا جیسے گندگی۔

گاؤں کیا تھا میریا اور غلاظت کا مرکز: نانفیلی کی رقص گاہ، کولکس کی عملداری اور اسکلو مایا کا میدان قتال۔

کولھو (ک10، ص۴۴۷): ہ: تیل پیلنے اور رس نکالنے کا آلہ (ن ل)۔ساگ تیار ہے اور کولھو بھی کھڑا ہو گیا ہے۔

کولھواڑ (ک3، ص۷۷): رک: کولہواڑے

کولہواڑے (ک9، ص۳۶): تیل یا رس پینے کا آلہ (ف ل)۔کولہواڑے میں اوکھ پیڑی جاتی تھی۔

کولی (ک3، ص۲۵۱): ہ: ہندو جولاہا، ایک قوم جس کا کام کپڑا بننا ہوتا ہے (ن ل)۔کولی کپڑا بن دیتا تھا۔

کولیلیں (ک19، ص۲۸۴): ہ: کلولیں کرنا (محاورہ) چوپایہ جانوروں کا خوشی سے اچھلنا کودنا، گھوڑے کی جست وخیز (ن ل)

جانور کولیلیں کرتے پھر رہے ہیں۔

کومل گات (ک16، ص۱۳): نرم و نازک عضو (م گ)

کوملانگی (ک16، ص۲۸): نازک بدن والی (م گ)، ملائم اور نازک جسم والی عورت (ہ ال)

کوی سمراٹ (ک17، ص۵۵۳): ہ: م: مرکب: بہت بڑا شاعر یا عظیم شاعر۔غالب اردو کا کوی سمراٹ ہے۔

کوی سمیلن (ک8، ص۵۱۲): ہ: مشاعرہ، شعرا کا اکٹھ (ہ ال)

کہورا (ک16، ص۱۰): خیرات، دان۔گنگو کہورا دیے بغیر کو نہیں اٹھاتے۔

کہاں راج بھوج، کہاں گنگوا تیلی (ک18، ص۲۶): کہاں راجا بھوج، کہاں گنگوا تیلی: مثل: ادنیٰ کو اعلیٰ سے کیا نسبت۔چہ نسبت

خاک رہا عالم پاک۔ کنگوا کی جگہ کنجوا بھی بولتے ہیں (ن ل)

کہیر (ک 1، ص۲۲۹): زنانہ محفل زنان۔ دولھا کہیر میں گیا تو عورتوں نے اسے دلہن کا جھوٹا پان کھلایا۔

کھاج (ک 13، ص۵۴۵): ہ: کھجلی، خارش (ہ ال)۔ غریبی میں بیماری کوڑھ میں کھاج ہے۔

کھادی (ک 7، ص۱۱۱): ہ: a very thick and coarse kind of cotton cloth (پلیٹس)، کھدر۔ وہ کھادی بیچتا ہے۔

کھاڑی (ک 19، ص۲۹۰): ہ: a creek,a gulf (پلیٹس)، خلیج۔ وہ سمندر سے ایران کی کھاڑی ہوتے ہوئے آئے۔

کھانچی (ک 14، ص۴۶۴): ہ: مونث: ٹوکری، وہ ٹوکری جس پر ڈھکن ہوتا ہے (ن ل)۔ عورت سر پر کھانچی رکھے کھڑی تھی۔

کھانڑا (ک 18، ص۴): کھانڈا: ہ: مذکر: ایک قسم کی سیدھی دو رخی تلوار جس کی نوک مثلث ہوتی ہے (ن ل)

تبر اغ جلایا اور تلوار سے کھانڑا اچھلتے چھلتے گل کاٹ دیا۔

کھپاچ (ک 18، ص۲): ہ: مونث: بانس کا ٹکڑا (ن ل)۔ اس کے ہاتھ میں بانس کی ذرا سی کھپاچ ہے۔

کھٹکن (گئودان، ۲۹۷): م: چمارن۔ ایک کھٹکن مکو بیچ رہی تھی اور خوانچے والا سیو اور جلیبیاں لیے گھوم رہا تھا۔

کھٹیا نچپاتی نکلے (ک 18، ص۴۱۷): م: دھوم دھام سے جنازہ نکلنا، بیڑا غرق ہو۔ اللہ کرے اتوارے ہی میں کھٹیا نچپاتی نکلے۔

کھجیانا (ک 1، ص۴۹): م: حواس جاتے رہنا، آپے میں نہ ہونا، چل بسنا۔ لڑکی کو بے سدھ دیکھ کر گمان ہوا کہ کھجیا گئی ہے۔

کھچڑ (ک 3، ص۲۲۱): ہ: رخنہ اندازی، فساد، بد باطن (ن ل)۔ اس بڈھے کو کھچڑ سوجھتی رہتی ہے۔

کھچڑ نکالنا (ک 16، ص۱۳۵): خامی (م گ)، مین میخ نکالنا، بال کی کھال نکالنا، بے مقصد اعتراض کرنا

میرے کام میں کھچڑ نکالنا اس کی عادت ہے۔

خواہ مخواہ کھچڑ نکالنا میری عادت نہیں (ک 10، ص۲۲۵)۔

کھرل (ک 9، ص۱۸۹): ہ: A stone for grinding medicine on ,a mortar (پلیٹس)، دوا پیسنے کا ایک پتھر

اس کے کمرے سے کھرل کی خوش گوار صدائیں آتی ہیں۔

کھریتا (ک 24، ص۱۸): خریطہ: مراسلہ لپیٹ کر بھیجنے کا سلا ہوا لفافہ نما کپڑا یا دستاویزات رکھنے کا جز دان (ف ت)

کھریرا (ک 14، ص۴۱۵): ہ: لوہے کا دندانے دار آلہ جس سے گھوڑا ملتے اور صاف کرتے ہیں (ن ل) آبجشات نفسانی آسائش

عورت کھریرا ہی نہیں چاہتی، دانہ اور گھاس بھی چاہتی ہے۔

کھریرا (ک 10، ص۳۴): م: صفائی کرنا، کھر صاف کرنا۔ شام سویرے ایک آدمی بیلوں کو کھریرا کرتا اور بند کھجلاتا۔

کھڑاگ (ک 1، ص۲۰): مسئلہ یا الجھن۔ اس جھمیلے کھڑاگ کو سلجھاؤ۔

کھسلت (ک 18، ص۱۳): ہ: سرکنا، ہٹنا، ٹلنا، چپکے سے چل دینا (ن ل)۔ اب آپ گھر سے کھسلت کی ٹھہرائیے۔

کھل جانا (ک10،ص۳۴۷): م: چل پڑنا، سٹیشن چھوڑ دینا۔ مسافر کے گاڑی تک جاتے جاتے گاڑی کھل گئی اور وہ پیچھے رہ گیا۔

کھلبان (ک10،ص۱۲۰): کھلیان: ہ: وہ جگہ جہاں تلہ کا ڈھیر لگاتے ہیں (ن ل)۔ وہ گھومتے گھامتے کھلبان کی طرف نکل گئے۔

کھلیانی (ک11،ص۳۸۱): م: غلے کے ڈھیر میں سے رشوت کے طور پر یا تحفے کے طور پر یا دیوتاؤں کے حصے کے طور پر اپنا حصہ لینا، کھیت سے اپنا مذہبی حق وصول کر لینا۔ پروہت سال میں کسان سے دوبار کھلیانی لیتا۔

کھلیٹی (گئودان،۱): م: چھوٹا کھیت، کھیت کے ساتھ وہ جگہ جہاں مویشیوں کے چارے کے لیے سبزہ اگایا جاتا ہے

وہ کھلیٹی میں کھڑا کھیتوں کو دیکھ رہا تھا۔

کھنجری (ک5،ص۱۲۵): ڈفلی، ڈگڈگی (ہ ال)۔ وہ کھنجری بجا بجا کر پد گایا کرتا۔

کھنڈہر (ک19،ص۵۴۴): کھنڈر۔ مکان کھنڈہر بن چکا ہے۔

کھنگار (ک9،ص۲۲۰): ہ: Name of a low and despised race or tribe (پلیٹس)، ہندو کا ایک کمی قبیلہ۔

ہمارے گاؤں میں ایک کھنگار رہتا ہے۔

کھوبی (ک3،ص۳): مقامی: خوبی

کھوتڑ (ک1،ص۵۳): م: مینگیں نکالنا، عیب نکالنا۔ تم تو میری ہر بات میں کھوتڑ نکالتے ہو۔

کھوڑسی (ک3،ص۳۴۷): ایک مقام کا نام۔ کھوڑسی کے بعد اس نے شہر کی تمام پاٹھ شالاؤں کو وظیفہ دیا۔

کھونکھیانا (ک8،ص۵۱۱): کھونکھنا: ہ: to cough,to hem,hawk (پلیٹس) کھنکارنا۔ وہ گڑگڑانے اور کھونکھیانے کے بعد لڑی پڑے۔

کھیاتی (ک8،ص۵۱۰): کھیات: س: name,denomination,fame,glory,celebrity (پلیٹس)، نام، شہرت

جیون میں اس نے سب کچھ کھیات کے لیے ہی تو کیا۔

کھیت (ک20،ص۴۷): لڑائی میں مارا جانا (ن ل)۔ کئی سورما جنگ میں کھیت رہے۔

کھید (ک16،ص۲۱۷): افسوس (م گ)، س: depression,pain,fatigue,regret,sorrow,grief (پلیٹس)

کھیلی کھائی (ک1،ص۳۶): ہ: مونث: صفت: آزمودہ کار، تجربہ کار، گھاگ (ن ل)

یہ تو کھیلی کھائی چھوکری ہے، سات گھاٹ کا پانی پی چکی۔

کھیوہ (ک9،ص۵۹۱): کھیوا: ہ: price of passage in a boat,passage money,ferry money,fare (پلیٹس)، کرایہ، راہ داری کا کرایہ، کشتی گزارنے کا کرایہ۔ وہ دریا پار جاتے لیکن کھیوے کے پیسے نہ دیتے۔

کھیوے (ک10،ص۳۴): م: چکر، بار۔ اس نقل سے وہ بلا کسی منت تین کھیوے لگاتا۔

کیا اگلا مارے پچھلا ہاتھ (ک11،ص۲۶۹): اگلا مارے پچھلا یا نلھنا ہاتھ: مثل، بے سودی کی نسبت بولتے ہیں: بکّے کا گوشت بہت

کم ہوتا ہے اس لیے اس کے مارنے سے سو اپروں کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا (ن ل)

کیا گرمتی اور کیا گنگا (گنگو دان، ۳۱۹): م: گھاٹ اور دریا کیا دیکھنا، جب تباہی لکھی ہے تو اسے مصنوعی بندوں سے روکنے کا کیا فائدہ۔ جب ڈوبنا ہی ہے تو کیا گرمتی اور کیا گنگا۔

کیتکی (ک 20، ص ۳۳۰): س: کیوڑا، کتدی، کاذی (ہ ال)

کیدارناتھ (ک 14، ص ۲۲۸): ہ: وہ پہاڑ جو بدری ناتھ کے متصل ہے (ہ ال)

کیرتن (ک 5، ص ۲۵۱): گانا، بھجن، تعریف، حمد کرنا، تعریف کرنا (ہ ال)۔ وہ کیرتن شوق سے سنتا۔

کیرتنا (ک 4، ص ۱۵۱): ہ: شہرت، ستایش، بھجن (ہ ال)۔ چلو کچھ بھجن کیرتنا ہو۔

کیرتن سماج (ک 20، ص ۲۰۶): کیرتن: ہ: تعریف، گانا، بھجن، حمد۔ سماج: ہ: مجلس، سبھا، کمیٹی، انجمن، طائفہ (ہ ال): بھجن کمیٹی

وہ خوش گلو ہونے کی وجہ سے کیرتن سماج میں شریک ہوتا ہے۔

کیرتی (ک 16، ص ۱۱۰): نیک نامی، کارنامہ (م گ)، س: good report,praise,fame,glory, (پلیٹس)، نامودی، نیک نامی، تعریف، ستایش، ثنا، مدح، حمد (ہ ال)

کیسر (ک 10، ص ۴۹۹): ہ: زرد رنگ، زعفران (ہ ال)۔ کتنے ہی گھر اجڑے ہوئے ہیں وہاں تو کیسر نہیں ہوتی۔

کیسر کا تلک (ک 5، ص ۱۰۵): قشقہ، زعفرانی یا زرد رنگ کا ٹیکا (ہ ال)۔ اس نے ماتھے پر کیسر کا تلک لگایا۔

کیسریے بانے (ک 7، ص ۴۷): ہ: a saffron-coloured or yellow dress (پلیٹس)، پیلا لباس

سیوا سمتی کے جوان کیسریے بانے پہنے جلوس کے ساتھ چل رہے تھے۔

کیشو (ک 10، ص ۷۷): ہندی زبان کا عظیم شاعر (پ ق)

کیف و نعیم (ک 10، ص ۳۶۰): ف: سرور و نعمت (ف ع)۔ یہ کیف و نعیم کا دور تین گھنٹے تک جاری رہا۔

کیکر (ک 3، ص ۳۶۴): س: squint-eyed (پلیٹس)۔ جمیندار نے سارا گاؤں بندھوا دیا، کوئی ڈال گیا اور کوئی کیکر۔

کیکئی (ک 7، ص ۱۸۴): ہ: کیکیہ ملک کے راجا کی لڑکی جو راجا دشرتھ کی زوجہ اور بھرت جی کی والدہ تھیں (ہ ال)

ہمارے اندر سیتا اور کیکئی دونوں ہیں۔

کیلے (ک 20، ص ۴۸۴): ایک فرانسیسی بندرگاہ (و پ)

کیلے کے لیے آج ٹھیکرا بھی تیز ہو گیا (گنگو دان، ۱۵۹): م: جو شریف ہو اس پر ہر ایک چڑھائی کر دیتا ہے، مرے کو ہر کوئی مارتا ہے

کینٹ (ک 10، ص ۱۰۰): Immanuel Kant (22 April 1724 – 12 February 1804) was an 18th-century German philosopher and geographer from the Prussian city of

Konigsberg. He was the last influential philosopher of the classic period of the theory of knowledge (corresponding to the Enlightenment nurtured by thinkers John Locke, Gottfried Leibniz, George Berkeley, and David Hume). One of his most prominent works is the Critique of pure reason.(وپ)

کیندر(ک19،ص۳۵۳):س:a pole,focus,centre(of a circle)(پلیٹس)،مرکز،تنقیدتوں کا مرکز

ایودھیا نگری ودیا اور کلا کی کیندر تھی۔

کے(ک6،ص۲۹):مقامی: کتنے۔کے دن میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

کیول(ک16،ص۲۱۸):م:صرف(م ل)،س:only,simple,mere,simply,merely(پلیٹس)

کیوہ(ک19،ص۵۳۳):م:صرف۔خوف کی حالت میں کیوہ اس کے منہ سے اتنا نکلا،چور

گابھن(ک3،ص۲۶):ہ:حیوانات کا حمل ڈالنا(ن ل)،pregnant especially an animal,pregnant woman;an animal with young(پلیٹس)،حمل خاص طور پر حیوانات وغیرہ کا،عام طور عورت کو بھی گابھن کہا جا سکتا ہے۔میری دونوں بھینسیں گابھن ہیں۔

گاچھل(ک4،ص۳۵۱):مقامی:ناقل

گاڑے بان(ک4،ص۲):گاڑی بان:ہ:a carter,coachman,carriage-driver(پلیٹس)،گاڑی پر سامان لے جانے والا۔گاڑے بانوں نے بھی اپنے جلا دیے۔

گال(ک10،ص۱۴۰):م:تھوڑی سی مقدار۔بغل بھوسے میں منہ ڈال کر اناج کا گال کھا لیتے۔

گال بجانا(ک19،ص۹۲):محاورہ:بکواس کرنا،خود اپنی تعریف کرنا(ف ام)۔وہ گورا گال بجائے جاتا ہے،دکھاتا کچھ نہیں۔

گان منڈلی(ک3،ص۲۹۸):گانے والوں کی جماعت،گروہ،سبھا،مجلس،ٹولی(ہ ال)۔اس کی گان منڈلی شہر میں مشہور تھی۔

گان ودیا(ک3،ص۳۳۲):ہ:علم موسیقی(ہ ال)۔ہماری گان ودیا رشیوں کی بنائی ہوئی ہے۔

گانٹھ بندھنا(ک8،ص۲۸۲):ہ:گانٹھ:ہ:عہد و پیماں،قول و قرار،(ہندو) نکاح کا ہونا(ن ل)

گانٹھ کا پورا(ک14،ص۱۳۳):م:ساری صفات یا خوبیوں والا۔کوئی گانٹھ کا پورا آدمی ہوتا تو بات بھی تھی۔

گاندھاری(ک9،ص۱۳۰):س:A princess of the Gandharis esp. the wife of Dhrita-rashtra;-name of one of the tutelary female deities of Jains(پلیٹس)،ایک پارسا دیوی

ہم بھارت کی عورتیں گاندھاری کی بیٹیاں ہیں۔

گاؤخورد(ک11،ص۱۳):نابود،برباد،ضائع(ف ت)۔محنت کے روپے گاؤخورد نہیں ہو سکتے۔

گاؤں سنگھٹن (گئودان، ۳۴۹): م: دیہاتیوں کی انجمن یا جمعیت، گاؤں اکٹھ۔

گاؤں سنگھٹن ہو یا کسی کی شادی کا نیوتا، ہر ایک کے لیے اس کے پاس وقت تھا۔

گائتری منتر (ک 9، ص ۳۸): گائتری: س: A sacred verse from Rig-Veda to be recited mentally by every Brahaman at his morning and evening devotions (پلیٹس)، مقدس اشلوک یا منتر

وہ بالو پر بیٹھے گائتری منتر جپ رہے تھے۔

گائن (ک 20، ص ۲۸۴): ہ: گانے والی، مغنیہ (ہ ال)

گاؤ خورد (ک 10، ص ۱۰۷): م: کھا کر ختم کر دینا، ختم کر دینا، اڑا دینا، کھا جانا۔ بزرگوں کی کمائی بھی گاؤ خورد ہو گئی۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں (ک 14، ص ۲۸۴): ف: شیخ سعدی کے شعر کا ایک مصرع: جب کوئی اتفاقیہ صحیح بات کہتا ہے یا رائے قائم کرتا ہے اس وقت کہتے ہیں (ن ل) بعض اوقات نادان بچہ بھی ٹھیک بات کر دیتا ہے۔ تقدیر کا حال کون جانے گاہ باشد کہ کودک ناداں۔

گبر دینا (ک 18، ص ۲۲): م: ملا دینا، ملاوٹ کرنا۔ دودھ میں کیوڑا بھی گبر دیں۔

گبن (ک 20، ص ۳۲۸): Edward Gibbon (April 27,1737–January 16,1794) was an English historian and Member of Parliament. His most important work, The History of the Decline and Fall of the Roman Empire, was published in six volumes between 1776 and 1788 (وپ)

گپ چپ (ک 4، ص ۵۵۰): ہ: مونث: خاموش، خاموشی کے ساتھ، گپ چپ کے لڈو: گپ چپ کی مٹھائی: ایک قسم کی شیرینی (ن ل)

گپ چپ کے سودے تو بیٹا لاتا ہے۔

گپوڑے (ک 4، ص ۳۱): فضولیات، بے مقصد باتیں (ف ت)۔ ہندوؤں کے گپوڑے پڑھنے میں تمہارا دل خوب لگتا ہے۔

گت (ک 5، ص ۱۲): ایک قسم کا گیت (ہ ال)۔ اس نے طبلے کی چھاپ پر دھرپد کی ایک گت چھیڑ دی۔

گت (ک 6، ص ۱۱۹): س: motion ,movement ,march ,issue (پلیٹس) حرکت، مسئلہ۔ ننھے بچوں کی یہی گت ہوتی ہے۔

گت پورنا (ک 10، ص ۱۹۹): م: ایک جڑی کا نام۔ وہ باپ کو گرج کا عرق اور گت پورنا کی جڑ پلاتا لیکن وہ جانبر نہ ہوا۔

گٹ (ک 3، ص ۲۵۱): ہ: crowd ,gang ,herd (پلیٹس)، صلاح مشورہ، مقدمہ (مقدمہ) لڑنے کے لیے چندہ کا گٹ ہو رہا تھا۔

گٹ پٹ (ک 18، ص ۳۳): ہ: مونث: انگریزی زبان کی بول چال کی نقل (ن ل)، سرقہ، نقل

اچھی گٹ پٹ ہے، کیا اسی کو شاعری کہتے ہیں۔

گٹکری دار (ک 14، ص ۲۱۹): م: پیچیدہ یا بھونڈی آواز۔ بکری کی گٹکری دار میں میں کی آوازوں نے کان کے پردے مجروح کر دیے۔

گٹھ بندھن (ک 1، ص ۳۵۹): ہ: مذکر: ہندو: دولہا دلہن کے آنچلوں کی وہ گرہ جو سات پھیروں کے وقت لگائی جاتی ہے (ن ل)

گٹھ کا بندھن (ک 1، ص۳۵۹): گٹھ بندھن:ہ:مذکر:ہندو: دولہا دلہن کے آنچلوں کی وہ گرہ جو پھیروں کے وقت لگائی جاتی ہے۔اس کو گٹھ جوڑا بھی کہتے ہیں، دو آدمیوں کا یک دل ہونا (ن ل)۔گٹھ کا بندھن دنیا کے ڈھکوسلے ہیں۔

گٹھا (ک 1، ص۴): م: دوبالا کر دینا۔نا چنے والی نے محفل کا رنگ گٹھا دیا۔

گٹھن (حسنٔودان،۳۶۵): م: جسمانی ساخت۔اس کی گٹھن بھی سڈول ہوگئی ہے۔

گجردم (ک 18، ص۳۹): ہ: علی الصباح، صبح تڑکے، بہت سویرے (ن ل)۔تڑکے گجردم شہر میں ڈھنڈورا ہوا کہ وہ چل بسا۔

گجر (ک 3، ص۲): مقامی: گزر

گجن پور (ک 14، ص۳۶۲): م: ایک گاؤں کا نام

گجی (ک 11، ص۱۲۷): ہ: مونث: جو اور گیہوں ملے ہوئے (ن ل)۔غریبوں کو تو گجی کا گاڑھا تک پہننے کو میسر نہیں۔

گچا (ک 8، ص۲۸۰): فجی: ف: دھوکا، فریب، جعل (ف ت)

گچھا (ک 14، ص۲۸۸): گچھ: مقامی: جانا، اضافت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے پوچھنا گچھنا (ل)۔نہ کسی سے پوچھا نہ گچھا۔

گچھنا (ک 6، ص۳۷): م: حال احوال، باز پرس۔کوئی پوچھنا نہ گچھنا۔صرف نام کا پتی ہے۔

گد (ک 19، ص۲۹۲): ہ:prose (پلیٹس) نثر۔گد کے زمانے کے بعد کاویہ کا زمانہ آیا۔

گدا (ک 10، ص۳۹۹): ہ: مقام براز، مقعد (ہ ال)۔بندر کی دم اور گدا صاف نظر آ رہی تھی۔

گدرانا (حسنٔودان،۴۰): ہ:to be half ripe(as fruit etc.) (پلیٹس)۔آدھے پکے آدھے کچے خاص طور پر پھل وغیرہ آم گدرا گئے تھے۔

گدے پھری (ک 18، ص۱): چمڑے کی ڈنڈی سے کھیلا جانے والا ایک کھیل جو دو افراد کے درمیان کھیلا جاتا ہے (ن ل)

وہ گدے پھری کے کھیل میں استاد ہے۔

گدگد (ک 17، ص۲۸۶): س:inarticulate from joy;rejoiceing;joyful;gladly;freely (پلیٹس)۔سہانی یادوں میں گم کر دینا۔آپ کا پریم یاد کر کے چیت گدگد ہوا جاتا ہے۔

گدھ کاویہ (ک 17، ص۳۵۰): م: نثری شاعری۔وچار اور چھتر کے بغیر گدھ کاویہ لکھا جا سکتا ہے، کہانی نہیں۔

گدھے کی چال جانا، گھوڑے کی چال آنا (ک 18، ص۱۵۷): م: آرام و سکون سے جانا اور تیزی سے واپس آنا

گدس (ک 17، ص۴۹): انگ: ریلوے مال گودام (ن ل)۔برتن گدس سے بھیجوں تو ٹوٹنے کا ڈر رہتا ہے۔

گڈھے (ک 3، ص۱۴۳): ہ:a bundle of grass,a bunch of greens,a bundle of papers (پلیٹس)۔یہاں گڑھے مراد ہیں۔گوبر جمع کرنے کے لیے گڈھے بنوا دیے گئے تھے۔

گراس (ک 22، ص۳): ہ: نوالہ، لقمہ، خوراک (ہ ال)

گرام (ک 19، ص۲۶): قصبہ، قریہ، بستی (ہ ال)۔ پراتہ کال وہ سب گرام میں پہنچ گئے۔

گرام سدھار (گنگو دان، ۷۷): ہ: گاؤں کی بہتری، قریہ کی فلاح، قصبہ یا بستی کی بہبود (ہ ال)

گرانا (ک 8، ص۵۱۱): مقامی: غرانا

گرا ہک سنکھیا (ک 17، ص۳۲۲): م: گاہکوں کی تعداد۔ اس رسالے کی گراہک سنکھیا دو سو سے نہیں بڑھ سکی۔

گربہ و موش (ک 10، ص۳۶۵): ف: م: بلی اور چوہا

گربہ مسکین (ک 10، ص۳۵۸): بلی یا بھوکی بلی۔ ایک دن کسی گربہ مسکین نے اسے لقمۂ دہن بنالیا۔

گربھ کی پیڑا (ک 9، ص۳۰۸): پیٹ کاٹنا، بھوک۔ سہنا یا برداشت کرنا۔ میں نے تم بیٹوں کے لیے گربھ کی پیڑ اسہی۔

گربھوتی (ک 19، ص۳۹): ہ: حاملہ، حاملہ عورت، زنِ حاملہ (ہ ال)۔ اس کی بہو اس سے گربھوتی ہے۔

گرچ (ک 3، ص۳۴۱): ہ: The creeping plant Menispermum glabrum (پلیٹس)، س: ایک گھاس جو بیل کی طرح پھیلتی ہے (ف ل)۔ گرچ کی بہار تھی۔

گرچ کا عرق (ک 10، ص۱۹۹): م: ایک بوٹی کا مرکب یا عرق

گردن پر جوا رکھنا (گنگو دان، ۲۶۱۔۳): م: گردن پر بوجھ ڈالنا، وزن ڈالنا، گردن پر بیل کے لیے لکڑی رکھنا

اس بیل کی گردن پر جوا رکھے میرا من مسوستا ہے۔

گردن جھپکی لینا (ک 6، ص۴۸۷): م: آنکھ لگانا، سونا، آرام کرنا۔ پوری رات جاگنے کی وجہ سے وہ دکان پر بیٹھ کر گردن جھپکی لینے لگا۔

گردنیا (ک 1، ص۷): م: مار، بے عزتی، رگڑا، تماشا۔ اڑے بیٹھے ہو، کیا گردنیا کھاؤ گے؟

گرسنہ (ک 3، ص۲۹۲): ف: Hungry (پلیٹس)، بھوکا

گرگ باراں دیدہ (ک 3، ص۱۷۰): ف: تجربہ کار، آزمودہ کار، خرانٹ (ن ل)

میں اس گرگ باراں دیدہ کے سامنے ابھی طفل مکتب ہوں۔

گرگ قرض (ک 10، ص۳۳۵): م: نام نہاد دوستی، بھیڑیا نما دوست، ظاہر میں دوست باطن میں دشمن

بکریاں بھی گرگ قرض کا شکار ہو گئیں۔

گرنٹ (ک 18، ص۶): انگ: مونث: ایک کپڑے کا نام (ن ل)۔ یہ کوئی نئی گرنٹ کا سر ہے۔

گرو (ک 20، ص۳۲۱): ہ: گھمنڈ، غرور (ہ ال)

گرو ودیہ (ک 9، ص۳۳): ہ: استادی سیکھنا، مہاتما بننے کا علم (ہ ال)

گروسر بدھ (ک 9، ص ۴۳۳): پنڈت، استاد، مہاتما۔ استادی سیکھنا، مہاتما بننے کا علم (ہ ال)

گروی (گئودان، ۱۶۲): ہ: An insect destructive to standing corn;mildew;blight (پلیٹس)، ایک حشرات جو کھڑی فصل (مکئی وغیرہ) کے لیے تباہ کن ہے۔ گیہوں میں گروی اور سرسوں میں لاہی لگتی ہے۔

گرہ پربیش (ک 10، ص ۴۳۸): افتتاح، opening ceremony (پلیٹس)۔ اس کے نئے مکان کا گرہ پربیش ہونے والا تھا۔

گرہ دسا (ک 3، ص ۱۱۶): م: نحوست، بلا، مصیبت، بلائے ناگہانی۔ میرے پیچھے کوئی گرہ دسا آئی ہے۔

گرہنی (ک 8، ص ۴۷۸): ہ: جورو، زوجہ، پتنی (ہ ال)

گرہ (ک 19، ص ۲۲۵): ہ: سیارے (ہ ال)۔ یہ سب سورج کا گرہ کہلاتے ہیں۔

گریشم رتو (ک 23، ص ۴۰۴): س: موسم برسات

گن تنتر شاسن (ک 22، ص ۱۳۶): جمہوری نظام حکومت

گڑ چپ (ک 4، ص ۱۴۹): م: میٹھا، گڑ سے بنایا گیا کھانا۔ بچے کو گڑ چپ بنا دو۔

گڑھت (ک 4، ص ۵۸۷): to make,to form (پلیٹس)، بنائے ہوئے قصے کہانیاں، باتیں، گپ شپ

وہ اپنی گڑھتوں میں ایسا رنگ بھرتا تھا کہ دوستوں کو اس کے گپوڑوں پر یقین آ جاتا تھا۔

گڑھوا دینا (گئودان، ۱۴۹): ہ: زیور بنوا دینا (ن ل)۔ اس نے مجھے گہنے گڑھوا دیے۔

گڑھیا (ک 1، ص ۴۷۸): ہ: گڑھا کی تصغیر: وہ جگہ جس میں برسات کا پانی جمع ہو (ن ل)۔ گڑھیا میں چڑیلیں نہانے آیا کرتی ہیں۔

گزک (ک 10، ص ۳۵۱): ف: ایک مٹھائی، ذائقہ بدلنے کی چیز (ف ع)

گزک (ک 4، ص ۱۲۸): کوئی چیز جو شراب کے ساتھ کھائی جائے (ف ت)، a relish as fruit or sweets taken with wine (پلیٹس)، وہ چیز جو شراب یا افیون استعمال کرنے کے بعد منہ کا ذائقہ بدلنے کے لیے کھائی جائے (ال)

تاڑی کے لیے گزک کی ضرورت تھی۔

گزی گاڑھے پہننا (ک 20، ص ۴۲): موٹا جھوٹا پہن کر گزارہ کرنا (ن ل)۔ شہر سے زیادہ گاؤں والے گزی گاڑھے پہنے نظر آتے ہیں۔

گگرا (گئودان، ۴۷): ہ: پانی رکھنے کا پیتل تانبے یا لوہے کا برتن (ن ل)۔ اس نے گگرے کے ذریعے پانی کھینچا۔

گل مچانا (ک 18، ص ۲۲): مقامی: غل مچانا، شور کرنا، ہڑبونگ

گلا رمتنا (ک 10، ص ۴۸۶): م: ظلم کرنا، حق مارنا، ناحق دبانا۔ کتنے غریبوں کا گلا رمتنا پڑتا۔

گلانی (ک 23، ص ۳۷۸): ہ: پچھتاوا

گلان (ک 9، ص ۱۹۷): اکتاہٹ، بیماری، بیزاری (ال)۔ وہ گلان کے سبب گھر سے چلا گیا۔

گلانی (ک 12، ص ۵۱۷): گلان: depression,disgust,fatigue (پلیٹس)، مایوسی، نا امیدی، ذہنی دباؤ

مجھی مار سے گلانی کے رو پڑی۔

گلپ کار (ک 23، ص ۹۷۴): ہ: افسانہ نویس

گلٹ (ک 1، ص ۲۲۲): انگ: مذکر: ملمع کسی چیز پر سونا چاندی چڑھانا (ن ل)۔ اس نے گلٹ کے کڑے پہن رکھے تھے۔

گلٹ (گئو دان، ۱۲۳): انگ: Gilding; silver-gilt;electro-plate (پلیٹس)، ایک سفید نیلگوں مرکب دھات جو قلعی اور تانبے کو ملا کر تیار کی جاتی ہے، سونے چاندی کا پانی چڑھانا، ملمع کاری (ال)۔ اس کے ہاتھ میں گلٹ کے کڑے تھے۔

گلعذار (ک 5، ص ۱۹۱): ف: سرخ و سفید رخساروں والا (ن ل)۔ لشور نے ایک گلعذار بچہ دیا۔

گلکاری فطرت (ک 10، ص ۳۱۷): فطرت یا قدرت کی رنگا رنگی یا رنگ آمیزی (ف ع)

اسے گلکاری فطرت کا مطلق احساس نہیں ہے۔

گلوگیر (ک 10، ص ۳۳۹): ف: صفت: وہ کسیلی چیز جو گلے کو پکڑ لیتی ہے (ن ل)، دامن پکڑ لینا

ناہلیت اکثر ایسے موقعوں پر ہمارے گلوگیر ہو جاتی ہے۔

گلوۂ تلخ (ک 3، ص ۱۴۷): ترش بات، سخت بات (ف ت)

گم گشتہ کشتی شکستہ (ک 14، ص ۱۲۵): کھویا ہوا اور نا امید (ن ل)۔ وہ بدحواس تھا: بالکل کھویا ہوا، گم گشتہ کشتی شکستہ۔

گن گرا ہکتا (ک 8، ص ۱۷۴): ہ: اخلاق محمودہ (ہ ال)۔ ساہتیہ مرمگیوں نے گن گرا ہکتا سے بھرے پترا سے لکھے۔

گندی کیبروں کی بوچھار (ک 4، ص ۱۱۱): م: گندی فحش گالیاں دینا۔ عورت کو دیکھتے ہی شرابیوں نے گندی کیبروں کی بوچھار کر دی۔

گنڈاس (ک 9، ص ۲۲۱): گنڈاسا: گھٹی کاٹنے کا آلہ جانوروں کا چارا گنڈیریوں کی شکل میں کاٹنے کا اوزار (ال)

اس نے اپنی گنڈاس تیز کر لی۔

گنڈلی (گئو دان، ۲۲): ہ: مونث: دائرہ یا حلقہ، چھوٹا دائرہ (ن ل)۔ اس نے اپنے انگوچھے کی گنڈلی بنا کر سر پر رکھ لی۔

گنگا اشنان (ک 6، ص ۲۳۰): م: دریائے گنگا میں صبح کا غسل کرنا

گنگا تٹ (ک 6، ص ۳۰۸): م: دریائے گنگا کا کنارا۔ وہ رات گنگا تٹ سے آنے کے بعد پوجن پر بیٹھ جاتا ہے۔

گنگا جل (ک 7، ص ۱۸۳): ہ: دریائے گنگا کا پانی جسے ہندو پوتر مانتے ہیں (ن ل)۔ ان شودروں کی وجہ سے گنگا جل بھرشٹ ہو گیا۔

گنگنی (ک 1، ص ۵۹): لرزہ طاری ہونا۔ خوف سے جسم میں گنگنی سی آ گئی۔

گنی (ک 5، ص ۲۰): عالم، ماہر، دانا، صاحب لیاقت (ہ ال)۔ گنی اہل کمال سے ہی داد چاہتا ہے۔

گنی بوٹیاں نپا شوربہ (ک 4، ص ۵۲۰): گنی بوٹی نپا شوربہ: مثل: اس موقع پر بولتے ہیں جہاں سب خرچ کفایت سے ہوتا ہو صرف

گزارہ کے قابل آمدنی ،ہر بات حساب کرنا (ن ل)۔اس گھر میں بے کیا کھانے کو گئی بوٹیاں نپا شوربہ

گنیش (ک 19،ص ۵۳۶):س: شیوجی اور پاربتی کے بیٹے کا نام۔ہندو انھیں دانائی اور مشکل کشائی کے دیوتا مان کر ان کے ناموں کی بڑی تعظیم کرتے ہیں (ن ل)۔چوبے گنیش جی کے واہن ہیں۔

گوال (ک 20،ص ۳۳۱):ہ: چرواہا،اہیر (ہ ال)

گوبر پالا (ک 3،ص ۲۰):ہ: گوبر کا کیڑا (ن ل)۔اس برسات میں کوئی بے ضرر گوبر پالا ہے اور کوئی پر شور جھینگر۔

گوبندرام ترپاٹھی (ک 20،ص ۱۲۱): گجراتی زبان کے ناول نویس (پ ق)

گوپندا (ک 6،ص ۳۱۲):م: محافظ،نگران۔میں پولیس کا مخبر نہیں،گوپندا نہیں۔

گوپیاں (ک 3،ص ۲۹۴):س: گائے چرانے والیاں،دودھ بیچنے والیاں،کرشن جی کی سہیلیوں کا لقب (ن ل)

گوتم شاکیہ منی (ک 20،ص ۳۲۳): اہلِ ہنود کے ایک برگزیدہ منی (پ ق)

گوٹ (ک 24،ص ۲۲):ہ:an assembly,a gathering (پلیٹس)،اکٹھ،رہنا،اکٹھا ہونا

ریت کے زرد گوٹ کے سبزہ زار کی وسیع چادر ہے۔

گوٹی لال (ک 8،ص ۳۸۹): گوٹ لال ہونا: چوپڑ کی گوٹ کا سب خانوں میں پھر کر اٹھ جانا (ن ل)،کامیاب ہونا،دن پھر جانا

جج کی لڑکی پر اپنا رنگ جمادو تو تمھاری گوٹی لال ہے۔

گوٹی (گنٹو دان،۱۱۹):ہ:a small roundish stone or pebble;a piece or man;a pock (پلیٹس)،پتھر یا پلاسٹک یا کسی اور دھات کا چھوٹا گول ٹکڑا جس سے مختلف کھیل یعنی کیرم،لوڈو وغیرہ کھیلتے ہیں (ال)

گورو (ک 22،ص ۳۷):ہ: فخر،عزت۔رفیاں (دوشیزائیں) پردے میں رہنا ہی اپنا گورو سمجھتی ہیں۔

گورو دکھنا (ک 6،ص ۳۱۴): خیرات دینا۔مندر میں برہمنوں کو گورو دکھنا بھی مجھے دینی پڑی۔

گورو دیکشالی (ک 12،ص ۱۶۴):م: گورو دیکشا: پیمانِ حرمت و عزت یا منت ماننا۔اس کی بچی نے آج گورو دیکشالی تھی۔

گوری نیائے (گنٹو دان،۲۲۲):س: گوری:the brilliant goddess,the name of the goddess Parvati,the wife of Shiva۔نیائے:س:right,just,proper,fit (پلیٹس)،دیوی کا انصاف

گوڑیاں (گنٹو دان،۲۵۹):ہ:مونث: فائدہ،نفع،وہ مال جو بے محنت و مشقت حاصل ہو (ن ل)،جوے کی چال جو اچل رہا تھا پولیس کو دیکھ کر گوڑیاں چھوڑ بھاگے۔

گوش (ک 3،ص ۴): گھوش:م: بات،جوڑی۔ایک نئل بیٹھاؤں ہو گیا ہے۔دو سو روپے پورے ہوں تو گوش پوری ہو۔

گوشالہ (ک 3،ص ۴۹۶):پ: گوسالہ:a calf;a simpleton,dolt,blockhead (پلیٹس)،وہ مکان یا مقام جہاں گائے

گوباندھا جاتا ہے (ہ ال)۔ گزر بسر کے لیے اس نے گوشالا کھول کر وہاں بچھائیں گائیں رکھ لی تھیں۔

گوکل (ک 10، ص ۱۸): گایوں کے رہنے کا مقام، گوشالا، کرشن کا جنم بھومی (ہ ال)، سارا گاؤں، سب کو

کرشن نے تو سارے گوکل کو بچا لیا تھا۔

گوکل اشنان (ک 13، ص ۵۷۴): گایوں کے ریوڑ کو نہلانا۔ گوکل: جمنا کے کنارے ایک قدیم گاؤں جسے کرشن سے نسبت ہے (ف ت)

وہ سویرے گوکل اشنان کرنے گنگا جاتی ہے۔

گوکھا (ک 3، ص ۴۱): ہ: گائے کا بچھڑا، ایسے فرد کے بارے میں بولتے ہیں جو بہت سادہ ہو (ن ل)، بے وقوف

میں ایسا گوکھا نہیں کہ اس کے فریب میں آ جاؤں۔

گوکھے (ک 4، ص ۲۲۹): م: سادہ یا معصوم۔ تم گوکھے ہو، یہ چالیں کیا جانو۔

گول (ک 18، ص ۳۷): مقامی: غول۔ جتھا

گولا چھوٹ جانا (ک 14، ص ۷۰): ہوا کا خارج ہو جانا، آنتوں کا قل ھو اللہ احد پڑھنا، بہت بھوک لگنا

اب تو ہاتھ نہیں چلتا بھئی، اب تو گولا بھی چھوٹ گیا ہوگا۔

گولڈ سمتھ (ک 20، ص ۲۴۰): Oliver Goldsmith (10 November 1730 – 4 April 1774) was an Anglo-Irish writer, poet, and physician known for his novel The Vicar of Wakefield (وپ)

گولر (ک 14، ص ۴۷): انجیر سے ملتا ایک ہلکا میٹھا پھل (ف ت)۔ رو کھے پر مت چڑھو، ابھی گولر نہیں پکے۔

گولر کا پھول (ک 1، ص ۱۹): کنایہ: نایاب، کمیاب، ناپید۔ عوام کا خیال ہے کہ گولر کا پھول دیوالی کی رات میں نکلتا ہے اور اس کو پریاں لے جاتی ہیں (ن ل)۔ گولر کا پھول ہو اسی لیے تو نظر نہیں آتیں۔

گولر میں پھول (ک 9، ص ۳۰۱): گولر کا پھول: مجازاً نہایت کم یاب یا نایاب یا ناپید چیز، عجیب و غریب چیز (ال)

گولر میں یہ پھول کیوں لگے۔

گومتی (ک 6، ص ۴۷): م: ایک ندی کا نام جس کا پانی ہندوؤں کے نزدیک مقدس ہے۔ گومتی میں اشنان کرنے کے بعد اس نے بھوجن کیا۔

گوموتر (گئودان، ۲۱۷): ہ: گائے کا پیشاب (ہ ال)

گونا (ک 16، ص ۸): دلہن کی رخصتی، وداع (ف ت)، بیاہ کے چند مہینوں یا برسوں کے بعد دلہن کو اپنے گھر لانا، رخصتی (ہ ال)

گونا ہونا (ک 9، ص ۵۸۸): محاورہ: وداع کی رسم کا ادا ہونا، دلہن کا سسرال جانا (رخصتی کے لیے) (ال)۔ اس کی بیٹی کا گونا نہیں ہوا۔

گونڈ (ک 10، ص ۲۹۷): ہ: گونڈا: گاؤں، موضع (ن ل)۔ گاؤں میں دوسرا گونڈ بہت آسانی سے بسایا جا سکتا تھا۔

گونڈنی (ک 1، ص ۱۴): م: بے حد، بے حساب۔ استریاں زیوروں سے گونڈنی کی طرح لدی ہوئی ہیں۔

گونگے کا پارٹ کھیلنا (گئودان، ۱۷۵): م: خاموشی اختیار کرنا، زبان بند کر لینا، احتجاج نہ کرنا

گونگے کا گڑ (ک 17، ص ۴): مکمل خاموشی، بات چیت نہ کرنا، گونگے جیسی خاموشی اختیار کرنا۔

کہاں ٹمسی میں دن کٹتا تھا اور کہاں اب چپ کی مٹھائی اور گونگے کا گڑ کھا کر بیٹھنا پڑتا ہے۔

گونے (ک 1، ص ۲۹۳): رک: گونا

گوں بیگوں (ک 1، ص ۸۴): م: طرح طرح سے، بہانے بہانے سے۔ وقت بے وقت گوں بیگوں سو پچاس کے لیے ہاتھ پھیلاتا۔

گووند (ک 9، ص ۲۱۵): شری کرشن کا لقب (ہ ال)۔ چیتن اور گووند کی بے نفسی تو ہونی چاہیے۔

گووند داس (ک 23، ص ۱): گجراتی زبان کا ناول اور افسانہ نگار (پ ج)

گووند سنگھ (ک 20، ص ۳۳۸): کرشن جی کا لقب (ہ ال)۔ سکھ قوم گرو گووند سنگھ کے دل و دماغ سے نکلی ہے۔

گوئندہ (ک 16، ص ۱۰۲): جاسوس، مخبر (م گ)

گوئی (ک 7، ص ۳۵۱): ہ: چھپا ہوا، پوشیدہ (ہ ال)

گوہار (ک 18، ص ۱): ہ: پتابازی، ایک آدمی کا بہت سے آدمیوں سے لڑنا (ن ل)۔ استاد تو کئی کئی آدمیوں سے گوہار لڑتے ہیں۔

گوئندے (ک 4، ص ۴۱۱): ف: informer,speaker,teller,a spy,prover(پلیٹس) مخبر

اس کے گوئندے ساری ریاست میں پھیلے ہوئے ہیں۔

گئورس (گئو دان، ۷): ہ: مرکب: گائے کا دودھ۔ سالوں گئورس کے درشن نہیں ہوتے۔

گئوشالہ (ک 9، ص ۳۵): گایوں کے رہنے کی جگہ (خاص طور پر عمر سے اتری ہوئی یا آوارہ گایوں کے لیے) (ال)

گئوشالا میں سارے گاؤں کی گائیں رکھی جاتی تھیں۔

گہاتکا (ک 16، ص ۱۷۶): مہلک عورت (م گ)

گھاتک (ک 22، ص ۱۳۳): ہ: م: نقصان دہ

گھاتے میں (ک 14، ص ۱۴۷): ہ: مذکر: مفت میں، زاید (ن ل)۔ گھاتے میں اسے یہ بچہ بھی مل گیا۔

گھٹی (ک 2، ص ۲۷۷): د: مونث: وہ دست آور دوا جو نوزائیدہ بچے کو پیٹ صاف کرنے کے واسطے جوش دے کر پلاتے ہیں (ن ل)

گھٹے پڑنا (گئو دان، ۱۲۲): ہ: وہ سیاہ نشان جو اعضا پر گھسنے سے نمایاں ہوتا ہے (ن ل)

گھر کی روئیں بن کی گائیں (ک 9، ص ۱۵۲): گھر کے روویں باہر کے کھائیں دعا دیتے قلندر جائیں: گھر والوں سے برا اور باہر والوں سے اچھا سلوک (ال)

گھراتی (ک 9، ص ۲۳۱): م: بارات کا استقبال کرنے والے، دلہن کے گھر والے۔ گھراتیوں نے باراتیوں کو شراب پلانے سے انکار کر دیا۔

گھراؤ (ک 8، ص ۴۷۸): م: اُنس، بے تکلفی، لگاؤ۔ اس کے گھر سے میرا گھراؤ سا ہو گیا ہے۔

گھر کی مرغی باسی ساگ (ک 14، ص۵۱۲): محاورہ: کوئی قدر نہ ہونا، گھر کی مرغی دال برابر، گھر کی چیز کی قدر کم ہوتی ہے

میں تو تمھارے لیے گھر کی مرغی باسی ساگ ہوں۔

گھرنا (ک 22، ص۱۰۰): ہ: م: نفرت

گھرنت (ک 16، ص۴۴): س: dislike,contempt (پلیٹس)، مکروہ، نفرت کیا ہوا (ہ ال)

پاپ گھرنت ہے، پاپی نہیں۔

گھر ہی بید تو مرئیے کیوں (ک 4، ص۸۱): م: علاج گھر میں ہو تو باہر جانے کی کیا ضرورت ہے، درد کا درماں موجود ہے تو پھر کیا غم۔

گھڑ ایکے (ک 1، ص۴۷): طفیلی، حکم ماننے والے۔ مہاجن وہاجن میرے گھڑ ایکے تو ہونے سے رہا۔

گھڑک (ک 1، ص۲۵۵): ہ: م: ڈانٹ کر۔ باپ نے گھڑک کر بیٹے کو بدتمیزی سے منع کیا۔

گھڑکنا (ک 10، ص۳۱۱): م: جھڑکنا۔ ہر وقت کا گھڑکنا اچھا نہیں۔

گھڑکے جانا (ک 5، ص۱۶۷): گھڑکی (ہ)، تنبیہ کے واسطے کسی سے سخت کلام کرنا، ڈانٹنا (ن ل)

والدین کے گھڑکے جانے کے باوجود اولاد کو ان کا گلا نہ چھوڑنا چاہیے۔

گھمکو (ک 10، ص۱۷۹): م: گھومنے والا، سیر و سیاحت کرنے والا۔ وہ سیلانی اور گھمکو نوجوان ہے۔

گھمسلے (ک 14، ص۵۱۱): مقامی: گملے

گھنشٹھا (ک 8، ص۴۷۸): گھنشٹھ: ہ: بہت بڑا۔ شٹھا: بغض۔ گھنشٹھا: بہت زیادہ بغض (ہ ال)

ایک پیشے کے وکیلوں میں گھنشٹھا ہو ہی جاتی ہے۔

گھنونے (گئودان، ۹۷): گھنونا: ہ: ناپسند، مکروہ (ہ ال)۔ اس کے کپڑے میلے اور گھنونے تھے۔

گھوبنس (ک 9، ص۱۰۳): گوبند: کرشن جی کا لقب (ن ل)

گھوتی (ک 6، ص۱۷۲): م: ماہر، مشاق۔ اس کے پاس ایک گھوتی جوہری بیٹھا تھا۔

گھورنا رکیہ اگنی کنڈ (ک 16، ص۲۳): ہ: مرکب: جہنم کی آتش کدہ، دوزخ کی آگ، جہنم کی تپش (م گ)

بھگوان مجھے گھورنا رکیا اگنی کنڈ سے بچانا۔

گھورے (ک 3، ص۲۳۲): ہ: rubbish;manure;a dust-heap,dung-hill;a stove,a shed for herds of breeding cattle (پلیٹس)۔ ان کو کنوئیں میں پھینکوں یا گھورے پر ڈال دوں۔

گھوس (ک 4، ص۱۸۰): ہ: مذکر: رشوت، ناجائز مال، مال حرام (ہ ال)۔ گھوس کھانے والا عام آج کل بے آبرو نہیں سمجھا جاتا۔

گھوئیاں (ک 3، ص۲۳۸): ہ: ایک قسم کی ترکاری (ن ل)، ہ: a kind of herb that grows during the rains on

high grounds(پلیٹس)۔کھی میں آدھی گھوئیوں کی ملاوٹ تھی۔

گھیاں گبو (ک7،ص۱۷۳):م:گھوئیاں:ترکاری کی ملاوٹ یا ملاوٹ کرنا (ال)

کھی میں آلو یا گھیاں گبو دینا جواز کے دائرے سے باہر نہ تھا۔

گیات (ک16،ص۱۱۲):معلوم (م گ)،ہ:known,comprehended,understood(پلیٹس)

گیان کی پینگی لگانا (ک3،ص۳۹۰):غور کرنا،فکر کرنا،غور و خوض،تفکر کرنا

گیانو پدیش (ک16،ص۵۱):علم کی باتیں بتانا (م گ)

گیٹے (ک20،ص۱۲۲):جرمن زبان کا سب سے مشہور مصنف (پ ق)

گیدی (ک18،ص۳۵۲):ف:بےعزت،بےغیرت (ف،ف آ)،صفت (ن ل)۔واللہ کون گیدی دم بھر ٹھہرے یہاں۔

گینڈلیاں (ک14،ص۵۲۷):ہ:گینڈلی:a coil or coils(پلیٹس)،لپٹی ہوئی تار یا تاریں

دونوں سردی میں پاؤں پیٹ میں ڈالے سو رہے جیسے دو گینڈلیاں مارے پڑے ہوں۔

گیہواں (ک13،ص۴۰):گندمی رنگ یا جلد کا کھلتا ہوا رنگ (ف ت)۔اس کا گیہواں رنگ کچھ اور سرخ ہو گیا تھا۔

گیہول (ک12،ص۲۵۲):م:زہریلا،خوفناک۔کالا گیہول ناگ اسے کاٹنے کے لیے بےتاب تھا۔

لابھ (ک19،ص۱۰۳):س:لابھ:interest,profit,advantage(پلیٹس)،فائدہ،نفع،سود،بھلائی (ہ ال)

لازمہ (ک10،ص۲۱۵):م:خرچ،ضروری اسباب جو آدمی کو چاہیے۔جب آمدنی کافی نہیں تو لازمہ کیوں بڑھا رکھا ہے۔

لاسہ (ک6،ص۱۵۰):لاسا:ہ:to apply bird-lime to(پلیٹس)،جال لگانا،جال پھیلانا۔لاسہ لگا دیا ہے،پچھی ضرور پھنسے گا۔

لاطائل (ک20،ص۲۱۸):ع:فضول،بےفائدہ،بےمصرف (ف ت)

لاگو (ک2،ص۲۷۹):لاگھو:ہ:تیزی،حقارت (ہ ال)۔اس نے لاگو بات تو نہ کی لیکن اس کا لہجہ دل شکن تھا۔

لال ٹین (ک14،ص۵۱۱):انگ:Lantern:مٹی کے تیل سے جلنے والی شمع یا چمنی (ف ت)۔جھونپڑے میں لال ٹین ٹمٹما رہی تھی۔

لال چندن (ک1،ص۳):سرخ رنگ کا صندل نیز اس کا درخت،خوشبودار لکڑی کا درخت (ال)

مہنت جی نے ماتھے پر لال چندن کا ٹیکا لگایا اور گلے میں موہن مالا ڈال لی۔

لالسا (ک9،ص۵۷۰):ہ:تمنا،خواہش،لالچ،حرص،طمع (ہ ال)۔اسی لالسا نے مجھے اتنے دنوں تک ٹھوکریں کھلائی ہیں۔

لالن پالن (ک19،ص۵۸۰):لالن:س: پالن:س:guarding,protecting,breeding,nursing,protecting (پلیٹس)،محبت سے تربیت کرنا،پرورش کرنا۔وہ لالن پالن کے وشے میں سادھو دان کر کے گلے ملے۔

لام (ک13،ص۲۹۲):فرنچ:Larme:محاذ جنگ (ف ت)۔آرمی میں میں تین سال تک لام پر رہا۔

لانچھن (ک 16، ص ۱۹۳): داغ، دھبہ، الزام (م گ)، س: a mark,token,spot;brand of infamy,stain,stigma name,an appellation (پلیٹس)، بدبختی کا نشان، گندگی

لاونی (ک 1، ص ۳۵): لاونی: ایک قسم کے گیت جس میں طویل داستانیں بیان ہوتی ہیں، مخصوص آہنگ میں گائے جانے والے عوامی گیت (ال)۔ ایسرا نے لاونی الاپنا شروع کیا۔

لاہی (گئودان، ۱۶۴): ہ: A kind of plant (پلیٹس)، ایک پودا

لب (ک 10، ص ۱۷۱): ف: کنارہ، طرف، منڈیر (ن ل)۔ اس نے برآمدے کے لب پر کھڑے ہو کر ہمسائے کو آواز دی۔

لباری (ک 4، ص ۳۵۱): ہ: لباری: falsehood,dishonesty,forgery,fraud,untruth (پلیٹس)، بددیانتی فراڈیا فراڈیے۔ لباریوں کی باتوں میں آ کر ہزاروں روپے گنوائے۔

لبڑ دھوں دھوں (ک 6، ص ۲۰۷): ہ: a riot,a messscrape:-cheating,unfairness (پلیٹس)، ہجوم، دھکم پیل

لوگوں کو قطار میں آنے دو، مجھے یہ لبڑ دھوں دھوں پسند نہیں۔

لپاڈگی (ک 18، ص ۱۶): لپاڈگی: ہ: مونث: لڑائی، مار پیٹ، گھونسم گھونسا (ن ل)۔ بحث کرنے آئے ہو یا لپاڈگی۔

لتا (ک 10، ص ۵۷): م: ایک بیل کا نام جو درختوں سے لپٹ جاتی ہے۔ وہ پتی کی گردن میں لتا کی طرح لپٹی پریم کی باتیں کرتی۔

لتاڑ (ک 10، ص ۲۲۱): ہ: بے عزتی، سرزنش، ملامت (ن ل)۔ میں لتاڑ سن کر دوبارہ اس کے پاس کیسے جاتا۔

لتاوں (ک 9، ص ۳۳۴): لتا: بیل دار درخت، شاخ پیچاں (ہ ال)۔ اس کا بنگلہ خوش وضع لتاوں سے سجا ہوا تھا۔

لتر (ک 10، ص ۱۳۲): م: مسئلہ۔ دیکھتے تو ہو ہر مہینے میں ایک نہ ایک لتر لگا رہتا ہے۔

لتیانا (گئودان، ۱۳۷): ہ: to kick,beat vigoursly (پلیٹس)، بے دردی سے مارنا۔ اس نے سب کے سامنے بجی کو لتیایا۔

لٹا ہوا ہاتھی نولا کھکا (ک 14، ص ۲۵۶): م: امیر غریب بھی ہو جائے پھر بھی عزت برقرار رہتی ہے، امیر غریب بھی ہو جائے تو بھی امارت کی شان نہیں جاتی۔

لٹکا (ک 1، ص ۸۱): گھات، چال، دام، جھانسا، عمل، منتر، ٹونا، کرشمہ (ال)۔ اسے قابو میں کرنے کا لٹکا بتائیں۔

لٹکے (گئودان، ۴۳۳): لٹکا: ہ: simple remedy (پلیٹس)، آسان طریقے۔ وہ ہزاروں لٹکوں سے پیسے کمانا جانتا ہے۔

لٹکے سوجھنا (گئودان، ۴۸۹): فریب آنا، فریب سے واقف ہونا (ن ل)

لٹھیتی (ک 1، ص ۱۶۴): لٹھیتی: لٹھ سے لڑنے والا، لٹھ باز، موٹی لاٹھی سے لڑنے والا، عصا بانس یا لکڑی سے وار کرنے والا (ال)

وہ تو شہر بھر کے شہدوں اور لٹھیتوں کا سردار ہے۔

لٹیا (گئودان، ۱۳۴): ہ: a small metal pot for general use (پلیٹس)، دھات کا چھوٹا برتن جو عام استعمال کیا جاتا ہے۔

وہ گنگا کنارے لٹیا ڈور اور ڈنڈا اسب لے کر گیا۔

لجادھور (ک8، ص۴۷۶): ہ: شرمیلی (ہ ال)

لجاوتی (ک14، ص۳۸۳): ہ: لجاوتی: شرم والی، حیاوالی، حیادار (ہ ال)

لحمی (ک10، ص۳۹): گوشت کا، گوشت کا بنا (ف ع)۔ وہ سرتاپا انسانی اور لحمی جرم تھا۔

لڑبیھیے (ک1، ص۳۵): لڑبیت: لڑائی کے فن میں ماہر (ال)۔ لڑبیھیے جوان تالاب میں دھادھم کود رہے تھے۔

لسٹر (ک3، ص۳۵۹): سسٹر: نرس، مریض کی خدمت کرنے والی۔ ہسپتال سے ایک لسٹر لوا لائے۔

لسناتھ پوری (ک4، ص۵۱۷): د: گنگا کنارے ایک مقام جسے اہل ہنود مقدس جانتے ہیں (د ال)

تم سے کیا لوں، تم تو لسناتھ پوری کے نواسی (مقیم، رہنے والے) ہو، تمھارے درشن بہت ہیں۔

لسوڑے (ک13، ص۳۶): لسوڑا: آلو چے سے ملتا ایک سبز لیس دار پھل، سپستاں (ف ت)۔

لطائف الحیل (ک4، ص۵۷۴): اچھے طریقے سے انکار کرنا یا ٹالنا، سلیقے کی صلاحیت دلداری کے ساتھ (ف ت)

اس نے لطائف الحیل سے خوب کام لیا۔

لُچّے (ک6، ص۱۳۰): ف: a roguish fellow,a profligate (پلیٹس)، بدمعاش۔ اس کے سارے دوست شہدے لچے ہیں۔

لکدازیوں (ک9، ص۳۰۱): لاتوں، ٹانگوں (ف ت)۔ گیند کو لکدازیوں سے نجات ہوئی۔

لکشمن (ک12، ص۹۹): رام چندر کا بھائی۔ لکشمن اور سیتا رام کے جانے کے بعد روتے رہے۔

لکشمی (ک22، ص۴۵۶): دولت کی دیوی، دولت۔ سنسار آدی کال سے لکشمی کی پوجا کرتا چلا آتا ہے۔

لکشیہ (ک22، ص۳۷۳): ہ: م: نصب العین

لگا (ک14، ص۲۱۸): ہ: مذکر: لمبا بانس یا بانس کی ٹہنی (ن ل)۔ ہم نے بانس کے لگے سے پتیاں توڑیں۔

لگا (ک24، ص۴۴): محاورہ: کی جیسی ہوا، کی طرح ہوا (ف ام)۔ کاشی میں ستونوں کی نقاشی سانچی کے ستونوں سے لگا کھاتی ہیں۔

لگا لگانا (ک17، ص۳۴): ابتدا کرنا، پہل کرنا، کسی کام کا شروع کرنا (ن ل)

لگائی (گئودان، ۱۲۲): ہ: مونث: (ہندو۔ عو): عورت، زن، بیوی، زوجہ (ن ل)

لگن (ک2، ص۱۳۷): ہ: گھڑی، ساعت، دھن (ف ت)۔ آج کل بازار میں لگن تیز ہے۔

للعہ (ک20، ص۴۵۳): للہ: خدا واسطے، بغیر کسی لالچ کے۔ مدرسوں کو سرکار للعہ امداد دیتی ہے۔

للنائیں (ک1، ص۳۶۷): للنا: عاشق مزاج عورت، رومانوی عورت، عورت (ال)۔ للنائیں سنگار کیے آرتی اتارتی تھیں۔

للو پتو (ک4، ص۹۰): خوشامد، چاپلوسی (ف ت)۔ سیدھی بات کرتا ہوں، مجھے للو پتو نہیں آتی۔

للو چپو(ک 5،ص ۱۰۰):للو پتو:ہ:خوشامد، چاپلوسی،سخن سازی،چکنی چپڑی باتیں(ن ل)۔اس کا منہ للو چپو کی باتوں سے نہیں کیا جا سکتا۔

لمپٹ (ک 8،ص ۴۷۸):ہ:لالچی ،بدکار،آوارہ،اوباش،کاذب(ہ ال)۔پروش،وشیش کر جو پڑھے لکھے ہیں لمپٹ ہیں۔

لمہیڈ (ک 10،ص ۴۲۶):انگ:ایک شربت کا نام۔میں نے اسے لمہیڈ پیتے دیکھا ہے۔

لنجا(ک 19،ص ۴۲):ہ:lame of a hand or hands,lame of hands and foot(پلیٹس)،ہاتھ پاؤں سے معذور،لنگڑا۔اس کا ایک پاؤں لنجا ہے۔

لنڈھوار(ک 14،ص ۴۶۲):ہندوستان کے ممالک متحدہ کا ایک کوہستانی گاؤں(پ ق)

لنڈھا دینا(ک 10،ص ۳۸۷):م:گرا دینا۔وہ گھر والوں کی نظر بچا کر دوائی زمین پر لنڈھا دیتا۔

لنکا(ک 12،ص ۷۰):س:name of island of Ceylon(پلیٹس)،بہت زیادہ۔اگر سونے کا لنکا بھی ہو تو اس پر نثار دوں۔

لنکا داہ(ک 4،ص ۴۶۶):م:آتش زدگی،جلنا،آگ لگنا۔آدھ گھنٹے تک لنکا داہ کا تماشا ہوتا رہا۔

لنگوٹی میں پھاگ کھیلنا(ک 1،ص ۱۱۱):غریبی میں بھی عیش اڑانے کی کوشش کرنا،مفلسی میں بھی مزے اڑانا،تنگ دستی میں رنگ رلیاں منانا(ال)۔ہولی کے دن تو لوگ لنگوٹی میں پھاگ کھیلتے ہیں،غم کا کیا کام۔

لوا لانا(ک 1،ص ۱۵۴):لوا کے لانا:لے کر آنا،ساتھ لانا،ہمراہ لانا(ال)۔مجھ سے ناراض ہو تو لوا لاؤں۔

لوبھ(ک 16،ص ۱۷۱):س:لالچ(م گ)،greediness,temptation,eager or intense desire(پلیٹس)، لالچ،لالچ دینا،اشتہا دینا۔اسے لوبھ نے جکڑ لیا ہے۔

لوپ(ک 9،ص ۳۵۹):ہ:نیست و نابود،معدوم(ن ل)۔میرے جگر کا ٹکڑا یوں لوپ نہیں سکتا۔

لوتھ(ک 19،ص ۵۸۶):ہ:a dead body,a corpse,a carass(پلیٹس)،مردہ جسم،لاش

ماں جی کی لوتھ ایک کوٹھڑ میں رکھ دی گی۔

لوٹا جل(ک 4،ص ۴۵۳):خیرات:معمولی خیرات۔وہ لوٹا جل سے آسودہ ہونے والا دیوتا نہیں۔

لوک(ک 5،ص ۴۴۸):عالم،جہاں،دنیا(ہ ال)۔وہ اس لوک میں چلی گئی جہاں سے کوئی واپس نہ آیا۔

لوک پرلوک(ک 3،ص ۲۳۲):ہ:دنیا اور آخرت،دین دنیا(ن ل)۔ایا ستا کرنے سے میرا لوک پرلوک دونوں بن گئے۔

لوک پریتا(ک 22،ص ۱۷۳):ہ:م:مقبولیت

لوک لاج(ک 3،ص ۲۹۱):ہ:دنیا سے شرمانا،ظاہری تجاب،دکھاوے کا پردہ(ن ل)۔ادھر لوک لاج سے چلتی ہیں،دل ادھر ہی ہے۔

لوک مت(ک 22،ص ۲۱):عوامی رائے

لوکا(ک 16،ص ۱۱۳):آگ(م گ)،لوک:آگ کی لپٹ،شعلہ،نار(د ال)،flame,fire,a piece of burning matter

thrown out from a conflagration (پلیٹس)

لوکمانیہ تلک (ک3، ص۱۷۴): ایک ہندی ماہر تعلیم اور فلاسفر (پ ق) ۔علمی میدان میں ہم لوکمانیہ تلک کو پیچھے ہٹا دیتے ہیں۔

لولپتا (ک16، ص۱۳): حرص، ہوس (م گ) ۔یہ محبت نہیں لولپتا ہے۔

لولو اور ہوا (ک10، ص۲۲۸): ہ: ایک فرضی ڈراؤنی چیز کا نام جو عورتیں بچوں کو ڈرانے کے لیے استعمال کرتی ہیں (ن ل)

اس نے بچے کو بندر اور سپاہی اور لولو اور ہوا کی دھمکی دی لیکن وہ چپ نہ ہوا۔

لوندا (ک10، ص۱۴۳): ہ: مذکر: گیلی چیز کا ڈلا (ن ل)، بے حرکت، نا سمجھ ۔بہو عورت کیا مٹی کا لوندا تھی۔

لوندے (ک2، ص۲۳): ہ: پیڑے (ن ل) ۔وہ گھی کے لوندے اٹھا کر کھا جاتا ہے۔

لونکنا (ک 18 ، ص۲): م: کوندنا، تڑپنا، مچلنا۔گدکا اس کے ہاتھ میں بجلی کی طرح لونکتا ہے۔

لونی (ک2، ص۱۴): کھار، نمک (ہ ال) ۔دیواروں میں لونی لگی ہوئی تھی۔

لونی کونے (ک10، ص۱۲۰): ایک طرز علاج جس میں سبزی اور میوے زیادہ استعمال کیے جاتے ہیں (پ ق)

وہ لونی کونے کے طرز علاج کے قائل تھے۔

لوہ گڑھ (ک19، ص۱۰): م: قید خانہ، قید کرنا ۔وہ اس اپرادھ پر لوہ گڑھ بھیجے جانے لائق ہے۔

لوہے کو گرم دیکھ کر گھن جمانا (گئو دان، ۳۲۵): م: موقع محل کے مطابق بات کرنا، حالات کے مطابق بات کرنا

لہنا (ک12، ص۳۵۷): ہ: outstanding debt,profit,gain (پلیٹس)، منافع، حاصل جمع

مول کے معاملے میں کبھی لہنے کا رہتا تھا تو کبھی چکتے کا۔

لیچڑ پن (ک6، ص۲۷۸): ہ: مذکر: بد معاملگی، کسی چیز کے دینے میں سستی کرنا (ن ل) ۔لیچڑ پن مجھے پسند نہیں۔

لیش ماتر (ک16، ص۱۰۵): ذرہ برابر (م گ)

لیک (ک14، ص۵۴۰): ہ: مونث: راہ، پگڈنڈی، وہ نشان جو گاڑی کے پہیے سے ہو جاتا ہے (ن ل)

کچی سڑک پر گاڑیوں کے پہیوں کی لیک پڑ گئی تھی۔

لیکھا جو جو اور بخشش سو سو (ک9، ص۵۹۷): لیکھا جو جو بخشش سو سو: کہاوت: معاملے میں کوڑی کوڑی کا حساب ہونا چاہیے (ال)

وہ لیکھا جو جو اور بخشش سو سو کے اصول کا قائل ہے۔

لیکھنی (ک8، ص۱۷۴): س: an instrument for writing,a writing-reed,a pen (پلیٹس)، لکھنے کا قلم، قلم

لیلا وتی (ک20 ، ص۲۷۸): لیلا وتی (ک20 ، ص۲۷۸): بھاسکر اچاریہ جو نامور ہندو ماہر نجوم تھا، نے لکھی۔ یہ جیومیٹری اور الجبرا سے متعلق تھی۔ اس کتاب کو سنسکرت میں لکھا گیا اور اس کا ترجمہ فارسی زبان میں اکبر کے دور میں فیضی نے کیا۔ لیلا وتی بھاسکر کی اکلوتی اولاد تھی جو

لیے شادی شدہ ہی مرتی (پ ق)

لیونا (کنٹو دان ۱۹۲): ہ م: شیطان ۔ وہ دیوتا نہیں لیوتا ہے۔

لیونارڈو ونسی (ک 20، ص ۱۵۲): رک: لیونارڈ

لیونارڈ (ک 20، ص ۳۴۴): (April 15, 1452 – May 2, 1519) was an Italian polymath: painter, sculptor, architect, musician, scientist, mathematician, engineer, inventor, anatomist, geologist, cartographer, botanist and writer. Leonardo has often been described as the archetype of the Renaissance Man, a man of "unquenchable curiosity" and "feverishly inventive imagination". He is widely considered to be one of the greatest painters of all time and perhaps the most diversely talented person ever to have lived.(وپ)

لینا (ک 17، ص ۳۱۹): لینا: ہ: لینا، پانا، وصول کرنا (ہ ال) ۔ پولیس کا دوسروں پر لینا لاکھوں روپے ہے اور قرض کوئی نہیں۔

ماتا مریم (ک 6، ص ۳۰۵): م: حضرت مریم

ماترا (ک 19، ص ۳۰۶): س: quantity,atom,a little,the unit,even just (پالی س) ہ ف تھوڑا، کچھ

ایشور رچا بتاتا ہے کہ پرانی ماترا پریم سے ملے رہیں۔

ماترا پائے (ک 22، ص ۲۹۷): واحد حل

ماتری بھوم (ک 4، ص ۲۰): ہ: ماتری: ماں، مادر، ماتا، بھوم: ہ: زمین، بھنی، ملک، دیار، وطن ۔ ماتری بھوم: مادر وطن (ہ ال)

ماتری بھوم کے لیے جگ میں جینا اور مرنا ہوگا۔

ماتھا ٹیکی (ک 1، ص ۲۰): م: خوشامد، ماتھا رگڑی، جبیں سائی ۔ بتوں کے آگے جھکنا فضول کی ماتھا ٹیکی ہے۔

ماجھو (ک 18، ص ۲۰۷): ف: ایک دوا کا نام ۔ بیگمات کی زبانوں پر مذکر ہے (ن ل)

ماچی (کنٹو دان، ۲۸۰): ہ: مونث: چارپائی، پلنگڑی (ن ل) ۔ اسے اس نے بیٹھنے کو ماچی دی۔

ماچے (ک 10، ص ۱۹۸): ماچا: مذکر: اونچی اور بڑی چارپائی (ن ل) ۔ وہ تمیدار ماچے پر بیٹھا نارئیل پی رہا تھا۔

مادھواچاریہ (ک 21، ص ۲۰۵): ایک مذہبی پیشوا جو ہندوستان میں راجپوتوں کے دور میں پیدا ہوئے (پ ق)

مارآستین (ک 10، ص ۲۲۳): ف: مرکب: خطرناک سانپ، چھپا ہوا دشمن

مارسیاہ (ک 10، ص ۳۸۵): ف: مرکب: کالا ناگ، م: باکمال فضول

مارگریٹ (ک 20، ص ۲۸۱): برطانیہ کی ملکہ (م ک)

مارگ (ک 8، ص ۴۷۹): س: track,path,way,highway,,way,course,passage (پالی س) ، راستہ

بحث پھر اسی مارگ پر چل پڑی ہے۔

مارمک (ک16، ص۱۲): اندرونی (م گ)

مارمک شوک (ک19، ص۵۴۲): س: انتہائی دکھ، افسوس(پلیٹس)۔کون ہے جسے ماتا کے مرنے کا مارمک شوک نہ ہو۔

مارن ہار (ک7، ص۳۱۱): ہ: مارنے والا ہاتھ (ہ ال)

ماروراگ (ک19، ص۲۰۲): ہ: ایک راگنی کا نام (ن ل)۔ جسے دیکھو وہ ماروراگ ہی گا تا تھا۔

ماسک (ک17، ص۳۱۹): س: pertaining to a month;monthly;happening every month;payable in a month;hired by the month;falling at the end of the month;monthly wages hired or stipend; a sradh or sacrifice performed monthly for a twelve month on the recurrence of the lunar day of the death of a relative(پلیٹس)، ماہوار تنخواہ یا مشاہرہ

ماگھ کا اشنان (ک6، ص۳۱۳): ہندی کے گیارھویں مہینے کا غسل

مال حرام بود بجائے حرام رفت (ک 3، ص۲۲۱): ف: مثل: اس محل پر بولتے ہیں جب حرام کا کمایا ہوا مال ضائع ہو جائے یا ناجائز جگہ خرچ ہو (ن ل)

مالیخ (ک19، ص۳۷۱): ہ: میلا پن، غلاظت (ہ ال)۔ اس کے ہر دے میں میری طرف مالیخ ہی ہے۔

مامن (ک7، ص۱۰۱): ع: a place of security or safety,a place of freedom from fear(پلیٹس)، جائے امن، پناہ گاہ (ف ت)، محفوظ جائے پناہ۔ وہ اپنے پریوار کے لیے کوئی دوسرا مامن تلاش کرے گا۔

مان مردن (ک16، ص۸۶): غرور کچلنا (م گ)

مانت (ک10، ص۱۳۲): م: ماننا۔ میں ٹھیک کہتا ہوں لیکن تم مانت نہیں ہو۔

مانتا (ک14، ص۳۲۸): ہ: عہد، نذر، منت (ہ ال) ایسی باتیں نہ کرو، مانتا پوری کرنا ہوگی۔

مانچ (ک 3، ص۲): ماچی: ہ: A four-legged stool,a harrow(a square piece of wood on which a man sits)(پلیٹس)، مانچا: اونچی اور بہت بڑی چارپائی جو گاؤں کی چوپال میں آنے جانے والوں کے بیٹھنے کے لیے پڑا رہتا ہے (ال)۔ سادھو کے آتے ہی سب لوگ مانچوں سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے۔

ماند (ک10، ص۱۲۹): ہ: کبھار۔ شیر کو بھی ماند میں بیٹھے بیٹھے شکار نہیں ملتا۔

ماندنا (گئودان، ۲۹۷): ماندنا: مسلنا، بنانا (ہ ال)۔ کہیں اناج اسایا جا رہا تھا، کہیں ماند اجا رہا تھا اور کہیں تل رہا تھا۔

ماندو (گئودان، ۳۷): م: ماندوا: ایک قسم کا اناج۔ بیاہ میں ماندو بنانے کے لیے اس نے بانس کاٹ لیے۔

ماڑنا (ک13،ص۱۹):ماڑنا:ف:to rub;to press down;to crush;to tread out corn(پلیٹس)،ملنا،مسلنا،رگڑنا (دال)۔وہ اناج ماڑنے کھیت میں چلا گیا۔

مانسک (ک22،ص۱۱):ہ:ذہنی

مانسک اوستھا (ک16،ص۲۳۶):ہ:مرکب:دماغی حالت (م ل)

مانسک منّدی (ک22،ص۱۸۷):ہ:نفسیاتی کمزوری

مانسک وید نا (ک11،ص۲):دلی دکھ یا تکلیف۔اس کی مانسک وید نا بڑھتی ہی جارہی ہے۔

مانگ کا سیندور (ک15،ص۱۹۵):مانگ میں سیندور بھرنا:مانگ میں صندل بھرنا،مانگ میں موتی بھرنا،عورتیں مانگ میں کبھی صندل اور کبھی موتی کی لڑیاں آویزاں کرتی ہیں (ن ل)

مانوی (ک22،ص۴۳):ہ:عورت،زن،متعلق بہ انسان (دال)

ماء اللحم (ک10،ص۹۷۹):ع:گوشت کا عرق جو کشید کر کے نکالا جائے (ن ل)

روز سابیخنہ مرغ،کشتۂ شنگرف اور ماء اللحم اور خدا جانے کیا کیا کھاتے ہیں۔

مائن (ک10،ص۳۹۵):م:جوش دینا،تلنا،پکانا۔رو پانے پوریوں کو خوب مائن دیا ہوگا۔

مائیکل اینجلو (ک20،ص۱۵۲): Michel angelo di Lodovico Buonarroti Simoni(March 1475–18 February 1564), commonly known as Michelangelo, was an Italian Renaissance painter, sculptor, architect, poet, and engineer. Despite making few forays beyond the arts, his versatility in the disciplines he took up was of such a high order that he is often considered a contender for the title of the archetypal Renaissance man, along with his rival and fellow Italian, Leonardo da Vinci.(وپ)

ماہ چار (ک9،ص۱۳۵):ماہ چار رہ یا ماہ چہاردہ:چودھویں رات کا چاند،پورا چاند،بدر،ماہِ تمام،مجازاً حسین محبوب (ال)

وہ ایسے آئی جیسے ماہ چار اتر آیا۔

ماہاتمیہ (ک16،ص۴۷۱):عظمت،بزرگی (م ل)،س:greatness of soul,high-mindedness,majesty (پلیٹس)،شری مان،جناب عالی

ماہ رویان سرو قد (ک9،ص۲۶):دراز قد حسین،دراز قد چاند چہرے والے۔وہ ماہ رویان سرو قد کے جھگڑے میں راجا اندر بنا بیٹھا تھا۔

مایا جنجال (ک9،ص۳۲۱):دولت کا جھگڑا،پریشانی،دنیاوی جھنجھٹ،دنیوی اسباب کا سلسلہ (ال)۔میں مایا جنجال کو تیاگ چکا۔

مایا موہ (ک6،ص۱۲۹):بکھیڑے،جنجال۔دنیا کے مایا موہ سے چھوٹنا مشکل کام ہے۔

مایہ شر (ک 10، ص ۱۶): شر کی بنیاد، شر یا فتنے کی بنیاد ۔ یہ مایہ شر خانہ بد رہو گا۔

مباورت (ک 14، ص ۵۸۰): مبارزت: چڑھائی، حملہ کرنا ۔ اسے جسارت کہوں یا مباورت ۔

مبتہج (ک 1، ص ۴۹): ع: خوش، مسرور، شاداں (ال)

مبرانٹ (ک 9، ص ۱۱۶): یورپ کا سحر طراز مصور (پ ق)

مبلغات (ک 17، ص ۶): مال و نقد یا سامان و رسد، مال (ن ل) ۔ مبلغات بہت جلد روانہ خدمت ہوں گے ۔

مت (ک 22، ص ۵۱۵): رائے

مت بھید (ک 11، ص ۱): ہ: غیر مذہب، غیر ملت (ہ ال)، اختلاف رائے ۔ ان میں کبھی کبھی مت بھید او شیہ ہو جاتا تھا۔

متاکشرا (ک 3، ص ۸۲): س: ایک دھرم شاستر کا نام (ہ ال)

متائی (ک 9، ص ۵۸۹): دوستانہ یا دوستی (ال) ۔ اس کی شہر میں بڑے بڑے لوگوں سے متائی ہے ۔

متبحر (ک 21، ص ۲۰۵): بڑا علم والا، عالم (ف ع) ۔ اسی زمانہ میں شنکر اچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ہوئے ۔

متر (ک 1، ص ۳۲۸): س: دوست، رفیق، یار، ساتھی، خیر خواہ (ال) ۔ اس دنیا میں کون کسی کا متر ہے ۔

متر بھون (ک 3، ص ۴۹۶): متر: ہ: دوست، رفیق ۔ بھون: ہ: گھر، مکان، مندر (ہ ال)، احباب خانہ

متر بھون ایک مختصر سا بورڈنگ ہاؤس تھا۔

مترتا (ک 19، ص ۵۲): ہ: friendship,friendly intercourse,friendliness (پلیٹس)، دوستی، صلح

بھائی سے مترتا کرلو خوش رہو گے ۔

متہم (ک 17، ص ۵۲۳): ع: کسی پر تہمت لگانے والا، الزام لگانا (ن ل)، الزام دینا یا رکھنا

گستاخی کا سبق اس نے بھائی سے لیا، میں اسے متہم نہیں کرتا ۔

متھا کرنا (ک 5، ص ۱۱۹): to agitate (پلیٹس)، پیچھا کرنا، اکسانا ۔ ایک ناکام آرزو اس کے دل کو متھا کرتی ہے ۔

متھرا (ک 14، ص ۲۲۸): ہ: ایک مشہور تیرتھ کا نام جہاں کرشن جی پیدا ہوئے (ہ ال)

متھنا (ک 14، ص ۱۳۶): ہ: ہاتھوں سے رگڑنا یا مسلنا (ف ت) ۔ جانوروں کا سانی پانی ڈھونا متھنا یہ سب وہ کر لیتا ۔

متھیا (ک 16، ص ۱۴۸): بے بنیاد (م گ)

متی (ک 19، ص ۳۶۸): س: mind,understanding (پلیٹس)، عقل، دانش، سمجھ ۔ راجیہ پا کر سب کی متی بدل جاتی ہے ۔

مت مردی (گئودان، ۱۹۰): ہ: متھ مردی: unjust and violent seizure;force,violence (پلیٹس)، حرام خوری، کاہلی،

سستی (ال) ۔ یہ سب ڈھونگ ہے، نری مت مردی۔

مترگس (ک 3، ص ۵۷): مقامی: سرگشت

متمردی (ک 7، ص ۱۰۱): مت مردی: رک: مت مردی

متھ (ک 1، ص ۲): ہ: خانقاہ، دھرم شالہ، دیول (ہ ال)

متھیا (ک 10، ص ۲۰۴): م: ہل کا وہ حصہ جسے ہاتھ سے پکڑا جاتا ہے۔ ہل کی متھیا ٹوٹ گئی ہے اور اس کی پھار ڈھیلی ہو گئی ہے۔

متھے (ک 17، ص ۲۴۳): ہ: مذکر: چالا دہی جو مسکہ نکل جانے کے بعد بچ نکلتا ہے (ن ل)۔ متھے کے علاج سے کسی کو اطمینان نہیں۔

مَیا میت (ک 19، ص ۳۸۷): مقامی: ملیا میت۔ تم نے اس ونش کا مَیا میت کر دیا۔

مثل ہیآت (ک 20، ص ۳۴۷): اجرام فلکی کے علم کی طرح (ف ع)

ہندو قوم نے دیگر علوم مثل ہیآت فن طبابت کو بھی درجہ کمال تک پہنچا دیا۔

مجاج (ک 3، ص ۱۲): مقامی: مزاج

مجسٹریٹ (ک 8، ص ۴۷۵): مجسٹریٹ: انگ: A magistrate, counsul (پلیٹس)

مجورا (ک 10، ص ۲۰۷): مقامی: مزدور، محنت کش۔ وہ مجورا ہے اس لیے گاؤں میں اس کا وقار نہیں۔

مچلکہ (ک 3، ص ۱۲۱): ترکی: A bond,note of hand,agreement,written obligation (پلیٹس)، مجرم سے لکھوایا جانے والا اقرار نامہ (ف ت)۔ میں مچلکہ دینے پر کسی صورت راضی نہیں ہو سکتا۔

مچھلیاں لینا (ک 7، ص ۱۰۸): مچھیاں لینا: بوسے، پیار کرنا (ن ل)۔ ماں نے پیار سے بچے کی مچھلیاں لیں۔

مچھوا (ک 3، ص ۵۱۸): ہ: ماہی گیر، مچھلیاں پکڑنے والا، ڈونگی (ہ ال)۔ مچھوا نے بنسی کھینچ لی۔

مچھوہ (ک 7، ص ۱۷۵): ہ: ماہی گیر، ڈونگیا، مچھلی پکڑنے والا (ہ ال)۔ راجا شانتنو نے مچھوے کی لڑکی کے ساتھ شادی کی۔

محافے (ک 10، ص ۲۳۳): ع: ڈولی (ف ع)۔ محافے سواروں سے آگے تھے۔

محال (ک 7، ص ۳۳۵): ع: اراضی کا وہ رقبہ جس میں متعدد پٹیاں ہوں اور جس پر مالگزاری علیحدہ تشخیص ہو (ن ل)

اہیروں کے محال میں لاٹھی چل گئی۔

محذومانہ (ک 10، ص ۲۳۶): م: خادم پروری، عنایت، مہربانی۔ یہ عین نوازش محذومانہ ہے۔

محری (ک 6، ص ۲۹۵): اجڑی ہوئی۔ اس کی محری صورت پر ہر ایک ترس کھا جاتا ہے۔

محرور (ک 10، ص ۲۲۷): گرم، نہایت گرم (ف ع)۔ اس کے رخصت ہوتے ہی ہوا کے محرور جھونکے چلنے لگے۔

محزوں (ک 10، ص ۲۳۲): ع: غمگین، رنجیدہ (ف ع)۔ میری طبیعت رات کے واقعے کے بعد سخت محزوں ہے۔

محو (ک 10، ص ۲۲۶): ف: عاشق، فدا، دیوانہ (ف ع)۔ میں اس کا حسن دیکھ کر اس پر محو ہوا۔

مد(ک16، ص۳۰): نشہ(م گ)،س: any intoxicating drink,wine,desire,love,ardent passion,sensuol enjoyment(پلیٹس)،نشہ،جادو،جذبہ یا جذبات۔پریم کے مد سے آدمی متوالا ہو جاتا ہے۔

مداورموہ(ک2،ص۱۲۶): مد:ہ:خمار،مستی،نشہ،شراب،موہ:ہ: بے ہوشی،غشی(ہ ال)،موج مستی

مداورموہ کیسا تھرک رہا ہے اور سارا رنگ جھوم ہے۔

مدا(ک16،ص۸۷): جملا،آخر(م گ)،خوشی،بشاشت،آرام(د ال)،س:pleasure,gladness,happiness(پلیٹس)

مدار(ک9،ص۳۹۴): آکھ کا درخت،اکوں کا پیڑ(دودھیا پودوں کا خاندان)(ال)

مدار کے پھول(گئو دان،۱۰۸):م: ایک جنگلی بوٹی کے پھول،آکھ کے درخت کے پھول۔

مداکبر(ک10،ص۱۲۱): بلندی،اونچائی۔اس کی طبع اکبر آج مداکبر پر تھی۔

مدرا(ک19،ص۴۹):ہ: رشوت،روپیہ،اشرفی،نذرانہ(ہ ال)۔وہ مدرا دے کر چھوٹ گیا۔

مدماتی(ک14،ص۲۸۳):ہ:متوالی،مست،سرشار(ہ ال)،جنونی،پاگل

مدمّع(ک17،ص۵۶۳): مدمغ:ع:احمق،متکبر،مغرور(ن ل)۔جامعہ کے اکثر طلبہ مدمّع اور بدتمیز ہیں۔

مدمّغ(ک13،ص۵۴۷):مغرور،متکبر(ف ت)۔امراء مدمّغ اور مغرور ہیں۔

مدور(ک10،ص۳۹): ع: گول،گردا گرد پھرایا ہوا(ف ع)۔اس کا مدور شکم عرض اور طول میں مساوی تھا۔

مدھرباشی(ک16،ص۱۱): شیریں زبان۔وہ کتنی سرل ہردیا،مدھرباشی رمنی ہے۔

مدھرسوپن(ک22،ص۵۰۷):ہ: مرکب:حسین خواب

مدھیہ ایشا(ک19،ص۴۸۸):ہ:middle,mid most,central(پلیٹس)،وسط ایشیا،انتہائی وسطی

مدھیہ ایشا میں بے شمار آریہ رہتے ہوں گے۔

مڈلچی(ک14،ص۳۲۹):مذکر(تحقیر سے): وہ شخص جس نے صرف مڈل کا امتحان پاس کیا ہو(ن ل)۔کئی مڈلچی آفیسر ہیں۔

مڈھ دینا(ک6،ص۱۹۵):م: لاد دینا،بھر دینا۔اس نے بیوی کو زیورات سے مڈھ دیا۔

مڈکوری(ک10،ص۲۸): ع: مذکر:عدالت کا سپاہی،سمن وغیرہ تعمیل کرنے والا سپاہی(ن ل)

تحصیلدار کا مڈکوری اس کے دست کرم کا محتاج تھا۔

مراقی(ک10،ص۳۷۸): ع: جنونی،پاگل۔مہذب طبقہ کے لوگ انھیں مراقی فاترالعقل سمجھتے تھے۔

مرت لوک(ک19،ص۴۴):ہ: دنیائے فانی،فانی دنیا،موجودہ دنیا(ہ ال)۔ایشور نے اسے دنڈ دینے کے لیے مرت لوک بھیجا۔

مرتسم(ک3،ص۱۵۷): ع: آسانی سے اثر قبول کرنے والا(ف ت)

مرتک سنسکار (ک 1، ص۳۲۱): م: مرنے کی رسومات۔ مرتک سنسکار دھوم سے ادا کیے گئے۔

مرتہن (ک 10، ص۱۸): جس کے پاس کوئی چیز گروی رکھی جائے (ف ت)

مرتیوشیا (ک 13، ص۳۸۵): ہ: م: مرکب: بستر مرگ، آخری لمحات۔

مرتے وقت دوسری شادی نہ کرنے کا وعدہ اس نے پتنی کی مرتیوشیا پر کیا تھا۔

مرجاد (ک 16، ص ۹۸): ہ: مریاد: مرجاد: نیک چال چلن (ہ ال)، decency,decorum,limit (پلیٹس)

مرجح (ک 10، ص۲۸۱): ع: ترجیح دیا ہوا (ف ع)۔ اس نے میرے حق کو مرجح سمجھا۔

مرجی (ک 10، ص۲۷): مقامی: مرضی: آپ کی مرجی ہے تو گیت سنیے۔

مرچھت (ک 19، ص۲۱۰): ہ: غشی طاری ہونا، بے ہوش ہو جانا (ہ ال)۔ وہ مارے ڈر کے مرچھت ہو گئی۔

مردک (ک 1، ص۹۷): مجازاً ذلیل یا حقیر آدمی (ال)۔ بے حیا مردک بھاگ گیا۔

مردمسکان (ک 16، ص۵۱): میٹھی مسکان، دل لبھانے والی مسکراہٹ (م گ)

مردنگ (ک 1، ص۲۹۳): س: پکھاوج، لمبوتری طرح کی ڈھولک جو دونوں طرف سے بجتی ہے (ل)، مرِدنگ: ایک قسم کا باجہ (ہ ال)

پیا جی ہے تو مردنگ بجنے لگتی ہے۔

مرغزارتمنا (ک 10، ص۹۷): م: اچھی خواہشات یا اچھے خواب

مرگ بے ہنگام (ک 10، ص۲۸۵): م: اچانک موت۔ اس کی مرگ بے ہنگام خاندان کے لیے ایک سانحے سے کم نہ تھی۔

مرگ ترشنا (ک 16، ص۲۷۱): فریب نظر (م گ)، مرگ ترشنکا: سراب، دھوکا ہی دھوکا (ہ ال)

مرگ چھالا (ک 1، ص۴۵۸): س: ہرن کے بالوں سمیت کھال جس پر بیٹھ کر جوگی یا درویش عبادت کرتے ہیں (ال)

وہ مرگ چھالا اور گیتا کا مطالعہ کر رہا ہے۔

مرگ رواں (ک 14، ص۵۴۷): م: چلتی پھرتی موت۔ برسات میں راوی مرگ رواں معلوم ہوتا ہے۔

مرگھٹ (ک 10، ص۵۱): ہ: شمشان، وہ جگہ جہاں مردے جلاتے ہیں (ہ ال)۔ گاؤں کیا ہے مرگھٹ ہے۔

مرلی دھر (ک 9، ص۱۲۵): بنسری بجانے والا، کرشن جی کا ایک لقب (ال)

مرم (ک 8، ص۴۹۵): ہ: نازک مقام، جسم کے وہ نازک حصے جن پر چوٹ لگنے سے موت واقع ہو سکتی ہے (ہ ال)

مرمری کانا (ک 18، ص۲۳۵): عورتوں کی ایک بددعا، بد اشراپ، مرنے جوگا۔ مرمری کا نے ابھی جوان بنا ہے کیا۔

مرن (ک 6، ص۵۱): موت، وفات، مر جانا۔ بھوک سے تو اس کا مرن ہو جائے گا۔

مروبھومی (ک 16، ص۶۸): س: sandy desert,dry ground,soil destitute of water,arid tract or

region(پلیٹس)،وہ ملک یا جنگل جہاں پانی کی قلت ہو،مارواڑ(ہ ال)

مری آ جانا(گئودان،۲۲۰):م:مر جانا،جان سے جانا۔خدا کرے اسے مری آ جائے۔

مڑائی(ک13،ص۳۰):موڑنا،بل دینا،اینٹھنا۔اناج ماڑلوتو مڑائی بعد میں کرلینا۔

مڑھی(ک19،ص۵۹۲):ہ:تیا،جھونپڑی،کچا مکان(ن ل)۔وہ سادھو کی مڑھی پر رک گیا۔

مزاولت(ک20،ص۱۶۲):ع:کسی کام کا روزمرہ کرنا،مشق،مہارت(ن ل)

یورپ ادبی مزاولت کے باوجود آج تک الف لیلی کا ثانی پیدا نہیں کرسکا۔

مژدۂ جاں فزا(ک10،ص۱۳۶):ف:مرکب:اچھی خبر۔میں نے ہی اسے پاس ہونے کا مژدۂ جاں فزا سنایا تھا۔

مستفسر(ک10،ص۳۸۷):سوالیہ،پوچھنے والی(ف ع)۔سب اسے مستفسر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

مستک(ک19،ص۱۶):س:the head,skull;the forehead(پلیٹس)،ماتھا،پیشانی،جبین

لڑائی میں اس کا مستک پھٹ گیا۔

مستمدانہ(ک10،ص۲۲۰):مدد چاہنے والے،التجائیہ انداز میں(ف ع)۔اس نے مستمدانہ انداز میں گھر چلنے کی استدعا کی۔

مسرانی(ک6،ص۳۲۶):مسر کی بیوی:مسر:پ:س:کلمۂ احترام جو ہندو عالم یا طبیب کے نام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے(ال)

برہمن کا کھانا پکانے کو اس نے ایک مسرانی رکھ دی۔

مسرفی(ک10،ص۱۷۹):ع:فضول خرچ،فضول خرچی کرنے والا(ف ع)۔آوارگی اور مسرفی دونوں ہمزاد ہیں۔

مسکت(ک3،ص۱):مقامی:مشقت۔وہ مسکت کرکے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔

مسکنا(ک14،ص۲۰۵):ہ:جنبش کرنا،اپنی جگہ سے حرکت کرنا(ن ل)۔بچہ روتا ہے اور وہ مسکتی تک نہیں۔

مسکوٹ(ک18 ص۳۲۰):انگ:صلاح مشورہ(ن ل)،چھیڑنا،مذاق کرنا۔اس نے خوجی سے مسکوٹ کیا اور اسے چھیڑا۔

مسلیں(ک20،ص۳۳۸):م:گروہ،دل،جتھا،رہند۔فرقہ بندیوں کی گرم بازاری نے متعدد سکھ مسلیں قائم کردی تھیں۔

مسن(ک6،ص۹):ع:to become advanced in age,old,aged(پلیٹس)،پیرانہ سالی،گھاگ،تجربہ کار

عورت کی نفسیات کو سمجھنا ہی ایک ایسا فن ہے کہ آدمی مسن ہونے پر بھی نابلد رہ جاتا ہے۔

مسن پرتناور(ک10،ص۲۲۷):زیادہ عمر والا جسیم شخص(ف ت)۔مسن پرتناور آدمی نے اس کے قدموں کا بوسہ لیا۔

مسی سکے(ک9،ص۲۸۵):تانبے کے بنے ہوئے(ال)۔نقرئی سکے تو کجا،مسی سکے بھی میسر نہیں۔

مشوش(ک2،ص۲۲۸):پریشان،گھبرایا ہوا،تشویش میں گھرا ہوا(ف ت)۔تفکرات نے دل کو مشوش کردیا۔

مشیخت(ک10،ص۳۴۳):ع:شیخی،ڈینگ،نخرہ(ف ع)۔آپ کے بیٹھ جانے سے کون سی مشیخت ماری جاتی ہے۔

مصئون (ک 3،ص۱۴۵): مصون: محفوظ کیا ہوا (ف ت)۔ وبا سے بھاگنا مرنے سے مصئون رہنے کی سند نہیں۔

مع الخیر (ک 17،ص۱۷۶): م: خیریت سے، خیر سے، عافیت سے۔ امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔

معابدت (ک 1،ص۳۵): مندر میں جلوہ افروز ہونا۔ لاونی کے بعد دیوتا معابدت ہوئے۔

معدلت پروری (ک 20،ص۸۶): انصاف پروری، عدل پروری (ف ت)

یہ انگریزی دیانت داری اور معدلت پروری کا آخری اظہار ہے۔

معدلت گستری (ک 20،ص۲۳۵): معدلت: انصاف، عدل (ف ت)، گستری: بکھیرنے والا، پھیلانے والا (ف ت)، عدل پسندی

رعایا پروری اور معدلت گستری حکمرانوں کے فرائض میں شامل ہیں۔

معلول (ک 4،ص۲۲۹): ع: علت کی غایت، دلیل کا نتیجہ، وہ بات جس کے لیے دلیل دی گئی ہو (ف ت)

جرم وسزا میں علت و معلول کا واسطہ ہے۔

معہود (ک 17،ص۲۸): ع: صفت: معمولی، عام سی، معمولی سی (ن ل)۔ اگر معہود شرح رکھیں تو آٹھ مبلغات ہوتے ہیں۔

معہود گیتی (ک 1،ص۳۰): سنسار یا دنیا یا عالم سے کیا گیا عہد یا وعدہ (ف ت)

معین (ک 10،ص۲۵۹): ع: مددگار (ف ع)۔ وہ مصالحت کے معین نہ تھے۔

مغرق (ک 9،ص۳۷): سونے چاندی یا زیورات میں لدا، جگمگاتا یا چمکتا ہوا (ال)، گنگا جمنی، چمکدار (ف ع)

رانی کے مغرق سکھپال کے پیچھے ننگی تلواروں کا پہرہ تھا۔

مغلوب الغیض (ک 10،ص۳۳۳): ع: غصے سے بھرا ہوا (ف ع)۔ وہ باہر سے سخت مغلوب الغیض ہو کر آئے۔

مقانیز (ک 4،ص۳۲۸): م: کشش، کھنچاؤ۔ نورحسن کی کمی نے اسے ایک ناقابل بیان مقانیز اور روحانی نمود دے رکھی تھی۔

مفصلات (ک 10،ص۱۱۷): علاقہ، کسی صدر مقام کی آس پاس کی بستیاں، کھیت، دیہات (ال)۔ وہ مفصلات سے کل ہی واپس آیا۔

مقاصد (گئودان،ص۳۸۳): جگہوں، مقامات۔ شہر، گاؤں دونوں مقاصد پر ایک ایک بنگلہ بنانا ضروری ہو گیا تھا۔

مقتبس (ک 20،ص۲۹۳): اخذ شدہ، اقتباس شدہ، derived (پلیٹس)۔ اس کے شاعرانہ خیالات فارسی سے مقتبس نہیں کیے جا سکتے۔

مقراض گلچیں (ک 10،ص۳۵۳): مالن کا سروتہ یا قینچی (ف ع)

مقطع (ک 10،ص۱۵۱): وضع دار، معاملات کا کاٹنے چھانٹنے والا (ف ع)

ایسے مقطع لوگ سرکاری تقاریب ہی میں نظر آتے ہیں۔

مقنون (ک 20،ص۲۲۳): م: سلامت، باقی، پرسکون۔ خدا تم کو قیامت تک مامون و مقنون رکھے۔

مکا (گئودان،ص۱۵۴): ہ: Indian corn,maize (پلیٹس)، ہندوستانی مکئی۔ باجرہ اور مکا کے دن آ چکے ہیں۔

مکاؤٹوں (ک5،ص۱۲۸):۔سکاؤٹ:scout۔جلوس میں آریہ،مہامنڈل،خلافت اور مکاؤٹوں کی جماعتیں تھیں۔

مکت (ک10،ص۳۹۱):ہ:آزادی:رہائی،نجات،سرخرو ہونا (ہ ال)۔بوڑھے باپ کی مکت تو بن گئی۔

مکت (ک8،ص۴۷۰):ہ:released,set free,a liberated person(پلیٹس)،آزاد،چھٹکارا،فارغ(ف ت)

وہ جیون کے کرتویہ سے مکت ہو گیا۔

مکدما (ک3،ص۵۶):مقامی:مقدمہ

مکلّف (ک10،ص۲۳۳):سجی ہوئی،رنگدار۔وہ ایک مکلّف پالکی میں سوار تھی۔

مکو (ک9،ص۵۶۴):چھوٹے پتوں والی ایک بوٹی جو بطور ساگ پکا کر کھائی جاتی ہے نیز اس کا پھل جس میں مٹر کے دانوں سے کسی قدر ملگجے بھورے رنگ کے گول گول پھول لگتے ہیں (ال)۔مکو کے پھول مہکے اور گرمی شروع۔

مکوہ (ک4،ص۲۸):ہ:مکو:Brazil cherry(پلیٹس)،مکو:(نباتیات) چھوٹے چھوٹے پتوں والی ایک بوٹی جو بطور ساگ پکا کر کھائی جاتی ہے۔نیز اس کا پھل جس میں مٹر کے دانوں سے کسی قدر چھوٹے ملگجے بھورے رنگ کے گول گول پھل رگتے ہیں،پتے اور پھل دونوں ورم کی تحلیل اور پرانے بخار کے ازالے کے لیے دوا مستعمل (ال)۔وہ بازار سے مکوہ لے کر لوٹا۔

مکوے (گنگو دان،۱۰۸):مکو:ایک بوٹی جس کا پھل دوا کے طور پر مستعمل ہے(ف ت)

مکھ ملن (ک11،ص۴):روبرو ملاقات ہونا،درشن ہونا۔استری سے مکھ ملن ہو گیا تو ہاتھ رک گئے۔

مکھار بند (ک19،ص۳۷):م:بند دہن،بند منہ۔منش کا مکھار بند کھل گیا اور وہ ہنسا۔

مکھیا (ک9،ص۲۳۳):سردار،چودھری،پیشوا(ف ت)۔وہ گاؤں کا مکھیا ہے۔

مکھیہ مکھیہ (ک19،ص۲۶۳):س:the beginning,initial,first(پلیٹس)،پہلا،ابتدائی،شروع کا

رام نے سیتا کو مکھیہ مکھیہ استھان دکھانا پرارمبھ کیا۔

مگدھ (ک16،ص۲۹):سحر زدہ،فریفتہ (م گ)،س:charming,loving,beautiful(پلیٹس)

اس کی سلالت وانی (میٹھی زبان) سے میں نے اپنے شروِن (کان) کو مگدھ کیا۔

مل (ک18،ص۶):شراب،بادہ(ف ت)،بالکل۔مل میری خطا نہیں۔

مل مڑھنا (ک2،ص۱۳۹):گندگی ملنا،نجاست ملنا(ف ت)۔یورپ والے ہمارے گلے ستا مڑھ کر چین کرتے ہیں۔

ملار (ک5،ص۲۰):موسم بہار میں گائے جانے والے ایک سرود کا نام (ہ ال)

ملال تخیل (ک10،ص۲۱۹):خیالی رنجیدگی یا اداسی (ف ع)،میں اس ملال تخیل کا مزا اٹھانے لگی۔

ملن ہردے (ک16،ص۱۲):پراگندہ دل (م گ)

ملین (ک 19،ص ۴۸): ع: to smooth,to soften,emolient,a molifier(پلیٹس) نرم کرنا نرم کرنے والا (ن ل)

آنتوں کو ملین کرنا اچھا ہے۔

ممیری (ک 2،ص ۱۲۹): ہ: ماموں زاد، ماموں کی بیٹی (ہ ال)۔ ماموں ممانی سے تو اس کی بنی نہیں البتہ ممیری بہنوں سے گاڑھی چھنتی ہے۔

من چنگا تو کٹھوت میں گنگا (ک 12،ص ۱۹۸): من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا: مثل: اگر دل درست اور اعتقاد کامل ہے تو سب جگہ اللہ ہے (ن ل)

من ملین تن چھین (ک 19،ص ۴۷): م: جسم لاغر اور روح ناپاک، بے بسی کی کیفیت

وہ گدھے میں من ملین، تن چھین رہنے لگا، کرے تو کیا کرے۔

من موٹاو (ک 1،ص ۴۸): من متاؤ: لڑائی جھگڑا (ال)۔ میاں بی بی کے درمیان کئی بار من موٹاو کا اتفاق ہو چکا تھا۔

من ہرن (ک 12،ص ۳۵۴): م: دل ہارنا یا دل دینا، شکست تسلیم کرنا۔ دل میں نہیں، عمل میں من ہارن ہو۔

مناوں (ک 14،ص ۳۵۶): منت عاجزی کرنا۔ منجھی پتی کی مناوں کر رہی ہے۔

منتر ملدھ (ک 16،ص ۱۱۲): مبہوت (م گ)

منتفع (ک 1،ص ۲۹): ع: نفع یا فائدہ اٹھانے والا، مجازاً آسایش پانے والا (ال)

مند بدھی (ک 8،ص ۴۷۰): ہ: مورکھ، جاہل، احمق (ہ ال)

اس نے اپنے کئی مند بدھی ہم پاٹھیوں کو وکالت یا دوسرے پیشوں میں دھن کے ڈھیر لگاتے دیکھا۔

مندائی (گئودان، ۱۰۸): ہ: بدہضمی (ہ ال)

مندرا (گئودان، ۱۰۹): ہ: بالا جسے جوگی کانوں میں پہنتے ہیں، انگوٹھی، چھلہ (ہ ال)۔ وہ سنیاس نہ لیا۔ مندرا مٹھ اور پنتھ کو ڈھونگ کہتے ہیں۔

مندیل (ک 5،ص ۱۰): پگڑی۔ woven with silk and gold thread(پلیٹس)۔ عروج کے زمانے کی مندیل بھی سر پر رکھی۔

منڈپ (ک 19،ص ۴۱۲): س: an open hall,temporary building or shed decorated with flowers for marriages,a shed,a temple(پلیٹس)، مندر، چھپر، منڈوا جسے بیاہ وغیرہ کے وقت پھولوں سے آراستہ کر کے رسوم شادی ادا کرتے ہیں۔ منڈپ میں دیوتا کی مورتی ہوتی ہے۔

منڈوا (ک 1،ص ۲۱۹): پ: سائبان، چھپر، شامیانہ (ال)۔ آنگن میں خوب صورت منڈوا چھایا گیا۔

منڈیا (ک 1،ص ۲۸۰): منڈی: گردن سے اوپر کا جسم: کھوپڑی، سر، چٹیا، سر کے بال (ال)۔ نمبردار کی منڈیا غائب کر دی گئی۔

منزل (ک 9،ص ۳۳۴): وہ جگہ جہاں ڈاک کے گھوڑے بدلے جائیں، دھاوا (ال)

ڈنگل کا ایسا شوق کہ وہ منزلوں کا دھاوا مارتے۔

منزل ہفت خواں (ک 14،ص ۵۳۸): نہایت مشکل مرحلہ، وقت طلب کام (ف ت)

منصبہ گنرونا (ک 22،ص ۲۸۰): ہ: مرکب: مردم شماری

منصرم (ک 5، ص ۱۳۲): ع: منتظم، انتظام کرنے والا، پیشکار (ف آ)۔ میں نہ محافظ ہوں نہ منصرم۔

مصلہ کاریاں (ک 3، ص ۲۰۷): کرتوت، برے کام۔ انسان کو نا کام ہونے پر اپنی مصلہ کاریوں پر افسوس ہوتا ہے۔

منکنا (ک 1، ص ۴۹): مقامی: چوکنا، حرکات سے ظاہر کرنا کہ بیدار ہے، کروٹ لینا، ہلنا، ہاتھ پیر ہلانا، ہوشیار ہونا (ال)

جاگنا تو درکنار، وہ منکی تک نہیں۔

منکوب (ک 10، ص ۳۳۳): ع: بدحال، خراب، کنگال، تنگ (ف ع)۔ وہ پڑوسیوں کو محظوظ اور پتی کو منکوب کیا کرتی تھی۔

منگل گان (ک 19، ص ۳۶۵): ہ: خوشی کے گیت، طرب کے نغمے (ہ ال)۔ راج محل میں منگل گان ہو رہا تھا۔

منگل گیت (ک 1، ص ۳۶۶): خوشی کا گیت، شادی بیاہ یا مبارک بادی کا گیت (ال)

عورتیں سولہ سنگھار کیے منگل گیت گاتی تھیں۔

منگلا چرن (ک 3، ص ۵۱۳): ہ: دیوتاؤں کی حمد وثنا (ہ ال)، مذہبی گیت، اشلوک۔ برہمن لوگوں نے منگلا چرن گانا شروع کیا۔

منگنی (گنگو دان، ۱۵۱): ہ: a debt;a loan (پلیٹس)۔ وہ سامان منگنی دے کر کام نکالتا ہے۔

منتقر (ک 14، ص ۲۱۳): میں اقرار کرتا ہوں (ف ت)

منو (ک 12، ص ۴۴۵): س: a man in general,the representative man,legislator and saint (پلیٹس)، قانون ساز اور بزرگ، نمائندہ آدمی

منوتی (ک 5، ص ۲۲): س: اطمینان، تحفظ، ضمانت، one who becomes surety for another,assurance (پلیٹس)، دعائیں کرنا، مرادیں مانگنا۔ ایشور سے جانے کتنی منوتیاں کر ڈالیں۔

منورتھ (ک 1، ص ۱۹۱): ہ: دلی تمنا، خواہش، آرزو (ہ ال)۔ سینکڑوں برت رکھنے کے باوجود منورتھ پورا نہ ہوا۔

منورنجن (ک 8، ص ۲۸۲): ہ: دل خوش کن (ہ ال)۔ کام ہی اس کا ونود اور منورنجن ہے۔

منورنجک پستکیں (ک 11، ص ۲): ہ: مرکب: دل خوش کن یا دلچسپ کتابیں۔ میر کرتی، منورنجک پستکیں پڑھتی۔

منوسمرتی (ک 3، ص ۸۲): س: اہل ہنود کی ایک مذہبی کتاب جس کا مصنف منو تھا جو برہما کا بیٹا تھا (ہ ال)

منونیت (ک 16، ص ۱۱۳): نتیجہ، مطلوب (م گ)، پسندیدہ، مقبول (ہ ال)۔ میری منونیت آشا پوری نہ ہوئی۔

منوورتی (ک 14، ص ۲۷۴): ہ: دل کی ترقی، خواہشات کا بڑھنا (ہ ال)

منوورتی (ک 17، ص ۲۰۲): ہ: پارسا، عابدہ۔ ایسی منوورتی کے ساتھ میرا سہیوگ کٹھن ہے۔

منووکار (ک 16، ص ۱۲۰): ذہنی فتور (م گ)

منوویدنا (ک 23، ص ۲۰۲): ہ: مرکب: دلی دکھ

منوہارنی (ک 16،ص۱۳): دلکش،خوب صورت (ہ ال)۔اس کی سادگی آبھوشنوں سے کہیں زیادہ منوہارنی تھی۔

منوہر (ک 17،ص۲۵۳): ہ: دلکش،دلربا،خوبصورت (ہ ال)۔اس کی بھاشا منوہر ہے۔

منہ پڑی خالہ نانی اور پیٹھ پیچھے دشمن جانی (ک 1،ص۹): منہ پر خالہ نانی، پیچھے دشمن جانی: کہاوت: خوشامدی اور مکار آدمی کے متعلق کہتے ہیں (ال)

منہ جوہنا (ک 16،ص۹۲): م: منت سماجت کرنا،آگے پیچھے پھرنا۔وہ تو میری ہر خواہش پوری کرنے کے لیے میرا منہ جوہا کرتا ہے۔

منہ جھونسا (گنگودان،۳۲۲): منہ جھلسنا: منہ کو جلا کر سیاہ کرنا،لعنت بھیجنا (ن ل)۔منہ جھونسا،بدمعاش،داڑھی جار کہیں کا۔

منہ دیکھ کر بیڑ دیا جاتا ہے (گنگودان،۳۱۹): م: اوقات کے مطابق سلوک کرنا،حیثیت کے مطابق ہی برتاؤ کرنا

منہ میڈ (ک 4،ص۱۷۹): م: منہ پر۔محلہ بھر کے منہ میڈ کالکھ لگ گئی ہے۔

منہار (ک 9،ص۵۵۰): منھیار: ہ: مذکر: شیشہ گر،کانچ کی چوڑیاں بنانے والا (ن ل)

منہار اور بساطی کی صدائیں بھی اسے گھر سے نہ نکال سکیں۔

مُنہہ متھ (ک 2،ص۲۸۶): ہ: شور کرنا،فریاد کرنا،احتجاج کرنا،زور دینا (ہ ال)۔ہر چیز کے لیے مُنہہ متھ مچانا بچوں کا شیوہ ہے۔

منیع (ک 20،ص۷۸): ع: inaccessible,to prevent,hinder,impregnable (پلیٹس)،نا قابل پہنچ

نا قابل عبور شہر کی حفاظت کے لیے ایک مستحکم و منیع قلعہ تعمیر کیا گیا۔

منیم (ک 5،ص۱۳۷): ع: one who appoints a deputy;a patron;master;client;agent (پلیٹس).

ہندو: منیب کا بگڑا ہوا،ہندی کا محاسب،ایجنٹ،گماشتہ،کوٹھی کا محرر (ف آ)۔وہ منیم بن کر سارا کاروبار سنبھال رہا ہے۔

میہار (ک 18،ص۱۱): منھیار: کانچ کی چوڑیاں بنانے اور پہنانے والا (ف ت)۔میہار کے گھر سے بھیڑیا بکریاں اڑا لے گیا۔

مو (ک 19،ص۳۸۹): بلی (ف ع)۔پیڑوں پر مو اور طوطے چہک رہے تھے۔

موالاتی (ک 10،ص۲۵۳): میل جول یا ربط وضبط رکھنے والی (ف ع)۔وہ شہر کی موالاتی جماعت کا پیشوا ہے۔

موالید (ک 1،ص۲۹) مخلوقات۔موالید ثلاثہ: تین انواع کی مخلوق یعنی جمادات،نباتات اور حیوانات (ف ت)

موالید ثلاثہ ظہور میں آئے گا۔

موباف (ک 1،ص۱۵۱): ف: عورتوں کی چوٹی کے ساتھ گوندھی جانے والی تلی سلی یا پٹی (ف ت)

موٹ (ک 3،ص۵۷): ہ: گٹھلی،پوٹلی،بوجھ،بنڈل (ال)۔مہنگائی کی وجہ سے ایک موٹ پانچ روپے سے نیچے نہیں ملتی۔

موچھ (ک 14،ص۱۳۲): ہ: رہائی،معافی،نجات،مغفرت،آزادی (ہ ال)

مودی خانہ (ک 1،ص۴۷): گودام،بھنڈار،سٹور (ف ت)

مودیوں (ک 10، ص۱۴۸): مودی: ادا کرنے والا (ف ع)۔ وہ مودیوں سے نرخ کے بارے الجھ پڑا۔

موریابات نہ پوچھیں مور سہاگن ناؤں (ک 13، ص۱۶): م: محبوب کو چاہے جاؤ اور وفا نہ پاؤ، کسی کو چاہنا لیکن صلہ نہ پانا۔

تم ان پر جان دیتے ہو وہ بات بھی نہیں، موریابات نہ پوچھیں مور سہاگن ناؤں

مورچھا (ک19، ص۳۷۶): س: loss of consciousness,fainting,to faint (پلیٹس)، حواس کھو بیٹھنا

حادثے کی خبر سے اسے مورچھا آ گئی۔

موڑھی کاٹے (ک 1، ص۱۷): موڑی کاٹا: ہ: صفت: مذکر: عو: ایک کلمہ ہے عورتوں کے محاورے میں جس وقت کوئی ان کے خلاف بات کہتا ہے تو یہ کلمہ اس کے حق میں زبان پر لاتی ہیں (ن ل)۔ اس موڑھی کاٹے کو تو ٹوپی تک میسر نہیں۔

موزارٹ (ک 2، ص۱۵۹): ایک انگریزی موسیقار (پ ق)۔ وہ راگ الاپوں کہ بیتھوون اور موزارٹ بھی شرمندہ ہو جائیں۔

موس (ک 1، ص۲۰): چور۔ میری بچی کو موس لے گیا، ایشور اس کا ستیاناس کرے۔

موسل (ک3، ص۱۸۹): ہ: A pestle;a long heavy pestle used for husking rice (پلیٹس)، اوکھلی، ہاون، دستے یا کھرل کا سونٹا، موگری یا ڈنکا۔ تصغیر موسلی (ف ت)

موسل چند (ک3، ص۵۷): حمایتی، حامی، مدد کرنے والے۔ میرے بھی دو تین موسل چند ہیں۔

موسلوں ڈھول بجانا (ک6، ص۲۹۶): محاورہ: ڈھنڈورا پیٹنا (ف ام)۔ تم اگر اپنا ہار دے دو تو موسلوں ڈھول بجاؤں۔

موسلی (ک 17، ص۴): موسل: ہ: اناج وغیرہ کوٹنے کا سونٹا (ہ ال)۔ کمروں میں جانت موسلی وغیرہ رکھے گئے ہیں۔

موسیرے (ک3، ص۵۳): م: مددگار، معاون۔ چور چور موسیرے بھائی ہو جاتے ہیں۔

موضع (ک 10، ص۱۱۸): م: گاؤں، علاقہ، رہنے کی جگہ۔ وہ جمنا پار کے موضع کا رہنے والا تھا۔

موفود (ک 14، ص۲۸۵): موجود: ہمارے گھر میں کافی جائداد موجود ہے۔

موکش پد (ک 16، ص۴۴): نجات کا علم، نجات (م گ)، چھٹکارا، دنیاوی بندشوں سے نجات پانا

موکش مارگ (ک 16، ص۱۵۷): نجات کا راستہ (م گ)

مولیہ (ک 16، ص۴۴): قیمت (م گ)، ہ: مول، دام، نرخ، محنتانہ، بھاؤ (ہ ال)، س: wages,hire (پلیٹس)

مولیہ وان (ک 17، ص۴۱۱): ہ: قیمتی، بیش بہا (ہ ال)

مون برت (ک 17، ص۴۷۹): ہ: مرکب: چپ کا روزہ، خاموشی، سکوت۔ کرپیا اس مون برت کو توڑیے اور کچھ اوشیا لکھیے۔

مون دھارن (ک 19، ص۳۷): ہ: چپ سادھ لینا، خاموشی اختیار کرنا (ہ ال)۔ وہ مون دھارن کیے استر بیٹھا تھا۔

مونج (ک19، ص۵۴۴): ہ: a sort of grass or rush of which ropes are made (پلیٹس)، پ: ایک قسم کی

گھاس جسے سکھا کر بان اور رسیاں وغیرہ بنتے ہیں (ال) ۔لکڑی، گھاس اور مونج افراط سے تھی۔

مونچھیں نچوانا (ک8، ص۲۹۳): بے عزت ہونا، بے عزتی کروانا، ذلیل ہونا، رسوا ہونا، ذلت اٹھانا (ال)

مونڈن (گنّو دان، ۱۵۵): منڈن: س: the first shaving of a child;- a religious ceremony among Hindus (پلیٹس)، رسم موتراشی، عقیقہ (ہ ال)

مونڈی کاٹا (گنّو دان، ۱۵۱): کلمۂ نفرین، اظہار بیزاری کے موقع پر عورتوں کا روزمرہ، مترادف: موا، مرنے جوگا، واجب القتل وغیرہ (ن ال)

موہ کا تیاگ (ک4، ص۴۰۷): ہ: مرکب: الفت دنیا چھوڑنا، حرص دنیا۔ جب تک ہم لوگ موہ کا تیاگ نہ کریں گے ہمارا مطلب کبھی نہ پورا ہوگا۔

موہن بھوگ (ک3، ص۲۳۱): ہ: ایک قسم کی مٹھائی (ہ ال) ۔ان دیوتاؤں کو موہن بھوگ اچھا لگتا ہے۔

موہنی منتر (ک5، ص۴۱): خوب صورت عورت کی وہ ادائیں جو مرد کو غلام بناتی ہیں، فسوں گری (ہ ال)

موہنی منتر کے ذریعے وہ مردوں کو جال میں پھنساتی ہے۔

موہ (ک3، ص۳۹۱): ہ: الفت دنیا و غفلت عقبیٰ، حرص، لالچ، حرص دنیا، ہوائے نفس (ہ ال)

موید (ک20، ص۳۸۲): م: ایک عرب ماہر نجوم۔ موید نے قیس کے عالم شباب میں دیوانہ ہونے کی پیش گوئی کی۔

مئو (ک10، ص۱۱۵): میوات کی بنی ہوئی۔ اس نے مئو کے چارخانے کی اچکن پہن رکھی تھی۔

مئے ارغوانی (ک10، ص۲۴۲): سرخ رنگ کی شراب (ف ت) ۔مئے ارغوانی کے دور چلنے لگے۔

مہاپروش (ک19، ص۱۵): ہ: بڑا آدمی، ولی کامل، بزرگ (ہ ال) ۔مہاپروش کا وچن ہے کہ گالی سہہ لو۔

مہادیپ (ک22، ص۳۱۵): ہ: برّ اعظم (م گ)

مہاساگر (ک22، ص۳۱۵): ہ: بحر اعظم (م گ)

مہامنڈل (ک5، ص۱۲۸): بڑا گروہ، بڑی جماعت، بڑا صوبہ، بڑا ضلع (ہ ال)

مہابرہمن (ک14، ص۴۴): م: سب سے بڑا برہمن یا پروہت یا سب سے بڑا پنڈت و عالم۔ مہابرہمن کے لیے دان کی چیزیں لائی گئیں۔

مہابیر دل (ک5، ص۱۵۲): بہادروں کا لشکر (ہ ال)

مہاپاتر (ک22، ص۳۳۶): ہ: عظیم اداکار (م گ)

مہاپرش (ک6، ص۲۷): س: a great man,a great saint,a holy person (پلیٹس)، پیشوا، مذہبی —

ایسے ایسے مہاپرش پڑے ہیں کہ پنسیری بھر مٹھائی کھا جائیں اور ڈکار تک نہ لیں۔

مہاتم (گنّو دان، ۲۲۸): ہ: ثمرۂ نیک یعنی وہ فائدہ جو کسی نیک کام کی وجہ سے حاصل ہو، شہرت، نیک نامی، شان (ہ ال)

مہاتم کے لیے اس کے پاس پیسہ نہ تھا۔

مہاتمارشی (ک 1، ص ۳۱۸): ہ: مرکب: سادھو۔ رات مہاتمارشی کے استھان پر بسر کی۔

مہاتما کبیر (ک 5، ص ۳): بڑا سادھو، بزرگ، ولی کامل (ہ ال)

مہاراجن (ک 14، ص ۵۱۱): مہراجن: خادمہ، نوکرانی۔ اس نے گھر میں کام کے لیے مہاراجن رکھ لی۔

مہارتھی (ک 8، ص ۵۱۳): ہ: بہت بڑا جنگجو جو تنہا گیارہ ہزار تیر دآزماؤں سے مقابلہ کرے (ہ ال)

اس مہارتھی نے جیون کے چالیس ورش ساہتیہ سیوا پر ارپن کر دیے۔

مہاشے (ک 17، ص ۲۵۸): ہ: بڑا آدمی، بھلا آدمی، فیاض (ہ ال)

مہاگھور (ک 16، ص ۲۳): بہت بڑا (م گ)۔ قتل مہاگھور پاپ ہے۔

مہاماری (ک 19، ص ۲۵۴): س: طاعون وغیرہ، امراض متعدی، وبا، ہیضہ (ہ ال)۔ مہاماری میں بہت سے آدمی مرجاتے ہیں۔

مہامکھی (ک 14، ص ۲۳۰): م: شہد کی مکھیوں کی ملکہ۔ اس نے مہامکھی کا شہد چکھ لیا تھا۔

مہانراج (ک 10، ص ۲۸۸): جناب، جناب عالی، محترم

مہاں کوی (ک 17، ص ۲۵۷): مہا کوی: ہ: بہت بڑا شاعر، عظیم شاعر

مہاودیالیہ (ک 22، ص ۳۰): ہ: مرکب: ڈگری کالج، بڑا کالج

مہاور (گنگودان، ۲۲۸): مہاوڑ: ہ: Lac,the red animal dye so called,extracted from lac insects (پلیٹس)، لاکھی رنگ، ایک سرخ رنگ جو لاکھ سے تیار کیا جاتا ہے اور عام طور پر شادی شدہ عورتیں اسے پاؤں یا ہاتھ کے اردگرد لگاتی ہیں (ال)۔ وہ سندور اور مہاور لگا کر جوان بنی رہتی ہے۔

مہایگ (ک 22، ص ۹): س: a great yug,yug of the gods,the aggregate of the four yugs (پلیٹس)، عالمی جنگ، دیوتاؤں کی جنگ۔

مہتابی (ک 1، ص ۱۱۷): ف: an open high terrace (پلیٹس)، کھلا چبوترہ یا برآمدہ جہاں بیٹھ کر چاندنی یا جاڑے میں دھوپ کا لطف اٹھایا جائے (ف ت)۔ وہ مہتابی پر ہوا کھانے نکل پڑی۔

مہتم بالشان (ک 21، ص ۲۰۶): ع: شان سے اہتمام کیا ہوا، شاندار (ف ع)

ایسے مہتم بالشان موضوع پر رائے زنی کے لیے عرق ریزی کی ضرورت ہے۔

مہتو (گنگودان، ۲۰): ہ: وہ آدمی جو زمیندار کی طرف سے محصول وصول کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو، سجاول (ہ ال)

تین تین چار چار ہل والے مہتو اس کے آگے سر جھکاتے تھے۔

مہر مادری (ک 6، ص ۱۰): ماں کی محبت۔ مہر مادری کی امرت دھارا سے اس کا جلتا ہوا دل سرد ہو گیا۔

مہلا منڈل (ک 12، ص ۲۷۴): انجمن خواتین، مجلس نسواں ۔ ان دنوں مہلا منڈل کا ایک عام جلسہ ہوا۔

مہلائیں (ک 12، ص ۸۰): عورتیں، زنانیاں ۔ مہلائیں اسے اپنا محرم راز بنا لیتی تھیں۔

مہما (ک 3، ص ۲۳۲): ہ: قدرت، کرامت، جلال، بڑائی، بزرگی، عظمت (ہ ال)

مہنا متھ (ک 13، ص ۱۲): مہنامت: زنانہ بول چال: شور، واویلا، فریاد، پکار (ف ت)

مہنا متھ مچانا (ک 18، ص ۱۳): محاورہ، رونا پیٹنا، فریاد کرنا، واویلا کرنا (ل) ۔ ساس نے بہو کو گھر سے نکالنے کی مہنا متھ مچا رکھی ہے۔

مہودے (ک 16، ص ۲۳۷): حضرات (م ک)، س: a great man,master,a lord,one who has great elevation or eminence (پلیٹس)، عظیم انسان، لارڈ

مہور (ک 1، ص ۳۵۴): سپیروں کا ساز (ال) ۔ مہور کے سننے سے ناگن متوالی ہو رہی ہے۔

مہورت (ک 9، ص ۳۴): ہ: مونث: کسی کام کے کرنے کا ستاروں کی چال کے موافق مناسب وقت (ن ل)

جوتشی نے کنواری کنیا کے بیاہ کا مہورت نکالا۔

مہوے (ک 13، ص ۶): مہوا: ایک اونچا درخت، پتے سرخ زردی مائل، پھول کافوری، کھانے میں لذیذ اور خوشبودار جس سے شراب بھی کشید کی جاتی ہے، پھل کول چھوہارے کی مانند جسے گلوندا کہتے ہیں اور اس کا تیل گھی میں ملونی کے لیے استعمال ہوتا ہے (ف ت)

مہوے (ک 10، ص ۶۵): ہ: مذکر: ایک درخت کا نام جس کے پھلوں کو کھاتے، پھولوں کی شراب اور بیجوں کا تیل نکالتے ہیں (ن ل)

کہیں بلند قامت ساکھو اور مہوے کے جنگل تھے۔

مہیلا (ک 16، ص ۲۵۲): عورت (م ک)، مہلا: ہ: عورت، زن (ہ ال)، a woman,female (پلیٹس)

متری (ک 19، ص ۷۱۶ ۵): ہ: دوستی، محبت، انسانی ہمدردی (ہ ال) ۔ میں نے کرتویہ پالن میں چوک نہیں کی متری کو ہمیشہ نباہا۔

مینڈیں (ک 10، ص ۲۰۲): حد یا تعین فاصلہ (ال) ۔ اس نے زمین میں مینڈیں رکھیں اور مینڈیں بنائیں۔

میچ (ک 8، ص ۲۸۸): ہ: میز، table (پلیٹس) ۔ وہ اپنے کمرے میں میچ پر ناک چھپائے لیٹے ہوئے تھے۔

مینڈکی بھی چلی مداروں کو (ک 18، ص ۱۲۵): مینڈکی بھی چلی مدار کو یا مداروں کو: کہاوت: نکمے آدمی نے بڑا حوصلہ کیا یا نا اہل نے بڑے منصوبے بنائے (ال) ۔ اچھا آپ بھی انسان ہونے کا دم بھرتے ہیں یعنی مینڈکی بھی چلی مداروں کو۔

میر (ک 10، ص ۷۷): Khuda-e-Sukhan Mir Taqi Mir(born 1723 - died September 21, 1810), whose original name was Muhammad Taqi and takhallus was Mir(sometimes also spelt as Meer Taqi Meer), was the leading Urdu poet of the 18th century, and one of the pioneers who gave shape to the Urdu language itself. He was one of the principal poets of the Delhi School of the Urdu ghazal and remains arguably the foremost name

میر تقی میر (وپ) in Urdu poetry often remembered as Khuda-e-Sukhan (god of poetry).

میگھ (ک14، ص۹۷): کالا بادل، سیاہ ابر (ف ن)، ایک سانپ کا نام

میلدوت (ک9، ص۱۰۳): سفید ابر، بارش کا دیوتا، بادل کا ایلچی

میگھ منڈل (ک11، ص۱): ہ: مرکب: حلقہ ابر یا بادلوں کے گچھے ۔ یا شفقا ایک میگھ منڈل کی طرح اس کے سر پر چھائی رہتی تھی۔

میمانسا (ک22، ص۱۸۶): ہ: تجزیہ

مین میکھ (ک14، ص۳۵): مین میکھ نکالنا: عیب جوئی، عیب چینی کرنا (ف ت)۔ اس معاملے میں کسی نے مین میکھ نہ کی۔

مینڈ (ک7، ص۴۲): ہ: boundary, a bank (پلیٹس)، کنارا۔ ادھر کی کھیت کی مینڈ پر دو گورے کھڑے تھے۔

مینڈیں (ک3، ص۱۴۲): مینڈ ج: مقامی: کھیت کی منڈیر، پشتہ (ال)۔ مینڈیں کھود ڈالی گئی ہیں۔

ناب دان (ک4، ص۱۹): ف: a drain, sewer, gutter (پلیٹس)۔ گٹر نابدان میں بھی ایسی بدبو نہ ہوتی ہوگی۔

ناتن (گئودان، ۱۶۷): ہ: مونث: رشتہ، قرابت، تعلق، نسبت، واسطہ (ن ل)۔ کس کی لڑکی ہے، کس کی ناتن ہے۔

ناتی (ک1، ص۴۷): ہ: مذکر: نواسا، بیٹی کا بیٹا (ن ل)۔ نرائن داس لیتے، ایک ناتی دے دیتے۔

ناٹ شالا (ک9، ص۲۱۲): ناٹک شالا: ہ: ناچ گھر، خانہ رقص وسرود (ہ ال)

ناٹک منڈلی (گئودان، ۳۹۶): کھیل تماشا اور تھیٹر دکھانے والوں کی مجلس، گروہ، جماعت (ہ ال)

اس نے شہری بیسواؤں کی ایک ناٹک منڈلی بنائی۔

نادیا (ک13، ص۳۸): ہ: بیل کی ایک قسم (ہ ال)، مورتی ۔ شیوجی کے نادیا پر پھول چڑھانا اختیاری ہے۔

نارائن (ک3، ص۱): ہ: وشنو جی کا لقب (ہ ال)۔ جیسا ان کا اقبال (اقبال) ہے ویسا ہی نارائن نے سجاؤ بھی دیا ہے۔

نارائن نارائن (ک9، ص۳۷): وشنو جی کا لقب، دیوتا کی پناہ طلب کرنا، مدد مانگنا، استغفار کرنا

نارد (گئودان، ۱۵۰): س: one who makes quarrets; one who is fond of altercation (پلیٹس)۔

ناک، برہما کے دس بیٹوں میں سے ایک جس کے پاس لاٹھی تھی جو زمین پر ڈالتے ہی سانپ بن جاتی تھی (س ال)، ذمہ دار، نمبردار

وہ دس گاؤں کے نارد تھے۔

نارمنڈی (ک20، ص۳۸۲): Normandy (French: Normandie, Norman: Nourmaundie, from Old French Normanz, plural of Normand, originally from the word for "northman" in several Scandinavian languages) is a geographical region corresponding to the former Duchy of Normandy. It is situated along the English Channel coast of Northern France between Brittany (to the west) and Picardy (to the east) and comprises territory in

northern France and the Channel Islands. The continental territory covers 30,627 km² and forms the preponderant part of Normandy and roughly 5% of the territory of France. It is divided for administrative purposes into two régions: Basse-Normandie and Haute-Normandie (وپ)

ناڑی (ک8، ص۲۷۷): ا: A blood vessel,vein;an intestine (پلیٹس)، رگ جاں

پریشے تمہارے روٹھ جانے سے میری ناڑیوں میں رکت کا پرواہ بند ہو جاتا ہے۔

ناشکرے (ک23، ص۳۹۳): منکر خدا

ناش (ک3، ص۲۳۶): ناس: ا: مذکر: تباہی، بربادی، نابود، غارت (ن ل)۔ دشمنوں کا ناش کر دوں گا۔

ناطقہ (ک10، ص۵۹): بات کرنے کی قوت (ف ع)۔ ناطقہ قابو میں ہوا تو میں نے اس سے تعارف مانگا۔

ناظورۂ قدرت (ک2، ص۲۰۱): ناظورہ (ع): افسر، سردار، حکمران۔ قدرت کی حکمرانی، فطرت کی حکمرانی (ن ل)

ناظورۂ قدرت کسی ضعیفہ کی طرح کہرے کی موٹی چادر اوڑھے چپ چاپ پڑی تھی۔

نافرماں بردار (ک10، ص۳۶۲): حکم نہ ماننے والا، نافرمان۔ میں گنہگار ہوں، نافرماں بردار ہوں۔

ناگ پنچمی (ک9، ص۱۹۱): ا: ساون سدی پنچمی جس روز ناگ کی پوجا کی جاتی ہے (ہ ال)

اس نے ایک بڑے پہلوان کو ناگ پنچمی کے دنگل میں پچھاڑ دیا۔

ناگ پھنی (ک2، ص۱۵۵): ا: ایک قسم کا تھوہڑ جس کے پتے سانپ کے پھن کی طرح ہوتے ہیں (د ال)

حوض کے کنارے ناگ پھنی کا کنج تھا۔

ناگری پرچار (ک9، ص۱۹۰): بحیثیت ہندی زبان کا رسالہ، دیوناگری رسم الخط کا اخبار۔ اس نے ناگری پرچار کے چندے کے لیے اپیل کی۔

نال (ک14، ص۳۷): مقامی: ساتھ۔ ڈھول مجیرا لے کر نال آ گئے۔

نام بڑے درشن تھوڑے (ک6، ص۷): محاورہ: جتنا نام ہے اتنا کام نہیں (ف ام)

امیر ہو کر جہیز کم دیا تو لوگ کہیں گے کہ نام بڑے، درشن تھوڑے۔

نام جپنا (ک6، ص۲۵): م: تعریف کرنا، کلمہ پڑھنا، متاثر ہونا

ناناپائے (ک11، ص۶): م: گونا گوں، مختلف قسم کی، طرح طرح کی، کوشش کرنا۔ وہ دل بہلانے کے لیے ناناپائے کرتی۔

نانا پرش (ک19، ص۱۷): نانا: س: different kinds,various (پلیٹس)، پرش: آدمی، انسان (ہ ال)، نانا پرش: اجنبی، مختلف طرح کا انسان۔ اس کے ساتھ ایک نانا پرش تھا۔

نانا پرکار (ک19، ص۱۰۳): س: having a different aim and object,having different meanings

(پلیٹس)، طرح طرح، رنگا رنگ، گونا گوں (ہ ال)۔ وہ نانا پرکار کے بھوجن کھاتی ہیں۔

نانت (ک 14، ص ۵۳۳): ہ: نانت estate or property of a person who has died without heirs:

(پلیٹس)، لاوارث کا مال یا جاگیر، مردے کا مال جس کا کوئی وارث نہ ہو (ال)۔ نانت مدرسوں میں آنے جانے کی رنامت تھی۔

ناند (ک 1، ص ۳): ہ: مونث: بہت بڑا کونڈا، مٹی کا بہت بڑا برتن (ن ل)۔ گرو جی کا پیٹ ناند سے کم نہیں۔

نبارا (ک 3، ص ۲۲۰): رک: نپٹارا

نبدن وار (ک 10، ص ۲۹): جھنڈیوں۔ بازاریں بیرقوں اور نبدن واروں سے سج گئیں۔

نپٹارا (ک 6، ص ۲): ہ: مو: فیصلہ، فیصلہ کرنا (ن ل)۔ تکرار بڑھ جانے کی وجہ سے مجھے نپٹارا کرنا پڑا۔

نتنی (ک 1، ص ۱۲): ہ: مونث: نواسی، بیٹی کی بیٹی (ہ ال)، تعلق دار۔ یہاں کیا اپنی نتنیوں کو گھورتے ہو۔

نتیہ (ک 16، ص ۱۷): روز (م گ)، روز روز، روزانہ، متواتر، لگاتار، جاوداں (ہ ال)

نتیہ پرتی (ک 16، ص ۹۱): روزانہ (م گ)

نتیہ دھرم (ک 4، ص ۲۲): ہ: وہ مذہب جو دائم و قائم رہے (ہ ال)

نٹ (ک 4، ص ۴۳۵): مکار، دغا باز (ہ ال)، چل دے جانا۔ بس پھر نٹ ہو گئیں۔

نٹودیا (ک 18، ص ۴): شعبدہ بازی، رسے پر ناچنے اور چلنے کا علم یا فن (ال)

نٹھر (ک 1، ص ۳۴۷): بے رحم، سفاک، جو دوسروں کی تکلیف سے متاثر نہ ہو (ال)۔ بڑے نٹھر ہو، بات نہ کرو۔

نٹھلا (ک 6، ص ۱۹۸): ہ: out of work or employment,unemployed;idle (پلیٹس)، نکما، فارغ

گھر میں کون ایسا نٹھلا تھا جو رات بھر ان سے شطرنج کھیلتا۔

نجی پن (گئودان، ۳۳۴): اپنا پن، قربت، قربت کا تعلق، بے تکلفی۔ اس کا نجی پن اس گھر میں قائم نہیں ہوا۔

نحافت (ک 10، ص ۲۵۰): کمزوری (ف ع)۔ اس کی نحافت موسمی تغیرات کو برداشت نہ کر سکی۔

نراتر (ک 13، ص ۴۸۶): لاجواب، لاجواب کرنا

نراتے (ک 10، ص ۳۳۵): تیار کرنا، جوتنا۔ وہ کھیت نراتے ہوئے ہم جولیوں سے چہل کرتی۔

نرادر (ک 6، ص ۱۱۵): س: without respect,dishonoured,disgraced-to show disrespect to,to

behave rudely to (پلیٹس)، بے عزتی، برا سلوک۔ اپنے گھر بلا کر مہمان کا نرادر نہیں کیا جاتا۔

نراش (ک 1، ص ۱۹۱): ہ: نا امید، مایوس، بے سہارا (ہ ال)۔ کیا تیرے دربار سے میں نراش جاؤں۔

نراشاوادی (ک 23، ص ۳۳۶): ہ: مرکب: منفی فکر والے

نراشاپرد (ک 17، ص ۲۲۲): ہ: مایوسی یا نا امیدی دینے والا (ہ ال)۔ ڈرتا ہوں میر ابھاشن ضرورت سے زیادہ نراشاپرد نہ ہو۔

نرالمب (ک 16، ص ۵۱): بے سہارا (م گ)

نربل (ک 22، ص ۳): کمزور

نربنس (ک 16، ص ۳۱۷): بے اولاد، نسل کا خاتمہ (م گ)، نربنش: ہ: without family or lineage;childless;extinct race or family (پلیٹس)، لاولد، بےنسل (ہ ال)

نرپرادھ (ک 16، ص ۱۲۸): بےقصور (م گ)، س: faultlessness,guiltlessness,innocence (پلیٹس)

نرجل برت (ک 10، ص ۹): ایسا برت جس میں پانی نہ پیا جائے (ہ ال)

نرجل شیوراتری (ک 7، ص ۱۸): نرجل: س: without water,waterless (پلیٹس)، شیوراتری: ایک ایسا ورت جو پھاگن بدی ۱۴ کے دن رکھتے ہیں اور شیو جی کی پوجا بھی کرتے ہیں۔ میں تو نرجل شیوراتری برت رکھتی ہوں۔

نرجل ورت (ک 1، ص ۲۲): ہ: A fast in which water even is not to be drunk (پلیٹس)، فاقے، پانی روٹی کے بغیر۔ کیا نرجل ورت ہے کہ اداسی چھائی ہوئی ہے۔

نرجن (ک 14، ص ۵۰): ویران، سنسان، اجاڑ (ہ ال)۔ وہ ایک نرجن استھان میں بیٹھے تھے۔

نردوتا (ک 9، ص ۱۲۳): چوسر یا شطرنج وغیرہ کا کھیل (ف ت)۔ میرے نوکروں نے میرے ساتھ نردوتا کھیلی۔

نردوش (ک 16، ص ۱۳۰): بےقصور (م گ)، بےگناہ، بےخطا، پاک، بےقصور (ہ ال)

نردھن (ک 19، ص ۵۹): ہ: بےزر، مفلس، کنگال (ہ ال)۔ نردھن تو ہم پہلے ہی تھے، اکال سے اور بھی درگتی ہوگئی۔

نردیا (ک 22، ص ۴۶): ہ م: بےرحمی

نرسنگا (ک 11، ص ۳۵۶): ہ: نرسنگھ: وشنو کا چوتھا اوتار (ہ ال)۔ کسی کرشن یا نرسنگا جی نے میری مدد نہ کی۔

نرک (ک 3، ص ۲۲۳): ہ: آخرت، دوزخ (ہ ال)۔ اپنے کرموں کا پھل مجھے دنیا اور نرک دونوں میں بھوگنا پڑے گا۔

نرگن (ک 5، ص ۲۰): ایک راگ کا نام (ہ ال)۔ ملار کے بعد اس نے ملار گانا شروع کیا۔

نرمم گیان (ک 23، ص ۱۵۷): ہ: بےفائدہ تعلیم

نرموہن (ک 14، ص ۲۰۵): ہ: سنگ دل، کج خلق (ہ ال)۔ وہ نرموہن ہے تو یہ اس کی خطا ہے۔

نرلجھا (ک 22، ص ۲۲): س: مطلق العنانیت

نرنیہ (ک 16، ص ۲۵۹): فیصلہ (م گ)، نرنی: س: precise conclusion,deduction,decree,verdict (پلیٹس)

نرنے (ک 8، ص ۲۷۷): ہ: فیصلہ، تعین، غور، تحقیق، ثابت، دریافت (ہ ال)۔ منہ پھیر لینے سے ہی کسی بات کا نرنے نہیں ہو سکتا۔

نرواچن (ک 22 ،ص ۹٦): علیحدہ انتخاب

نروان (ک 24 ،ص ۲۳): ہ: نجاتِ اخروی، مزید پیدائش سے نجات، مادہ سے نجات دلاکر بیں وصالِ خداوند تعالیٰ عطا کیا گیا (ہ ال)

بدھ نے نروان کا اپدیش دیا۔

نرواہ (ک 19 ،ص ۴۰): ہ: نباہ، گزر، کسی بات کا جاری رہنا (ہ ال)۔ دو سو روپے میں نرواہ ممکن نہیں۔

نرگھن (ک 17 ،ص ۱۹۱): ہ: بلا روک ٹوک، آزادی سے (ہ ال)۔ آپ کا پتہ نرگھن نکلتا رہے گا۔

نردئی (ک 11 ،ص ۱۱۹): نردئی: بے رحم، نامہربان، کٹھوردل، ظالم (ہ ال)

وہ اب اتنی نردئی ہوگئی ہے کہ تھالی میرے سامنے سے کھینچ لیتی ہے۔

نرکھشن (ک 17 ،ص ۳۰۹): نرکشن: ہ: میل، ملاقات، دیکھنا (ہ ال)

نرل (گنڈوان، ۴۷): ناریل کا مخفف: ایک قسم کا حقہ جو ناریل میں سوراخ کر کے کود انکال کر بناتے ہیں، ناریل کا حقہ جس میں پانی نہ ڈالا جائے (ال)۔ اس نے نرل کھاٹ کے پائے سے لگا کر رکھ دیا۔

نرپیہ استر (ک 8 ،ص ۴۷٦): نرپیہ: ہ: بے طمع، بے لالچ، بے نیاز (ہ ال)۔ استر: ہ: وہ ہتھیار جو دور سے چلائیں (ہ ال)، بے نیازی

بھی کے اس نرپیہ استر نے تپی کو بوکھلا ڈالا تھا۔

نزاعِ ہستی (ک 10 ،ص ۱۱): انسان کے اندر جاری کشمکش یا جھگڑا (ف ت)

نژادبوم (ک 9 ،ص ۱۰۰): ف: اصل وطن، جنم بھومی۔ وہ اپنے نژادبوم چلا گیا۔

نس سنکوچ (ک 8 ،ص ۴۷۲): نسنکوچ: بلا حجاب، بلا شرم، بلا غیرت (ہ ال)

نسبت (ک 6 ،ص ۱): منسوب ہونا، منگنی طے کرنا، رشتہ طے ہوجانا (ن ل)۔ اس کی نسبت اپنے تایا کے بڑے لڑکے سے پختہ ہوئی۔

نسچنت (ک 4 ،ص ۱۸۰): بے خوف، بے تردد، بے پروا (ہ ال)۔ تم اس سے نسچنت رہو کہ دھرتی پر حرف آئے۔

نسندیہہ (ک 19 ،ص ۳۵): ہ: free from uncertainty and doubt,doubtless,certainly (پلیٹس)،

بلاشک وشبہ، یقینا۔ نسندیہہ پرمیشور سب کا سوامی ہے۔

نشاد (ک 12 ،ص ۴۹): ہ: وہ شخص جس کا باپ برہمن اور ماں شودر ہو، ایک نیچ مذہب کا نام، ماہی گیر، موسیقی کے ایک سُر کا نام (ہ ال)

نشپران (ک 19 ،ص ۳۸۱): س: نشپرمان: without authority,wanting (پلیٹس)، بے قابو، چاہت یا چاہنا

نشپھل (ک 16 ،ص ۱۹۴): بے نتیجہ (م گ)، س: bearing no fruit,unprofitable,seedless,impotent (پلیٹس)

نشچت (ک 8 ،ص ۳۸۱): ہ: یقینی، بلاشک، راست (ہ ال)۔ تمھاری جیت ہونا نشچت نہیں ہے۔

نشچنتا (ک 22 ،ص ۹۷): اطمینان (م گ)

نشچے (ک 11، ص ۲): پکا کرنا، ارادہ کرنا۔ اس نے بچی کو ملک سے باہر لے جانے کا نشچے کیا۔

نشستر (ک 16، ص ۱۲۱): بغیر ہتھیار کے (م ک)

نشنک (ک 22، ص ۳): بے خوف

نشکپٹ (ک 8، ص ۴۸۴): ہ: جس میں بغض و کدورت نہ ہو، بے مکر، صاف باطن، سیدھا، سچا (ہ ال)

میں اس کی نشکپٹ سچائی کا احترام کرتا ہوں۔

نشکریتا (ک 22، ص ۵۰۹): بے عملی

نظامی (ک 20، ص ۳۶۵): ایران کا نامور فارسی شاعر (ب ذ)

نظیر (ک 10، ص ۷۷): م: نظیر اکبر آبادی۔ اردو زبان کے نظم کے عظیم شاعر، جن کو ترقی پسند ادبا پہلا ترقی پسند شاعر قرار دیتے ہیں۔

Nazeer Akbarabadi (Urdu: (real name "Wali Muhammad") (1735-1830) was an 18th century Indian poet known as "Father of Nazm", who wrote Urdu ghazals and nazms under nom de plume (takhallus) "Nazeer", most remembered for his poems like Banjaranama (Chronicle of the Nomad), a satire (و پ)

نقرئی سنگھاسن (ک 10، ص ۱۱): نقرئی یا چمکیلا تخت (ف ع)، (ہ ال)۔ بادشاہ اپنے نقرئی سنگھاسن پر جلوہ افروز ہوا۔

نقش کا حجر (ک 6، ص ۴۸): م: پتھر پر داغ کی طرح، گہرا داغ، پتھر پر لکیر۔ ماضی کی تلخ یادیں اس کے دل پر نقش کا حجر تھیں۔

نقیہ (ک 13، ص ۵۹۲): لاغر، کمزور، ناتواں۔ بیماری نے اس کی آواز کو بھی نقیہ کر دیا۔

نکما جیا برے احوال (ک 4، ص ۵۲۳): نکما جیسے برے احوال یا نکما جیا برے حوالوں: ع: بدنام اور رسوا شخص کی زندگی ذلت سے بسر ہوتی ہے (ن ل)۔ یہ اپنے احوال کی وجہ سے نکما جیا برے احوال۔

نگھاؤ (ک 12، ص ۹۴): سنسکرت اور ہندی کا عالم جس نے باؤلیلا تخلیق کی (پ ق)

نگاڑا (ک 7، ص ۱۵۱): ہ: by beat of drum,publicly,openly (پلیٹس)، ناچنے کی کھلی جگہ۔

دو سال میں ناچنے نگاڑے کے پاس نہیں گئی۔

نلوہ نکل جانا (ک 18، ص ۳۰): م: سالم، پورے کے پورے۔ جب جائیں کلو نکل آؤ۔

نمتی (ک 16، ص ۱۱۵): بابت، واسطے (م ک)

نمر (ک 19، ص ۵۱): ہ: undieing,immortal (پلیٹس)، لافانی۔ وہ نمر ہو کر بیر اجگت ہو گیا۔

نمرتا (ک 9، ص ۵۴۳): ہ: انکسار، بندگی، خوش اخلاقی (د ال)۔ وہ نمرتا اور سدا چار (نیک اخلاق، اچھا چال چلن) کا دیوتا بنا معلوم ہوتا تھا۔

نمنترن (ک 17، ص ۲۱۹): س: calling,summoning;a summons;-inviting,invitation (پلیٹس)، نمن، دعوت

میرے پاس سجاپتی کے منتران موجود ہیں۔

نمود باطل (ک10،ص۱۶۹): جھوٹ کی دکھاوٹ یا بناوٹ، ظاہر داری (ف ج)۔ وہ نمود باطل کے لیے نفس کشی کی ضرورت نہ سمجھتی تھی۔

ننانوے کے پھیر میں ڈالنا (ک7،ص۲۴۶): مال جمع کرنے کی ہوس بڑھنا (ف ام)

نند (ک14،ص۱۲۷): ہ: گوکل کے گوپوں کا افسر جس نے سری کرشن کو پرورش کیا تھا (ہ ال)۔ کرشن کو پا کر نند باغ باغ ہو گئے۔

نندا (ک22،ص۵۶): مذمت

نوارن (ک16،ص۱۶): حل (م گ)، س: release,removal,prohibition,exclusion,setting free from,obstruction,prohibiting (پلیٹس)، ہٹانا، دور کرنا، رفع کرنا (ہ ال)

نواس (ک19،ص۱۰۶): س: residing (پلیٹس)، رہنا۔ وہ مکان بنا کر نواس کرنے لگا۔

نواسی (ک14،ص۵۱۹): ہ: مقیم، بسنے والی، ساکن (ہ ال)

نوبڑھئے (ک10،ص۱۹۸): نئے تر کھان یا نئے جولاہے (ف ل)۔ گاؤں کے نوبڑھئے اس کے مقابلے میں زبان نہیں کھولتے۔

نوج (ک14،ص۴۰۵): فجائیہ: ہرگز نہیں، بھلا کاہے کو (ف ت)۔ نوج، ایسی عورت۔

نوچندی (ک18 ص۷): ہر چاند کی پہلی جمعرات۔ اس رات کچھ لوگ شاہ مینا کی درگاہ اور کچھ لوگ امام باڑے جاتے ہیں (ف ف آ)

نوراتر (ک9،ص۵۹۷): دیبی پوجا کے نو دنوں کے دوران (ہ ال)۔ وہ نوراتر کے دنوں میں روز درگا پاٹ کرواتے تھے۔

نوراتر کے برت (ک10،ص۳۷۱): دیبی پوجا کے نو دن کا روزہ (ہ ال)

نوراترہ (ک5،ص۵۰): نوراتر: دیبی پوجا کے نو دن (ہ ال)۔ وہ رام نومی کے دن نوراترہ کا برت رکھتی۔

نورجہاں (ک20،ص۲۷۸): darling wife of jahangir the emperor of India,her tomb is in Lahore (ب ڈ)، شہنشاہ جہانگیر کی چہیتی ملکہ۔

نوش (ک4،ص۵۳۵): خوشگوار چیز یا تریاق (ن ل)، محظوظ ہونا، کیف آور معالت

اس نے نوش کھاتے ہوئے کہا کہ اب مجھے چلے جانا چاہیے۔

نوشیں (ک5،ص۲۲۲): خوش مزہ اور خوش گوار، سہانی (ن ل)۔ وہ خواب نوشیں کے مزے لے رہی ہے۔

نوع خفیف (ک10،ص۳۲۳): معمولی قسم مراد انسان۔ نوع خفیف کتنا سفاک، کتنا قاتل ہے۔

نوموئی (ک14،ص۳۷۴): نازک، پیاری، دلاری، حسینہ، کنواری۔ تم مجھے اتنی نوموئی سمجھتے ہو اور بے قصور روٹھے ہو۔

نونیے (ک3،ص۲۲۳): ہ: نونیا: a manufacturer of saltpetre (پلیٹس)، کاشتکار، ماشکی

کئی نونیے پانی بھر رہے تھے۔

نویدن (ک 22، ص ۶۷): ہ: گزارش

نویگ (ک 22، ص ۲۸۰): ہ: مرکب: عہدِ نو

نوین پدھیہ (ک 23، ص ۵۱۰): ہ: مرکب: نئی شاعری، جدید نظم

نوین یگ (ک 22، ص ۱): جدید دور

نویونا (ک 14، ص ۲۷۵): سولہ سال کی نوجوان عورت (ہ ال)، کنواری

گت یونائیں (بچوں والیاں) تک تو رس بھری باتیں سن کر پھول ہی اٹھتی ہیں، یہ تو نویونا ہے۔

نویووک (ک 16، ص ۲۳۷): نوجوان آدمی (م گ)

نہ اودھو کا لینا نہ مادھو کا دینا (ک 16، ص ۸۱): اودھو کے لینے میں نہ مادھو کے دینے میں: محاورہ: کسی سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے، الگ تھلگ رہتے ہیں (ف ام)، اودھو کا لین نہ مادھو کا دین (مثل): اودھو: کنیا کا دوست، مادھو: کنھیا۔ سب جھگڑوں سے الگ، کمال بے فکر ہونے کی جگہ کہتے ہیں کہ نہ کسی کے دینے میں اور نہ کسی کے لینے میں (ن ل)

نہ مایا ملی نہ رام ہی ملے (گئودان، ۲۱۸): م: دین دنیا دونوں سے جانا، گھر بار دونوں چھوٹ جانا، خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

نہوں (ک 19، ص ۵۴۷): ہ: nail of the finger or toe (پلیٹس)، ہاتھ کے ناخن۔ ان کے نہوں میں گھی لگا ہوا تھا۔

نیہ شستر (ک 13، ص ۳۸۳): ہ: بغیر ہتھیار، نہتا

نی شستر سنگرام (ک 22، ص ۵۹): ہ: غیر اسلحی جنگ

نیارے (ک 18، ص ۳۱): کنایۃً چالاک، وہ شخص جو بے انتہا زیرک ہو (ن ل)۔ ہم تو زمانے بھر کے نیارے ہیں۔

نیائے (ک 16، ص ۱۰): انصاف (م گ)۔ سنسار کا چلن نیائے سے ممکن ہے۔

نیائے شاستر (ک 10، ص ۳۶۹): ہ: علم منطق، علم مباحثہ (ہ ال)۔ آپ دھنیہ ہو، آپ نیائے شاستر کے پورے پنڈت ہو۔

نیائے کرتا (ک 22، ص ۲۵۹): ہ: مرکب: منصف

نیایالیہ (ک 16، ص ۲۳۶): عدالت (م گ)، کچہری، محکمہ عدل (ہ ال)

نیپتھیہ (ک 16، ص ۷۱): پس پردہ، پس منظر (م گ)، تماشا گاہ کا وہ مقام جہاں سے نٹ بھیس بدل کر باہر آتے ہیں، پردے کا پچھلا حصہ، سوانگ، بھیس (ہ ال)

نیت (ک 22، ص ۴۹): مقرر، قائم کیا ہوا، ناپا ہوا، متعین (ہ ال)۔ آئین میں اپرادھ کا دنڈ نیت ہے۔

نیت کال (ک 22، ص ۳۴۰): مقررہ وقت

نیتر (ک 19، ص ۱۶): س: the eye (پلیٹس)، آنکھ۔ نیند سے اس کے نیتر بند ہو رہے ہیں۔

نیتی (ک 16، ص ۳۱): اخلاق (م گ)، ہ: اچھا چلن، صاف کاروبار، علم سیاست، انصاف، اخلاق چال چلن، فرمانروائی کے عام اصول جو چار طرح کے ہیں: سام، دان، بھید اور دنڈ (ہ ال)، guidance,direction,management,manners (پلیٹس)

نیچ ذات لتیائے بھلا (گئودان، ۱۵۴): م: کمی کمینوں کو دبا کر رکھنا چاہیے، کمیوں کو اوقات میں رکھو۔

نیرنگیٔ روزگار (ک 10، ص ۴۴۰): ف: دنوں کا ہیر پھیر یا دنوں کا الٹ پھیر۔ نیرنگیٔ روزگار نے ہر ابھرا باغ ویران کر دیا۔

نیرو (ک 16، ص ۱۶): پھیکا، بے کیف (م گ)۔ اولاد کے بغیر جیون کتنا شتھل اور نیرو ہوتا ہے۔

نیش زنی (ک 4، ص ۳۱۸): نمک چھڑکنا، تکلیف دینا۔ اس نے میرے زخموں پر خوب نیش زنی کی۔

نیشدار (ک 3، ص ۶۰): ف: possessing a sting (پلیٹس)، زہریلا۔ برسات میں نیشدار عقرب نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

نیشکر (ک 20، ص ۵۶): ف: sugar-cane (پلیٹس)، گنا

نیگ (ک 18، ص ۵۱۷): ہ: بیاہ یا کسی خوشی کے موقع پر اپنے رشتہ داروں کو کچھ دینا، بیاہ کے وقت برہمن کو دیا جانے والا دکشنا، بانٹا ہوا حصہ (ہ ال)۔ ساس سے سہرا باندھ کر نیگ طلب کیا گیا۔

نیم (ک 20، ص ۴۴۰): طور، قاعدہ، روزہ، برت (ہ ال)

نیم دھرمی (گئودان، ۳۰۳): نیم دھرم: ہ: A religious observance;fasting;good conduct;abstenence (پلیٹس)، اچھا عمل کرنے والا۔ بڑے نیم دھرمی ہو، اس کے ساتھ سوتے ہو لیکن اس کے ہاتھ کا کھاتے نہیں ہو۔

نیمچہ (ک 9، ص ۱۴۴): چھوٹی تلوار (ف ت)۔ میں نے اندھیرے میں نیمچہ ہاتھ میں لیا اور غار میں داخل ہو گیا۔

نیمنترن (ک 22، ص ۱۳۸): ہ: م: دعوت

نیند بسر ہونا (ک 10، ص ۳۴۱): م: گزر یا بسر۔ آرام سے اس کی نیند بسر ہو رہی ہے۔

نیوتا (ک 5، ص ۱۱۹): کھانے کی دعوت، کھانے پر بلانا (ہ ال)

کسی کو کھانے کا نیوتا دے کر دوارے سے بھگانے پر اس سے لڑنے کو بھی تیار رہو۔

نیوچھاور (ک 10، ص ۱۷۸): نچھاور: خیرات یا صدقہ، لٹانے کا عمل (ف ت)۔ یہ اس کے آشیرباد کا نیوچھاور ہے۔

نیوکت (ک 12، ص ۴۳۰): م: مستعد، چاق و چوبند، کوشش کرنا، مصروف عمل۔ خفیہ والے قاتل کا سراغ لگانے کے لیے نیوکت ہیں۔

نیستان (ک 19، ص ۳۷۳): ہ: بے اولاد۔ نپوا چتر (جوان اولاد) کے دکھ سے نیستان رہنا ہی بہتر تھا۔

واٹیکا (ک 24، ص ۱۹۹): ہ: باٹکا: باغ، گلشن (ہ ال)۔ عدن کی واٹیکا اور تیسرے پہر کا سمے ہے۔

وادوواد (ک 11، ص ۳): ہ: جھگڑا، بحث و تکرار (ہ ال)۔ وادوواد کی نوبت آ ہی گئی۔

وادیٔ غم (ک 14، ص ۲۵): ف: مرکب: وادی، غم: غم کی وادی، دکھ کی جگہ۔ میرے لیے جنت بھی وادیٔ غم کا نام ہے۔

وادی (ک16، ص۲۳۶): ع: بادی: بولنے والا، نالشی، مدعی، بحث کرنے والا، کہنے والا (ع ال)

واردو صادر (ک20، ص۲۸): مجازاً مہمان، مسافر (ال)۔ اشخاص جرائم پیشہ و واردو صادر کی نگرانی پر ایک شخص مامور ہے۔

وارشپ (ک22، ص۱۸۷): سالانہ

وارفتہ مزاج (ک10، ص۳۷): بےفکر، لاابالی، غیر ذمہ دار۔ وہ وارفتہ مزاج اور منچلا نامدار ان تمام سنگین ذمہ داریوں کے احساس نے اسے محتاط بنا دیا۔

واستو (ک22، ص۹۸): حقیقت

واسنا جنت پریم (ک16، ص۱۵۹): ہوس زدہ محبت (م ک) جسم کی پکار جنس کی پکار

واسنا رہت (ک16، ص۴۷): ہوا و ہوس سے پاک (م ک)

واسنائیں (ک24، ص۹): ع: خواہشات، تمنائیں، آرزوئیں (ع ال)

ڈرتے کہ بری واسنائیں بیٹے کو سیدھے راستے سے دور نہ کر دیں۔

واسی (ک19، ص۳۹): dwelling,resting,living (پلیٹس)، رہنے والا، باشندہ

وہ پرش کسی اور لوک کا واسی دکھتا ہے۔

واق (ک1، ص۲۹): ف: نگاہ دارندہ، شفیق (ال)۔ وہ نیم اندیشی میں طاق اور مصائب میں واق ہے۔

واکیہ (ک19، ص۵۱): س: speech,saying,statement,word,a rule (پلیٹس)، کہنا، شبد، کہا

کیا مہاتما کا واکیہ اسیتیہ ہے۔

والٹیر (ک20، ص۳۲۸): was a French Enlightenment writer, historian and philosopher famous for his wit and for his advocacy of civil liberties, including freedom of religion and free trade.Voltaire was a prolific writer, producing works in almost every literary form including plays, poetry, novels, essays, and historical and scientific works.He wrote more than 20,000 letters and more than 2,000 books and pamphlets.(وپ)

والمیک (ک20، ص۳۶۵): رامائن کا مصنف: ہندوؤں کی اس مقدس کتاب میں ۲۸ ہزار اشلوک شامل ہیں (پ ق)

وائے بر حال ما (ک10، ص۲۹۲): حالت افسوس (ن ل)۔ عوام اپنے حقوق سمجھیں گے اور تب وائے بر حال ما۔

وایو (ک19، ص۵۳): س: air,wind,the god of the wind (پلیٹس)، ہوا

وایو سے آگ آس پاس کے گھروں تک جا پہنچی۔

وبھوتی (ک10، ص۷۷): ہندی زبان کا جدت طراز شاعر (پ ق)

وپتی کتھا(ک16 ،ص۱۷): مصیبتوں کی کہانی (م گ)۔کل وقتی استریاں اپنی وپتی کتھائیں کہتیں۔

وپرٹست(ک12 ،ص۲۱۷):م: ڈھنڈورا،شور،اظہار۔آپ کی زیادتیوں کاوپرٹست کیوں کرکریں۔

وجر(ک16 ،ص۱۲۱): بجلی (م گ)،بجر: س:a thunderbolt (پلیٹس)،آسمانی بجلی

وجرپات(ک11 ،ص۱۳۰):بکا یک مصیبت نازل ہونا،آفت کا آنا (و ل)۔اس پر وجر پات ساہوگیا،بڑھاپے میں مزدوری کرنی پڑی۔

وجع مفاصل(ک9 ،ص۲۲۸): درد،تکلیف،جوڑوں کا درد(ف ت)۔وہ وجع مفاصل کے درد سے کراہتے انسان کی نقل اتار رہا تھا۔

وجے(ک22 ،ص۲): ہ: فتح،فتح پانا (ہ ال)

وجے دمی(ک10 ،ص۵۲۰): دسویں کی فتح،لڑکیوں کے منانے کی ایک ہندو رسم

کنیاپاٹ شالہ میں وجے دمی منانے کی تیاریاں ہورہی تھیں۔

وجے دشمی(ک19 ،ص۳۵۳): ہ: ایک میلے کا نام جسے رام لیلا کا میلہ بھی کہتے ہیں (ہ ال)

وچاردھارا(ک8 ،ص۳۸۲): ہ: وچار: بچار: ہ: غور، فکر۔دھارا: ہ: سوتا،بہاؤ،رو (ہ ال)۔وچاردھارا: فکر کے سوتے ،فکر کی رو۔

وچارکرانتی(ک22 ،ص۱۷۹): ہ: مرکب: ذہنی انقلاب

وچاروَمرشے(ک22 ،ص۲۳۷): ہ: مرکب: تبادلہ خیال

وچترشوبھا(ک11 ،ص۷): م: طرح طرح کی رونق،رنگارنگ روشنی،کوناگوں سجاوٹ،ہلکون کی کیفیت یا حالت۔

اسے چاروں طرف ایک وچتر شوبھا دکھائی دی۔

وچلت(ک11 ،ص۱۱۹): ہ: متحرک،شوخ (ہ ال)۔نفع کی رقم نے اسے وچلت کردیا۔

ودروہی(ک22 ،ص۲۳۶): باغی

ودروھی سنستھائیں(ک22 ،ص۱۸): ودروہ: ہ: دشمنی،سنستھا: صورت،بناوٹ (ہ ال)

ودروھی سنستھائیں راجیہ (حکومت) کی پیدا کردہ ہیں۔

ودسائے(ک17 ،ص۵۴۴): س: ویوسائے: business,trade,industry (پلیٹس)،بزنس،کارخانہ

ہم نے ودسائے کھولا ہے اور دھن کمانا ہماری غرض ہے۔

ودوان(ک6 ،ص۱۹): س: intelligent,wise,learned,clever,a scholar,an intelligent man (پلیٹس)،

سمجھ دار،چالاک۔وہ ودوان آدمی ہے،میرا مسئلہ حل کردے گا۔

ودھ(ک19 ،ص۹): س: murder,killing,slaughter (پلیٹس)،قتل کرنا،ماردینا۔اسے ودھ کرنے کا اپرادھی ٹھہرایا گیا۔

ودھاتا(ک22 ،ص۲): ہ: خدا،قسمت بنانے والا،ایشور

ودھان (ک 22، ص۱۸۳):ہ: آئین

ودیا (ک 3، ص۲۷۲):ہ:بدیا:علم،فن،ہنر،گیان (ہ ال)

ودیارتن (ک 3، ص۳۲۶):ہ: طالبہ،علم پڑھنے والی (ہ ال)

ودیادان (ک 20، ص۲۱۱):ہ:علم یا ہنر کا پھیلانا، اشاعت کرنا، روشنی کا پھیلانا (ہ ال)

ہندوستان میں ودیا دان ہر قسم کی سخاوت سے افضل مانا گیا ہے۔

ودیارتھی (ک 14، ص۵۰):ہ:بدیارتھی:علم پڑھنے والا، طالب علم (ہ ال)

ودیالیہ (ک 3، ص۳۸۷):ہ:مدرسہ، سکول، کالج، دارالعلوم (ہ ال)۔وہ ایک روز ہندو ودیالیہ دیکھنے گئی۔

ودیالے (ک 17، ص۲۰۱):ودیالیہ: سکول، مدرسہ، تعلیم گاہ، کالج (ال)

ودیاوان (ک 1، ص۱۹۲):ہ: عالم، فاضل، پنڈت، علم جاننے والا (ال)

ودیاویک (ک 16، ص۲۷):علم وفہم اور بصیرت (م گ)۔کام کے وش میں پڑھ کر منشیہ کی ودیا وویک سب نشٹ ہو جاتے ہیں۔

ودیشی وستر (ک 11، ص۴):غیر ملکی کپڑا۔میں ودیشی وستر کو شبھ استھان نہیں دے سکتا۔

وڈمبنا (ک 16، ص۱۴۱):س:imitation,copying,disguise(پلیٹس)، اچھی طرح نقل اتارنا (ہ ال)

وراٹ (ک 16، ص۱۲۷):عظیم (م گ)، س:splendour,beauty,gigantic,huge(پلیٹس)

ورت (ک 1، ص۱۴):س:کوئی فعل یا مذہبی فرض جو دیوتا نے عائد کیا ہو، نیک کام، کار ثواب (ال)

شیو جی کے جنم دن پر ہندو ورت رکھتے ہیں۔

ورت دھاری (ک 11، ص۱):برت رکھنے والا یا نا مور

ورتانت (ک 16، ص۱۵۲):س:tale,story,narrative,history,topic,subject(پلیٹس)، کیفیت، حالت، حقیقت (ہ ال)

میں ایشور کو ساکشی دے کر ورتانت کہتا ہوں۔

ورتمان کال (ک 16، ص۲۱۲): زمانہ حال (م گ)، حال کا، جو جاری ہو، حال (ہ ال)

ورتمان آندولن (ک 22، ص۲):موجودہ تحریک

ورجت (ک 16، ص۱۱۴):ممنوع (م گ)

ورجل (ک 20، ص۲۶۵): Virgil or Vergil) (October 15, 70 BC – September 21, 19 BC) was a classical Roman poet, best known for three major works—the Eclogues (or Bucolics), the Georgics, and the Aeneid(وپ)

وردان (ک 19، ص ۱۱۵): س: granting a boon or request,giving compensation or reward (پلیٹس)

دعا دینا، صلہ دینا۔ مہاتما کے وردان سے اس کا ایک پتر ہوا۔

ورشچک (ک 18، ص ۸۲): ورشچک: ہ: بچھو، آٹھواں برج یعنی عقرب (ہ ال)، ستاروں کا حساب کرنا

اس نے کنیا، سنگھ اور ورشچک کر کے بتایا کہ میری دو شادیاں ہوں گی۔

ورش (ک 11، ص ۱۲۶): برس، سال۔ وہ بیس ورش کا تحت مند یووک ہے۔

ورشا (ک 22، ص ۳۵۲): ہ: بارش

ورش گانٹھ (ک 23، ص ۳۸۲): ہ: مرکب: یوم پیدائش

ورطۂ یاس (ک 10، ص ۲۶۳): نا امیدی کا بھنور یا گرداب (ف ع)۔ وہ ورطۂ یاس میں گرفتار ہے۔

ورکت (ک 19، ص ۲۲): س: تارک دنیا، بیراگی (ہ ال)۔ وہ ورکت ہو کر تیرتھ یاترا کو چلا گیا۔

ورکنیا (ک 1، ص ۱۳): م: ایسی حسینہ جس کی خواہش کی جائے، ایسی خوب صورت لڑکی جس کی تمنا کی جائے

ورگ (ک 8، ص ۲۷۴): س: square,square of a number (پلیٹس)، مکعب

اس کی زمین سو روپے ورگ فٹ پر بک گئی تھی۔

ورن (ک 16، ص ۳۲): ہ: برن: فرق، نوع، قوم، ذات، رنگ، حرف، انسان کے چار ورن جیسے برہمن، چھتری، ویش، شودر (ہ ال)

ورن مالا (ک 19، ص ۲۷۸): س: orders or series of letters,the alphabet (پلیٹس)، حروف تہجی

تصویروں کے بعد ورن مالا کا رواج ہوا۔

ورنن (ک 22، ص ۳۱۵): ہ: تفصیل

ورودھی (ک 22، ص ۳۵): ہ: باغی

وزیر چنیں شہر یارے چناں (ک 3، ص ۳۳۰): ف: مثل: جیسے افسر ویسے ہی ماتحت، دونوں کا ابتر حال ہے (ن ل)

وستار (ک 19، ص ۳۸۹): س: spreading,spread,extension (پلیٹس)۔ ساری کتھا اس نے وستار سے ورنن کی۔

وستو (ک 16، ص ۲۹): شے، چیز (م گ)، چیز، مادہ، شے (د ل)، مادی شے، اصل حقیقت، وجودِ محسوس (ف ت)

وسمے (ک 16، ص ۱۴): سمے: ہ: اچنبھا، تعجب (ہ ال)، س: wonder,astonishment,amaze (پلیٹس)

وش (ک 19، ص ۱۹): س: willing,overpowered,desire,will,authority (پلیٹس)، اختیار

تم دونوں ایک ہی سوامی کے وش میں ہو۔

وش برکش (ک 17، ص ۳۵۸): ہ: م: زہریلا درخت۔ اسلام کا وش برکش لکھنے کی کیا ضرورت پڑ گئی۔

وشاد(ک 8،ص ۴۷۱):ہ: رنج، دکھ، تکلیف (ہ ال)۔اس کا آتم گورو جاگ اٹھتا اور سارا اوساد اور وشاد شانت ہو جاتا تھا۔

وشال(ک 8،ص ۴۷۰):بشال:ہ: پرسکون، وسیع، کشادہ (ہ ال) اس کی آتما وشال تھی۔

وشرام(ک 8،ص ۴۷۹):س:Rest,day of rest,repose,the sabbath(پلیٹس)۔وہ اب کچھ دن وشرام کرنا چاہتا ہے۔

وشم(ک 16،ص ۱۶):غیر معمولی (م گ)، خوف ناک، جو برابر نہ ہو، رنج دینے والا (ہ ال)

وشنو(ک 3،ص ۲۱۶):س:Name of one of the principal Hindu deities(پلیٹس)

مرد وشنو کا پجاری ہے تو عورت شیو کی۔

وشواس گھات (ک 22،ص ۲۲۲): بے وفائی

وشی بھوت (ک 16،ص ۱۱۰): تابع (م گ)

وشیش (ک 16،ص ۲۳۱): خاص (م گ)، وشیش: س:peculiar,superior,better(پلیٹس)

وشیش آدر(ک 8،ص ۴۷۱):س:peculiar;excellent,superior,better(پلیٹس)۔زیادہ، بہت (ال)

وشیش کر(ک 8،ص ۴۷۸):وشیش:ہ: خاص طور پر، خصوصاً (ہ ال)۔پروش، وشیش کر جو پڑھے لکھے ہیں لمپٹ ہیں۔

وشی کرن (ک 13،ص ۵۷):ہ: منتر یا دواؤں وغیرہ سے کسی کو اپنے قابو میں لانا (ہ ال)

تسخیر اور وشی کرن کے سب نسخوں سے میں واقف ہوں۔

وشیشیہ (ک 16،ص ۱۲۶): خصوصاً (م گ)

وشی (ک 16،ص ۱۲۳): بوالہوس (م گ)،س: a person engaged in worldly pursuit,a man of business(پلیٹس)، لالچی انسان، دنیادار

وشے (ک 16،ص ۱۲): موضوع (م گ)

وشے بھگ (ک 16،ص ۲۳): شہوت پرستی، عیاشی (م گ)

وضیع (ک 20،ص ۱۱۹): کمینہ، ادنیٰ، معمولی (آدمی)، شریف کی ضد (ف ت)

وفور اشک (ک 14،ص ۲۹۳):م: آنسوؤں کی کثرت یا زیادتی، شدت جذبات۔وفور اشک سے وہ بات نہ کر سکی۔

وکاس (ک 8،ص ۴۸۲):وکاش:ہ: ترقی، کھلنا، کشادگی (ہ ال)۔آتما کے وکاس کے لیے کوئی اوسر نہیں۔

وگرہ (ک 16،ص ۱۴۷):س:shape,form,figure,war,battle,encounter(پلیٹس)، جنگ (م گ)

وگیاپن (ک 12،ص ۳۳۰):ہ: نوٹس، اشتہار، اعلان (ہ ال)۔میچ جیتنے پر ایک ہزار روپیے کا وگیاپن دیا جا چکا ہے۔

ولاپ کرنا (ک 18،ص ۸۱): رونا، گریہ وزاری کرنا، ماتم کرنا (ہ ال)۔وہ بیٹے سے چمٹ کر ولاپ کرنے لگی کہ میرے پتی کو بچاؤ۔

وِلاس (ک 8، ص ۴۸۶): بلاس: ہ: کھیل تماشا (ہ ال)

ولی کھنگر (ک 17، ص ۱۳): بناوٹی فقیر (ن ل)، بزرگ۔ بوڑھا تیزی سے ہو رہا ہوں شاید چالیس تک ولی کھنگر ہو جاؤں۔

وماتا (ک 23، ص ۳۶۷): وماتری: س: a stepmother,a father's wife (پلیٹس)، سوتیلی ماں

وناشک (ک 23، ص ۵۵۴): ہ: بڑی تباہی لانے والا (ہ ال)

ونچر (ک 19، ص ۱۸): س: جنگلی آدمی، بن مانس، بندر (ہ ال)۔ وہ بھونچکی ہو کر اسے ایسے دیکھنے لگی کہ وہ کوئی ونچر ہے۔

وندھیا (ک 19، ص ۲۸۸): وندھیہ: س: name of a range of mountains connecting northern extremities of western and eastern Ghats and separating Hindustan proper from the Dhakkan (پلیٹس)، ہندوستان کو دکھن سے جدا کرنے والے پہاڑوں کا سلسلہ

وندے (ک 17، ص ۱۹۱): س: one who praises or extols,a praiser (پلیٹس)، آداب، سلام

پریے پتی جی، وندے۔

وندے ماترم (ک 17، ص ۴۷۴): اے ماں ہم تیری بندگی کرتے ہیں۔ بھارت کے ایک قومی گیت کے بول۔ نظم چندر بنکم جی کے ناول آنند متھ (۱۸۸۲ء) میں شامل تھا (ف ت)، آداب، تسلیم۔ پریہ دیوی جی، وندے ماترم۔

ونش (ک 19، ص ۲۴۷): ہ: خاندان، دودمان (ہ ال)۔ اردو چینی ونش میں نہیں۔

ونود (ک 8، ص ۴۸۶): ہ: کھیل تماشا، دل لگی (ہ ال)

ونودگرہ (ک 23، ص ۴۷۱): تفریح گاہ

ونے (ک 19، ص ۹): س: leading,guidance,good behaviour (پلیٹس)، اچھا برتاؤ۔ پر تو بہت ونے کرنے پڑیا۔

ونے پترکا (ک 3، ص ۱۲۰): ہ: مرکب: عاجزی اور انکسار بھرا خط (ہ ال)

وواد (ک 12، ص ۵۱۸): ہ: جھگڑا، تکرار، بحث (ہ ال)۔ وہ پیتھ کا وواد مت کرو۔

وواہ وچھید (ک 16، ص ۲۳۷): طلاق حاصل کرنا (م گ)

وواہت استری (ک 16، ص ۲۳۷): منکوحہ عورت (م گ)

ووچنا (ک 23، ص ۲۶۶): ہ: تبصرہ

وویک (ک 12، ص ۵۱۷): وویچن: وویکتا: وویچنا: ہ: راستی اور ناراستی میں تمیز کرنا (ہ ال)

وہار (ک 24، ص ۴۳): س: a Buddhist or Jain temple (پلیٹس)، بدھ مندر

بدھ وہار کاشی میں اب بھی موجود ہیں۔

ویاپاری منڈل (ک 23، ص۱۹۳): ہ: تاجروں کا گروہ

ویاس (ک 20، ص۳۶۵): مہابھارت کا مصنف۔ اس کتاب میں دولاکھ بیس ہزار اشلوک شامل ہیں (پ ق)

ویاکرن (ک 17، ص۲۵۵): س: a grammatical analyst,relating to grammer,analysis(پلیٹس) قواعد سے متعلق بصرف ونحو گرامر (ال)

ویاکل (ک 19، ص۱۱): س: overcome with fear,confused,agitated(پلیٹس)، بے چین، خوف زدہ ہونا

دکھ سے اس کا چت ویاکل ہو رہا تھا۔

ویایام شالا (ک 8، ص۵۱۰): ہ: کسرت کرنے کی جگہ، ورزش گاہ، اکھاڑہ (ہ ال)

وبھیچاری (ک 16، ص۴۲): زانی (م گ)، س: going astray,deviating from virtue,doing what is improper,adulterous,a dissolute man(پلیٹس)، اچھائی سے انحراف کرنا، گمراہ انسان

ویتن (ک 17، ص۲۶۸): س: hire,wages;stipend,salary;payment of wages(پلیٹس)، مزدوری، تنخواہ

مزدور کا ویتن وقت پر ادا کرو۔

ویتھا (ک 16، ص۱۶): س: pain,distress,agony,anguish,alitation(پلیٹس)، دکھ، مصیبت، رنج (ہ ال)

وید (ک 20، ص۳۱۴): آتما اور پرماتما کی بحث سرتیوں میں درج ہے، ان کو وید کہتے ہیں (پ ق)

ویدانت (ک 1، ص۱۹۳): س: بیدانت: مجازاً تصوف، وحدت الوجود کا نظریہ (ال)، وید مقدس کا ماننے والا

وہ ویدانت کے اصولوں کا پابند ہے۔

ویدنا (ک 12، ص۴۳۰): ہ: دکھ، رنج یا تکلیف، مارنا، دکھ دینا (ہ ال)

ویدھ شاسن (ک 13، ص۴۸۶): آئینی سلطنت

ویرپرش (ک 22، ص۸۱): بہادر لوگ

ویراگ (ک 1، ص۱۹۳): ترکِ دنیا، سنیاس، بیراگ، خواہشاتِ دنیوی یا نفسانی کو دور کرنے کا عمل یا حالت (ال)

اس کا میلان ویراگ کی طرف ہے۔

ویراگی (ک 4، ص۸): ویراگ: بیراگ: خواہشاتِ دنیوی کو تج دینا (دال)۔ جب تک ہم ویراگی نہ ہوں گے دکھوں سے بچ نہیں سکتے۔

ویرتا (ک 22، ص۴۷): بہادری

ویرتھ (ک 19، ص۴۱): س: useless,fruitless,meaningless(پلیٹس)، بے فائدہ، فضول (ہ ال)

اب بوٹ بنانا ویرتھ ہو گیا۔

ویشنوی (ک6،ص۱۲۷):س: a name of Durga devi-sacred basil,the personified Sakti or energy of Vishnu (پلیٹس)، فقیری قلندری۔ماں جی ویشنوی کھانا پکاتی ہیں۔

ویشیہ کنیا (ک14،ص۵۰):ویشیہ کنیا: مہاجن کی بیٹی (ہ ال)۔وہ برہمن ہو کر بھی ویشیہ کنیا سے ووداہ کرنا چاہتا تھا۔

ویشیا گامی (ک19،ص۱۰۳):س: one who visits prostitutes,whoring (پلیٹس)، زانی، زنا کار

وہ مدھ پی کر جواری اور ویشیا گامی ہو گیا ہے۔

ویکتو (ک8،ص۳۸۲):ہ: ذاتی، اپنا آپ (ہ ال)

ویکتی (ک8،ص۳۷۸):ہ: انسان، بشر، شخص، لوگ (ہ ال)

ویگیانک (ک19،ص۲۳۶):ہ: سائنسی، سائنس دان، سائنس سے متعلق (ہ ال)

ویگیانک لوگوں نے لکھا ہے کہ اس دور میں مدھیہ ساگر نہ تھا۔

ویمنسیہ (ک16،ص۱۵۶): دشمنی (م گ)، مخالفت، دشمنی، بگاڑ، نا اتفاقی، رنج (ہ ال)

ونجن (ک16،ص۱۳): ساگ، ترکاری، کھانے کی اچھی چیز (ہ ال)۔اس سادے ونجن میں کتنا سواد تھا۔

وینی (ک19،ص۳۳۳):س: braided hair (پلیٹس)، عورتوں کی چوٹی (ہ ال)۔سیتا نے سر کی وینی اتار کر دی۔

ویواد (ک8،ص۳۷۶): وواد:ہ: تکرار، بحث (ہ ال)۔وہ اس ویواد کو جھگڑ کر شانت کر دینا چاہتا تھا۔

ویوسائے (ک22،ص۳۶):ہ: پیشہ

ویوستھا (ک17،ص۳۳۹):ہ: طور طریقہ، حال (ہ ال)۔راجنیتک ویوستھا پر لکھنا ایک لیکھک کا فرض ہے۔

ویوگ (ک19،ص۳۵۶):ہ: separation (پلیٹس)، بچھڑنا، جدائی۔وہ پتی کا ویوگ سہہ نہیں سکتی۔

ویولوک (ک9،ص۳۲۵):م: آسمانی، ماورائی۔وہ اس وقت عید کا چاند تھا یا ویولوک کا فرشتہ۔

ویوہار (ک22،ص۲): اعتراض، سلوک

ہاپ (ک7،ص۲۷۵): ہاٹ:ہ: دوکان (ہ ال)۔میں تو روز ہاپ میں تجھ سے بیچتا ہوں۔

ہاتھی ڈباؤ (ک14،ص۳۹۹):م: زیادہ، کافی، گہرا۔سنا لے میں ہاتھی ڈباؤ پانی تھا۔

ہاتھی مرے بھی تو نو لاکھ کا (ک6،ص۱۸): ہاتھی ہزار لٹے تو بھی سوا لاکھ ٹکے کا یا ہاتھی ہزار لٹے پھر لاکھوں کا: مثل: امیر آدمی کیسا ہی غریب کیوں نہ ہو جائے پھر بھی اس کی قدر باقی رہتی ہے (مالدار کے مفلس ہو جانے کے موقع پر مستعمل ہے) (ن ل)

بار (گئو دان،۲۶):ہ: a pasture,a plot of ground,a cultivated tract,cultivated land surrounding a village (پلیٹس)، مونث: چراگاہ (ن ل)۔میری گھر والی بار میں کام کرنے کیوں جائے۔

ہاڑ جوتنا (گنگودان، ۳۶۱): ہ: ہڈی، استخواں، ڈھانچہ (ال)۔ اب بھی چھٹی نہیں تو کیا میرا ہاڑ جوتے گا۔

ہلاڈالا (ک 18، ص۲۹۳): شور شرابا، بے چینی۔ ہالے ڈالے نے نیند اکھاڑ دی۔

ہانڈیوں (ک 9، ص۲۱۲): ہانڈی: شیشے کا بنا ہوا گول دیگچی نما ظرف جس میں موم بتی جلا کر روشنی کی جاتی ہے، بلور کا بڑا گول چراغ، بتی (ال)

قصر رنگارنگ ہانڈیوں اور فانوسوں سے جگمگا رہا تھا۔

ہانڈی (ک 16، ص۲۶): ہانڈی (م گ)

ہانی (ک 17، ص۵۹۶): ہ: گھاٹا، نقصان، ضرر، کمی (ہ ال)۔ آپ کے کارن بدنامی ہوئی اور ہانی اٹھانے کے باوجود وشواس کیا۔

ہائے توبہ (ک 14، ص۵۳۳): م: افراتفری، پریشانی، اودھم۔ امتحان کی وجہ سے ہائے توبہ مچی ہوئی ہے۔

ہباؤ (ک 9، ص۵): ہیاؤ: حوصلہ، ہمت (ال)۔ مایوسیوں کی وجہ سے اس کا ہباؤ چھوٹ گیا۔

ہتو (ک 3، ص۲۳۶): ہ: خیر خواہ، بہی خواہ، مہربان، دوست (ہ ال)۔ ایسے تین آدمیوں کے پاس چلو جو میرے ہتو تھے۔

ہت بدھی (ک 11، ص۴): سمجھدار، دانا، عقل مند۔ لوگ ہت بدھی ہو گئے ہیں۔

ہت کامنا (ک 16، ص۱۰۳): بھلائی کی آرزو (م گ)

ہتاش (ک 14، ص۳۳۲): ہ: آگ، شعلہ (ہ ال)، شعلہ بار۔ میں نے اسے ہتاش آنکھوں سے دیکھا۔

ہتاش (ک 11، ص۱۱۹): ہ: ناامید، جس کو امید نہ رہے (ہ ال)۔ ورودھ (خلاف) فیصلے کے بعد وہ ہتاش ہو گیا۔

ہتو (ک 3، ص۲۳۶): ہ: خیر خواہ، بہی خواہ، مہربان، دوست (ہ ال)۔ ایسے تین آدمیوں کے پاس چلو جو میرے ہتو تھے۔

ہتوا (گنگودان، ۳۳۱): خیر خواہ، بھلائی چاہنے والا (م گ)۔ سارا گاؤں اس کا ہتوا ہے۔

ہتوتساہ (ک 16، ص۳۲): بے حوصلہ (م گ)

ہتھ لپا (ک 4، ص۵۸۵): A light fingered person (پلیٹس)، ہاتھ کی صفائی دکھانے والا

وہ ایسا ہتھ لپا ہو گیا ہے کہ جہاں بھی روپے رکھو، نکال لیتا ہے۔

ہتیا کے بل کھیت کھانا (ک 7، ص۱۵۶): م: محاورہ: غصے میں پاگل ہو جانا، آپے سے باہر ہو جانا

ہتیا کانڈ (ک 16، ص۱۵۵): قتل کا واقعہ (م گ)

ہتیشی (ک 22، ص۳۸): س: بھلا چاہنے والا، خیر خواہ (م گ)

ہٹی (ک 5، ص۸۱): شخص، ہٹ کرنے والا، ضد کرنے والا (ن ل)۔ ہٹی ہے، وہ ہماری رچھا کرتے ہیں تو کیوں نہ انکا گھمنڈ کریں۔

ہچک جانا (ک 3، ص۱۹۹): تذبذب کا شکار ہونا، جھجک جانا (ف ت)۔ میں نتیجے کو سوچ کر ہچک جاتا ہوں۔

ہر جاتی (گنگودان، ۳۲۵): ہ: نیچ ذات، چمار، بھنگی (ہ ال)۔ میں ہر جاتی تھوڑی ہوں کہ مجھے چھیڑ دکھائے۔

ہر چہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد (ک 3، ص ۱۲۷): ف: کہاوت: انسان پر جو مصیبت آتی ہے وہ گزر بھی جاتی ہے، دنیا میں کوئی بھی بلا ایسی نہیں ہے کہ جس سے چھٹکارا نہ ہو، خدا ہر مشکل کو آسان بھی کر دیتا ہے (ال)

ہر چہ بادا باد (ک 9، ص ۳): ف: مثل: کچھ ہو کیوں نہ ہو، جو کچھ ہو سو ہو (ن ل)، کچھ ہو کیوں نہ ہو، کچھ ہی ہو، جو کچھ ہو سو ہو، جو کچھ ہوا سو ہوا، جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا (ال)۔ ہر چہ بادا باد، اب تو قسمت آزمائی ہے۔

ہردوآر (ک 10، ص ۳۹۱): ایک مشہور تیرتھ جو شمالی ہند میں ہے اور جہاں سے گنگا نکلتی ہے (ہ ال)

ہردے بھیدی (ک 16، ص ۹۲): دل کو چھیدنے والا (م گ)

ہرزہ کاری (ک 3، ص ۱۸۸): ف: بیہودہ گوئی، بکواس (ال)۔ وہ ہرزہ کاری کا دلدادہ بنا ہوا ہے۔

ہرش (ک 22، ص ۲۳۹): خوشی

ہرگنگا (ک 5، ص ۱۳۸): ہر: شیو جی کا لقب۔ گنگا: ہندوؤں کا مقدس دریا، ہر گنگا: ہندوؤں کا قومی ترانہ جو فخر کے اظہار کے لیے گایا جاتا ہے (ہ ال)۔ وہ سب ڈنڈے بجا بجا کر قومی ہر گنگا سنا رہے تھے۔

ہر لینا (ک 14، ص ۴۴۱): م: چھین لینا۔ ایشور نے اس کی بدھی ہر لی۔

ہر ہر (ک 9، ص ۳۷): ایک جنگی نعرہ (ال)

ہری اچھا (ک 16، ص ۱۱۴): بھگوان کی مرضی (م گ)

ہری دوب (ک 9، ص ۵۳۸): نرم سبز گھاس (ال)، معمولی چیز۔ ہری دوب بھی کسی وقت اشرفیوں کے تول بک جاتی ہے۔

ہری ہری (ک 4، ص ۵۲۲): س: مذکر: بھگوان، پرمیشور، خدا (ن ل)، بھگوان کی پناہ کا ایک کلمہ، دیوتا کو پکارنا، توبہ توبہ۔

ہری ہری، یہ تم نے عجیب بات سنائی۔

ہڑ (ک 1، ص ۳): ہڈی، استخواں (ال)۔ ہڑ کے کاٹنے سے اس کے گال پھول گئے۔

ہڑک ہڑک (ک 16، ص ۲۲): تڑپ تڑپ کر، یاد کرنا، ترس ترس کر (ن ل)۔ گائے چارا نہ ملنے پر ہڑک ہڑک کر مر گئی۔

ہڑوں گاپن (ک 13، ص ۴۷۴): ہڑدنگا پن: شور و غل، شرارت، طوفانِ بدتمیزی (ف ت)۔ شریفوں کی اولاد کو ہڑوں گاپن جائز نہیں۔

ہزارے (ک 5، ص ۲۶): سوراخوں والا فوارہ جس سے پتلی پتلی دھاروں میں پانی نکلتا ہے (ف آ)

وہ ہزارے سے پودوں کو سینچ رہی تھی۔

ہستاکشر (ک 22، ص ۱۹۲): ہ: مرکب: دستخط

ہشت دہات (ک 14، ص ۵۳۸): کلمہ نفریں، پرے ہٹ، فروگذاشت (ف ع)

ایشور مجھے ہشت دہات کا نگام دو جو من کے منہ میں ڈال دوں۔

ہفتاد (ک 10، ص۱۰۷): ف: ستر (ف ع)۔ اس نے اپنی چتری کی ایک ہفتاد سالہ بوڑھے سے شادی کروادی۔

ہکو بازی (ک 14، ص۵۳۹): م: شش و پنج، پریشانی، کشمکش۔ ہکو بازی میں مزید پانچ پنڈیاں اڑ گیا۔

ہلا (ک 19، ص۱۲۰): ہ: noise,shout,uproar (پلیٹس)۔ شور کیوں ہلا مچاتے ہو۔

ہلدی لگی نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا (ک 1، ص۸۳): کہاوت: ہڑ لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے: مفت کام ہو اور عمدہ ہو، خرچے اور زحمت کے بغیر کام بن جائے (ال)

ہلوا ہے رکھنا (ک 3، ص۹۷): ہلواہا: ہ: ploughman,an agricultural bondsman (پلیٹس)، کسان، کاشتکار، ہل کے لیے رکھنا۔ وہ میرے بیلوں کو ہلوا ہے رکھ کر باقاعدہ کھیتی کرنا چاہتا تھا۔

ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا (ک 3، ص۳۲۸): علامہ اقبال کی نظم ترانہ ہندی مشمولہ بانگ درا سے ایک مصرع جس کا پہلا مصرع ہے' سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا' (ک ا)

ہم خرما و ہم ثواب (ک 3، ص۱۲۵): مثل: وہ فعل جس میں لذت ہو اور کارِ خیر بھی ہو (ن ل)

یہ چال سیدھی پڑی تو پو بارہ ہیں، اسی کا نام ہے ہم خرما و ہم ثواب۔

ہمس (ک 10، ص۴۰۰): حبس۔ تھوڑی بارش نے اور بھی ہمس پیدا کر دی۔

ہمسا (ک 14، ص۵۳۹): ہ: تکلیف دینا، نقصان پہنچانا، مار دینا (ہ ال)

ہمہ دانی (ک 14، ص۳۵۷): ف: سب کچھ جاننا (ف ع)

ہندی چندی (ک 6، ص۹): ہندی کی چندی کرنا: کٹ حجتی کرنا، بحث کرنا (ف ام)

وہ گاہکوں کی تو ہندی چندی نکال دیتا ہے لیکن ان کے مزاج سے واقف نہیں۔

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا (ک 3، ص۳۲۸): علامہ اقبال کی نظم 'ترانہ ہندی' سے ایک مصرع جس کا پہلا مصرع ہے 'مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا' (کلیاتِ اقبال اردو)

ہنس بط (ک 1، ص۳۱۹): م: آبی پرندے۔ دریا میں ہنس بط خوش فعلیاں کر رہے تھے۔

ہنسا (ک 5، ص۱۵۵): مارڈالنا، تشدد کرنا (ہ ال)۔ اہنسا نے ہنسا کے آگے سر جھکا دیا۔

ہنسلی (ک 6، ص۲۸۶): ہ: ایک قسم کا زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے (ن ل)

وہ سونے کی بالیاں اور سونے کی ہنسلی پہنے دکان پر بیٹھی تھی۔

ہنسلی حمیل (گئودان، ۳۶۵): ہ: موٴنث: ایک قسم کا زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے (ن ل)۔ حمیل: گلے کا زیور۔

اس کے گلے میں ہنسلی اور حمیل کے زیور تھے۔

ہنسوں میں کوا (ک 10،ص ۱۱۹): م: خوب صورتوں کے درمیان بدصورت، اچھوں کے درمیان برا

ہنسیا (ک 1،ص ۲۹۱): ا: ایک اوزار جو فصل اور گھاس وغیرہ کی کٹائی کے کام آتا ہے، درانتی (ال)

سب کے ہاتھوں میں ہنسیا اور کندھے پر باندھنے کی رسی تھی۔

ہنومان (ک 7،ص ۱۱۴): س: name of the monkey god or chief who acted as leader and spy to Ram in his march against Ravan at the invasion of Lanka (پلیٹس)، مہابیر جو رام کے قاصد تھے (ال)

ہنومان چالیسا (ک 3،ص ۱۲۰): م: رام چندر کے قاصد ہنومان کی ایک رسم جو ہنود مناتے ہیں۔

ہنون (ک 12،ص ۱۹۸): م: جان لبوں پر، مشکل میں۔ اس کی بیماری کے دوران میرے پران ہنون میں اٹکے ہوئے ہیں۔

ہنی ہنا (ک 14،ص ۳۳۱): م: عیاشی، کھلا خرچ۔ ہنی ہنا والی زندگی اسے پسند نہ تھی۔

ہواروی (ک 5،ص ۳۱۱): م: محبت، اخلاق، سکون دینا، خیال رکھنا۔ اس کی ہواروی نے میرا دل جیت لیا۔

ہوانا (ک 11،ص ۱۴): م: غرانا، جھگڑنا، لڑنے کی آوازیں۔ گیدڑوں کے ہوانے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔

ہوائی (ک 6،ص ۴): مراد ایک طرح کی اڑنے والی آتش بازی جو شعلے نکلنے سے کم آواز کرتی ہے اور بہت تیزی سے چھوٹتی ہے (ف ت)

آتشبازی میں ہوائیاں آسمان کی طرف اڑ جائیں گی۔

ہوائے بسنت (ک 10،ص ۲۰): تازہ ہوا، بسنت کی ہوا۔ اس کا تبسم ہوائے بسنت سے بھی زیادہ جاں پرور تھا۔

ہوش ہتے سے ہونا (ک 18،ص ۵۸): م: ہوش اڑ جانا، ہوش ٹھکانے آنا، حواس باختہ ہونا

اس کی تقریر سن کر میرے تو ہوش ہتے سے ہو گئے۔

ہوک ہوک (ک 15،ص ۱۱۳): ہوکا: قناعت اور سیری نہ ہونے کی حالت، کسی چیز کی بے انتہا خواہش (ال)

لشکر نے پیاس کے مارے ہوک ہوک پانی پی لیا۔

ہوکا (ک 7،ص ۱۱۳): ہ: greediness, profitless desire (پلیٹس)، لالچ

ہوکے میں آکر وہ روٹیاں زیادہ کھا گیا۔

ہومر (ک 20،ص ۳۶۵): Homer is the author of the Iliad and the Odyssey, and is revered as the greatest ancient Greek epic poet.These epics are at the beginning of the Western canon of literature, and have had an enormous influence on the history of literature.When he lived is controversial. Herodotus estimates that Homer lived 400 years before Herodotus own time, which would place him at around 850 BC; while other ancient sources claim that he lived much nearer to the supposed time of the

Trojan War, in the early 12th Century BC.(وپ)

ہومہوتی (ک 14،ص ۵۳۵): م: ہنود کا ایک تہوار۔ ہومہوتی آ ماؤس آیا اور نکل گیا۔

ہون کنڈ (ک 6،ص ۱۱۱): ہوم کی آگ رکھنے کا حوض (ہ ال)

ہون ہار (ک 10،ص ۲۹۹): ہ: مرکب: بہت دھری، بدقسمتی۔ ہون ہار تو یہ تھی کہ اس نے کسی کی نہ سنی۔

ہونہار (کنودان،۱۸۱):ہ: what is to be or to happen;yet to be,yet to take place;to be expected to result,destiny(پلیٹس)، ہونی، جو قسمت میں ہو۔ ہونہار کو کون ٹال سکتا ہے۔

ہیاتی (ک 20،ص ۳۷۰): م: اجرام فلکی کا علم۔ ہیاتی نقشے علم الخط کے اصولوں کی مدد سے بنائے جاتے ہیں۔

ہیتیشی (ک 22،ص ۱۸۹): ہ: خیر خواہ

ہیٹھی (ک 2،ص ۲۳): ہ: نیچا، زیر، تلے (ہ ال)۔ اس سے بات میں ہیری یا ہیٹھی ہوتی جاتی ہے۔

ہیضہ (ک 10،ص ۳۴۴): مقامی: ہیضہ۔ اسے ہیضے کا مرض ہوگیا ہے۔

ہیکڑ (ک 1،ص ۲): مقامی: (عوام) خودسر، زورآور، شہ زور، زبردست (ال)۔ زمانے نے ان گنت ہیکڑوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔

ہین (ک 22،ص ۲۱۹): ہ: بد (م ک)

ہینتر (ک 22،ص ۲۱۹): ہ: بدتر (ل ک)

ہیوگن (ک 24،ص ۱۵): انگ: Huguenot: ہیوگناٹ: فرانس میں سولھویں اور سترھویں صدی کے اصلاحی یا کالونی گروہ کا فرد: فرانسیسی پروٹسٹنٹ (ق ال)۔ فرانس کے پروٹسٹنٹ فرقے کے پیروکار ہیوگنوں کہلاتے تھے۔

ہیوم (ک 20،ص ۳۲۸): David Hume (7 May 1711– 25 August 1776) was a Scottish philosopher, historian, economist, and essayist, known especially for his philosophical empiricism and skepticism. He is regarded as one of the most important figures in the history of Western philosophy and the Scottish Enlightenment. Hume is often grouped with John Locke, George Berkeley, and a handful of others as a British Empiricist.(وپ)

ہے ہے کے کے (ک 1،ص ۵۳): م: جھگڑا، ضد۔ چوبیسوں گھڑی کی ہے ہے کے کے برداشت نہیں ہوتی۔

یدھا (ک 10،ص ۳۸۹): م: سیدھا، راست۔ مدہا بوجھ اٹھاتا تھا۔

یاترا اور ناٹ (ک 23،ص ۲۸۱): ہ: سفر نامہ، خودنوشت

یاتری (ک 22،ص ۳۲۳): مسافر، مقدس مقامات کی سیر کرنے والے۔

یاچنا (ک 16،ص ۱۵): یاچنا: ہ: to ask,beg,pray,request,to want,need,entreat(پلیٹس)، بھیک مانگنا۔

چاہنا، التجا کرنا (ہ ال)۔ بھگوان سے پتر کے کُش رکھنے کی یاچنا کرو۔

یادہائے شیریں (ک 10، ص ۳۱۱): م: میٹھی یادیں، اچھی یادیں۔ اس کا بچپن یادہائے شیریں سے خالی تھا۔

یارائے گفتار (ک 10، ص ۱۰۸): م: بات کرنے کی قوت یا طاقت۔ میری یارائے گفتار اس کے سامنے سلب ہوجاتی ہے۔

یافتنی (ک 10، ص ۳۰۱): آمدنی، پانے کے لائق (ف ت)۔ دوکانداروں کی یافتنی کم نہ تھی۔

یاگ بلک (ک 20، ص ۳۱۴): سمرتیوں کی تفصیل منو اور یاگ بلک میں پائی جاتی ہے (پ چ)

یاگیاوِک (ک 3، ص ۸۲): ہ: یاگیک: قربانی دینے والا (ہ ال)

یتن (ک 19، ص ۹): ہ: کوشش، جدوجہد، تدبیر، علاج (ہ ال)۔ اس نے چھوٹنے کا یتن ترک کردیا۔

یتھارتھ (ک 16، ص ۱۶): مناسب، حق (م گ)۔ یہ آکشیپ درست ہے کہ پنچایتیں یتھارتھ نیائے نہیں کرسکتیں۔

یتھوچیت (ک 17، ص ۳۴۵): ہ: جیسا چاہیے ویسا، حسب حال، ٹھیک (ہ ال)۔ سب پریوار کو میر ایتھوچیت کہنا۔

یتھیشٹ (ک 16، ص ۱۱۲): حسب خواہش، کافی (م گ)، جتنا چاہیے اتنا، کافی، پورا، حسب آرزو (ہ ال)

یدھ (ک 19، ص ۱۴): ہ: لڑائی، جنگ، پیکار (ہ ال)۔ اس سے راجپوتوں اور مرہٹوں میں یدھ ہو رہا تھا۔

یدیپی (ک 19، ص ۱۰): ہ: اگرچہ کہ، تو بھی (ہ ال)۔ یدیپی کوئی اس کا اپرادھ نہ بتا سکا۔

یدی (ک 11، ص ۳): ہ: اگر (ہ ال)۔ یدی میں جانتا کہ بہو ایدل جائے گی تو اس کا ساتھ نہ دیتا۔

یش (ک 8، ص ۴۷۰): ہ: شہرت، نیک نامی (ہ ال): س: Glory,splendour,reputation (پلیٹس)، نام ونشان (ال)

یش ان کے آتم سنتوش کے لیے کافی تھا۔

یکادشی (ک 3، ص ۱۲۶): ایکادشی: ہ: ہندی مہینے کے کِش کا گیارہواں دن جس روز ہندو روزہ رکھتے ہیں (ہ ال)

اسی پاکھ کی یکادشی کو سویرے آپ کے ہاتھوں سے اس کی نیو پڑ جانی چاہیے۔

یکتی (ک 16، ص ۲۸): س: چالاکی (م گ)، یکت: trick,policy,right,deduction,argument (پلیٹس)

یگ پرورتک (ک 23، ص ۲۰۵): س: زمانہ ساز

یگیو پت (ک 14، ص ۴۸): یگیو پوت: ہ: جنیئو پہنانے کی رسم (ہ ال)۔ اس کے بڑے لڑکے کا یگیو پت ہوا۔

یگیہ (ک 2، ص ۴): ہ: پوجا قربانی جو شاستر کے مطابق ہو (ہ ال)۔ اس یگیہ کے لیے بڑے پیمانے پر دعوت دی گئی۔

یمدوت (ک 19، ص ۵۵۹): ہ: ملک الموت، رکھوالے (ہ ال)۔ وہ دونوں یمدوت ساری رات گھر کی رکھوالی کرتے رہے۔

ینتر (ک 16، ص ۱۳۲): تعویز (م گ)، ہ: جنتر: an astrological or magic diagram,juggling,a magic square,a charm,an observatory (پلیٹس)

ینتر یگ (ک22،ص۴۵۰): مشینی دور

یوتی (ک22،ص۴۵۰): لڑکی

یوگ بل (ک5،ص۴۷): یوگ: س: معرفت، عبادت، مراقبہ۔ بل: طاقت، توانائی، قوت۔ یوگ بل: معرفت کے ذریعے (ہ ال)

رشی یوگ بل کے ذریعے علم غیب حاصل کرتے تھے۔

یوگ تپ (ک1،ص۳۲۸): م: محنت کا پھل۔ اس تعلق کو یوگ تپ نہیں توڑ سکتا۔

یوگ دھارن (ک20،ص۲۰۶): سنیاسی کا بھیس اختیار کرلینا، جوگی بن جانا، استغراق میں چلے جانا، مراقبے میں چلے جانا (ف ت)

اس نے پتلون کوٹ اتار کر یوگ دھارن کرلیا۔

یوگ سادھن (ک1،ص۳۱۷): ہ: مرکب: عبادت، ریاضت یا مراقبہ کرنا

یوگا بھیاس (ک5،ص۲۱۰): یوگ شاستر کے مطابق آٹھ شاستر پر عمل کرنا (ہ ال)۔ رات کو وہ یوگا بھیاس کرتے۔

یوگیتا (ک22،ص۵): ہ: صلاحیت

یوگیہ پاتر (ک17،ص۵۱۱): اچھا، مناسب یا ٹھیک موضوع۔ یوگیہ پاتر نہ ملے تو اچھی کہانی بھی کوئی نہیں کھیلتا۔

یونی (ک19،ص۵۴۷): ہ: جسم، قالب (ہ ال)۔ اسے کتے کی یونی میں دنیا میں بھیجا گیا۔

یوں دوں کرنا (ک5،ص۹۴): یوں توں کرنا (محاورہ): to abuse,to curse (پلیٹس)، کوسنا، برا بھلا کہنا، گالی دینا

یوں دوں سے کام نہیں چلے گا، محنت کرو۔

یوواوستھا (ک19،ص۱۱): جوانی، گزرا ہوا وقت۔ اسے یوواوستھا کی یاد آئی۔

یوون وتی (ک16،ص۶۷): جوان اور حسین (م گ)، نوجوان عورت، حسین عورت، جوان اور خوب صورت لڑکی (ہ ال)

ماحصل

(جملہ مباحث سے اخذ ہونے والے نتائج)

فرہنگ پریم چند کے دو حصے ہیں۔ فرہنگ پریم چند اور دوسرا فرہنگ کلیات پریم چند۔ باب اول پریم چند اور باب دوم فرہنگ سے متعلق ہے۔ باب اول میں پریم چند کی مختصر سوانح، افکار اور تخلیقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ باب مختصر مضامین پر مشتمل ہے جس میں پریم چند کی زندگی، ملازمت، ابتدائی تخلیقات، افسانے، ناول، ڈرامے اور مضامین کے بارہ میں تحریریں قلم بند کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پریم چند کی مذہبی رواداری، سماج، اردو ہندی کشمکش، سیاسی افکار اور پریم چند پر نوآبادیاتی اثرات کو پریم چند کی تحریروں کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ اس باب کو مختلف آرا کا تجزیہ نہ بنایا جائے بلکہ انھی تحریروں کو پیش کیا جائے جو پریم چند کی ہیں یا ان کے دور کی ہیں یا مستند ہیں۔ اس باب کے مطالعہ سے بذیل نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ پریم چند نے اپنی زندگی کے انتالیس سال غربت میں گزارے اور ان کو معاشی سکون زندگی کے آخری سترہ سالوں میں نصیب ہوا اور اس سکون کا تعلق ملازمت سے آزادی کے ساتھ جڑتا ہے۔

۲۔ پریم چند ایک ایسا تخلیق کار ہے جس پر مغربی افسانہ نگاروں، ناول نگاروں اور مضمون نگاروں کے اثرات بہت کم ہیں۔ وہ ایک محب وطن ہندوستانی تھا اور اس کی تحریریں وطن اور ہندوستان تہذیب کے گرد گھومتی ہیں۔

۳۔ رواداری اور سیکولرازم کے نعرے لگانے کے باوجود پریم چند پکا ہندو تھا، اس کی تحریریں اس کا بڑا ثبوت ہیں۔ اسے ہندو تہذیب، تاریخ اور ثقافت سے عشق تھا۔ اس کے استعارے اور تلمیحات ہندو مذہب کا رنگ لیے ہوئے ہیں۔ اس کی اکثر تحریریں رام، سیتا، گنگا اور ہردوار کے تذکرے ہیں۔ کوئی بھی تخلیق ان تذکروں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ ایک طرف تو وہ شاکی ہے کہ علامہ راشد الخیری نے صرف مسلمانوں کے لیے لکھا اور دوسری طرف اس کی چند تحریروں کو چھوڑ کر تمام تخلیقات تعصب کا رنگ لیے ہوئے ہیں اور جو کچھ اسلام یا مسلمانوں پر لکھا اس میں بھی تعصب برتا ہے۔ ان کے مسلمان کردار اخلاق باختہ ہوتے ہیں خواہ افسانوں کے ہوں یا ناولوں کے۔ مضامین میں وہ صرف وہ مسلمان کردار لیتے ہیں جن کا فائدہ ہندوستان یا ہندو مذہب کو ہوا جیسے اکبر اور دارا شکوہ۔ سرسید اور حلیم شرر پر انھوں نے جو کچھ لکھا اس کا نقطۂ نظر تنقیدی ہے۔ ہندو مذہب اور دیومالائی کرداروں پر کھل کر اور فخر سے لکھا ہے۔ بچوں کے لیے رام چرچا جیسی کہانی لکھی جبکہ درگا داس اور سکھ داس جیسے ہندو کرداروں پر طویل مضامین اور کہانیاں لکھیں۔ اگر کربلا پر ڈرامہ لکھا تو اس میں بھی ہندو کردار داخل کر دیے اور ان ہندو کرداروں کی قربانیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

۴۔ تاہم پریم چند ایک سچا اور کھرا قوم پرست ہے جس پر نوآبادیاتی اثرات تلاش کرنا مشکل ہے۔ وہ ایک سیدھا سادہ فنکار ہے جو اپنی مٹی سے محبت کرتا ہے۔

۵۔ پریم چند نے مذہبی رواداری کو اپنے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے افسانوں، ناولوں اور مضامین میں اس رواداری کو فروغ دینے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ مضامین اور خصوصاً اداریوں میں یہ رنگ زیادہ گہرا ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ دونوں

تو میں مل کر آگے بڑھیں اور ہندوستان سے برطانوی سامراج کا بوریا بستر گول کرنے کے بعد ہندوستانی کی حیثیت سے ملک کی ترقی میں کردار ادا کریں۔

۶۔ پریم چند سجاد ظہیر اور احمد علی کی طرح کا ترقی پسند نہیں۔ وہ اپنے مذہب اور روایات کا باغی نہیں۔ وہ مذہب سے بغاوت نہیں سکھاتا البتہ اس کے استحصال کے خلاف ہے۔ ترقی پسندوں کی فحش گوئی سے دور بھاگتا ہے اور جنس کے تذکرے انتہائی ضرورت کے تحت ہی کرتا ہے۔ وہ ادب کے زندگی اور مقصد کے ساتھ تعلق کا ادراک رکھتا تھا اور اس کے لیے اس نے کسی ترقی پسند ادب کا مطالعہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی اسے اس کی ضرورت تھی۔

۷۔ پریم چند کے ناول، افسانے اور مضامین سماج کے گرد گھومتے ہیں اور اسے سماجی معالج کہا جا سکتا ہے۔ پریم چند نے کم عمری کی شادی، بدھوا وواہ، جہیز، مذہبی انتہاپسندی، منافقت، کسانوں اور دیہاتیوں کے مسائل، زمینداروں کی ناانصافیوں اور شہری سماج پر لکھا۔ ان کا سماج سارا ہندوستان نہیں۔ مسلمانوں، سکھوں اور عیسائیوں کے کہیں کہیں تذکرے ہیں اور وہ بھی اجنبی سے لگتے ہیں۔ تاہم گاندھی واد کے زیر اثر اچھوتوں کے مسائل کو اجاگر کرنے میں ان کا کردار کلیدی نوعیت کا ہے۔

۸۔ پریم چند کی سیاست ان کی تحریریں ہیں انھوں نے زندگی ادب کے نام کی۔ کانگریسی ہونے کے باوجود وہ اس کی پالیسیوں پر تنقید کرتے۔ سیاست میں وہ آمریت پسند تھے اور جمہوریت کے اس لیے قائل کہ اس کے ذریعے اقتدار تو بہر حال ہندوؤں ہی کو ملے گا۔ ان کی ساری سیاست کا محور و مرکز قومیت ہے۔

۹۔ پریم چند نے اردو میں لکھنا شروع کیا اور معاشی بنیادوں پر ہندی کی طرف گئے تاہم وقت کے ساتھ ساتھ وہ بھی سیاست میں پھنس گئے لیکن اس کے باوجود وہ عمر کے آخری مہینوں تک اردو میں لکھتے رہے یہاں تک کہ ترقی پسند مصنفین کی کانفرنس میں انھوں نے خطاب اردو میں ہی کیا۔ وہ ہندی نہیں ہندوستانی کے قائل تھے جو اردو اور ہندی پر مشتمل ہو۔ انھوں نے وہی زبان لکھنے کی کوشش کی۔ ان کی تخلیقات میں وہ زبان ملتی ہے جو رسم الخط کے فرق کے ساتھ ہندو اور مسلمان دونوں سمجھ سکتے ہیں۔

۱۰۔ مقالے کے پہلے باب کے پہلے حصے میں تیرہ موضوعات کے تحت پریم چند کے فکر و فن پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس باب کے دوسرے حصے میں پریم چند کا اسلوب اور اسلوب کا لسانیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ پریم چند کی لفظیات پر بحث کی گئی ہے۔ پریم چند نے اپنی تحریروں میں مقامی الفاظ کو خوب صورتی سے برتا ہے۔ انھوں نے ہندی محاورات و امثال اور تراکیب کا بھی مہارت سے استعمال کیا ہے۔ پریم چند کے اسلوب کی خاص بات وہ حقیقت پسندی اور مقصدیت ہے جو وہ کبھی نہیں بھولتے۔ جنس کے تذکرے بہت کم ہیں اسی لیے اس طرح کے الفاظ کم ملتے ہیں۔ اخلاق سے گری بات لکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ کردار کو سامنے رکھ کر مکالمے لکھتے ہیں اور ان کی ہندی بھی ایسی ہے کہ اسے سمجھنا آسان ہے۔

۱۱۔ پریم چند کا تہذیبی اور مذہبی پس منظر ہر تحریر میں بولتا ہے۔ ان کے اسلوب کی خاص بات وہ ماحول ہے جو وہ ہر تخلیق میں پیش کرتے

ہیں۔گنگا، ہردوآر، جنم اشٹمی، برت، ایشور، رام، سیتا، چوکا، بھرشٹ وغیرہ اور ان کے افسانوں کے طلسماتی راجپوت کردار۔

۱۲۔مقالے کا دوسرا باب کلیدی نوعیت کا ہے اور سارا مقالہ اس کے گرد گھومتا ہے۔اس باب کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ابتدا میں فرہنگ کے حوالے سے مباحث شامل کیے گئے ہیں۔فرہنگ کی مختصر تاریخ فرہنگ کی ضرورت اور فرہنگ پریم چند کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔پریم چند کی تمام تحریروں کی یہ پہلی فرہنگ ہے جس میں ان کی اردو اور ہندی دونوں طرح کی تحریروں سے الفاظ شامل کیے گئے ہیں۔یہ فرہنگ اردو ہندی ہندوستانی کی فرہنگ ہے اور اس کی تمنا پریم چند نے خود بھی کی تھی۔

۱۳۔اس کے ذریعے وہ تمام الفاظ یا زیادہ تر الفاظ اکھٹے کر لیے گئے ہیں جو آج کل کی اردو ہندی میں مستعمل ہیں۔اردو کا ہندی اور ہندی کا اردو سے فرق دونوں زبانوں کے بولنے والوں کو مزید دور کر رہا ہے۔ہمارے مذہبی تعصبات میں بھی زبان کا کردار بہت اہم ہے۔یہ ابلاغ کا ذریعہ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سب سے گہرا رشتہ زبان ہی کا ہوتا ہے۔اس فرہنگ کو تہذیبی فرہنگ بھی کہا جا سکتا ہے۔کیونکہ یہ ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے رنگ لیے ہوئے ہے۔اس باب میں پریم چند کے ناولوں، افسانوں، مضامین اور ڈراموں کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔فرہنگ میں مستعمل تراکیب، مرادی معنی، محاورات اور ضرب الامثال پر شروع ہی میں بحث کی گئی ہے۔ابتداء ہی میں اس بات کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ طریقہ اندراج اور مخففات کیا ہوں گے اور روایت سے ہٹ کر فرہنگ کی ابتداء الف ممدودہ سے کی گئی ہے۔

۱۴۔عام فہم الفاظ کو فرہنگ کا حصہ نہیں بنایا گیا کہ یہ مقالہ کی ضخامت ہی میں اضافے کا موجب بنتا۔

۱۵۔فرہنگ کو بہت آسان اور قاری کے لیے قابل فہم بنایا گیا ہے عام لغات میں کلید فرہنگ، مخففات اور علامات اتنی استعمال کی جاتی ہیں کہ مطلب تک پہنچنے میں بہت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جیسے 'فرہنگ تلفظ'۔راقم نے کوشش کی ہے کہ اس فرہنگ میں آسان فہم طریقہ استعمال کیا جائے۔زبان کا حوالہ دیا ہے کہ لفظ کس زبان کا ہے۔جس لغت سے مطلب یا مطالب اٹھائے گئے ہیں تو سین میں اس کا نام درج کر دیا ہے۔ایک بڑی تعداد ایسے الفاظ کی ہے جن کے مرادی معنی درج کیے ہیں۔یہ وہ معنی ہیں جو پریم چند نے اپنی تخلیقات میں استعمال کیے ہیں۔راقم نے کوشش کی ہے کہ وہی معنی لکھے جائیں جو تحریر کے اندر موجود معنی کے تسلسل کو قائم رکھے۔راقم کہاں تک کامیاب ہوا اس کا فیصلہ قاری ہی کر سکتا ہے۔

۱۶۔پریم چند کی تحریروں سے وہ ہندی الفاظ جو زبان زد عام ہیں یا ان کی تحریروں میں تسلسل سے آتے ہیں، کو بھی فرہنگ کا حصہ بنایا گیا ہے۔فرہنگ میں انگریزی زبان کا استعمال زیادہ ہے جو قاری کو عجیب لگے گا تاہم یہ سب معتبر حوالے ہیں اور فرہنگ کے حوالے کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش بھی عجیب لگتی ہے۔نیز پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کا اس بات پر اصرار بھی تھا کہ پلیٹس کی لغت سے حوالے انگریزی زبان ہی میں دیے جائیں۔انگریزی حوالوں میں پلیٹس اور وکی پیڈیا کو زیادہ استعمال کیا ہے کہ یہ دونوں حوالے وقیع ہیں۔اس کے علاوہ 'ہندی اردو لغت' اور 'نور اللغات' کا نمبر آتا ہے۔زیادہ تفصیل صرف ان کرداروں کی دی ہے

جن کے بارہ میں پریم چند نے بھی بار بار لکھا ہے یا ان کے بارے میں تفاصیل کم ملتی ہیں۔ اسے مختصر تعارف بھی کہا جا سکتا ہے۔ اردو ادب کے تخلیق کاروں پر مختصر صرف اس وجہ سے لکھا ہے کیونکہ یہ عام فہم ہیں۔

۱۷۔ تحقیق کے جدید اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اشاریہ سازی بھی کی گئی ہے۔ اشاریہ سازی میں شخصیات اور اماکن کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔

کتابیات

☆ احتشام حسین، سید، ''اردو افسانہ: روایت اور مسائل''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء

☆ ارتضیٰ کریم، ڈاکٹر (مرتب)، ''اردو ادب: احتجاج اور مزاحمت کے رویے''، دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۴ء

☆ اشرف، ڈاکٹر اے بی، ''شاعروں اور افسانہ نگاروں کا مطالعہ''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء

☆ اصغر حسین قریشی: مظہر سلیم (مدیران)، ''سہ ماہی تمثیل''، بھیونڈی ممبئی، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء

☆ اعظمی، شہاب ظفر، ''اردو کے نثری اسالیب''، دہلی: تخلیق کار پبلشرز، ۱۹۹۹ء

☆ افسر، حامد اللہ، ''تنقیدی اصول اور نظریے''، لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، دسمبر ۱۹۶۵ء

☆ انوار احمد، ڈاکٹر، ''اردو افسانہ: ایک صدی کا قصہ''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷ء

☆ انور سدید، ڈاکٹر، ''اردو ادب کی تحریکیں''، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۸۵ء

''اردو افسانے میں دیہات کی پیش کش''، لاہور: ابلاغ پبلشرز، ۲۰۰۵ء

☆ پریم چند، ''کلیات پریم چند 1''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۰ء

''کلیات پریم چند 2''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۰ء

''کلیات پریم چند 3''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۰ء

''کلیات پریم چند 4''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء

''کلیات پریم چند 5''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء

''کلیات پریم چند 6''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء

''کلیات پریم چند 7''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء

''کلیات پریم چند 8''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء

''کلیات پریم چند 9''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۰ء

''کلیات پریم چند 10''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء

''کلیات پریم چند 11''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء

''کلیات پریم چند 12''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء

''کلیات پریم چند 13''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء

''کلیات پریم چند 14''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء

''کلیات پریم چند 15''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء

''کلیات پریم چند 16''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء

پریم چند، ''کلیات پریم چند 17 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء
''کلیات پریم چند 18 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء
''کلیات پریم چند 18 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء
''کلیات پریم چند 19 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء
''کلیات پریم چند 20 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء
''کلیات پریم چند 21 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء
''کلیات پریم چند 22 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۵ء
''کلیات پریم چند 23 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۵ء
''کلیات پریم چند 24 ''، مدن گوپال (مرتب)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۴ء
''گئودان''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء

☆ خاکی، مسعود رضا، ڈاکٹر، ''اردو افسانے کا ارتقاء''، لاہور: مکتبہ خیال، ۱۹۸۷ء

☆ رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، ''اردو لغت نویسی: تاریخ، مسائل اور بحث''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان

☆ سجاد ظہیر، ''روشنائی''، کراچی: مکتبہ دانیال، بار دوم، جنوری ۱۹۸۶ء

☆ سکسینہ، رام بابو، ''تاریخ ادب اردو''، مرزا محمد عسکری (مترجم)، کراچی: غضنفر اکیڈیمی، ۱۹۹۸ء

☆ سلیم اختر، ڈاکٹر، ''اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۹ء

☆ شفیق انجم، ڈاکٹر، ''اردو افسانہ''، اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۰۸ء

☆ شمس الرحمان فاروقی، ''افسانے کی حمایت میں''، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، مئی ۱۹۸۲ء

☆ شورانی دیوی، ''پریم چند: گھر میں''، کراچی: فضلی سنز، ۱۹۹۸ء

☆ عبداللہ، ڈاکٹر سید، ''اشارات تنقید''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء

☆ عابد، عابد علی، سید، ''اسلوب''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء

☆ فتح محمد ملک، پروفیسر (مرتب)، ''اردو زبان اور اردو رسم الخط''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء

☆ قمر رئیس، ڈاکٹر، ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار''، نئی دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۴ء
''اردو میں بیسویں صدی کا افسانوی ادب''، دہلی: کتابی دنیا، ۲۰۰۴ء

☆ کامران، جیلانی، ''قومیت کی تشکیل اور اردو زبان''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء

☆ کامل قریشی، ''اردو اور مشترک ہندوستانی تہذیب''، دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۶ء

☆ گیان چند،''ایک بھاشا: دو لکھاوٹ، دو ادب''، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،۲۰۰۵ء

☆ محمد افضال بٹ، ڈاکٹر،''اردو ناول میں سماجی شعور''، اسلام آباد: پورب اکادمی،۲۰۰۹ء

☆ محمد اقبال، ڈاکٹر،''کلیاتِ اقبال اردو''، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز طبع سوم، جون۱۹۹۶ء

☆ محمد عارف، پروفیسر ڈاکٹر،''اردو ناول اور آزادی کے تصورات''، لاہور: پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی،۲۰۰۶ء

☆ مشرف احمد (مرتب)،''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ''، کراچی: نفیس اکیڈمی، اگست ۱۹۸۶ء

☆ نارنگ، پروفیسر گوپی چند (مرتب)،''اردو افسانہ: روایت اور مسائل''، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،۱۹۸۱ء

''بیسویں صدی میں اردو ادب''، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۸ء

☆ نگم، دیا نرائن (مرتب)،''زمانہ' پریم چند نمبر، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، جولائی ۲۰۰۲ء

☆ وقار عظیم،''داستان سے افسانے تک''، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، بار چہارم،۱۹۹۰ء

☆ وہاب اشرفی، پروفیسر،''اردو فکشن اور تیسری آنکھ''، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،۲۰۰۵ء

☆ ہگ فنلے (Hugh Finlay)،''انڈیا (India)''، ہانگ کانگ: لونلی پلینٹ پبلی کیشنز (Lonely Planet)، بار ششم،۱۹۹۶ء

لغات، فرہنگ، دائرہ معارف اسلامیہ

☆ احمد دہلوی، سید،''فرہنگ آصفیہ جلد ۱''، دہلی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۷۴ء

''فرہنگ آصفیہ جلد ۲''، دہلی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۷۴ء

''فرہنگ آصفیہ جلد ۳''، دہلی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۷۴ء

''فرہنگ آصفیہ جلد ۴''، دہلی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۷۴ء

☆ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۵، لاہور: دانش گاہ پنجاب،۱۹۷۱ء

☆ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول، کراچی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۷۸ء

جلد دوم، کراچی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۷۹ء

جلد سوم، کراچی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۸۱ء

جلد چہارم، کراچی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۸۲ء

جلد پنجم، کراچی: اردو ڈکشنری بورڈ،۱۹۸۳ء

جلد ششم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)،۱۹۸۴ء

جلد ہفتم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، جون ۱۹۸۶ء

جلد ہشتم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، دسمبر ۱۹۸۷ء

☆ اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد نہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، دسمبر ۱۹۸۸ء

جلد دہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، جنوری ۱۹۹۰ء

جلد یازدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، مئی ۱۹۹۰ء

جلد دوازدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، جنوری ۱۹۹۱ء

جلد سیزدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، بار دوم، جنوری ۲۰۰۸ء

جلد شانزدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، جون ۱۹۹۴ء

جلد ہفت دہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (وفاقی وزارت تعلیم)، دسمبر ۲۰۰۰ء

جلد ہژدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (وفاقی وزارتِ تعلیم)، جون ۲۰۰۲ء

جلد نوزدہم، کراچی: اردو لغت بورڈ (وفاقی وزارت تعلیم)، دسمبر ۲۰۰۳ء

جلد بیس، کراچی: اردو لغت بورڈ (وفاقی وزارت تعلیم)، جون ۲۰۰۵ء

جلد بیست و اول، کراچی: اردو لغت بورڈ (وفاقی وزارت تعلیم)، مارچ ۲۰۰۷ء

جلد بیست و دوم، کراچی: اردو لغت بورڈ (وفاقی وزارتِ تعلیم)، ۲۰۱۰ء

☆ اصغر، راجیسور راؤ، راجا، ''ہندی اردو لغت''، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، بار اول ۱۹۹۷ء

☆ اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر، ''فرہنگ فسانۂ آزاد''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء

☆ انصار اللہ، ڈاکٹر محمد، ''سنسکرت اردو لغت''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء

☆ پلیٹس، جان، "a dictionary of urdu classical Hindi and English"، کراچی: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۷۰ء

☆ جمیل جالبی، ڈاکٹر، ''قومی انگریزی اردو لغت''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، س ن

☆ خویشگی، عبداللہ خان، محمد، ''فرہنگ عامرہ''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۱۹۸۹ء

☆ داؤدی، مقبول انور، ''مطالب اقبال''، کراچی: فیروز سنز، ۱۹۸۴ء

☆ شان الحق حقی، ''فرہنگ تلفظ''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۳ء

☆ کین، جارج، ہنری، ''بایوگرافیکل ڈکشنری''(biographical dictionary)، لاہور: سندھ ساگر اکیڈیمی، ۱۹۷۳ء

☆ محمد حسن، پروفیسر، ''فرہنگ اردو محاورات''، لاہور: صابری برادرز، ۱۹۹۶ء

☆ نیر، مولوی نور الحسن، ''نور اللغات۔ جلد اول''، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء

''نور اللغات۔ جلد دوم''، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء

اشاریہ

(Indexing)

اشخاص

آتش (خواجہ حیدر علی): ۹۵

آسکر وائلڈ: ۹۸

آلہا (راجا): ۱۰۰

آنندی دیوی: ۵

ابوالکلام آزاد: ۲۵

احتشام حسین: ۶۸، ۳۳۵

احمد علی: ۴۰، ۳۳۱

ارجن: ۱۱۰

اروِن: ۲۱، ۸۳

اشرف علی لکھنوی: ۴۷

اقبال محمد اقبال، علامہ اقبال: ۱، ۳۵، ۳۷، ۴۰، ۴۴، ۸۱، ۱۰۴، ۱۵۵، ۲۲۵، ۲۲۹، ۲۵۸، ۳۲۴، ۳۳۷

اکبر یا اکبر اعظم یا جلال الدین اکبر: ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۴۱، ۴۹، ۱۳۹، ۱۲۱، ۲۸۷، ۳۳۰

اکبر یا اکبر الہ آبادی: ۲۸، ۲۹، ۱۱۳

امام بخش صہبائی: ۵۷

امتیاز علی تاج: ۳۱، ۸۶

امیر یا امیر مینائی: ۴۴، ۴۷

امیر خسرو: ۵۰

امیلی زولا: ۱۱۷

اندر ناتھ مدان: ۳۳

انوار احمد یا ڈاکٹر انوار احمد: ۱۰، ۱۳، ۲۴، ۶۵، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۹۴، ۳۳۵

انور سدید، ڈاکٹر: ۴۰، ۶۸، ۳۳۵

انیس یا میر ببر علی انیس: ۱۲۱

اوحد الدین بلگرامی یا بلگرامی: ۷۳

اورنگزیب یا اورنگزیب عالمگیر: ۴۱، ۱۹۹

ایس ڈبلیو فیلن یا ڈاکٹر فیلن یا فیلن: ۷۳، ۷۴، ۷۵

ایشور چندر ودیا یا ایشور چندر ودیا: ۴۹، ۶۴، ۱۴۳

ایرسن: ۱۴۴

اینی بیسنٹ یا مسز اینی بیسنٹ: ۸۳

بابو متھلی شرن گپت: ۵۲

بابو شیو پرشاد یا راجا شیو پرشاد: ۵۲، ۹۱

بال مکند گپت: ۳۴

بدرالدین طیب جی: ۴۱، ۸۷

براؤننگ: ۱۳۱

برک: ۴۹، ۶۴، ۱۳۴

بنارسی داس چترویدی: ۳۱، ۳۴، ۳۳، ۳۵، ۵۴، ۸۶

بنکم یا بنکم چندر چٹرجی: ۳۳، ۳۵، ۵۴، ۱۳۶، ۳۱۹

بہادر شاہ ظفر: ۲۱۲

بہاری یا بہاری لال: ۲۴، ۴۱، ۶۶، ۱۳۷

بھاسکر اچاریہ: ۲۸۷

بھارتیندو یا بھارتیندو ہریش چندر یا بابو ہریش چندر: ۲۷، ۴۱، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۷۰، ۱۹۹

بھرت: ۲۳، ۴۱، ۶۱، ۶۲، ۶۶، ۲۷۴

پرتھوی راج: ۱۱۴، ۲۱۴

پروفیسر سلون لیوی: ۱۵۷

پریاگ: ۲، ۱۳۷، ۱۵۷، ۲۵۳

پریم چند: ۱، ۲، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳،
۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰۔

۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۸،

۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۱۱۴، ۱۲۶، ۱۶۴، ۲۱۳، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷

پلاتی: ۶۴، ۱۶۰

پنڈت بنسی دھر: ۷۵

پنڈت شردھا پھلوری: ۵۴

پنڈت منن دویے: ۳۱

پوپ لیو: ۱۶۴

پیارے لال شاکر: ۲۹

تان سین: ۵۹، ۱۶۸

تھوون: ۱۶۸، ۳۰۱

تلسی داس: ۲۴، ۵۹

تالستائی یا کاؤنٹ تالستائی: ۲۴، ۳۳، ۳۸، ۴۷، ۴۸، ۵۴، ۶۶، ۷۹

ٹیگور (رابندرناتھ): ۲۹، ۳۴

جارج ایلیٹ: ۶۴

جارج کالفر ڈوہت ورتھ: ۷۴

جامی یا معراج جامی: ۴

جامی یا مولانا جامی: ۲۹، ۲۱۹

جان پلیٹس یا پلیٹس: ۴، ۷۳، ۷۴، ۷۶، ۷۸، ۳۳۳ (فرہنگ کے تقریباً ہر صفحے پر)

جان شیکسپیر: ۷۹

جانگی: ۱۷۶

جاوید رحمانی: ۵۴، ۷۰

جلال لکھنوی: ۷۳

جمیل جالبی: ۷۳، ۳۳۸

جوش یا جوش ملیح آبادی: ۳۵، ۳۷، ۲۲۹

جون آف آرک یا جان آف آرک:۶۴، ۱۸۴

جیتندر کمار:۳۱، ۸۶

چارلس ڈکنز:۲۰۹

چارلس ریڈ:۱۸۵

چارلس ہفتم:۱۳۷

چاند بی بی:۶۴، ۱۸۵

چرک:۱۸۷، ۲۲۸

چرنجی لال:۷۳، ۷۵

حالی، الطاف حسین:۱۹۵

حامد اللہ افسر:۷۰، ۳۳۵

حسنؓ:۴۲

حسن میر کامل:۷۳

حسینؓ:۳۰، ۴۲

حکیم برہم:۱۰

حلیم شرر یا مولانا عبدالحلیم شرر یا شرر:۱۲، ۲۶، ۳۱، ۶۴، ۶۶، ۸۷، ۱۹۹، ۲۴۳، ۳۳۰

خواجہ حسن نظامی:۳۰

دادا بھائی:۲۶

دارا شکوہ یا دارا:۲۷، ۳۱، ۶۶، ۶۹، ۳۳۰

دانتے:۲۹، ۱۹۸، ۲۱۱

دروپدی:۱۹۹، ۲۰۰

دریودھن:۲۰۰

دشرتھ یا راجا دشرتھ:۲۰۰، ۲۲۸، ۲۴۷

دمینتی:۲۹، ۲۰۲

دنیڈ اک:۲۰۳

دھنپت رائے: ۵، ۶، ۱۴، ۸۴
دھنونتری: ۲۰۶
دیا نرائن نگم یا نگم: ۵، ۶، ۹، ۱۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۵۳، ۶۳، ۶۵، ۷۰، ۸۶، ۹۲، ۹۳، ۳۳۷
دیانند سرسوتی یا سوامی دیانند: ۵۴، ۹۷
ڈاکٹر جانسن: ۲۰۸
ڈاکٹر کچلو یا سیف الدین کچلو: ۲۵
ڈلہوزی: ۲۰۹
ڈنکن فاربس: ۳۷
ڈی ایل رائے: ۲۱۱
ذوق یا محمد ابراہیم ذوق: ۹۵، ۲۱۴
راجا بھیم: ۲۰۴، ۲۱۶
راجا جنک: ۱۳۹، ۱۷۶
راجا دسرتھ: ۵۹، ۲۰۰
راجا نل: ۲۰۴
راجا پانڈو: ۱۱۰
راجا ٹوڈرمل یا ٹوڈرمل: ۲۵، ۲۶، ۳۹، ۶۶، ۱۷۴
راجا دلیپ: ۲۱۶
راجا رام موہن رائے: ۵۱
راجا جے کشن داس: ۵۴
راشد الخیری یا علامہ راشد الخیری: ۳، ۱۴، ۳۱، ۳۴، ۳۸، ۶۹، ۳۳۰
رام یا رام چندر یا رامچند ریا راجا رام چندر یا سری رام چندر: ۱۳، ۲۳، ۲۴، ۲۹، ۳۴، ۳۸، ۳۹، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۴، ۷۱، ۷۹، ۸۵، ۱۰۴، ۱۰۷، ۱۲۶، ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۸، ۱۷۶، ۱۸۴، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۲۸، ۲۳۱، ۲۶۴، ۲۸۵، ۲۹۷، ۳۱۱، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۲۵، ۳۳۰، ۳۳۴
رام چندر رنگڈن: ۴۳

رام کرشن چندر اکر: ۲۸

رامانج یا سری رامانج: ۲۹، ۲۲۸

رانا ڈے: ۲۶

راون: ۶۱، ۶۲، ۹۲، ۱۳۹، ۲۰۰

رسوا مرزا ہادی: ۱۶

رضیہ سلطانہ یا رضیہ بیگم: ۲۱۵

رفیلی: ۲۹، ۲۱۵

رکمنی (کرشن کی بیوی): ۱۳، ۱۸، ۴۱، ۵۹، ۲۱۶

رنجیت سنگھ: ۲۷، ۴۱، ۴۹، ۶۶

رویندر ناتھ ٹھاکر: ۳۲، ۵۴

رؤف پاریکھ: ۹۳، ۳۳۶

زلیخا: ۲۹، ۶۷، ۲۱۳، ۲۱۹، ۲۵۵

زینبؓ: ۴۳

ساوتری: ۶۲، ۲۰۲

سجاد ظہیر: ۸، ۴۰، ۵۱، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۳۳۱، ۳۳۶

سراج الدین خان آرزو: ۳۷

سرسید: ۲۸، ۴۱، ۶۲، ۶۶، ۸۷، ۹۱، ۳۳۰

سرشار: ۱۳، ۱۵، ۲۶، ۳۲، ۴۱، ۵۴، ۵۶، ۶۶، ۸۲، ۲۴۷

سسرت: ۲۲۸

سکندر اعظم: ۱۳۳

سکندر لودھی: ۲۵

سکیمولر: ۲۲۹

سلطان التمش: ۲۱۵

سوامی وویکانند: ۱۵، ۴۱، ۹۱

سیتا:۱۳، ۲۳، ۲۹، ۶۱، ۶۲، ۹۲، ۱۴۶، ۱۵۳، ۱۷۶، ۲۰۲، ۲۷۲، ۲۸۵، ۲۹۷، ۳۲۱، ۳۳۰، ۳۳۲

سیداحمد دہلوی:۷۳، ۷۵، ۳۳۷

سیدعبداللہ، ڈاکٹر:۷۰، ۳۳۶

سیوری:۲۴۱

شاستری، ششوی:۳۰۶

شاکیہ منی، گوتم:۲۲۷، ۲۵۹، ۲۷۹

شاہ بینا:۳۱۱

شبری:۲۴۲

شری امرت رائے یا امرت رائے:۷، ۱۰، ۱۵، ۳۱، ۸۶، ۸۷

شری پت رائے:۶

شری واستو:۳۲

شش پال:۲۲۴

شلیگل:۲۲۵

شنکراچاریہ:۲۹۱

شوپرشاد گپت، جی:۷

شورانی دیوی:۶، ۷، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۳۳۶

شباب ظفر اعظمی:۴۷، ۶۳، ۶۹، ۷۱، ۳۳۵

شیام یا شیاما:۱۳، ۱۳۶، ۲۴۱، ۲۴۶

شیخ سعدی:۷۹، ۲۷۴

شیکسپیئر:۱۸۱، ۱۹۹، ۲۴۷

شیلے:۲۴۷

عابد علی عابد:۵۴، ۷۰، ۳۳۶

عبدالواسع ہانسوی یا ہانسوی:۷۳، ۷۵

عجائب رائے:۵

علیؑ: ۴۲، ۲۵۰

غالب یا اسد اللہ خان غالب: ۴۴، ۳۴، ۲۱۲، ۲۵۰، ۲۵۵، ۲۶۹

غلام احمد پرویز: ۵۰، ۵۱

غلام سرور لاہوری: ۴۷

غلام قادر روہیلہ: ۴۴

فراق گورکھپوری: ۳۱، ۸۶

فردوسی: ۲۵۰

فیضی: ۲۸۷

قاضی عبدالودود: ۷۵

قمر رئیس: ۱۰، ۳۹، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۸۴، ۸۵، ۹۳، ۳۳۶

قیس: ۲۹، ۳۰۲

کالی داس: ۱۰، ۲۹، ۳۰، ۲۱۴، ۲۲۲، ۲۵۳

کچا: ۲۵۵

کبیر یا مہاتما کبیر: ۶۴، ۱۱۹، ۱۹۱، ۳۰۳

کبیر داس: ۲۷

کپلنگ روڈیارڈ: ۲۱۷

کرشن یا سوامی کرشن یا کرشن جی: ۱۳، ۲۱، ۲۹، ۳۰، ۳۴، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۴، ۹۴، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۴۱، ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۹۵،
۲۰۲، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۱۶، ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۳۳، ۲۳۶، ۲۵۵، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۴، ۲۹۱، ۲۹۴، ۳۰۸، ۳۱۱

کرشن کشور: ۱۰، ۴۱

کرشن گوکھلے، گوپال: ۲۶، ۴۱

کرنل الکاٹ: ۲۶۰

کرنجیو: ۲۶۰

کنس: ۱۷۷

کوشلیا: ۲۳

کیشو: ۲۳، ۴۱، ۲۷۲
کیکئی: ۲۳، ۲۷۲
گاڈوردی: ۳۱
گاندھاری: ۲۷۳
گبن: ۲۷۴
گلکرسٹ: ۳ ے
گنیش جی: ۲۷۹
گنیش شنکر ودیارتھی: ۷
گوبند رام ترپاٹھی: ۲۷۹
گوپی چند نارنگ: ۶۴، ۶۵، ۶۸، ۳۳۷
گوری شنکر ہیرا اوجھا: ۲۸
گولڈ سمتھ: ۲۸۰
گووند سنگھ: ۲۸۱
گووند داس: ۲۸۱
گیان چند: ۵۳، ۳۳۷
گیتا یا بھگوت گیتا: ۲۶، ۴۱، ۴۹، ۶۶، ۲۰۴، ۲۹۴
لکشمن: ۲۳، ۲۸۵
للولال جی: ۵۱
لوکمانیہ تلک: ۲۸۷
لیلاوتی: ۲۸۷
لیونارڈو ونسی یا لیونارڈ: ۲۸۸
مارٹن لنگ: ۲۴، ۳۰
مارگریٹ: ۲۸۸
مان سنگھ یا راجا مان سنگھ: ۲۶، ۴۱، ۴۹، ۶۶، ۱۶۱

مانک لال جوشی: ۳۲

مائیکل اینجلو: ۲۹۰

مہر انت: ۲۹۱

متھرا پرشاد مصر: ۷۵

محبوب علی رامپوری: ۷۳

محمدؐ: ۴۲، ۴۵، ۴۶، ۶۹

محمود ایوبی: ۴۲، ۴۳، ۶۹

مدن گوپال: ۱، ۱۰، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۶۱، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۸، ۷۹، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۹۰، ۹۳، ۳۳۵، ۳۳۶

مرزا مچھو بیگ ستم ظریف: ۷۳

مرزا جان طپش: ۷۳

مریم یا ماتا مریم یا حضرت مریم: ۲۸۸

مسعود ہاشمی: ۷۴

منٹو (سعادت حسن): ۱۴

منشی گورکھ پرشاد عبرت: ۴۱

موزارٹ: ۳۰۱

مولانا شوکت علی: ۲۵

مولانا ظفر علی خان: ۳۰

مولوی ذکاء اللہ: ۲۵، ۴۹

مولوی عبدالحق: ۳۵، ۷۷

مولوی غیاث الدین: ۲۶

مولوی محمد مہدی واصف: ۷۳

مولوی نورالحسن: ۷۴، ۳۳۸

مہادیو: ۲۴۸

مہاتما گاندھی یا گاندھی: ۷، ۲۱، ۳۹، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۲، ۵۵، ۸۲

میر، میر تقی:۴۲، ۳۰۵

میر علی اوسط رشک:۷۳

میر محمدی عترت:۷۳

میرابانی یا میرا سابانی:۵۹

ناسخ، امام بخش:۵۱، ۷۳

نذیر احمد:۱۶، ۱۸، ۵۶

نظیر اکبر آبادی یا نظیر:۱۲، ۳۱۰

نواب رائے:۵، ۹، ۱۲، ۸۴

والٹر سکاٹ:۴۶

وحیدالدین سلیم یا وحیدالدین:۴۱، ۸۷

ورجل:۴۹، ۳۱۶

وشنو:۴۴، ۹۱، ۱۳۰، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۳، ۲۳۰، ۳۰۵، ۳۰۹، ۳۱۹

وہاب اشرفی، پروفیسر:۱۵، ۳۴۷

ویاس:۴۹، ۳۴۰

ہنومان:۳۵، ۲۳۱، ۳۲۵

ہومر:۴۹، ۲۵۰، ۳۲۵

ہیلوسی:۱۳۵

ہیوم:۳۲۶

یزید:۹۵

یوسف:۴۹

Akbar:185

Charles VII:182

David Hume:273,326

George Berkeley:273,326

Herodotus:325